فاعتبروا یا اولی الابصار

بفضل خالق

ذو الجلال والاکرام درین ایام فرخندہ فرجام بانتساب عامہ سرکار عالی نظام تاریخ لاجواب

المسمیٰ بہ

محبوب الزمن تذکرہ شعرائے دکن

حصہ دوم

از تالیف فاضل ادیب عالم لبیب محقق مولوی ابو تراب

محمد عبد الجبار خان صاحب صوفی ملکاپوری ثم حیدرآبادی

صدر مدرس عربی فارسی مدرسہ اعزہ

در سنہ ۱۳۲۹ ہجری

در مطبع رحمانی [illegible]

اعلان

فہرست کتب مطبوعہ و غیر مطبوعہ مؤلفۂ مولوی محمد ...

۱ـ محبوب الوطن تذکرہ سلاطین دکن حصہ اول ـ در بیان سلاطین بہمنیہ ـ

۲ـ محبوب الزمن تذکرہ شعرائے دکن حصہ اول (۶۱۲) صفحہ ـ

۳ـ محبوب الزمن تذکرہ شعرائے دکن حصہ دوم (۶۳۶) صفحہ ـ

زیر طبع

۴ـ محبوب ذی المنن تذکرہ اولیائے دکن ـ قریب نصف طبع شدہ

۵ـ محبوب ... تذکرہ امرا و وزراء دکن ـ

۶ـ محبوب نو دکن تذکرہ آثار دکن ـ

۷ـ محبوب الوطن تذکرہ سلاطین دکن حصہ دوم در بیان طوائف ملوک دکن

فہرست حصہ دوم محبوب الزمن تذکرہ شعرائے دکن

حرف الصاد

صارم - صمصام الملک میر عبد الحی خان بہادر اورنگ آبادی

صارم تخلص - میر عبدالحی خان بہادر نام صمصام الملک خطاب ہے - آپ سادات خواف سے ہین - آپ نواب صمصام الدولہ شاہنواز خان شہید کے خلف الصدق ہین - آپکی ولادت سنہ ۱۱۴۲ ہجری مین شہر اورنگ آباد مین ہوئی - نشو نما کے بعد ابتدائی تعلیم سے مدارس مین فراغت پاکر علوم درسیہ کی تحصیل مین مشغول ہوئے - اور چند مدت فنون ادبیہ عربیہ مین مصروف رہے اور چندے حکمت نظری و عملی مین گذارے - غرض کہ آپ بائیس برس کی عمر مین فارغ التحصیل ہوئے - سنہ ۱۱۶۲ ہجری مین خطاب خانی و منصب سے سرفرازی پائی - نواب نظام الدولہ ناصر جنگ کی عنایت و توجہ سے صوبہ برار کی دیوانی اور نواب کی جاگیر کی متصدی گری آپکے نام پر مقرر ہوئی - آپ برار مین رونق افزا ہوئے - خدمات مفوضہ کا سرانجام عمدہ طرح سے کرنے لگے - پھر نواب امیر الممالک آصف الدولہ صلابت جنگ کے عہد مین شش ہزاری منصب و نوبت اور شمس الدولہ دلاور جنگ خطاب سے ممتاز ہوئے اور خجستہ بنیاد اورنگ آباد کی نظامت اور دولت آباد کی قلعداری آپ کے نام پر مقرر ہوئی - سنہ ۱۱۷۱ ہجری مین حیدر جنگ کے قتل کے بعد آپکے والد ماجد مقتول ہوئے - صمصام الدولہ کی شہادت کے بعد فرانس کا لشکر حیدرآباد روانہ ہوا - اور آپکو بھی ہمراہ لیا - حیدرآباد مین آپکو قلعہ گولکنڈہ مین مقید کیا - اور آپکے بھائی میر عبد السلام خان کو بیماری کی وجہ سے قلعہ دولت آباد مین بھیجا - پھر آصفجاہ ثانی برار سے حیدرآباد آئے - اور امیر الممالک صلابت جنگ بھی مچھلی بندر سے پہنچے

دونون بہائیون مین ملاقات ہوئی۔ آصفجاہ ثانی ولیعہد ہوئے۔ مالی و ملکی کل مہمات
کا انتظام اپنے قبضۂ اقتدار مین لیا۔ ۵ ذیقعدہ سنہ ۱۱۷۲ ہجری مین آپکو قلعہ سے نکالے
گویا از سر نو زندہ فرمائے۔ نہایت محبت و قدردانی سے منصب قدیم کی بحالی و موروثی خطاب
کے عطیہ سے سرفراز و ممتاز فرمایا۔ اور صوبجات دکن کی دیوانی سے معزز و مشرف کیا۔
اور آپکو مشیر و مقرب بنایا۔ ممالک محروسۂ دکن آپکی دیوانی کے آب رنگ سے رشک
چمن ہوا۔ اور آپکی فیض رسانی توجہ سے سیراب تازہ ہوا۔ ریاست کے کل امور جزئی و کلی
کا مدار آپکی رائے صائب پر تہا۔ اور آپکی حکمت عملی سے ریاست کا کارخانہ عمدہ طرح سے
چلتا تہا آپکی دیوانی مین تمام رعایا و برایا مرفہ الحال تہی۔ تجارت و زراعت کی
بہی عمدہ حالت تہی۔ ظلم و تعدی ممالک محروسہ کی حد سے خارج تہے۔ کسی کی مجال
نہ تہی کہ غربا و فقرا کو ستاوے۔ آپ خوش مزاج و رنگین طبع و شگفتہ جبین و خوشنو صنع
تہے۔ ذی مروت و عالی ہمت۔ فرشتہ سیرت پسندیدہ صورت تہے۔ ذہانت و فطانت
مین عقل کل۔ شگفتہ بیانی و نازک خیالی مین تازہ گل تہے۔ صولت و بہادری مین
شیر دل۔ جرات و دلیری مین کامل تہے۔ سخندان و سخن گو زندہ دل تہے۔ صاحب تمکین
و وقار۔ رحم دل و بردبار تہے۔ بر اکہ خصائل ملائکہ شمائل تہے۔ علوم ادبیہ عربیہ
و فنون حکمیہ نظریہ مین خوب مہارت رکہتے تہے۔ حکیم و ادیب تہے۔ خوش تقریر
و خوش تحریر تہے۔ آپکے کلام منظوم و منثور کے دیکہنے سے روزمرہ اہل زبان نظر آتا ہے
الفاظ کی نشست و شستگی سے محاورہ ایران معلوم ہوتا ہے۔ اشعار کی نزاکت
معانی سے کمال صفاہان عیان ہے۔ فصاحت و بلاغت سے کمال سحبان نمایان ہے
آپکی قوت مدرکہ و ملکۂ راسخہ اسقدر درست و صحیح تہی۔ کہ مہمات ملکی و مالی کو بغیر اعانت

مشیر و مشورہ ہی کرتے تھے۔ تدبیر رسا و رائے صائب سے موصوف تھے۔ معاملات ملکی کے
اجتہاد مین بہت کم خطا واقع ہوتی تھی۔ سریع الفہم و ذکاوت ذہن مین معروف تھے
مدعی و مدعی علیہ کی تقریر سے فی الفور راستی و کذب مین تمیز فرماتے تھے۔ قوت فیصلہ سے
فیصل مدلل لکھتے تھے۔ درمیان متخاصمین انصاف نمایان ہوجاتا تھا۔ دونون
آپکی کرامت و روشن ضمیری کے قائل ہوتے تھے۔ تواریخ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے
کسی مورخ نے آپکی دیوانی کے زمانہ مین بے انتظامی و بدنظمی کی شکایت نہین کی
نہ آپکی کسی فیصلہ پر نکتہ چینی کی۔ ہر ایک لکھتا ہے کہ آپکے عہد وزارت مین ملک دکن
سیراب و شاداب تھا۔ رعایا کی حالت قابل اطمینان تھی۔ کیا امیر و کیا فقیر خوشحال
و فارغ البال تھے۔ آپ آقا کی اطاعت و فرمان برداری کو فرض عین سمجھتے تھے حق نعمت
کے میدان مین کبھی قدم نہین رکھتے تھے۔ بلکہ آپکے دلمین اساءت کے خیال کا بھی
گذر نہین تھا۔ جبتک رہے امانت و دیانت سے کام کرتے رہے۔ حق پسند و حق شناس
تھے۔ جو آدمی جس حیثیت و لیاقت کا ہوتا تھا اُسکو اُسی حیثیت و لیاقت کا کام
تفویض فرماتے تھے۔ آپکے حضور مین سعی سفارش کی کچھہ وقعت نہین تھی۔ آپ
فرماتے تھے میرے نزدیک انسان کے لئے لیاقت ذاتی سے بہتر کوئی سفارش نہین۔ ہان
جوہر شناس ہونا شرط ہے۔ بدون جوہری کھرے کھوٹے مین تمیز نہین ہوسکتا۔ اگر حاکم
بالادست لائق ہو تو سفارش فضول ہے۔ آپکے کلام سے یہ بات معلوم ہوتی ہے
کہ ریاست کے انتظام کے لئے لائق شخصون کا ہونا نہایت ضرور ہے۔ مدبر و لائق ریاست
کا جزو اعظم ہے۔ ہوشیار و تجربہ کار آدمی اس عمارت کا رکن اقوم ہے۔ ظاہر ہے
اگر عمارت کا ستون قوی نہو تو وہ عمارت کمزور ہوگی۔ اور تھوڑی ہی مدت مین

منہدم ہو جائیگی۔ اسیطرح ریاست مین کوئی لائق مدبر نہو تو وہ ریاست تباہ و برباد
ہو جائیگی۔ ریاست کی تقویت کے لئے دو جزو اعظم مین ایک اہل قلم دوسرے اہل علم
بہی ریاست کے دو قوی بازو ہین جن کے بل پر ریاست چلتی ہے۔ سلف کے کارنامے
انہین باتونکا آئینہ ہے۔ زمانہ کے خاکہ مین انہین کا فوٹو کہنچا ہوا ہے۔ زمانہ یہہ فوٹو
ہاتہہ مین لئے کہڑا ہے۔ اور زبان حال سے کہہ رہا ہے کہ ذرا ادہر آئے۔ ملاحظہ کیجئے
ہم خواب خرگوش مین مست پڑے ہین۔ نائو نوش مین ایست ہو رہے ہین۔ ہمارے
منہ پر غفلت کا نقاب ہے۔ اور ہماری آنکہون پر نادانی کا حجاب ہے۔ ہم نہ کانون سے
سنتے ہین نہ آنکہون سے دیکہتے ہین ہائے غفلت تیرا روسیاہ ہو تو نے بہت سے گہر
خراب کئے اور آیندہ بہی کریگی۔

آپکی مزاج مین دور اندیشی اور عاقبت بینی کی صفت تہی۔ کرنے سے پہلے ہی اُس کام کا
خیالی نتیجہ قائم کر لیتے تہے۔ کوئی کام ہو اُس کے کرنے مین بڑی احتیاط فرماتے تہے
سوچ سمجہکر کرتے تہے۔ اُن کے نتائج سے فائز المرام ہوتے تہے۔ کبہی ہزیمت نہین پاتے
تہے۔ ہمکو بہی انہین بزرگون کی پیروی کرنا چاہئے۔ تاکہ پورے طور سے کامیابی حاصل
کرین۔ ہمکو آپکی دور اندیشی کا حال آپکے خط سے معلوم ہوا۔ جو انشار شاہنواز خانی
مین ہے اُسکا مضمون یہہ ہے آپنے گردہر پرشاد کو ایک خط لکہا اور ظاہر کیا کہ مجھکو بالا بالا
معلوم ہوا کہ جمعہ کے دن حضور بندگان عالی ایلورہ کے صنم کدون کو ملاحظہ کرینگے
میرے نزدیک اسوقت سیر کرنا تنہا بدون فوج سوار و پیدل مناسب نہین کیونکہ اُسکے
اطراف مین غنیم کی فوج پڑی ہوی ہے۔ مبادا کہ حضور سے مقابل ہو۔ آپ موقع دیکہکر
عرض کیجئے اور میرا خط بہی ملاحظہ مین گذرانئے۔

تبدیل تخلص

آپ ابتدا مین مخاطب بہ شمس الملک دلاور جنگ تھے۔ اُسوقت وقار تخلص فرماتے تھے جب صمصام الملک سے مخاطب ہوئے اُسوقت صارم تخلص اختیار کیا۔ صارم صمصام کے مناسب ہے

لطیفہ

میر غلام علی آزاد نے مآثر الامرا کے دیباچہ مین آپکے والد ماجد کے ترجمہ مین لکھا ہے کہ شاہنواز خان مع ایک صاحبزادہ فرانس کے ظلم سے شہید ہوئے۔ اور میر عبدالحی خان و میر عبدالسلام خان محفوظ رہے۔ اسماء الہی کے لئے آثار ہین کہ اُنکا ظہور مسمی کی ذات مین ہوتا ہے۔ چونکہ ان دو بزرگون کے نام مین حی و سلام ہے دونون نامون کے معانی نے آپکو بچایا۔ اور آفات سے محفوظ رکھا۔

آپ علما و فضلا کے قدردان۔ فقرا و غربا کے فیض رسان تھے۔ شعرا کی بھی بڑی قدر کرتے تھے۔ ہر ایک کے ساتھہ حسن سلوک سے پیش آتے تھے۔ سرکاری کامون سے فراغت پاکر علما و شعرا کے ساتھہ مجالسہ و مکالمہ فرماتے تھے۔ آپ بھی والد ماجد شہید کیطرح تاریخ دانی و سخن فہمی مین بے نظیر تھے۔ اور شعرگوئی مین بھی بیمثل تھے۔ صاحب دیوان تھے۔ اور زبان ریختہ مین بھی کبھی کبھی کہتے تھے زبان ریختہ مین دیوان مرتب نہین کیا تھا کہین کہین چیدہ چیدہ اشعار ملتے ہین دونون زبان مین آپکا کلام شستہ و صاف ہے تکلف و بناوٹ سے پاک ہے۔ الفاظ کی بندش و روزمرہ با محاورہ ہے آپکا ہر ایک شعر برجستہ معانی تازہ کا ذخیرہ ہے۔ خال و خط کی بیان مین غازہ پیرائی کی اور حسن و جمال کی خوشنمائی دکھلائی۔ آپ قوی حافظہ تھے۔ حافظہ کیا تھا غضب تھا۔ تیموریہ خاندان کے تمام واقعات اور کل صوبجات ہند کی حوادثات حافظہ کے خزانہ مین محفوظ تھے

اور ہر ایک صوبہ کے نظم و نسق کی کیفیت سے واقف تھے۔ دکن کے کل چھہ صوبون کے جزو و کل سے ماہر تھے۔ مجھکو آپکی خاص ایک بیاض ملی اُسمین دکن کے ہر ایک صوبہ کے شہرون اور قصبون اور دیہات کا تفصیلی حال اور ہر ایک گانون کی آبادی کل رقبہ و محاصل بھی مرقوم ہے اور تمام دکن کے عمارات و قلعجات اور اُن کے بانیون کے نام اور سن بنا لکھے ہین۔ اور عالمگیری کل منصبدار اور نیز آصفجاہی امرا عہدہ دارون کے نام مذکور ہین ہمکو آپکی بیاض سے آثار دکن کے لکھنے مین بڑی مدد ملی۔

بیماری

پھر آپ آخر انقلاب زمانہ سے امراض متضادہ مین مبتلا ہوئے۔ بہت علاج و معالجہ کئے۔ مگر مفید نہوا کیونکہ تمام تدابیر تقدیر کی مخالف تھین۔ پندرہ تاریخ جمادی الاول سنہ ۱۱۹۶ ہجری قلعہ کولاس کے اطراف مین فوت ہوئے۔ اسوقت نواب آصفجاہ ثانی قلعہ نرمل کی فتح مین مشغول تھے۔ چند روز کے لئے آپکی نعش مبارک کولاس مین امانتاً مدفون کئے پھر حیدرآباد دکن مین لائے۔ آپکا باغچہ چوپا قوت پورہ کے باہر ہے اسمین مدفون کئے۔ میر غلام علی آزاد نے آپکی رحلت کی تاریخ کہی ہے

افسوس کہ رفت امیر عالی گوہر		دیوان دکن صاحب فضل و ہنر
تاریخ وفات ابن امیر دانا		صمصام الملک عقل کل کرد سفر ۱۱۹۶

من اشعارہ الفارسی

دیدن آسان نیست حسن آتشین خوی ترا	ولہ	آفتاب آئینہ باشد جلوۂ روئے ترا
کیست از عالم کند آگاہ دلدار مرا		در فراقت می پسندد دل ہم آزار مرا
در جہان عشق تو اے شوخ علم کرد مرا		ذوق جام لب میگون تو جم کرد مرا

حلقه زومار صفت بسکه بگرد کمرت ‌ ‌ بند شمشیر تو در بند بستم کرد مرا
روشن از روی تو شد در نظرم ملک وجود ‌ ‌ دهن تنگ تو واقف ز عدم کرد مرا

وله

پیری چو رسید قامتت گشت دوتا ‌ ‌ بر موی سفید وسمه هیچ است حنا
ای شیخ عبث فکر جوانی داری ‌ ‌ مس را نتوان ساخت بتلمیع طلا

وله

نا خن امیدی بگلشن داده خط بندگی ‌ ‌ سرو با آزادگیها قد دلجوی ترا

وله

ز غیر دوست بپرداز خلوت دل را ‌ ‌ نه کعبه مسکن لات است منزل عزا

وله

مرا ز مردمک چشم شد عیان صد رام ‌ ‌ که کمترند در آفاق مردم بینا

وله

قیامت میکند برپا بتی کز خود خبر دارد ‌ ‌ دو بالا ساخت حسن یار را آئینه پیدا نها

وله

من تخم درد کاشته ام در زمین دل ‌ ‌ جز دانه های اشک چه حاصل بود مرا

وله

در جست و جوی خال تو دل شد اسیر لف ‌ ‌ آری بدام صید پی دانه میرود
آید بگرد شمع رخت گشتنم بیاد ‌ ‌ در محفلی که صرف ز پروانه میرود

وله

بداغ عشق بپرستند همچو لاله مرا ‌ ‌ ز خون خویش لبالب بود پیاله مرا
بهر کجا که رسم گریه سر کنم ز غمت ‌ ‌ چو نی ز روز ازل لازم است ناله مرا

وله

نماند تاب چه امشب دل خراب ‌ ‌ بماهتاب برآرند آفتاب مرا

وله

سرمه گین چشم برده جان مرا ‌ ‌ نیست ممکن صدا فغان مرا

وله

نگون گل بود کز پیرهن بر تن ولیه پنهان ‌ ‌ به بلبل هم مبارک است آه از دل کشید نها
هنرور کی توان دید زیر چرخ آرامی ‌ ‌ در غلطان ندارد یاد و شکل آرمید نها
به پیری حالت من اضطرابی دارم از هجرت ‌ ‌ که دل گاه نبض از هم پرد کوی طپید نها
بجز بیجا صلی ندارد گردن افزائی ‌ ‌ بهر شمشاد با شد نی بجوی از سر کشید نها

کند آیا هم هردم دختر رز در بر مینا — بگردون می رسد زین نشئه طالع سر مینا

که خوشنمای حسن معنی صورت لفظی — تهی از می گل نیرنگ باشد پیکر مینا

چسان آسان برم جان از دست نازکی ساقی — که دارد در کف خود بهر قتلم خنجر مینا

دلی دارم بکف بهر نثار آن بکف ساقی — سری دارم بدوش خود بلاگرد سر مینا

وله

یارب همه جرم گشته در پیش مرا — در فکر شده است جان و دل ریش مرا

هرچند که افزود ز حد عصیانم — محروم مکن ز رحمت خویش مرا

وله

هر کس که زند بر لب خود مهر ادب — بد خواهش را بود بهم بسته دو لب

وله

حق می داند بخاطرم یاد شماست — در کشور سینه داد بیداد شماست

از جنبش دل نام شما می خیزد — این دانه ز سبحه های اوراد شماست

وله

ما را بسوی شمع رخت دیدن آرزوست — پروانه وار گرد تو گردیدن آرزوست

ای شوخ من بیا که درین فصل نوبهار — با تو دمی نشستن و خندیدن آرزوست

وله

من بقربان آورم که مرا — داد آواز یار آمده است

خنده زیر لب و برابرو چین — بچه انداز یار آمده است

وله

دهر است که اتمام در و پیدا نیست — تا صبح شو و شام در و پیدا نیست

چندین شاهان دران حکومت کردند — امروز ز کس نام در و پیدا نیست

وله

ای میخواران که صید می رام شماست — شخص مینا بحلقه جام شماست

لا نهم گیرید یاد شیفتگان — صهبای طرب کنون که در کام شماست

وله

از دیده من که بر تو حیران شده است — در عرض ره تو فرش سامان شده است

در هجر تو دل چو ابر نیسان شده است — در دیده نم از اشک نمایان شده است

ای دوست بیا که بهر پا اندازت
چون برق جهد ز پا درویت رگ شوق
ما بیاد یوسفِ گم گشتهٔ خود ای عزیز
در دل ما عکس چین جبههٔ اش صورت گرفت
هر کس ترا دید بکس رو نکند
عشاق تو فارغ اند از هر دو جهان
ای بادکشان می که می نوش کنید
وا رید بدل ز خود فراموشان را
ز شوق چشم او نرگس نگه بستن نمیداند
اسی که همواره لعل تو می گون شد
گهی تغافل و گه ناز و گه جفا دارد
چگونه جان برد آسان ز ظلم خود ظالم
در حسنت و چو خال تو دل شد اسیر لف
آید بگرد شمع رخت گشتنم بیاد
سخن بقدر ضرورت بود بزرگان را
اگرچه گل بچمن رنگ و بو دارد
بسیر باغ چو آن می پرست برخیزد
ز بجو دآن چه سوال و جواب خواهد بود
کدورتی نکند جا درون صاف دلان

وله در کوی تو فرش نرگسستان شده است
ای دوست بیا که وقت باران شده است
وله بیت الحزن از دل ما و رنگین کردیم طرح
گر دهی انصاف صبا زم نقش چین کردیم طرح
وله وانکس که ترا شنید گل بو نکند
مست می عشق تو بمی خو نکند
وله حرفی بشما گویم اگر گوش کنید
ای کاش فراموش گر فراموش کنید
وله بیاد قامتش شمشاد نشستن نمیداند
وله شیشهٔ می ز لبت آبلهٔ خون باشد
وله برای کشتن عشاق شیوه ها دارد
وله که تیر آه غریبان بر قفا دارد
وله آری مدام صید پی دانه می رود
در محفلی که صرف ز پروانه می رود
وله که جز جواب نگردد صدا ز کوه بلند
وله ولیکن این همه خوبی کجا که او دارد
وله گل ز چمن کده ساغر بدست برخیزد
شهید چشم تو در حشر مست برخیزد
اگر به آئینه گرد می نشست برخیزد

وله

ظالم نگهبان بداغ چه منزل کردند
همه جور و جفا بر من بیدل کردند
چشمک زده ساختند چون وحشی رام
تیغ ابرو نموده بسمل کردند

وله

داشت شوق گل و تو نهانی نرگس
گز عدم چهره بر آورده خزانی نرگس

وله

از تاب حسن تو تا زد بجوش گل
از خون خویش شد بچمن باده نوش گل
ای نوبهار عزم گلستان نموده
گز شادی وصال تو شد جوش گل
صد شکر جز تو نیست کسی همنشین دل
تا کنده ایم نقش ترا در نگین دل

وله

شربتی کردند رنگ کاغذ دیوان من
بسکه در وصف لب شیرین مقالی کرده ام
تا به غفلت بر دل من ناوک انداز می کند
باز گشتیهای مژگان ترا فهمیده ام

وله

مجنون صفت بدامن صحرا نمی روم
آن وحشی ام که گوشهٔ دل هست بیشه ام
در باغ لاله گفت بمن با زبان حال
من داغ اشک سرخ تو صارم همیشه ام

وله

ز شوق چشم خوشت رفته رفته مست شدم
بیا در روی تو آخر صنم پرست شدم

وله

نمیدانم چه ثابت کرده ظالم گناه من
بگردون می رسد هر لحظه از جور تو آه من
بآنکه دیدنش جان میدهم هیهات در قتلم
تغافل می کند بسیار شوخ کم نگاه من
نگه در دیده سویش کردم از شرم آن حیات
نویسد سطرها از اشک چشم عذر خواه من

وله

گل بچه رنگ شکند رخ بگشا که همچنین
سنبل ز جبان دمد خط بنما که همچنین
جستن برق رویش خوی است نشان و بدمن
صورت آن بخنده کرد اداکه همچنین

وله

شب از چشم و خطش در بزم مستان بود نیرنگی
ز گیسو جام می از سوی دیگر نثار رنگی
بهر حالت ز مشتاقان خود غافل مشو ظالم
بهر صلحی نداری گر بیا اندیشه جنگی

وله

تو و ملک سلطنت خوش من و کوچه گدائی
که بشاهی سکندر زند هم برهنه پائی

سرکیمیا گرت ہست رہ عشق گیر صارم	کہ بمہر سیم ساقان شدہ رنگ من طلائی

من اشعارہ الہندی

اک آن مین حیف کہل گئین یہ آنکہین
مین مدت کے بعد ایک دم جو سوبا
پہر موند پلک مین وہ نہ دیکہا رو یا
دیکہون تو مجہہ کنے ہے صنم گویا

ولہ

مجہے گرجان کنی کا حلم وہ شیرین دہان کرتا
کہا اوسکا خدا کی سون ار یار و بجان کرتا
فلک گرتا زمین ہٹتی چمن سے رنگ اُڑ جاتا
اگر مین اپنے درد کا حال ظالم بیان کرتا

ولہ

از بسکہ ہم اب عشق کی سیکہی گہاتین
سب بہول گئے شادی کے باتین
نکلا جو خط سیاہ گورے منہ پر
اسوجہ ہتین شاید کہ پہرین دل راتین

ولہ

سجن تجہ زلف مین دل بل رہا ہے
ہمارے ہاتہہ مین کب دل رہا ہے
نہین کہلتا بہار و باغ سون دل
یہی عقدہ مجہے مشکل رہا ہے

ولہ

دل صد پارہ آخر کیا مرےکا گوشت قیمہ ہے
سراپا غرق خون ہو داغ دل سر پہ قیمہ ہے
نہین کہتا ہون دست زور اپنی خون ناحق کی
مگر قطرہ لہو کا دامن جلاد کو ن پہنچے
اسیرون کی قفس کے کس تئین پروا ہے مرنیکی
ہماری کسطرح فریاد اب صیاد کون پہنچے

صرفی۔ صلاح الدین ساوجی

صرفی تخلص۔ صلاح الدین نام۔ آپکے بزرگان سلف ساوہ کے رہنے والے تہے۔ وطن مالوف سے ہند مین آئے۔ اور یہان سکونت پذیر ہو گئے۔ آپ بہی جد و پدر کے ہمراہ ہند مین پہنچے اولاً گجرات مین چند مدت رہے۔ پہر گجرات سے لاہور مین آئے شہر کو اپنا وطن بنا لیا۔ آپ درویشانہ زندگی بسر فرماتے تہے۔ صابر و قانع تہے۔

بادشاہی خزانہ سے بقدر ضرورت وظیفہ معین تہا۔ سنہ ۹۹۹ ہجری مین فیضی کے ہمراہ دکن مین آئے سرحد دکن مین پہنچکے فوت ہو گئے۔ آپ سخن سنجی مین عمدہ سلیقہ وطبع رسا رکہتے تہے۔ کلام کو خوبی کے سانچہ مین ڈہالتے تہے۔ آپکا کلام نہایت ہی لطیف وبامزہ ہوتا تہا۔ آپ کی رحلت سنہ ۹۹۹ ہجری مین واقع ہوئی۔

من اشعارہ الفارسی

گلفروش ہن کہ خواہد گل ببازار آورد	بایداول تاب غوغاے خریدار آورد
زراہ کعبہ ممنوعم وگرنہ میفرستادم	کف پاے بحرمت چینئی خار مغیلانش
باتو اشکلم کشدوبے تو جدائی چکنم	میکشم اینہمہ از دیدن ونادیدن تو

صادق - میرزا صادق اردوبادی

صادق تخلص - میرزا صادق نام - شاعر خوش فکر و خوش بیان تہا - وطن اردوباد سے دکن مین آیا - شہر احمدنگر مین سکونت پذیر ہوا - مرتضی نظام شاہ والی شہر مذکور سے ملا - نظام شاہ نے ازرہی قدردانی منصب جاگیر سے سرفراز فرمایا - اور آپ کو مقربین کے زمرہ مین رکہا - صادق مدت تک عیش و آرام کے ساتہہ بادشاہ کی خدمت مین رہا - آخر اکبر بادشاہ کے حملہ کے وقت با جل طبعی فوت ہوا - ھو ھذا

شوخیکہ بسادگی ازو کردم صبر	اکنون خطش از غبار دارد سر جبر
از خطش اگر فزون بسوزم چہ عجب	سوزندہ ترست آفتاب از نہ ابر

صالی - اردستانی

صالی تخلص - مرزا اردستانی نام سے مشہور تہا - وطن سے دکن مین آیا

محمد قطب شاہ والی گولکنڈہ کی خدمت مین باریاب ہوا زمانہ دراز تک عزت آبرو کے ساتھہ زندگی بسر کرتا رہا - شاعری و شعرگوئی مین مشغول رہتا تہا - صاحب دیوان تہا - اسکا دیوان نادرالوجود ہے من کلامہ

خوش آن رہرو کہ رہ تنہا سپارد　　کہ تنہائی پس افتادن ندارد

صابر - میر صابر اصفہانی برہانپوری

صابر تخلص - میر صابر نام - سادات اصفہانی سے تہا - جہانگیری زمانہ مین وارد ہند ہوکے شاہی ملازمون مین شریک ہوگیا - اولاً صوبہ گجرات کی وقایع نگاری و دیوانی پر مامور رہا - پہر کل صوبجات دکن کی وقایع نویسی پر مقرر - مدۃ العمر شادی نہین کی مجردانہ عمر بسر کرتا رہا - بختاور خان مرآۃ العالم مین لکہتا ہے - کہ خواجہ شکیبا جو میر صابر کا متبنی و تربیت یافتہ تہا - راقم کے ساتھہ زمانہ طفلگی سے محبت رکہتا ہے فی الحال عالمگیر بادشاہ کی خدمت مین شرف اندوز ہے اور راقم کے ساتھہ شاہی مقربین مین شریک ہے - نقل کرتا ہے کہ میر صابر نے اصفہان مین ایک مدرسہ و رتالاب بنا فرمایا - اور فہروزام قصبہ مین جو مابین مشہد مقدس اصفہان ہے ایک ندی تہی جب اُسمین طغیانی ہوتی تہی تب تمام قصبہ کی عمارات و مکانات کو خراب برباد اور اہل قصبہ کو وطن سے بیوطن کردیتی تہی - میر مرحوم نے ندی مین ایک پل جسکا عرض پچیس درعہ اور طول یک فرسنخ ہے تعمیر کیا - اور ایک باغ اور سرا اور حمام بہی بنایا - اُسکی تاریخ یہہ ہے ؎ گفت آرام گاہ خلق جہان - انتہی کلامہ اور میر صابر نے ۱۰۲۵ہجری عرفی کی ہڈیان لاہور سے نجف اشرف کو پہنچایا -

اور عرفی کے اس شعر کی تصدیق کی ؎

بکاوش مژہ از گور تا نجف بردم
اگر بہند ہلاکم کنی و گر بہ تتار

ملا رونق ہمدانی نے عرفی کے مصرع کو تھوڑا تغیر کر کے عرفی کی رحلت کی تاریخ نکالی ؎ بکاوش مژہ از گور تا نجف آمد * میر صابر نے ۱۰۶۴ھ ہجری شہر برہانپور مین فوت ہوا۔ شاعر ذکی الطبع و خوش وضع تہا۔ کلام شستہ و پاکیزہ موزون کرتا تہا۔ رباعی اکثر کہتا تہا۔ خان اعظم مرزا سے اخلاص و ارتباط رکہتا تہا۔ خان اعظم ناظم گجرات نے گجرات مین ایک باغ بنایا۔ میر نے اسکی تعریف مین یہ رباعی کہی ؎

خورشید گلے ز باغ اعظم خان است
می را طرب از ایاغ اعظم خان است
ماہے کہ جہان منور است از نورش
یک پرتو از چراغ اعظم خان است

ایضاً

چشمی بجہان بباغ و راغش کردیم
گوشے بنوائے کبک زاغش کردیم
دیدیم کہ با سر نیاز ہی داشت
ما نیز نسا ختیم و داغش کردیم

صعود۔ حافظ میر محمد علی صعود گجراتی

صعود تخلص۔ حافظ میر محمد علی نام۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی اولاد مین سے ہے۔ آپ کے بزرگ عجم سے ہند مین آئے احمد آباد گجرات مین قیام پذیر ہوئے۔ صعود کی ولادت احمد آباد مین واقع ہوئی نشو نما کے بعد دلی مین علوم و فنون کو کسب کیا۔ درجہ کمال کو پہنچا۔ دلی سے احمد آباد گجرات مین مراجعت کی۔ خلائق کو درس تدریس سے مستفید کرتا رہا۔ علم نجوم و رمل و شاعری مین کامل استعداد رکہتا تہا

اکثر اہل حوائج سوالات کرتے تھے وہ بذریعہ نجوم و رمل صحیح صحیح جواب دیتا تھا۔ اہل گجرات
کیا ہندو کیا مسلمان آپکے معتقد تھے۔ گذر اوقات کا مدار توکل و قناعت پر
تھا اکثر ارباب حوائج آپکی خدمت کرتے تھے تحفہ و نذرانہ گذارتے تھے آپکی وفات
کی کیفیت معلوم نہین ہوی

من اشعاره الفارسی

زبسکہ حاذ بود وصف بستان مرا	ہمیشہ جنگ بود با زبان ہان مرا
شبے بجانۂ ما گر ترا گذر افتد	بجائے کعبہ پرستند آستان مرا

صفا۔ میر ذوالفقار علیخان لکہنوی

صفا تخلص میر ذوالفقار علیخان نام۔ مشاہیر شرفاء لکہنو سے تہا۔ فن شاعری
مین یگانہ روزگار۔ میر تقی میر کا شاگرد تہا لکہنو سے بنگالہ گیا وہان چند مدت رہا۔ امرا
و رؤسا کی مدح مین قصائد لکہے۔ بہت صلے و جائزے پائے آزادانہ زندگی بسر کرتا تہا
بنگالہ سے چینا پٹن مین گیا وہان عزت و آبرو سے اوقات عزیز گذارتا رہا۔ پہر وہان سے
میر ابو القاسم المخاطب میر عالم مدار المہام کے عہد مین حیدرآباد دکن مین آیا۔ چند
روز میر عالم کی سرکار مین ملازم رہا۔ بسبب نو وارد ہونیکے آپکی زیادہ شہرت نہین ہوی
تہی چند روز کے بعد آپکے جواہر چمکنے لگے۔ اور اپنا اصلی جوہر دکہانے لگے پہر تو آپ
شہرۂ آفاق ہوے۔ رفتہ رفتہ راجہ چندو لعل مہاراجہ بہادر کے دربار مین باریاب ہوے
چونکہ مہاراج شعر و سخن کے شیفتہ اور اہل سخن کے فریفتہ تہے۔ صاحب مذاق
و قدردان تہے۔ آپکے پانسو روپیہ ماہوار کر دی و در مصاحبت کے شرف سے مشرف فرمایا

آپ تابمرگ مہاراج کے جلیس و انیس رہے - مرد باکمال تھے خوش فکر و خوش طبع ظریف المزاج و لطیف الوضع تھے - صاحب دیوان ہیں آپکا دیوان قصائد و غزلیات و رباعیات کا ذخیرہ ہے اور آپنے چند مثنویات بھی لکھے ہیں - مثلاً مثنوی چھو منتر وغیرہ مشہور ہیں - ہمکو آپکا دیوان نہین ملا نہین تو ہم بہت سے اشعار انتخاب کر کے ہدیۂ ناظرین کرتے - آپ ہندی و فارسی دونون زبانون میں شعر کہتے تھے - آپکا انتقال سنہ ۱۲۶ ہجری مین ہوا -

من اشعاره الفارسی

مراد لیست چه وحشتی دلے که در گفتار — سخن بدر کند و بنگر سحر و یوار
بزینه در بیت العتیق میماند — سر سجود من و آستانه دربار
فلک بدست گرفته ست حشمت نقره و زر — بود بفکر چه تعمیر پیراسته کار
بهار آئینه قصر لاجوردی مین — ہجوم سنبل و گل چون ثوابت و سیار
اگر بطبع در آید معانی دلکش — اساس ہیئت شمار و طبیعت اشعار
بهر طرف نگرم روبه پیش صحرا است — نگر تعلق دل شد بابروے دلدار
بطالعم در دولت کشاده شد باید — که مثل سایه بشوم سجده ریز تا دیوار
کجاست گرمی بازار مردم شروان — که دست گاه فروشم چه ساغر سنجار
جناب عشق بفکر عمارت دلہ ست — چنانکه خامه و دستور در گشائش کار
چه سروری که بهنگام گنج بخشی او — گذارد از عرق شرم بر گہر بار
نسیم گلشن خلقش چو مشغل آراید — زمانه تازه رو شد باهوان تتار
بعہد او بحر و کارگاه اکسون باف — شعاع دیده خورشید لغیبت تار

زہے حمایت دورش کہ طفل مہد نشین	بہ بازی گل و سنبل گرفت مار و شرار
نہ در عنایت او التماس را دخلے	نہ در سخاوت او انتظار را آثار
جہان ہمت و انصاف راجہ چندو لعل	کہ ہست خاک در او طلائے دست افشار
بباغ خلقش اگر بگذرد نسیم صبا	چہ ارمغان کہ نیارد بسوئے گل گلزار

ولہ تاریخ شادی ہمت علیخان

شد نوید شادیانی ہا گیتی استوار	جشن عیش نور چشم آصف جم اقتدار
سال عشرت زد رقم ہمت ز فضل کردگار	جلوہ از مہر و قمر باہم مبارک سازگار

ایضاً ولہٗ

عشرت خورشید طلعت ماہ رو	جلوہ گر شد با ہزاران آرزو
از برائے تہنیت ہمت بگو	وصل ماہ و مشتری آمد نکو

صادق - مرزا محمد صادق اصفہانی

صادق تخلص - مرزا محمد صادق نام - آپ مرزا محمد صالح اصفہانی کی صاحبزادے ہین - آپکی ولادت روز یکشنبہ بتاریخ سوم شعبان سنہ ۱۰۱۸ ہجری مطابق پنجم جہانگیری بندر سورت مین واقع ہوئی - اور آپکی نشو و نما سورت و احمد آباد گجرات کی آب و ہوا مین ہوئی - سن شعور کو پہنچ کے علمائے ہند سے تعلیم پائی کتب متداولہ عربیہ و فارسیہ سے فارغ التحصیل ہو کے ہند و سندہ و دکن کی سیر کی - اس سیر و سیاحت مین اکثر شعرا و علما سے ملازمت کی اور ہر ایک کی خدمت مین مستفید ہوئے - جہانگیری و شاہجہانی ملازمون مین پدر و پسر ملازم تھے - آپ شاعری و انشا پردازی مین عدیم النظیر تھے -

اور تاریخ دانی مین مورخ محقق آپنے ایک تاریخ بسیط مسمی بہ صبح صادق تالیف کی ہے
تاریخ چار جلدون پر شامل ہے تاریخ مذکور خاتمہ مین آپنے سیر و سیاحت اور شعرا و علما
کی ملاقات اور اُن کے حالات کا مختصر تذکرہ لکہا ہے چونکہ تذکرہ دلچسپ ہے۔ لہذا فقیر
مولف ذیل مین بجنسہ گزارش کرتا ہے کہ ناظرین مطالعہ سے لطف و مزہ پائین۔
آپ صاحب دیوان ہین۔ فقیر کو آپکا دیوان دستیاب نہین ہوا صرف ایک رباعی
دستیاب ہوی ہو ہذہ

سوے میخانہ بتائید جنون خواہم رفت	باز از عالم اسباب برون خواہم رفت
خدا این بادیہ جز اشک ندہد دست کسے	آہ خواہم شد و از اشک فزون خواہم رفت

صحیح آپکی رحلت کی تاریخ نہین ملی۔ یہہ بزرگ گیارہوین صدی ہجری مین زندہ تہے
گیارہوین صدی کے آخر یا بارہوین صدی کے شروع مین عالم فانی سے ملک
جاویدانی کے طرف رحلت کی۔
گل رعنا کے مولف نے لکہا کہ آپکے والد ما جد بندر سورت مین عبد الرحیم خانخانان
کیطرف سے نیابتًا مقرر تہے۔ بندر مذکور کا انتظام عمدہ طرح سے انجام دیتے تہے۔
پس ۱۰۲۱ھ ہجری مین نوکری ترک کر کے احمد آباد گجرات مین آئے ایک سال تک
بسر کر کے ۱۰۲۲ھ ہجری مین شاہجہان بادشاہ کی خدمت مین پہنچے جب ۱۰۳۲ھ ہجری
مین بندر سورت شاہجہان کی جاگیر مین مقرر ہوا تو آپکے والد بندر مذکور بہیجے گئے
وہان کا انتظام کل آپ کے والد کے تفویض ہوا سفید و سیاہ کے مختار کل تہے
سپاہ و عہدہ داران بندر کی بحالی و برطرفی آپ کے دست قدرت مین تہی دو سال
تک امور مفوضہ کے انتظام مین ہمہ تن مصروف رہے انتہی کلامہ۔ اب مین آپکے

سفر نامہ کو مختصراً لکھتا ہون ہو ہذا

صبح صادق کا مولف صاحب ترجمہ اپنی مولفہ تاریخ مین لکھتا ہے کہ اُسی زمانہ مین مولانا محمد صوفی سورت مین وارد ہوئے میرے والد ماجد سے ملے دونون باہم نہایت محبت و الفت تہی - مولانا صوفی مشاہیر علما سے تہے صوفی مشرب تند خو سخت گو کسی سے ملتے جلتے نہین تہے - عہد اکبری سے ہند مین سکونت پذیر تہے اور گجرات کو وطن بنا لیا تہا مدت تک اسی ملک مین رہے سنہ ۱۰۳۴ ہجری مین جہانگیر بادشاہ نے آپکو بلایا آپ حسب الحکم لاہور روانہ ہوئے راہ مین فوت ہو گئے - مجکو آپسے نیاز حاصل تہا مین نے آپکی وفات کی تاریخ لکہی ہے

بہر سال وفات او گفتم	رفتہ ملا محمد صوفی
۱۰۳۴

من اشعارہ

مرا بوقت جدائی دوست مردن بہ	کہ زندہ باشم و بے دوست بنگرم جا را
نمی ماند این بادہ اصلاً بآب	تو گوئی کہ حل کردہ اند آفتاب

صادق صاحب ترجمہ لکہتا ہے کہ سنہ ۱۰۲۶ ہجری مین میرے والد ماجد شاہجہان بادشاہ کی درگاہ سے رخصت ہوئے مین اُسوقت برہانپور مین پہنچا اور سنہ ۱۰۲۷ ہجری مین احمد نگر دکن مین آیا - پہر احمد نگر سے مالوہ مین والد ماجد کی خدمت مین واپس آیا پہر والد نے سلطان پرویز کی ملازمت کا عزم کیا - اور شاہزادہ اُسوقت الہ آباد مین تہا - مین بہی والد کے ہمراہ وہان گیا وہان سید محمد لاہجی کو دیکہا - سید حکیم و شاعر خوش نویس و مصنف تہا - ابتدا مین رسمی تخلص کرتا تہا - جب ہندوستان مین آیا اُسوقت فغفور تخلص اختیار کیا - آخر عمر تک شاہزادے پرویز کی ملازمت مین رہا - آخر سنہ ۱۰۲۸ ہجری مین

شہر الہ آباد مین فوت ہوا۔ ان کے نتائج طبع مدون ہین۔

فلک دیگر بکام زند درد آشام میگردد — عسس گو خواب رحمت کن کہ امشب جام میگردد

سر شوریدہ را بسامان نتوان باز آورد — این دستار پریشانست کہ از سر بند بند

پھر مین شہر مذکور مین شیخ شاہ محمد جونپوری کی خدمت مین پہنچا۔ تبرکاً کافیہ شاہ صاحب سے پڑھی۔ بعد ازان شاہ صاحب جونپور گئے۔ درس و تدریس مین مشغول ہوئے سنہ ۱۰۳۲ مین فوت ہوئے۔ پھر مین سنہ مذکورہ مین حکیم ہمام گیلانی کی خدمت مین پہنچا۔ وہ شاہزادے کے امرائے اکابر سے تھا۔ صاحب دیوان ہے۔ من اشعارہ

پاسبان شیشۂ دل باش اے غافل ز سنگ — یار سنگین دل فلاخن وار دارد دل ز سنگ

پھر ایک سال نہین گذرا تھا کہ میرے والد ماجد حسب الحکم شاہزادہ دیوان خالصہ ہوئے سنہ ۱۰۲۹ ہجری مین پٹنہ و بہار شاہی گماشتون کے سپرد ہوا والد کے ہمراہ وہان گیا اسوقت میرے دل مین طالب علمی کا شوق موجزن تھا۔ وہان مولانا میر معز الدین ہروی و مولانا عبد الشکور کی خدمت مین کتب متداولہ پڑھتا رہا۔ مولانا شاہزادے کے ہمرکاب تھے سنہ ۱۰۳۵ ہجری مین ایک بد معاش کے ہاتھ سے قتل ہوئے۔ من اشعارہ

وحی کہ جان دمد ببدن نغمہ نی ست — آبے کہ خاک بر سر آتش کند می ست

مین چار سال تک پٹنہ مین رہا۔ اُن دنون مین مولانا محمد حسین کشمیری کی خدمت مین مطالعہ و مباحثہ کتب مین مصروف رہتا تھا۔ مولانا منقولات مین مہارت کاملہ رکھتے تھے۔ مدت تک پٹنہ مین خدمت افتائی و تدریس مین مشغول رہے۔ آخر سنہ ۱۰۳۵ مین فوت ہوئے۔ اور مین اسی زمانہ مین مولانا محمد حسین قزوینی متخلص بہ سیرتی سے خط کی مشق کرتا تھا۔ سیرتی شاہزادے کی ملازمت مین تھا۔ شاہزادے کے بعد بنگالہ سے

پٹنہ مین آیا۔ وہان دیر تک قیام پذیر رہا۔ پہر وہان سے بارادہ بیت اللہ لاہور گیا۔ من ۲ اشعارہ

از بس بر آستانِ تو شبہا فتادہ ام | چون نقش پاے خویش ز پا فتادہ ام
اے دوستان ز عالم بالاے دلبرم | چون سایہ فتادہ بالا فتادہ ام

حکیم عارف لاہیجی اکثر میرے والد ماجد کے پاس آمد و رفت کرتا تہا۔ وہ مشاہیر شعرائے زمانہ سے تہا اکبری عہد مین وطن مالوفہ سے ہند مین آیا تہا۔ چند مدت جہانگیر بادشاہ کی خدمت مین بہی بسر کیا۔ آخر پٹنہ مین سکونت پذیر ہو گیا تہا۔ مین نے آپ کو ۱۰۳۱ سنہ ہجری مین دیکہا تہا۔ شاعر ماہر و بد اعتقاد تہا۔ ۱۰۳۵ سنہ ہجری مین ملک بنگالہ مین فوت ہوا۔ من ۲ اشعارہ

دوش در انداز زلف یار گرفتن | بر من آسان نمود مار گرفتن
جام بکف گیر وزہ آفتاب بیا موز | راہ سرِ تیغ کوہسار گرفتن

پہر مین حکیم مولانا نادم گیلانی سے ملا وہ عازم ایران تہا۔ میرے والد کے پاس ملنے کیلئے آیا تہا مشاہیر شعرائے زمانہ سے تہا۔ اولاً وطن سے دکن مین آیا تہا۔ پہر دکن سے پٹنہ مین پہنچا۔ چند مدت کے بعد پٹنہ سے اصلی وطن گیلان کو روانہ ہوا۔ من ۲ اشعارہ

ہرگز این طفل مزاجے نرود از خاطر | گر بتا بوت روم شوخی گہوارہ کنم

اُنہین ایام مین میرزا قاسم امامی اصفہانی بہی پٹنہ مین وارد ہوا۔ لطیف الطبع تہا فن موسیقی مین مہارت کامل رکہتا تہا۔ اور شاعری مین اُستاد مانا جاتا تہا بلبل جی تخلص کرتا تہا۔ چند روز کے بعد فوت ہوا۔ میرے والد کے دوستون سے تہا۔ اسی زمانہ مین

میر محمد سعید یقینی بھی فوت ہوا۔ من اشعارہ سراجی

بس زخم و ہیچ سر کشیدیم چو آب   نالان نالان بسے دویدیم چو آب

چون از منزل نشان ندیدیم چو آب   در آبلۂ دل آرمیدیم چو آب

اور وہان مین نے ضیائی شاعر کو بھی دیکھا۔ مدت تک پٹنہ مین سکونت پذیر رہا
پھر میر یحیی بن میر ہاشم قمی موسوی بھی وہان پہنچا۔ اکابر سادات عراق سے تھا
اول وطن سے ہند مین وارد ہوکے کئی سال تک دکن مین بسر کیا آخر جہانگیری عہد
مین اوڑیسہ کی دیوانی و بخشی گری پر مامور رہا تھا۔ وزارت سے معزول ہوکے
پٹنہ مین آیا تھا۔ مین نے اُسکو دیکھا۔ میرے والد کے دوستون سے تھا۔ پھر کابل
کی بخشی گری پر گیا۔ چند روز کے بعد فوت ہوا۔ من اشعارہ

آن خال سیہ نبود بر گوشۂ چشم تو   افتادہ سیہ مستی در گوشۂ میخانہ خلف او

میر ہاشم کو مین نے بایام طفلی شہر برہانپور مین دیکھا تھا۔ فی الحال درگاہ بادشاہی
مین مامور ہے۔ من اشعارہ

ز زلفش زد و سو گوئے رنج زایمان شست   از یکطرف آمد خط و گو را زمیان برد

شہر پٹنہ مین سکونت پذیر تھا۔ والد کے دوستون سے تھا۔

اور میرزا ابراہیم حسین کابلی جو لطیف المزاج و مجسم خلاق تھا۔ دیری تخلص کرتا تھا
شاہزادہ پرویز کی ملازمت مین زندگی بسر کرتا رہا۔ خوشنجر خان خطاب پایا تھا
شاہزادے کی وفات کے بعد صاحب قران کی خدمت مین آیا۔ مرحمت خان
خطاب پایا۔ آخر سنہ ۴۰ ہجری مین فوت ہوا۔ من اشعارہ

پوشند ہمیشہ مصحف رو را ز چشم من   ز انسان کہ روزہ بزیاران کتاب را

محمد فصل و سال و چهار ست — علی زان فصلها فصل بهارست

اور میرے والد کے دوستون سے احمد بیگ صفہانی تہا۔ مین نے اسکو بنگالہ مین دیکہا تہا۔ فی الحال بارگاہ شاہی مین ہے طبع درست و موزون رکہتا ہے

	من اشعارہ	

گل شگفت و گل عذاران بروز گشت باغ — روز روز بلبل ست و بخت بخت باغبان

اور انہین ایام مین باقیا شاعر جو مشاہیر شعرا سے آیا۔ پہر پٹنہ سے جونپور گیا۔ مین اس سے دونون مقام مین ملا ہون۔ شعر گوئی مین عمدہ سلیقہ و ملکہ رکہتا تہا اور فن موسیقی مین بہی لیاقت و مہارت سے موصوف تہا۔ شاہزادے پرویز کی خدمت مین چند روز رہا کچہہ فروغ نہین پایا۔ جونپور سے بنارس مین آیا۔ اور یہان سکونت پذیر ہوگیا۔ جب صاحب قران پٹنہ مین پہنچا اُسوقت بادشاہ کی خدمت مین آیا۔ عنایت سے سرفراز ہوا۔ جب بادشاہی لشکر دکن روانہ ہوا اُسوقت بنارس مین مراجعت کی۔ بنارس مین صاحب قران کی تخت نشینی تک سکونت پذیر رہا۔ جلوس کے وقت بارگاہ شاہی مین پہنچا۔ مراحم سلطانی سے سرفراز ہوا۔ آخر رخصت لیکر ایران چلاگیا۔ صادق صاحب ترجمہ لکہتا ہے کہ فی الحال سنا جاتا ہے کہ حج سے فارغ ہوکر وطن مالوفہ ایران پہنچ گیا۔ من اشعارہ

یار ہشیار آمد و از صحبت ما مست رفت — حیف چون عمر یکہ در غم بگذرد از دست رفت

اور پٹنہ مین ایک بزرگ جنکا نام سلطان محمد اور زاہدی تخلص تہا قیام پذیر رہے دیوان انوری و خاقانی خوب جانتے و سمجہتے تہے۔ ان کے فرزند محمد لطیف لطفی تخلص میرے دوستون سے تہے۔ خوش مزاج و لطیف الطبع تہا۔ دوستون کو

ان کے ملنے سے لطف و مزہ حاصل ہوتا تھا۔
جب سنہ ۱۰۳۴ ہجری مین صاحبقران نے بنگالہ مین پدر بزرگوار کی مخالفت کا علم بلند کیا حسب الحکم شاہزادہ پرویز صاحبقران کے مقابلہ کے لئے الہ آباد روانہ ہوا۔ شاہزادہ کی فوج مین ملا باقی نہاوندی ہمرکاب تہا۔ اس سے پہلے عبدالرحیم خانخانان کی خدمت مین زندگی بسر کرتا رہا۔ ماثر رحیمی اُسکی تصنیفات سے ہے۔ من اشعارہ

ما و بلبل غرض چاک سینہ میکردیم دوش ۔۔۔ نالہ پرورد گلستان زخم خارے ہم بداشت
راہ بیرون شدن از زیر فلک ممکن نیست ۔۔۔ ہر طرف مرغ قفس جلوہ کند در قفس است

میرے والد ماجد شاہزادہ پرویز کے ہمرکاب تھے۔ بمقتضائے ضرورت پٹنہ جانیکے لئے مامور ہوئے حسب الحکم جب عازم ہوئے مین جونپور سے مقام بنارس مین اُنکی خدمت مین پہنچا۔ وہان حکیم رکنا کاشی مسیحا کو دیکھا وہ ایران کے اکابر حکما و شعرا سے ہے مدت تک شاہ عباس ماضی کی خدمت مین زندگی بسر کرتا رہا۔ آخر بادشاہ سے رنجیدہ ہوا اور ایک قصیدہ کہا جسکا مطلع یہہ ہے ؎

گر فلک یک صبحدم با من گران باشد سرش ۔۔۔ شام بیرون میروم چون آفتاب از کشورش

پہر ایران سے ہند روانہ ہوا۔ ملازمان اکبری مین داخل ہوا۔ چند مدت جہانگیر کی خدمت مین رہا پہر وہان سے برخاستہ خاطر ہوکے گولکنڈہ دکن مین آیا۔ میر مومن استرآبادی میر جملہ آپکی بازدید کے لئے آیا۔ حکیم نے سہواً شیشہ شراب کو بگمان شیشہ گلاب کے میر پر افشان کیا۔ میر بزرگ و پرہیزگار تہا۔ حکیم کی اس حرکت سے بہت ہی رنجیدہ ہوا فوراً اپنے دولتخانہ پر لوٹ آیا۔ حکیم نہایت ہی شرمندہ و نادم ہوا۔ اُسیوقت بیجاپور کا رستہ اختیار کیا۔ چند روز کے بعد بیجاپور سے پہر جہانگیر کی درگاہ مین حاضر ہوا۔

آخر مہابت خان کی مصاحبت مین رہا جب صاحبقران آگرہ مین تخت نشین ہوا تب یہہ قطعہ موزون کرکے عرض کیا۔ دو ہزار روپیہ صلہ پایا۔ ـــہ

پادشاہ زمانہ شاہجہان	خورم وشاد وکامران باشند
حکم او بر ممالک عالم	ہمچو حکم خدا روان باشند
بہر سال جلوس او گفتم	تا جہان باد در جہان باشند

پہر چند مدت ہند مین بسر کرکے مشہد مقدس گیا۔ وہان زیارت سے مشرف ہوکے مکہ معظمہ پہنچا۔ حج وزیارت سے فارغ ہوکے وطن مالوفہ پہنچا۔ مولف فقیر نے اس تذکرہ مین حکیم مسیحا کا مفصل ذکر حرف میم مین لکہا ہے۔ اگر دیکہنا مطلوب ہو تو وہان دیکہیئے۔ من اشعارہ

بیادوست یکدو روز صبورم کہ از فراق | چون شاخ نو بریدہ ندارم خبر ہنوز
اے ملائک در شما آوارگی می افگنند | کوکب بخت مرا از آسمان بیرون کنید

پہر مین بنارس سے والد کے ہمراہ پٹنہ مین پہنچ کے جونپور مین واپس آیا۔ اور وہان شیخ محمد افضل جونپوری جو اکابر علماء سے تہے مستفید ہوا۔ فن ریاضی مین استعداد کامل حاصل کیا۔ شیخ موصوف مجرد وصالح ومتقی تہے۔ اور شیخ محمود نبیرہ شیخ شاہ محمد کی خدمت مین بہی تہے۔ مین آپ سے اکبرآباد مین بہی مشرف ہوا تہا کبہی کبہی شعر بہی موزون فرماتے تہے۔ منہ

ہر آن می کہ ندارد خمار در لب تست | مرا ز چشم تو پیوستہ در خمار بود

نیز جونپور مین شیخ عبدالعزیز صوفی کی خدمت مین پہنچا۔ شرف ملازمت سے مشرف ہوا۔ آپ تصوف مین کامل تہے۔ من اشعارہ

تا بر تو نظر کشودہ ام ایدوست　　تیغ تو بسرم بدامن افکند

آپکے برادر مولوی شیخ عبد الحکیم شعرائے زمان سے تھے۔ کبھی عطائی۔ کبھی معنوی تخلص کرتے تھے۔ میرے والد ماجد کے دوستون سے تھے۔ اب سنتا ہون کہ وہ نون بہائی فوت ہوگئے۔ من اشعارہ

طلب گرفته بطمی ازین جہان رفتم	بسان طفل که پستان گرفته خواب رود
هر لحظه خطش در نظرم خوبتر آمد	همچو خط استاد که بینی بتامل
سودا بسرم همچو پلنگ اندر کوه	چون شیر بدریا و نهنگ اندر کوه
دور از وطن خویش بخواری کردم	چون شیر بدریا و نهنگ اندر کوه

اور شعرائے جونپور سے تھا۔ ملا محمد امینی کشمیری جو لطیف الطبع سے مشہور ہے۔ اور اُسکی عمر صد سال سے زیادہ تھی۔ اور وہان کے شعرا مین شادابی بھی تھا۔ فن موسیقی ہندی مین استاد کامل مانا جاتا تھا۔ من اشعارہ

نمی گردد بگرد مطلب دنیا دل دانا　　که شمع مردہ را بر سر نگردد ہیچ پروانہ

صادق صاحب ترجمہ کہتا ہے کہ مین جونپور مین ۱۰۳۵ھ سنہ ہجری تک تحصیل علوم مین مشغول رہا۔ اور سنہ مذکورہ مین والد ماجد کی ملازمت کے لئے عازم دکن ہوا اور لاجونپور سے اکبرآباد اور وہان سے برہانپور مین پہنچا۔ اُسوقت میرے والد حسب الحکم شاہزادہ برار کے انتظام کے لئے ایلچپور برار مین گئے تھے۔ مین برہانپور سے ایلچپور مین آیا اور والد کی ملازمت سے مشرف ہوا۔ بمقتضائے جوانی ایکسال تک برار مین سیر و شکار کرتا رہا۔ اور مذاکرہ علم سے دور تھا۔ اسی عہد مین شاہزادہ پرویز نے عالم فانی سے ملک جاودانی کیطرف رحلت کی۔ مین نے آپکے رحلت کی تاریخ کہی۔

یہہ واقعہ ۱۰۳۶ سنہ ہجری مین گذرا۔ من اشعارہ

رفت پرویز شاہ در فتن شاہ — سازد از سال فوت او آگاہ

شاہزادے کی وفات کے بعد میرے والد معزول ہو کے برہانپور آئے مین بہی چند مدت والد کے ہمرکاب رہا۔ وہان مرزا محمد حسین سبزی قزوینی و مرزا محمد طاہر منیری و مرزا اسمعیل سکوتی اصفہانی سے ملاقات ہوی۔ میرزا طاہر منیری اُس زمانہ مین سخندان صائب طبعان سے ہے۔ شروع جوانی مین طن طالقان سے ہند مین آیا۔ دکن و لاہور و پٹنہ مین سیر و سیاحت کرتا رہا۔ پہر برہانپور سے اکبرآباد گیا۔ ۱۰۴۲ سنہ ہجری مین بنگالہ پہنچا وہان اسکو کچہہ کامیابی نہین ہوئی۔ پہر پٹنہ مین آیا۔ فی الحال معلوم نہین کہان ہے۔ من اشعارہ

سیاہ گشت دلم تا لب آہ تمام	درون من شدہ چو دود کش سیاہ تمام
زیک نگاہ بمن لاف التفات مزن	نکرد دعوی خود کس بیک گواہ تمام
بنائے صورتش با حتیاط نہاد	چنانچہ او کرد در دو ماہ تمام
ز سنگدستی و بیطاقتی منیری	نمی شود چو نگین خانہ اش پناہ تمام

میر سکوتی بہی سخندران زمانہ سے تہا۔ اور میرے قرابتدارون سے تہا خوشنویسی مین استاد تہا۔ مدت تک دکن مین سکونت پذیر رہا۔ اسی سنہ مین آیا کہ وہ فوت ہو گیا۔

آلودہ بخون نم چہ کنی تیغ نگاہت — ما را غم سر نیست لیکن غم تیغ است

نیز برہانپور مین میر قابلی گیلانی ظرفائے شعرا سے تہا۔ خوش اخلاقی و صاف دلی سے موصوف من اشعارہ

ہرگز ز بادہ چہرہ ما لالہ گون مباد لبریز — ہر پیالہ رشک صحبت صد سالہ عشرت است

جام عشرت ما جز بخون مباد — خالی نہی زنغمۂ این ارغنون مباد

اور شہر ندکور مین میرزا علی قلی بہی تہا۔ اسکا باپ سلیمان خلیفہ امرائے شاہ طہماسپ صفوی سے تہا اُزبکون کے معرکہ مین مقتول ہوا۔ میرزا لطیف الطبع تہا۔ **من اشعاره**

بسیار ملولیم ازین عمر ندانیم — کاسائش ما دردم تیغ که نہفته است

بعد ازان مین چند روز برہانپور مین مقیم رہا۔ خانجہان لودی حاکم برہانپور نے میرے والد ماجد کی جاگیر ضبط کر لی۔ بامر لاچاری میرے والد نے دربار جہانگیری کا ارادہ کیا۔ اور اکبر آباد روانہ ہوا۔ مین باقتضائے جنون جوانی اُن کی خدمت و ہمرکابی ہونے سے باز رہا۔ اور جنیر کا ارادہ کیا۔ جنیر صاحب قران ثانی کا مستقر و فرودگاہ تہا۔ اس سفر مین مجکو بیشمار مصائب و محن سہنا پڑا۔ منازل طی کرتے ہوئے شہر کرکی مین جو ملک عنبر کا مستقر و دار الحکومت ہے پہنچا۔ شہر کو نہایت آباد و خوش فضا پایا۔ اور چند بزرگون کے سوا کسیکو نہین دیکہا۔ اُس شہر اور اپنی حالت کے بیان مین چند اشعار موزون کیا۔ **ہو ہذه**

چون بسوئے دکن نہادم رو — سخت محنت کشیدم از ہرسو
رخت بستم ز شہر برہانپور — چون شدم منزلے ازان دور
رنج غربت اثر نمود مرا — رنج بر رنج فزود مرا
خون دل را دران گذرگہ تنگ — راہبر اشک و آہ پیش آہنگ
تیرہ شد روز د لفروزی من — دل من تنگ تر ز روزی من
زخم از درد دل زریر شده — دلم از راه باد گیر شده
چار دم روز چون سپردم راه — شہر کرکی پدید شد ناگاه

شہر عنبر نسیم مشک سرشت
آب او بردہ آبجوئے بہشت

خاک آن بقعہ مشک اذفر بود
راستی آن بنائے عنبر بود

ہم در و قصرے آسمان مانند
سایہ برابر و پایہ برابر بوند

ساکنانش ملک بہ نیکوئی
بزمین آمد آسمان گوئی

روز دیگر شدم ازان منزل
آب در دیدہ آتشے در دل

شہرے آمد بہ پیش من در راہ
قلعہ اش بر فلک زدہ خرگاہ

قلعہ سر فرازہ ہمچو فلک
ساکنانش شنیدہ ذکر ملک

قلعہ داران فزون ترازانجم
فکر اختر شمردن ایشان گم

اطلس چرخ تنگ بر تن او
شمع خورشید زیر دامن او

تیغ او پاسبان خرمن ماہ
دست گردون ز دامنش کوتاہ

نام آن شہر و قلعہ پرسیدم
زیکے دیو گیر بشنیدم

دیگرے گفت این صفا باشد
اینچنین شہر در کجا باشد

دیگرے گفت دولت آباد ست
شاہ جم دولت درو شاد ست

شہر یار دکن نظام الملک
مالک صف شکن نظام الملک

گلرعنا کے مولف نے لکھا کہ شہر کرکی بہر دو کاف تازی سے اورنگ آباد مراد ہے۔ تاریخ صبح صادق کے مولف صاحب ترجمہ کے زمانہ کے بعد اورنگ زیب عالمگیر نے اپنے نام سے اورنگ آباد آباد کیا۔ اولا اس آبادی کو کرکی کہتے تھے منسوب بکرک بفتحتین بمعنی سنگلاخ۔ چونکہ اس آبادی کی زمین تمام سنگلاخ تھی۔ ملک عنبر نے اس زمین کرک مین شہر موسوم بہ کرکی آباد کیا۔ اور سمین عمارات عالیہ بنا کیا۔ انتہی کلامہ

فقیر مولف نے تاریخ جنیر مین دیکھا - کہ مولف جنیری لکھتا ہے کہ ملک عنبر جب
نظام الملک بحری کی ریاست سے قطع تعلق کرکے بیجاپور مین چند روز بعادلشاہی
دربار مین رہا لیکن وہان اُسکو کامیابی کامل نہین ہوئی - مع جمعیت عبید حبشیہ دکنیہ
وہان سے برخاستہ خاطر ہوکے دولت آباد آیا اور اُسکو اپنا مستقر بنایا - ایکروز
بطریق سیر و شکار اُس میدان پُر فضا جہان شہر کرکی آباد کیا تہا آیا - اور وہان خیمہ
و خرگاہ قائم کیا چند روز شکار و سیر مین مصروف رہا - اس مقام کی سبزی و شادابی
دیکھکے بہت محظوظ ہوا - مقربین و یاران ہم جلسہ سے کہا اگر یہان ایک شہر آباد
کیا جائے تو نہایت ہی آرام و آسائش کا سبب ہوگا - یاران جلسہ نے ملک موصوف
کی راے سے اتفاق کیا - اور اصرار سے عرض کیا کہ ضرور آباد کرنا چاہئے - پس ملک نے
جس مقام مین اپنا خرگاہ قائم کیا تہا وہان شہر کی نبیاد رکہی - اور اسکا نام خرگاہی
رکہا - کثرت استعمال سے خرگاہی کا مخفف خرگہی ہوا - پہر عوام الناس کے استعمال سے
خرگہی کا کرکی و کہرکی ہوا - انتہی کلامہ

مولف صبح صادق صاحب ترجمہ لکھتا ہے کہ پہر مین دولت آباد سے مع الخیر والعافیہ
جنیر مستقر و فرودگاہ صاحب قرانی مین پہنچا - اُسوقت میر عبد السلام خان مشہدی
مخاطب باسلام خان نے جو صاحب قران کا مصاحب سپاہ و فوج کا بخشی تہا
میرے حال پر مہربانی کی اور مجہکو بادشاہی ملازمین مین شریک فرمایا - شہر جنیر خوش نما
و خوش وضع تہا لیکن ویران و خراب ہو رہا تہا - چنانچہ مین نے اسکی صفت مین کہا

ع شہر دیدم خراب چون دل ریش — یادم آمد دیار و منزل خویش
شہرے از مردمش پریشان تر — دلِ مردم ز شہر ویران تر

بود کوہے بمرغزار جنیر	بر سرش قلعۂ بنام سنیر
کمرش را ز لالہ پیرایہ	دامنش را زمانہ در سایہ
قلعہ اش راہ اختران میزد	تیغ بر ساق آسمان میزد
کمرش را بر آسمان تقدیم	تن جوزا ز تیغ او بدو نیم

مین شاہجہانی لشکر مین روزنامچہ نویسی پر مامور ہوا۔ اُن ایام مین ملازمان
درگاہ جہان پناہ سے ملازمت و مجالست کا اتفاق ہوتا تھا۔ ازانجملہ قیصر بیگ
شیرازی ہے۔ لطیف الطبع و خوش اخلاقی سے موصوف ہے۔ درگاہ والامین حاضر
رہتا ہے۔ من اشعارہ

زیردستان را نوازش کسن ازدریا مگرد قطرہ دریا می شود ہرکہ بدریا میرود

دوم ملا صبحی ہمدانی ہے وہ مہابت خان کی خدمت مین زندگی بسر کرتا تھا۔ لیکن
متوہم ہوکے فرار ہوا۔ اور صاحبقران کی خدمت مین آیا۔ اُس زمانہ تک ہمرکاب تھا
کہ خانجہان افغان و فتنہ و ہنگامہ گرم ہوا۔ آخر افغانی فتنہ مین مقتول ہوا صن ۱۰۳۹ھ

ہیچ نگفتیم چرخ بیسرو پا را ہرکہ نوشتی برات روزی ما را

عنایت اللہ بن خواجہ ولی منشی صاحبقران نے فصیحی کے حق مین یہہ بیت کہی ہے

خورد چربی و مالد دست بر سر چو شمع آمد بیختہ ہر موے صبحی

جب جنیر مین یہہ خبر پہنچی کہ ابراہیم عادل شاہ والی بیجاپور فوت ہوا۔ اُسکا لڑکا
محمود شاہ مسند نشین ہوا۔ صاحب قران نے اسلام خان کو تعزیت و تہنیت کیلئے
بہیجا۔ مین بہی ہمرکاب تہا جب ہم بیجاپور مین پہنچے۔ مین نے وہان باقر خوردہ
کاشی کو دیکہا۔ شعرا زمان سے تہا۔ عادلشاہ کی مقاربت مین رہتا تہا۔ بعد ازان

بنگالہ مین گیا۔ اور حج کا عزم کیا سنہ ۱۰۳۵ ہجری مین برہانپور شہر مین پہنچکے فوت ہوا

طول و عرض راہ عشق آغاز و انجام ست و بس ۔ ہمتے از کعبہ تا بتخانہ یک گام ست و بس

برہمن زنار و زاہد سبحہ صد دانہ و انگشت ۔ ہر کجا پیر و از گردم دانہ و دام ست و بس

سنہ ۱۰۳۷ ہجری مین جہانگیر بادشاہ فوت ہوا۔ اس خبر کے سنتے ہی لشکر فیروزی اثر دار السلطنت کی طرف بگلانہ کی راہ سے روانہ ہوا۔ اولا گجرات مین پہنچ کے اکبر آباد کیطرف متوجہ ہوا۔ اور وہان صاحب قران کا جلوس تجمل کے ساتھہ ہوا۔ اسلام خان حسب الحکم بیجاپور سے حضور کے طرف روانہ ہوا۔ مین اسلام خان کے ہمراہ بگلانہ کی راہ سے بندر سورت پہنچا۔ وہان ملا مونسی شاعر سے ملا ذی استعداد و خوش صحبت تہا۔ شاعری مین عمدہ سلیقہ رکہتا تہا۔ من کلامہ

بدوستی تو یک شہر دشمن است مرا ۔ کدام را من تنہا بدست و پا افتم

پہر مین سورت سے احمد آباد گجرات مین پہنچا۔ اور وہان سکونت اختیار کی۔ تقی بلبانی سے جو شیخ اوحدی بلبانی کا نواسہ تہا ملا۔ تذکرۃ الشعرا اسکی تالیفات سے ہے یہہ متعدد جلدون پر شامل ہے۔ من اشعارہ

تنم ز غم چنان پاشید از ہم ۔ کہ آید ہمچو گرد از جامہ بیرون

چند روز احمد آباد مین قیام کر کے اکبر آباد متوجہ ہوا۔ شہنشاہ عالیجاہ کی ملازمت سے مشرف ہوا۔ اور چند روز اکبر آباد مین بسر اوقات کی۔ انہین ایام مین مولانا عبد اللطیف سلطان پوری سے ملاقات کی۔ مولانا اکابر علما سے ہین علوم و فنون مین ہندوستان مین کوئی انکا نظیر نہین ہے۔ محمد سعید بیگ بدخشی مولانا کے تلامذہ سے ہے۔ نیز شہر مذکور مین مولانا روح اللہ مازندرانی متخلص بہ روحی سے ملا۔

بزرگان زمانہ سے تہا۔ طلب علوم مین مشغول تہا۔ روحی کی طبیعت خاص ریاضی سے
زیادہ مناسب تہی۔ علم ریاضی کی تکمیل کے لئے دور دراز کے بلاد مین سفر کیا۔ گوشہ گوشہ
سے توشہ اور ہر خرمن سے خوشہ حاصل کیا۔ میرے حال پر بہت مہربان تہا۔
اکبر آباد سے بہرائج مین پہنچا مین نے اسکو بہرائج مین ہی دیکہا۔ پہر وہ اعظم خان کے
عہد مین بنگالہ مین گیا۔ مین بہی وہان اُنکی خدمت مین پہنچا۔ سخندانی و شعرگوئی
سے اُسکی طبیعت مناسب تہی۔ خوب کہتا تہا۔ من اشعارہ

الٰہی رشتۂ شوقم بکف ده
تنم را خاک فرسا کن ز پستی
امیدم را بکف دامانِ غم ده
ندارم پائے ہمت جز بدامان

ہوس را بر جگر داغ تلف نه
سرم را بنده زانو پرستی
تمنّا را تمنائے عدم ده
مده دستم مگر بہر گریبان

نیز اکبر آباد مین علی آصفی سالک کو دیکہا۔ ذکی الطبع و خوش وضع تہا۔ اسلام خان
مشہدی کی خدمت مین زندگی بسر کرتا تہا۔ من اشعارہ

پادشاہیم بر سریر سخن ✚ صفحۂ شعر ما قلمرو ماست
گاہ در چشم ہست و گہ بر رو ✚ گہ بر آستین
از پریشان اختلاطیہائے اشک خود ترم

خلاصہ کلام یہہ ہے کہ مین چند روز اکبر آباد مین سکونت پذیر رہا پہر مین نے حسب الحکم
بادشاہ بنگالہ مین جاگیر پائی۔ اور وہان کا ارادہ کیا۔ اولاً قنوج کے راستہ سے
بہرائچ مین آیا۔ چند روز میر مظفر حاکم کی خدمت مین زندگی بسر کی۔ بہرائچ
صوبۂ اودہ مین ایک شہر بزرگ ہے وہان سالار مسعود غازی کا مزار ہے۔ آپ
سلطان محمود غزنوی کے خویشون سے تہے۔ آپ کی شہادت ۴۲۵ ہجری مین

بمقابلۂ ہنود واقع ہوئی۔ پھر مین جونپور مین آیا۔ اور وہان سے براہ راست
ٹپنہ مین پہنچا۔ میرے والد ماجد ایک سال اول حسب الحکم جہانگیری بنگالہ گئے تھے
چند روز ٹپنہ مین گذارے۔ سنہ ۱۰۳۸ ہجری کے اوائل مین قاسم خان بموجب فرمان
شاہنشاہی بنگالہ کی حکومت پر مقرر ہوکے آیا۔ مین بھی انکی خدمت مین پہنچا۔
قاسم خان امیر خلیق و لطیف المزاج و آشنا پرور تھا۔ صاحبان علم و فضل کی بہت
قدر و منزلت کرتا تھا۔ اور خاص میرے ساتھ زیادہ صحبت رکھتا تھا۔ من اشعارہ

نمونۂ جرس بیدلم صدا نکنم — زبس شکستہ دلم لب بخندہ وا نکنم
مرغ ہر شاخ نیم اے باغبان بالم مبند — عندلیبم سایۂ گلبن قفس باشد مرا

بالجملہ مین قاسم خان کی خدمت مین بنگالہ گیا۔ اور چند روز کے بعد راج محل مین
پہنچا۔ اور جہانگیر نگر مین قیام پذیر ہوا۔ وہان میرے والد ماجد آئے انکی قدمبوسی
سے مشرف ہوا۔ رنج سفر سے آرام پایا۔ اسی زمانہ مین سید علاء الملک برادر
ابو المعالی کی ملازمت سے مستسعد ہوا۔ سید مذکور علمائے اکابر سے ہین۔ باوصاف
بزرگان ولیا موصوف تھے۔ آپکے والد ماجد علامہ میر سید نور اللہ ششتری تھے
آپنے علم والد ماجد کی خدمت مین حاصل کیا۔ اور تکمیل کے لئے شیراز گئے
وہان کے علماء سے تحصیل کے درجہ کو تکمیل پر پہنچایا۔ اور پھر شیراز سے ہند مین
مراجعت کی اور درس تدریس مین مشغول ہوا۔ فی الحال شاہزادے سلطان شجاع کی
تعلیم مین مصروف ہے۔ بادشاہ مولانا کی تعظیم و تکریم کرتا ہے میرے حال پر بیشمار
عنایت فرماتے ہین۔ آپکے تالیفات سے مہذب فی المنطق۔ و انوار الہدی
فی العلم الالہی۔ و صراط الوسط فی اثبات الواجب وغیرہا۔ شعر و شاعری سے بھی آپ کی

طبیعت مناسب تہی۔ کبہی کبہی شعر موزون فرماتے تہے۔ **من اشعارہ**

شب چشم تو بربستہ خود خواب کند — زلف تو بروز سیر مہتاب کند

رو را ہمہ کس بسوئے محراب کند — جز چشم تو کو پشت بمحراب کند

امیر ابو المعالی بہی فضائل و کمالات سے موصوف تہے۔ لطف طبع و سخن فہمی مین معاصرین سے ممتاز تہے۔ بیالیس برس کی عمر مین ۱۰۴۶ سنہ ہجری مین بنگالہ مین فوت ہوئے۔ مجہہ سے آپکو زیادہ اخلاص تہا۔ آپنے از روئے محبت میری نسبت کہا ہے **هو هذہ**

امروز چو دید میرزا صادق را — شد سرمہ نور دیدہ عاشق را

یا رب ز انجا کہ ہست لطف تو مباد — جز وصل نصیب عاشق صادق را

آپ کی تصانیف سے تفسیر سورۂ اخلاص۔ و رسالۂ عدالت۔ و انموذج العلوم و دیوان شعر و غیرہ ہین۔ پہر مین اسی زمانہ مین سید شاہ باقر حسینی کی ملازمت سے مشرف ہوا۔ یہ بزرگ سادات مشہد و خدام روضہ رضویہ سے تہے۔ حاصل تخلص فرماتے تہے مستقیم الرائے و عالی ہمت و بلند حوصلہ تہے۔ خوش طبع و خوش مزاج و بلند حوصلہ تہے **من اشعارہ**

باید چو برق خندہ زنان زین جہان گذشت — نتوان چو ابر بر سر دنیا گریستن

بسکہ دارم ناتوانی چون نجا جنبیدہ ام — بر زمین از سایۂ خود بیشتر افتادہ ام

سحر چو شمع سیہ روئے گشت دانستم — کہ ہر کہ پردہ دری کرد زود رسوا کند

ما نیم کہ در پیچ فنا نیم ہمہ — در کشتی عمر نا خدا نیم ہمہ

تا آمدہ ایم رفتہ ایم از عالم — در گوش زمانہ چون صدا ئیم ہمہ

چون کثرت خلق را نمودار یکیست | در چشم خرد اندک و بسیار یکیست
یک خواہ و یکے طلب کہ در حلقۂ ذکر | تسبیح ہزار دانہ را تار یکی است

اور انہیں ایام مین مولانا محمد یزدی لاہوری کی خدمت مین باریاب ہوا۔ وہ بھی علمائے زمانہ مین برگزیدہ تہا۔ مدت تک ابو الفضل کی خدمت مین زندگی بسر کیا پہر بنگالہ گیا۔ قاسم خان والی بنگالہ سے خدمت قضا پر مامور رہوا۔ اب معزول ہے نیاز مند صاحب ترجمہ کو اُس بزرگ سے تلمذ ہے۔ اور آپ سب اساتذہ سے مجکو یاد مانتے تہے۔ شاعری مین مذاق کامل رکہتے تہے۔ من اشعارہ

در دل ہوس کعبہ و بتخانہ شکستیم | سنگ رہ آمد و شد جانانہ شکستیم

آپکے صاحبزادے مسمی ملا عبد اللہ فضلائے زمانہ سے تہے۔ مجکو آپ سے بہی نیاز ہے۔ خط و شعر و فنون سپاہگری اور ہنرون پر قدرت کاملہ رکہتا تہا۔ راج محل مین سلطان شجاع کی خدمت مین تہا۔ من اشعارہ

کان می نمود دعوی ہمدستی گفت | دست زمانہ زین جہتش سنگسار ساخت

انہیں ایام مین خواجگی محمد شریف محققی سے ملا۔ شعرائے معاصرین مین مشہور تہا آپکے والد خواجہ حسن علی شوستری تاجر کثیر المال تہے۔ آخر جونپور مین فوت ہوئے خواجگی شریف والد کے فوت ہونیکے بعد بنگالہ مین گیا۔ ابراہیم خان فتح جنگ نے آپکے حال پر بہت لطف و کرم مبذول فرمایا۔ دیوانی سے آسکے لئے جاگیر مقرر کرائے اُسوقت سے صاحب ترجمہ اسی بنگالہ مین سکونت پذیر رہے۔ من اشعارہ

چشم نرگس کہ ندارد نغنودن کارے | گوئیا رستہ ز آب مژہ بیدارے
روشن ہمہ چو شمع درین بزم ماندے | گر زتن بکاہدے و بجان در فزایدے

ہستی ماست بر رخ آئینہ وجود	چون تیرگی دم کہ دمے ہم نیاید بے
یک نقطہ بیش نیست سپہر عجوبہ کار	وین دائرۂ ز شہر غیبت دوران نماند بے
گفتی کہ جہان چیست نمود بے بود	حق است و بے منکر جنبش نتوان بود
مانندۂ لفظ لا است ہستی دو کون	صورت موجود و معنیش نفی وجود

اور اُسی دیار مین مین نے محمد تقی ریدار کو دیکہا۔ علم تصوف مین خوب مہارت رکہتا تہا سخن سنج و سخن فہم تہا۔ واقف تخلص کرتا تہا۔ چند مدت عبدالرحیم خانخانان کی خدمت مین بسر کیا۔ صاحبقران کے اوائل عہد مین بنگالہ کی اینی پر مامور رہا جب اعظم خان بنگالہ مین آیا تب اسکو معزول و محبوس کیا۔ آخر حبس سے رہا ہو کے درگاہ والا مین گیا۔ معزز و مکرم ہوا۔ من اشعارہ

نیست فرقے در میان خیر و بت پرست	رشتۂ پیوند خویشت کمتر از زنار نیست
در مجلس دوست زہر پیمانہ یکی است	آہ سحر و نعرۂ مستانہ یکی است
از مسجد و دیر حق پرستی ست غرض	گر خانہ دو تاست صاحب خانہ یکی است

نیز قاسم خان کے عہد مین مخلص حسین تبریزی بنگالہ مین بخشی گری پر مامور تہا لطف طبع سے موصوف تہا اور اُسکے ہمراہ ملا سراجی بہی تہا۔ سراجی مرد کم آزار لائق تہا۔ پس مخلص اکبر آباد گیا اور وہان فوت ہوا من اشعارہ

خال تو دلربا ست نگہدار خویش باش ۔۔۔ دزدی کسے بخوبی ہندو نمی کند

اور قاسم خان کے عہد مین حسن بیگ گرامی شاعر بہی بخشی گری نوارہ پر مامور تہا شاعر بیگو و خوش سلیقہ تہا۔ من اشعارہ

ز پا افتادۂ عشقت امید از چشم تر دارد ۔۔۔ کہ آید سیل اشکے تا سرش از خاک بردارد

نیم از و راز تو چون بوئے تو برگرد تو میگردم   اگر روزے فراموشم کنی سر در گریبان کن

اور قاسم خان کے زمانہ مین ملا درویش والہ ہروی بہی اس دیار مین آیا۔ ذکی الطبع وسخن فہم تہا۔ میرے دوستون سے ہے۔ گہوڑے کی تعریف مین کہتا ہے۔ ؎

پیش و بعد مسافت نبود پنداریجا   کاسمان وار گرفته است زمین را به بغل

اور اسی عہد مین ملا وفائی ہروی بہی ہند مین آیا طبع سلیم سے موصوف تہا من اشعارہ

ز ما مپوش چہرہ کہ ما بے ادب نئیم   کوتہ تر است از مژہ ما نگاہ ما

قاسم خان کے مصاحبون سے عباسی شاعر بہی تہا۔ نہایت فصیح البیان و بلیغ تہا خان موصوف کے عہد مین فوت ہوا۔ من اشعارہ

چہ شد شکست پیالہ چہ شد نماند صراحی   سر کدو چو بریدی صراحی ست و پیالہ

ملا حلمی شیرازی جواہر زادہ عرفی بہی قاسم خان کے ملازمین مین شریک تہا۔ چند مدت کے بعد حیدرآباد گولکنڈہ مین آیا۔ قطب شاہ نے اسکی بڑی تعظیم و تکریم کی عیش و عشرت سے زندگی بسر کرتا رہا۔ آخر باجل طبعی گولکنڈہ مین فوت ہوا۔ من اشعارہ

تو آن بزرگ نوائی کہ ہر کہ پرورده   ز نعمت سر خوانت بروزگار عظام

بزیر خاک پس از مرگ ہمچو شاخ   درخت بجویش بالد ز استخوانش مدام

اور قاسم خان کے ملازمون مین سے میر عبد القیوم بن سید محمد فراہانی تہا غنی تخلص کرتا تہا۔ شاعر سخن سنج و خوش گو تہا مولف صبح صادق صاحب ترجمہ لکہتا ہے کہ میرے دوستون سے تہا۔ خان موصوف کی وفات کے بعد جہانگیر نگر مین فوت ہوا۔ من اشعارہ

دل دشمن جان بود بلاکش کردم   وز خنجر آہ خاک چاکش کردم

از خون جگر شستم و پاکش کردم   در مشہد آرزو بخاکش کردم

اور ضیاء الدین یوسف تبریزی بنگالہ مین مقیم خان ابہری دیوان کی خدمت مین
زندگی بسر کرتا تہا۔ لطیف الطبع و ظریف المزاج تہا۔ چندروز بنگالہ مین بسر کرکے
اعظم خان کے عہد مین پٹنہ گیا۔ من اشعارہ

دل بیکے آتش پرست و سینہ آتش خانہ بود
باز امشب طرفہ شورے با من دیوانہ بود

اور محمد صالح ستار تخلص تبریزی بہی مقیم خان ابہری دیوان بنگالہ کی مصاحبت مین
تہا شاعر سخن فہم و سخن دان تہا۔ من کلامہ

دل شکستہ ما مومیائی میخواست
اگر اسیر سپہر ده شدیم سنجاب

رخسارہ و لب او درد مرا دوا کرد
گلقند آفتابی آخر علاج ما کرد

ملا دوست محمد کشمیری شاعر لطیف الطبع و خوش خلق تہا شطرنج بازی مین
مہارت کاملہ رکہتا تہا۔ میرزا ابو سعید نبیرہ اعتماد الدولہ کی ملازمت مین زندگی
بسر کرتا تہا۔ قاسم خان کے فوت ہونے کے بعد فوت ہوا۔ من اشعارہ

ابروئے تو مسجد جہان را محراب
اے خوے تو بجہت نماز جان را محراب

ہر سو ست نماز عارفان را محراب
گردید بگرد ما فلک خم یعنے

اور ابراہیم اصفہانی۔ آقا محمد زمان امیر بنگالہ کی خدمت مین تہا من کلامہ

از سر ہوس طرہ و دستار نہادیم
آرائش دیوانہ گل داغ جنون بس

ملا محمد جان ظریف الطبع میرزا نور اللہ کی خدمت مین بسر کرتا تہا من کلامہ

دلق فراق پوشم و بر تن درآورم
چون رشتۂ غم تو بسوزن درآورم

جہانگیر نگر مین ستہراداس نام ہندو تخلص ذکی الطبع تہا۔ من کلامہ

دیگر از آستین ما نگریخت
دست ما تا گرفت دامن دوست

چون دو لا ہم زچرخ پرفن | سر در چاہ و رسن بگردن

سوئے اتفاق سے خانزمان بن مہابت خان ناظم بنگالہ نے اسکو قید کیا - تو جیلخانہ سے ایک غزل حکیم رکنا مسیحا کے پاس بہیجی - اور رہائی کی بابت سفارش کی درخواست کی - مسیحا کی سفارش سے رہائی پائی - غزل یہہ ہے -

سلام من کہ رساند حکیم رکنا را	ز درد من کہ خبر میدہد مسیحا را
منم فتادہ بدام بلا بجرم سخن	سخن اسیر قفس کرد مرغ گویا را
شفاعت من کافر مگر مسیح کند	کہ با مسیح تولا بود نصاری را

صادق صاحب ترجمہ صبح صادق مین لکھتا ہے کہ مین قاسم خان کے عہد مین بخشی گری سرحد بنگالہ پر مامور ہوا - وہان کی حکومت پر میرزا خان بن شاہنواز خان بن عبد الرحیم خانخانان حاکم تہا - چند مدت میرزا خان کے سایۂ عاطفت مین بسر کیا - میرزا کے معزول ہونیکے بعد جہانگیر مین واپس آیا - اُسوقت خواجہ کمال افغانی نے جور و ستم بنگالہ سے تہا بغاوت اختیار کی - قاسم خان نے اپنے فرزند کو مع جمعیت و امرائے ریاست باغی کی تنبیہ کیلئے بہیجا - اور مجکو سپاہ کی بخشی گری پر مقرر فرمایا - لشکر مین محمد منعم نام شاعر خوش طبع آقا محمد زمان کی خدمت و مصاحبت مین تہا منہ اشعارہ

زبسکہ بر تن خصمت نشستہ بہم تیغ	گمان برند کہ پوشیدہ دشمنت جوشند
مطرب با کہ بلب قلقہ می نوشان است	نے جدا از لب و کوچہ خاموشان است

جب لشکر خواجہ کمال کے مستقر پر پہنچا عجز و انکساری سے پیش آیا - امرا کی خدمت مین حاضر ہو گیا - گرفتار کرکے جہانگیر مین لائے - محبوس کیا گیا - میرزا شاہ باقر نے

اسکی گرفتاری کی تاریخ کہی ہے ع بزودی ہرکہ اے رازولے ہست
پہر مین بہی جہانگیرنگر مین لشکر کے ساتھ واپس آیا۔ اسوقت ۱۰۱۵ چراغ بیگ شاملو
سمندر تخلص جہانگیرنگر مین آیا۔ ظریف الطبع تہا۔ فن موسیقی مین خوب مہارت
رکہتا تہا۔ اسکا باپ امام قلی بیگ شاملو جہانگیری امرا سے تہا۔ بنگالہ مین فوت ہوا
چراغ بیگ یہان چندروز بسر کرکے اوڑیسہ بہیجا گیا۔ پہر اسلام خان کے عہد مین
بنگالہ مین بلایا گیا۔ جاگیر سے سرفراز ہوا۔ آخر جاگیر مین فوت ہوا۔ میرے
دوستون سے تہا۔ من اشعارہ

سیل اشکم در غمش از بسکہ طغیان میکند	چشم تا بر ہم زنم صد خانہ ویران میکند
بیک تبسم گل در چمن بہنا بی	چہ خار خار کہ در دل فتاد بلبل را

اور انہین ایام مین مین نے محسنائے شیرازی کو دیکہا۔ آقا محمد زمان کی خدمت
مین آرام سے زندگی بسر کرتا ہے حسن خط و لطف طبع سے موصوف ہے مجکو موصوف
الیہ سے نیاز و ملازمت حاصل ہے۔ من اشعارہ

جز بہ چشم سیہ کز مژہ صد رخنہ بدل کرد	با خامہ مو کشی نکند نقش نگین را
تا سرو تو افگند بسر سایہ زمین را	جا تنگ شد از سبزہ و گل خاک نشین را
میبوسم دل از لبت بوسی تمنا میکنم	گوہرے دارم بکف با لعل سودا می کنم

اور اسی زمانہ مین زنبیل بیگ خلخالی منشی تخلص کو جہانگیرنگر مین دیکہا۔ ملازمت
سے مشرف ہوا من اشعارہ

من بذوق اینکہ می بوسد لب جانانہ را	می کنم خندانکہ لب دارد لب پیمانہ را

اور پہر شہر گور مین سید عبد الحی تخلص خرابی کو دیکہا۔ حسین شاہ والی بنگالہ کے

احفاد سے ہے پریشان حال و پراگندہ بال تہا۔ اسکا کلام لطف و مزہ سے خالی نہین منہای

دل خوش نہ خوشتہ از زلف عم شدا ز انکہ من	ہیچو تکلف ندارم از ابنائے روزگار
ہمہ عالم اگر خیاط گردد	گریبان خرابی چاک گردد

خرابی چند روز کے بعد اس عالم خراب سے عالم آباد بقا کی طرف روانہ ہوا۔
پس جب قاسم خان نے ۱۰۴۲ھ ہجری مین رحلت کی۔ اسکی جگہہ اعظم خان ساوجی جو میر جعفر ساوجی وزیر شاہ طہماسب صفوی حکومت بنگالہ پر مقرر ہوا پس مین ساوجی کے عہد مین امیر علاء الدولہ عشقی شوشتری کی صحبت مین مشرف ہوا۔ علاء الدولہ ہیچو برادران میر علاء الملک و امیر ابوالمعالی صفات حمیدہ سے موصوف تہا۔ شعر و شاعری کا فریفتہ تہا۔ من کلامہ

میان سرو قدان قامت ترا خوش کرد	زمانہ مصرع موزونی انتخاب کردہ

اور اُسی عہد مین میر معصوم کاشی بن میر حیدر معمائی و برادر میر سنجر کو دیکھا۔ وہ بہی شعرا مین فرد فرید تہا۔ خوش صحبت و آشنا پرور تہا۔ من کلامہ

مجنون بخاک رفتہ و موران ز نقش پا	بر تربتش نشان سلاسل نہادہ اند
کفر لی درد سری نیست چنین معلوم	بت پرستان ہمہ صندل بہ جبین می مالند

پس اعظم خان ساوجی کے عہد مین میرے والد ماجد محمد صالح اصفہانی بتاریخ دہم شوال ۱۰۴۳ھ ہجری اس دار ناپائدار سے عالم بقا کو روانہ ہوئے۔ آپ بہی شاعر پرگو تہے۔ من اشعارہ

موج اشکم چون لعل بکشاد جستجو گفت بس	چون بخود پیچیدم از اندیشہ گردون گفت بس
ما و بخت بد درین وادی بامید کسے	خاک میکردیم بر سر کہ ہامون گفت بس

جان ندہندش نصد برزم حریفان	تا نہری سرہ تیغ تیز کدو را
بکشائے دلیرانہ کمینی برہ چشم	نگمارز خون دل ابینی برہ چشم
اے وردکشان شراب درشیشہ کنید	از بہر دل خراب درشیشہ کنید
از بیم خمار می طپد در بر دل	گر نیست شراب آب درشیشہ کنید

صادق صاحب ترجمہ لکھتا ہے کہ ہم چار بہائی حقیقی تہے۔ ایک محمد تقی ایران مین تہا۔ مین اور محمد سعید و محمد جعفر ہر سہ برادر باپ کے ساتہہ ہندوستان مین آئے۔ محمد سعید طبع لطیف سے موصوف تہا اور دوسرے بہائی بہی لیاقت و فضیلت سے معرا نہین تہے۔ من کلام طاہر السعید

گوئی جام شاہ زبس گشت روز رزم	آراستہ ہست بہر جو دش طیورہ خوان
زبین پس ہمائے طعمہ خود بر ہوا خورد	از بس فتادہ بر سر یکدیگر استخوان

والد ماجد کے فوت ہونیکے بعد ہم پر بیشمار مصیبتین نازل ہوئین۔ و بمطالبات سلطانی گرفتار ہوئے قریب تہا کہ قیدخانہ مین بہیجے جائین۔ لیکن آقا میر علی ہمدانی بخشی نے میری حمایت کی اور مجکو اور میرے بہائیونکو اپنی حفاظت مین رکہا۔ آخر اسلام خان مشہدی بنگالہ کی حکومت پر مامور ہوکے آیا۔ مین نہایت شوق سے استقبال کیلئے روانہ ہوا۔ مقام منگیر مین شرف خدمت سے مشرف ہوا۔ خان موصوف نے بدستور سابق عنایات قدیمانہ سے سرفراز فرمایا۔ پس خان موصوف کے ساتہہ جہانگیرنگر مین آیا۔ جو کچہہ امید رکہتا تہا اسکا خلاف پایا۔ مدت کے بعد مختصر جاگیر سے ممتاز ہوا۔ اسی مصیبت و پریشانی کے زمانہ مین محمد قلی سلیم تخلص کو جو اسلام خان کے خدمت مین بسر کرتا تہا۔ شعر از زبان سے تہا جہانگیرنگر مین دیکہا دہ

طبقہ اتراک سے ہے۔ مقام طرشت ری اسکا مولد ہے۔ لطیف الطبع و حلیم المزاج
تہا امیرانہ شان سے رہتا تہا۔ من اشعارہ

تا چند دیر و کعبه بخوان این فسانه را — ہمچون کمان حلقه یکی کن دو خانه را
ماتم دستورا بجہان خراب — گریه مست و خنده یکی ست
گر زمین از جا رود آزادگان را باک نیست — ہمچو نخل موم بار اندیشه در خاک نیست
شب وصالے اگر روز کرده دانی — که آفتاب قیامت ستاره صبح است
نخورند در گلستان گل و لاله آب بیتو — بگلوئے شیشه می نرود شراب بیتو
ہنر از خصم جدل ما شد و از من عیب است — چون رگ لعل دانا رگ گردن عیب ست
مرا سعانی کوتاه دلپسند بود نباشد — چو گوش گر شنوتا سخن بلند بود نباشد

اور اسی زمانہ مین میر رضی بن ابو تراب مشہدی بنگالہ آیا۔ عالم فاضل و شاعر کامل تہا
چند روز یہان رہا پہر ایران چلا گیا۔ دانش تخلص کرتا تہا۔ فقیر مولف نے حرف دال
مین آپکا ذکر لکھا ہے۔ من اشعارہ

بر سرم آمد دلے بسیار زود از من گذشت — دولت تیغیری که میگویند شمشیر تو بود

محمد شریف طالقانی اسلام خان کے ساتھ تہا۔ شریف الطبع و لطیف المزاج تہا
بنگالہ سے اسلام خان کے ہمراہ دکن مین گیا۔ اور وہان فوت ہوا۔ منہ

زاہد نخوری باده که مستی دارد — مستی دارد ہر آنچه ہستی دارد

اور مین نے اسلام خان کے عہد مین میرزا شاه باقر واجدی شیرازی کو دیکہا۔ خوش طبع
و شیرین زبان تہا خوش خلاق و دوست پرست تہا۔ منہ

عاشق تا جان نه در پرده جانان باخت — کے منزل اصل عشق را ماوی ساخت

تا بود درون بحر ماہی زندہ		موجش از بحر کے بسا حل نہد انت

پس نہین ایام مین کوچ و آشام کے زمینداروں نے بغاوت شروع کی - ملک مین فتنہ برپا ہوا - اس ہنگامہ فتنہ مین عبد السلام حاکم کوچ قید کیا گیا - اسلام خان نے اپنے بہائی میر زین الدین علی خان کو مع لشکر عظیم ان کی تنبیہ و تادیب کے لئے بہیجا - مولف صبح صادق صاحب ترجمہ لکہتا ہے کہ مین بہی جہانگیر کو ترک کر کے با حالت تباہ کوچ کے طرف روانہ ہوا لشکر ظفر اثر مین لاحق ہو گیا - میر زین الدین علیخان نے میرے حال پر بہت شفقت و مہربانی کی - چار مہینہ تک ہیر کے ہمرکاب با آرام سے بسر کرتا تہا - اسی لشکر مین عبد الرحیم بن عنایت اللہ ابیوردی کو دیکہا لطف طبع و حسن خط سے موصوف تہا صیدی تخلص کرتا تہا - من اشعارہ

بیچیش لف تو در دام کشد عنقا را		مژہ تیر تو بر سنج زند دلہا را
وحشیانش ہمہ از چشمہ دل آب خورند		جگر شیر بود آہوے این صحرا را

جب برشکال کا موسم شروع ہو گیا - اور سپاہ کا کوچ کرنا مشکل و دشوار ہوا تب مجہکو میر زین الدین علیخان نے جہانگیرنگر بہیجا - تاکہ اپنے کاروبار ضروری کو انجام دیکر لشکر ظفر اثر کے لاحق ہو جاؤن پس مین جہانگیرنگر مین آیا - اور اسلام خان کی ملازمت سے مشرف ہوا - خان موصوف سے ابتدا مین عنایت و لطف بے اندازہ دیکہا لیکن آخر مین بوجہ برعکس ابتدا پایا - روز بروز بیتوجہی دیکہتا تہا - بامر مجبوری چارنا چار گزارتا تہا - اسی زمانہ مین میرزا محمد حسین حسینی مشہدی اس ملک مین وارد ہوا - مین اسکی ملازمت سے مشرف ہوا - یہ بزرگ خراسان کے اکابر سادات و امرائے زمان سے ہے آپکے بزرگان سلف سے بیرحسین خان ہمرحس مین حکمرانی

صائب میرزا محمد علی اصفہانی

صائب تخلص میرزا محمد علی نام۔ اسکا باپ اصفہان کے مشاہیر تجار کے
خاندان سے تہا۔ آپ ایران کے بلاد مین بغرض تجارت آمد و رفت کرتا تہا۔ ایک وقت
حسن اتفاق سے تبریز مین سکونت اختیار کی۔ اور اصفہان سے وہان اپنے عیال
و متعلقین کو بلا لیا۔ پس شہر تبریز مین صائب کی ولادت ہوئی پہر ولادت کے بعد
اسکے والد نے مع عیال اصفہان مین مراجعت کی۔ یہان صائب کی نشو و نما و تعلیم
و تربیت کی تکمیل ہوئی۔ اسی وجہ سے اسکو تبریزی و اصفہانی کہتے ہین۔ صائب کا
والد فرزند مہ وش کے دیدار سے بہت ہی خوش ہوتا تہا۔ کثرت محبت سے اکثر لخت جگر
کو پیش نظر رکہتا تہا۔ تذکرہ حسینی کے مولف نے لکہا کہ ایکروز میرزا ایام طفلگی
مین باپ کے ہمراہ ایک بزرگ کامل و صاحبدل کی دوکان پر جو صحافی کا پیشہ کرتے
تہے گیا۔ شیخ کامل نے ریزہائے کاغذ کو سر ریش مین ملا کے مرزا سے کہا بخور جان بابا
مرزا نے حسب اشارہ والد ریزہائے مذکور کا ثلث حصہ کہا لیا۔ باقی چہوڑ دیا شیخ
نے فرمایا اگر یہ تمام کہاتا تو اسکا کلام تمام عالم کو مسخر کرتا۔ اب ثلث جہان کو مسخر
کریگا۔ اسکی لیاقت و بزرگی کا آوازہ گوش جہان کا آویزہ ہوگا۔ انتہی کلامہ
پس میرزا تحصیل و تکمیل علوم کے بعد شعر و شاعری کیطرف مائل ہوا۔ مضامین
تازہ بتازہ موزون کرنے لگا۔ خاص اسکی طبیعت شعر و شاعری سے قدرۃً مناسب
مخصوص تہی۔ بہ نسبت دیگر علوم و فنون فن سخن سنجی مین زیادہ دلچسپی و رغبت
رکہتا تہا۔ آزاد بلگرامی و شیر خان مولف مراۃ الخیال وغیرہ نے لکہا کہ صائب

معنی آفرینی و ایجاد عبارات رنگین و اختراع تراکیب دلنشین مین فرد فرید ہے اور غزل گوئی و تمثیل مین مرد وحید ہے۔ قصیدہ و مثنوی کے میدان مین بھی جولانی کرتا ہے لیکن جو لطف و مزہ و انداز تازہ غزل سے جلوہ نما ہوتا ہے۔ وہ خوبی مثنوی و قصیدہ مین نہین ہوتی ہے۔ اور کلام مین تکلف نہین جو کچھہ کہتا ہے تکلف و تصنع سے پاک و صاف ہوتا ہے۔ بدیہہ گوئی مین بھی بے نظیر تھا۔ مضامین تازہ و معانی شگفتہ اُسکے گوشہ دماغ مین مستحضر رہتے تھے۔ جب چاہتا تھا فوراً غزل و قصیدہ موزون کر دیتا تھا۔ جب اسکی شاعری کی شہرت ہوئی تب کسی بزرگ نے امتحاناً ایک مہمل مصرع موزون کرکے پیش کیا کہ آپ اسکا ثانی مصرع کہدیجیے مصرع یہہ تھا۔ ع شمع گر خاموش باشد آتش از مینا گرفت +

صائب نے فوراً اول مصرع کہکے مہمل مصرع کو با معنی کر دیا۔

امشب ای ساقی ز بس گرم ست محفل میتوان ۔۔ شمع گر خاموش باشد آتش از مینا گرفت

شاعری مین اسکو تلمذ حکیم رکنا مسیح کاشی اور حکیم شفائی سے تھا۔ دونون کی خدمت مین مستفید ہوا۔ حکیم رکنا مشاہیر شعرا سے گذرا ہے شاہ عباس صفوی کے عہد مین معزز و مکرم تھا۔ بادشاہ اسکی بہت تعظیم و توقیر کرتا تھا۔ اکثر اوقات اس کے گھر پر آتا تھا۔ حاسدین نے شاہ کو اُسکے طرف سے غیر واقعہ باتین سمجھا کے بدگمان کر دیا۔ حکیم رکنا نے کچھہ پروا نہین کی دربار سے قطع تعلق کرکے یہہ مطلع موزون کیا۔ اور وہان سے چلدیا۔

گر فلک یک صبحدم با من گران باشد سرش ۔۔ شام بیرون میروم چون آفتاب از کشورش

حکیم رکنا مسیح کا حال اس کتاب مین مستقلاً حرف میم مین بیان کیا جائیگا۔

صائب صاحب ترجمہ مذہب کا پابند تہا۔ عالم شباب مین مشہد مقدس و حرمین شریفین
حج و زیارت کیلئے روانہ ہوا۔ زیارت و حج سے فارغ ہو کے مراجعت کے وقت
ایک قصیدہ شاہ خراسان کی منقبت مین موزون کیا جسکا ایک شعر یہہ ہے ؎

شکر للہ کہ بعد از سفر حج صائب عہد خود تازہ بسلطان خراسان کردم

چونکہ ہندوستان کی سخاوت و بخشش کی شہرت عالمگیر ہو رہی تہی۔ خاص شعرا کی
قدردانی کے چرچے ایران کے کوچہ و بازار مین دائر و سائر شعرا و علما کے
دلون مین ہند کا شوق موجزن ہو رہا تہا۔ پس صائب کے دل مین بہی خیال پیدا ہوا
کہ ہند کی سیر کرنا چاہئے۔ چنانچہ خود کہتا ہے ؎

ہمچو عزم سفر ہند کہ در ہر دل ہست رقص سودائے تو در ہیچ سرے نیست کہ ہست

بعالم شباب سنہ ۱۰۳۳ یا ۱۰۳۴ ہجری و آخر عہد جہانگیری مین ہندوستان روانہ ہوا۔
صائب تاجرزادہ تہا زاد و راحلہ کی کچھہ کمی نہین تہی آسودہ حالی کے ساتہہ کابل مین
پہنچا۔ وہان ظفر خان بن خواجہ ابوالحسن وزیر اعظم نیا نیا باپ کے جانب سے حکمران
تہا۔ علم دوست فیاض و قدردان اہل علم تہا۔ صائب خان موصوف سے ملا ظفر خان
نے اسکی بہت تعظیم و تکریم کی اور مہمان عزیز کو مقام عزیز مین رکہا۔ نقاد سخن تہا۔
صائب کے کلام کو عظمت کی نظر سے دیکہتا تہا۔ خود بہی شاعر تہا۔ احسن تخلص کرتا تہا
باہم خوب مشاعرے ہوتے تہے۔ صائب وقتاً فوقتاً خان موصوف کی مدح و ثنا مین
قصائد لکہتا تہا۔ بیشمار صلات سے سربلند و ممتاز ہوتا تہا۔ اور ظفر خان اپنے کلام کو
مرزا کی اصلاح سے درست کرتا تہا۔ مرزا کی شاگردی و اصلاح کی بدولت اسکی لیاقت
و استعداد درجۂ ترقی کو پہنچ گئی۔ خود خان موصوف کہتا ہے ؎

طرز یاران پیش احسن بعد ازین مقبول نیست　　تازہ گوییہائے وانہ فیض طبع صائبست

ظفرخان و میرزا صائب مین باہم محبت و اتحاد کا ایسا تعلق و ارتباط تہا - کہ جہان صائب کا ذکر آجاتا ہے وہان ظفرخان کا نام بہی لیا جاتا ہے ظفرخان کی سخن سنجی و فیاضی کی یادہ شہرت ہند و عجم مین صائب کی بدولت ہوئی - اور اسیطرح مرزا صائب ظفرخان کی وجہ سے دربار شاہی مین خطاب و منصب سے سرفراز - و امرا و شعرا کے مجمع مین ممتاز ہوا ظفرخان صائب کی مصاحبت و مجالست سے ہر وقت تازہ دل و شگفتہ خاطر رہتا تہا - اکثر اوقات خانموصوف مرزا سے فرمائش کرتا تہا کہ شعرائے قدما کے دواوین سے چند اشعار اور اپنے دیوان کا انتخاب مرتب کر دیجیے - پس صائب نے حسب خواہش خانموصوف اس اہم کام کو قبول کیا - اور شعرائے متقدمین معاصرین کے دواوین سے عجائب و غرائب اشعار انتخاب کر کے ایک بہت بڑی ضخیم کتاب مرتب کر دی - اس کتاب غرائب مین دواوین قدما کے منتخبہ اشعار کیا ہے گویا ہر ایک دیوان کا لب لباب و انتخاب لاجواب تہا - چنانچہ اسی غرائب اشعار کا ایک نسخہ خوش خط مطلا جدول فقیر مولف کے کتبخانہ مین موجود تہا افسوس کہ وہ نایاب نسخہ حیدرآباد کی طغیانی واقعہ ۱۳۲۶ھ ہجری مین غرق آب و نذر سیلاب ہو گیا - اسیطرح صائب کے دیوان کا انتخاب بہی غرق آب آلودہ خلاب ہو اسیقدر اوراق گل آلودہ دستیاب شدہ فقیر مولف کے پاس موجود ہین - بندہ منجملہ منقولات صائب صائب سب سے زیادہ خواجہ حافظ کا مقر و معترف تہا - اور آپکا نام نہایت ادب سے یاد کرتا تہا - خواجہ صاحب سے حسن اعتقاد رکہتا تہا - خواجہ کی غزل پر غزل لکہنا بے ادبی سمجہتا تہا - ایک آدہ احباب کے اصرار سے لکہہ کے مقطع مین معذرت کی -

صائب چہ توان کرد بہ تکلیف عزیزان　　ورنہ طرف خواجہ شدن بے بصری بود

ایضاً دوسری غزل مین کہتا ہے -

روا است صائب اگر نیست از رہ دعوی　　تتبع غزل خواجہ گرچہ بے ادبی ست

مرزا کے کلام پر استادانہ نکتہ چینی کرتا تھا۔ مرزا ایسا عالی دماغ و نازک مزاج تھا کہ شعرائے زمانہ کی روک ٹوک اپنے کلام کی نسبت کالعدم سمجھتا تھا۔ اشعار بالا میں جو کچھ اپنے شاگرد ممدوح کی مدح میں مبالغہ کیا ہے اور اسکو اپنا ہم سنگ بنایا ہے یہ مرزا کی کسر نفسی ممدوح کی مدح سرائی ہے۔

شمع انجمن کے مولف نے لکھا کہ مرزا سنی المذہب تھا۔ باوجود سنی المذہب مدۃ العمر ایرانیوں میں کمال احتیاط سے زندگی بسر کی اور ایسے ڈھب سے رہا کہ خاص و عام کے نزدیک مقبول و نیک نام ہوا انتہی کلامہ۔ فقیر مولف کے نزدیک قرائن و دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ امامیہ مذہب تھا اس لئے کہ جب مرزا والد کے ہمراہ ایران گیا سلاطین صفویہ کے دربار میں باریاب ہوا تا آخر زندگی ان کے نزدیک مکرم و معزز رہا اور ان کے مدائح میں قصائد غرا موزوں کئے۔ بیشمار جائزے و صلات پائے۔ سلاطین صفویہ امامیہ مذہب تھے۔ مذہب میں سخت متعصب تھے۔ اور اپنے مذہب کا زیادہ لحاظ رکھتے تھے۔ اگر صائب سنی المذہب ہوتا تو کبھی صفویہ کے دربار میں معزز و ملک الشعرا نہ ہوتا۔ بلکہ زمین ایران میں اسکا رہنا دشوار ہوتا۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

محمد مراد لائق جونپوری کا ایران جانا صائب کی خدمت میں

ید بیضا کے مولف میر غلام علی آزاد بلگرامی نے لکھا کہ محمد مراد لائق تخلص جونپور کے باشندے جو عالمگیر کے عہد میں لاہور پنجاب کی واقعہ نگاری پر مامور تھا۔ عالم جوانی میں شعر و شاعری کے شوق میں میرزا صائب کی شہرت سنکے عازم ایران ہوا۔ بیچارہ غریب جوش شوق و ولولہ ذوق میں ہند سے ایران تک پیادہ پا گیا۔ شہر اصفہان میں صائب سے ملا۔ صائب نے اسکے حسن اخلاق و اعتقاد کی نہایت قدر و منزلت کی و مہمان عزیز کو

اپنے گھر مین عزت و آبرو سے اُتارا۔ مہمان نوازی و خاطرداری مین ایک دقیقہ فروگذاشت نہین کیا۔ باہم شعر و شاعری کا بازار خوب گرم رہا۔ لائق کے زبانی منقول ہے کہ مین نے مرزا کو کبھی شعر کی فکر مین متفکر نہین دیکھا جب شعر کا ارادہ کرتا تھا۔ فوراً فی البدیہہ کہہ دیتا تھا۔ ایکروز میَن نے خلاف عادت باغ کے چمنون مین ٹہلتا تھا کہ مین نے مرزا سے فکر کا سبب دریافت کیا۔ کہا کہ فردوسی کا یہہ شعر ہے۔

بفرمود تا رخش را زین کنند ‌ ‌ ‌ ‌ دم اندر دم نائے زرین کنند

استاد شفائی نے اس شعر کے جواب مین کہا ہے۔

بفرمود تا زین برابرش نہند ‌ ‌ ‌ ‌ چو زین ہمہ بالائے آتش نہند

مین بھی اسکا جواب لکھنا چاہتا ہون۔ مین نے کہا اگر اجازت ہو تو مین اس کام کو انجام دون۔ مرزا نے اجازت دی۔ تمام رات اسی فکر مین غرق رہا۔ غور و فکر کے بعد یہہ شعر لکھہ کے مرزا کی خدمت مین پیش کیا ؎

بفرمود تا زین براد ہم نہند ‌ ‌ ‌ ‌ بہ پشتِ صبا مسندِ جم نہند

مرزا نے لائق کے شعر کی بہت تعریف کی۔ اور کلام کی داد دی۔ دیکھو زمانہ سابق مین کسب کمال کا بازار کسقدر گرم تھا۔ طالبین کمال ہند سے عجم اور عجم سے عرب تحصیل علوم و فنون کے لئے کہان سے کہان تک جاتے تھے۔ اور سفر کی مصیبت کے متحمل ہوتے تھے۔ کسب کمال کے خیال مین ایسے محو رہتے تھے کہ انکو دور دراز کے سفر مین ذرہ برابر مصیبت مصیبت معلوم نہین ہوتی تھی۔ جوش شوق مین انکو مسافت بعیدہ کے طے کرنے مین تکالیف کا بار سر پر اُٹھانا آسان نظر آتا تھا۔ شوق مین انکو کچھہ تکلیف نہین ہوتی تھی۔ بلکہ کثرت خوشی سے تکلیف کو تکلیف نہین جانتے تھے

رائق نے مرزا کی صحبت مین مستفید ہو کے سند مین مراجعت کی - اور وطن مالوفہ [illegible]
مین مع الخیر والعافیہ فائز المرام ہوا - مرزا صائب خوش اخلاقی و مہمان نوازی مین
بہی بزرگان سلف کی پیروی کرتا ہے - صائب تماثیل و نظائر مین از روئے کثرت کلام سرآمد اقران
واماثل مین مقدم و کامل مانا جاتا ہے - کلام کی خوبی و مضامین کی بندش مین استاد شمار
کیا جاتا ہے - ہر ایک مضمون کو مقتضائے حال کے موافق باندہتا ہے - محاورات
فارسی و اصطلاحات کو موقع و محل پر استعمال کرتا ہے سامعین و ناظرین مضمون و بندش سمجھکے
مطالعہ سے محظوظ ہوتے ہین - دیگر شعرا نے بہی تماثیل و نظایر مین جولانی کی ہے
مگر بہت ہی کم - صائب کا کلام ضرب المثل سے مخصوص ہے اور ایک شعر بہی تمثیل سے
خالی نہین ہوتا ہے - کلمات الشعرا کے مولف سرخوش اور دیگر تذکرہ نویسون نے
لکہا کہ صائب کی بلند خیالی و معنی آفرینی کا آوازہ تمام عالم مین بلند ہوا - اور اس کے
کلام کو عالم مین ایسی مقبولیت حاصل ہوئی کہ سلاطین ممالک شاہ عباس ثانی سے صائب
کی دیوان طلب کرتے تہے - اور بادشاہ تحفۃً و ہدیۃً شاہان ممالک کو بہیجتا تہا - تحائف
مین یہ تحفہ عجیب ہوتا تہا انتہی کلامہ

فقیر مولف نے ایک بیاض قدیم مین دیکہا کہ صاحب بیاض لکہتا ہے کہ دنیا مین صائب کے
کلام نے تہوڑی سی مدت مین قبولیت عامہ کا تاج سر پر رکہا - اور مقبولیت تامہ
کی خلعت زیب بدن کی اور اسکی شہرت نے تمام عالم کو مسخر کر لیا اور اس کے اشعار بلاغت
شعار ممالک کے بلاد و امصار مین اسقدر بلند آوازہ ہوئے کہ ممالک کے سلاطین شاہان ایران
سے صائب کا دیوان رغبت و خواہش سے طلب کرتے تہے - شاہ ایران تحفۃً و ہدیۃً
ہر ایک طالب کی خدمت مین بہیجتا تہا - اور شائقین جہان کہین اسکے اشعار گوہر بار

ودر آبدار کو پاتے تھے بیاض مین نقل کر کے کاغذ زر کی طرح حفاظت سے رکھتے تھے اور
اکثر اسکے اشعار تمثیلیہ کو سفینۂ سینہ مین ضبط کر کے موقع و محل پر میزان بیان سے تولتے تھے
گویا اہل محفل کے سامنے موتی رولتے تھے۔ اُس زمانہ مین طبع کتاب کی ایجاد نہین ہوی تھی
مگر بجاے طبع صنعت خطاطی کا بازار گرم تھا۔ اکثر اہل ایران اس صنعت مین کمال حاصل کر کے
فن کتابت کو پیشۂ اکتساب معاش قرار دیتے تھے۔ علوم و فنون کی کتب نادر الوجود خوش خط
نقل کر کے تجار کے ہاتھہ فروخت کرتے تھے۔ تجار قیمت واجبی پکے خریدتے تھے۔ کتب فروشون
کی تجارت رونق پر تھی شائقین و راغبین سے من بہاے قیمت لیتے تھے خوب نفع اٹھاتے
تھے۔ جب صائب کے دیوان کی شہرت و طالبین کی رغبت عالمگیر ہوی تب کاتبین اکثر
دیوان کے لکھنے مین مشغول ہوئے۔ اور تاجرون کے ہاتھہ فروخت کرنے لگے تاجرون کی
دوکانون پر دیوان خوش خط و مطلا آسانی سے دستیاب ہوتا تھا۔ کبھی ایسا اتفاق ہوتا
کہ کثرت فروختگی سے نادر الوجود ہو جاتا تھا چنانچہ ایک شائق طالب سخن فہم و سخن دان نے
تمام بازار مین تلاش کیا۔ کسی دوکان پر دیوان صائب نہین پایا۔ آخر ایک تاجر بزرگ
کی دوکان پر پہنچا۔ حسن اتفاق سے خود صائب بھی اس دوکان پر بغرض خرید کتب آیا تھا
ایک گوشۂ دوکان مین بیٹھے ہوئے کتب دیکھہ رہا تھا طرفہ یہ ہے کہ طالب و تاجر دونون صائب
کو نہین پہچانتے تھے۔ طالب شائق نے دیوان مطلوبہ طلب کی۔ تاجر نے متعدد دواوین
مثلاً دیوان خاقانی و عنصری و حافظ و سعدی و ظہیر وغیرہا پیش کین۔ طالب نے کہا من
اینہا را نمی خواہم اگر دیوان صائب باشد بیار۔؟ تاجر گفت دیوان صائب نیست۔ این دیوانہا
بہتر از صائب اند۔ در دیوان صائب چہ نوادر و غرائب ست۔ گفت آقا جان ما و شما۔ بر اینہمہ
دواوین بزرگان سلف خوب مرغوب اند۔ وانچہ بزرگان گفتہ اند خالی از خوبی نیست لیکن قرب مساق

چیزے دیگرست مضامین عجائب و غرائب ایجاد کردہ است۔ الخ پس صائب طالب آملی کا
کلام سنتے ہی بہت خوش ہوا۔ جوش خوشی سے کہڑا ہوگیا۔ طالب سے کہا آئیے ہم آپکو دیوان صائب
دیتے ہین۔ طالب کو گہر پر لایا۔ بہت خاطر و مدارات کی۔ اپنا خاص دیوان نذر کیا۔ اور کہا مین
آپکا نیازمند صائب ہون۔ طالب یہہ سنتے ہی صائب کے قدمون پر گر پڑا اور معافی چاہی
اور معذرت کی نہایت نادم و پشیمان ہوا انتہی کلام صاحب بیاض۔

صائب بدیہہ مین مستعد کامل تہا۔ مضامین تازہ کے ایجاد مین قادر۔ جب کوئی بزرگ فرمائش کرتا
تو فوراً موزون کر دیتا تہا چنانچہ ایک وقت اس کے شاگرد راقم تخلص نے ایک مصراع مہمل بطور
امتحان موزون کر کے پیش کیا۔ کہ آپ اسپر دوسرا مصراع موزون کر دیجئے۔

مصراع راقم — از شیشہ بے مئی مے بے شیشہ طلب کن

مرزا نے فی البدیہہ کہا — حق را ز دل خالی از اندیشہ طلب کن

میر غلام علی آزاد نے ید بیضا مین میرزا خاضع کی زبانی نقل کیا ہے کہ ایک وقت مرزا خاضع نے
اپنے استاد میرزا صائب کی خدمت مین یہہ مصراع مہمل پیش کیا ع دویدن رفتن استادن
نشستن خفتن مردن + مرزا نے فی البدیہہ پیش مصرع کہدیا۔ مصرع مہمل کو بامعنی کردیا۔ ع
بقدر ہر سکون راحت بود بنگر تفاوت را — دویدن رفتن استادن نشستن خفتن مردن

مرزا صائب ۱۰۳۳ سنہ ہجری سے سنہ جلوس شاہجہانی تک کابل مین ظفرخان کے دولتخانہ پر سکونت
پذیر رہا۔ جب بحکم شاہجہانی کابل کی حکومت لشکرخان کے سپرد ہوئی تو ظفرخان کابل سے
دارالخلافہ شاہجہان آباد مین پہنچا۔ مرزا بہی خانصاحب کے ہمراہ آیا۔ شاہجہان کے دربار مین
باریاب اور ہزاری منصب مستعد خانی خطاب سے سرفراز ہوا۔ خانموصوف مرزا کو ہر وقت
اپنے ساتھہ رکہتا تہا۔ جب صاحبقران ثانی نے ۱۰۳۹ سنہ ہجری مین دکن کا ارادہ کیا۔ تب

ظفرخان بھی بادشاہی لشکر کے ساتھہ روانہ ہوا۔ اور مرزا خان موصوف کے ہمراہ دکن مین آیا دار السرور برہانپور مین مع الخیر پہنچے۔ مرزا نے شہر کی زمین کی گرد انگیزی و غبار خیزی دیکھہ کے یہہ شعر موزون کیا ؎

توتیا سازد غبار آگرہ و لاہور را — چشم من تا خاکمال گرد برہانپور خورد

اور میرزا نے برہانپور مین ساٹھہ شعر کا قصیدہ صبح سے چاشت تک مین موزون کیا۔ اور قصیدہ مین از روئے فخر یہ کہتا ہے۔

ہزار حیف کہ عرفی و نوعی و سنجر — نیند جمع بدار العیار برہانپور
کہ قوت سخن و لطف طبع می دیدند — نمی شدند بطبع بلند خود مغرور
ہمین قصیدہ کہ یک چاشت روئے داد مرا — ز اہل نظم کہ گفتست در سنین شہور

اسیطرح ایک وقت رستہ سے گذر رہا تھا ایک کتے کو بیٹھا ہوا دیکھا۔ کتا گردن بلند کئے ہوئے بیٹھا تھا۔ فوراً اس خیال و صورت حال مین ایک شعر موزون کیا ؎

شود ز گوشہ نشینی فزون رعونت نفس — سگ نشستہ ز استادہ سرفراز تر است

ایک وقت فغانی کے شعر کو ذرا سے تغیر سے درست کر دیا۔ اور شعر کے مضمون کو تازہ و شگفتہ بنا دیا۔ شعر یہہ ہے ؎

بہ بوئے صبحدم نالان بگلگشت چمن رفتم — نہادم رو برروئے گل و از خویشتن رفتم

مرزا نے بدل کے اسطرح کہا ؎

بہ بوئے صبحدم گریان چو شبنم در چمن رفتم — نہادم رو برروئے گل و از خویشتن رفتم

شبنم کے لفظ نے شعر کی شان و عظمت کو زیادہ بڑھا دیا۔ گویا مضمون خیالی کو محسوس کر دیا۔

مرزا صائب کے والد کا تخت جگر کیلئے ہند مین آنا

چونکہ فطرةً والدین کو اولاد سے نہایت محبت ہوتی ہے۔ والدین محبت ہی کیوجہ سے اُنکی خدمت پر مجبور ہوتے ہین۔ والدین کا تعلق اولاد سے قدرتی ہے اور اولاد کا تعلق والدین سے اسکا برعکس ہے۔ والدین مین عدم محبت کا ملکہ قدرةً نہین ہے۔ بخلاف اسکے اولاد مین عدم محبت و نافرمانی کا ملکہ موجود ہے۔ اسلئے اللہ جلشانہ قرآن مجید مین جابجا اولاد کو ترغیباً و تہدیداً حکم کرتا ہے کہ والدین کی اطاعت کرو۔ اور انکو ایذا و تکلیف ندو یہہ آیہ شریف ہمارے کلام کی تصدیق کرتی ہے۔ قال جلشانہٗ فلا تقل لہما اف الخ ترجمہ۔ مت کہو تم انکو کلمہ زجر۔ یعنے انکو سخت کلامی سے ایذا و تکلیف مت دو اور والدین کو کہین ایسا حکم نہین کرتا ہے کہ تم اولاد کی تربیت اور انکی خدمت کرو۔ اسلئے کہ والدین کا خمیر اولاد کی تربیت و خدمت سے ہوا ہے وہ خود تربیت و خدمت پر مجبوراً مامور ہین۔ حکم و امر کی ضرورت نہین۔ اولاد اسکے خلاف ہین انکو حکم و تنبیہ کی ضرورت ہے۔ پس اسی محبت و کشش الفت سے مرزا کے والد نے ستر برس کی عمر مین ہندوستان کا سفر اختیار کیا۔ اور اپنے پیارے بیٹے کے لیجانے کے لئے سنہ ۱۰۳۹ ہجری مین وارد ہند ہوا اسوقت ظفر خان شاہجہان بادشاہ ہند کے ساتہہ برہانپور دکن مین تہا۔ مرزا بہی خانموصوف کا ہمرکاب تہا۔ پیر فانی بیٹے کے شوق دیدار مین برہانپور آیا۔ اور لخت جگر کو ہمراہ لیجانے پر مجبور کیا۔ مرزا نے بامر لاچاری ظفر خان کی خدمت مین رخصت کی درخواست پیش کی۔ اور مدحیہ قصیدہ بہی لکہا اور اُسمین اپنی درخواست کا مضمون ظاہر کیا ھو ھذا

شش سال بیش رفت کہ از اصفہان بہند	افتادہ است توسن عزم مرا گذار
ہفتاد سالہ والد پیریست بندہ را	کز تربیت بود بمنش حق بے شمار

آوردہ است جذبہ گستاخ شوق من | از اصفہان بہ آگرہ ولاہورنش اشکبار
زان بیشتر کز آگرہ بہ معمورۂ دکن | آید عنان گسستہ تر از سیل بے قرار
این راہ دور از سر شوق طے کند | با قامت خمیدہ و با پیکر نزار
دارم امید رخصتے از آستان تو | اے آستانت کعبہ امیدوار روزگار
مقصود او ز آمدنش بردن من است | لب را بحرف رخصت من کن گہر نثار
با جبہہ کشادہ تر از آفتاب صبح | دست دعا بدرقۂ راہ من برآر

پس حسن اتفاق سے اُسی عہد مین یعنے سنہ ۱۰۴۱ ہجری شاہجہان نے دکن سے آگرہ مراجعت کی اور ظفرخان بہی مع مرزا صائب ہمرکاب آیا سنہ ۱۰۴۲ ہجری کے آغاز مین ظفرخان کشمیر کی صوبہ داری پر سرفراز ہوا - ظفرخان آگرہ سے صوبہ کشمیر مین آیا - اور مرزا مع والد بہی ظفرخان کے ساتہہ کشمیر جنت نظیر مین پہنچا - چند روز شہر مینو چہر کی سیر کر کے باپ کے ساتہہ وطن مالوفہ ایران روانہ ہوا - وطن مالوفہ مین پہنچکے شاہ عباس ثانی کے دربار مین باریاب ہوا - صفویہ نے مرزا کی بڑی عزت و آبرو کی - اور اسکو ملک الشعرائی کے خطاب سے سرفراز فرمایا - عباس ثانی کے زمانہ تک نہایت عزت و احترام سے رہا - اور شاہان صفویہ کے مدح مین قصائد لکہے - جب عباس ثانی کے بعد سلیمان صفوی تخت نشین ہوا مرزا نے تہنیت جلوس مین ایک قصیدہ لکہہ کے پیش کیا جسکا مطلع یہہ ہے

احاطہ کرد خط آن آفتاب تابان را | گرفت خیل پری درمیان سلیمان را

سلیمان صفوی نوخیز و نوخط تہا اشعار کے مضمون سے ناخوش ہوا - اور مدۃ العمر مرزا سے خطاب نہین کیا مرزا نے کچہہ پروا نہین کی - آخر زندگی تک مین ایران سے کہین نہین گیا لیکن ہند کا عیش و آرام یاد آتا تہا - اور یہان کے امرا کی بذل و بخشش و قدردانی نہین بہولتا تہا

آزاد نے خزانہ عامرہ میں لکھا جب نواب جعفر خان عالمگیری عہد کے شروع میں
وزیر اعظم ہوا۔ تب مرزا نے وزیر کی خدمت میں یہہ ایک شعر موزون کر کے بھیجا ؎

دور دستان را باحسان یاد کردن ہمت است ؎ ورنہ ہر نخلے بپائے خود ثمر مے افکند

جعفر خان نے شعر کے صلہ میں پانچہزار روپیہ اور بقول بعض پانچہزار اشرفیان بھیجین۔

مرزا کی وفات

ید بیضا و خزانہ عامرہ وغیرہ تذکرون کے مولفین نے لکھا کہ سنہ ۱۰۸۰ ہجری میں مرزا صائب نے
بمقام اصفہان میں وفات پائی۔ صائب وفات یافت۔ مادہ تاریخ ہے۔ اصفہان میں
مدفون ہے۔ مرزا کا ایک مطلع ہے ؎

در ہیچ پردہ نیست نباشد نوائے تو ؎ عالم پرست از تو و خالی ست جائے تو

مرزا نے مرتے وقت وصیت کی تھی کہ یہہ مطلع میری تربت پر کندہ کرانا۔ چنانچہ اس کے
اعزہ و احباب نے سنگ مرمر کی لوح پر کندہ کرا کے مزار پر چسپان کر دیا۔ میر غلام علی
آزاد بلگرامی نے مرزا کی رحلت کی ایک تاریخ موزون کی ھو ھذہ

عندلیب نغمہ پرداز فصاحت صائبا ؎ رفت ازین عالم بسوئے روضۂ دار السلام
خامۂ آزاد انشا کرد سال رحلتش ؎ بلبل گلزار جنت صائب عالی مقام

آزاد بلگرامی نے ید بیضا میں میر محمد مراد لائق کے زبانی نقل کیا کہ مرزا نے ایک روز مجھہ سے
تذکرہ فرمایا کہ اسوقت میری عمر ستر برس کی ہے۔ مجھہ میں قدرے واندکے سخن سنجی
سخن دانی کا لطف و مزہ حاصل ہوا ہے لیکن کیا فائدہ کہ اب رحلت کا وقت قریب ہے
مرزا کے اس کلام سے اسکے حوصلہ و رتبہ کے شان عظمت و بلندی کمال اور دنیا و مافیہا کی
ناپائیداری معلوم ہوتی ہے۔ دنیا میں بجز اعمال خیر و معرفت الٰہی کوئی کمال ایسا نہیں ہے کہ

انسان کو دارین مین نیک نام کرے۔ انتہی کلامہ

مرزا غزل گوئی و تمثیل مین استاد کامل ہے۔ غزل کو بطرز تازہ و انداز نادرہ جلوہ افروز کرتا ہے
چنانچہ خود کہتا ہے ؎

غزل بود باین رتبہ بجگہ صائب	نوائے عشق در ایام من کمال گرفت

باوجود اوصاف جلیلہ و جلالت شریفہ شعرا معاصرین و متقدمین کو اپنے اشعار مین
نیکنامی و خوبی کے ساتہہ یاد کرتا ہے اور کسیکو زخم زبان سے خستہ نہین کرتا۔ چنانچہ خود کہتا ہے

بہور وقت سخن دست طرح دہ صائب	گرت ہواست سلیمان این جہان باشی

اور حسد و رشک سے کوسون دور رہتا تہا۔ معاصرین شعرا کو عظمت کی نظر سے دیکھتا تہا۔
یاران ہم مشرب کو باہم اتفاق و محبت کی ترغیب دیتا تہا۔ چنانچہ اس مضمون مین غزل
موزون کی ہے ہو ھذا

خوش آن گروہ کہ مست بیان یکدگر ند	ز جوش فکر مے ارغوان یکدگر ند
نمی زنند بسنگ شکست گوہر ہم	پے رواج متاع دکان یکدگر ند
زنند بر سر ہم گل ز مصرع رنگین	ز فکر تازہ گل بوستان یکدگر ند
سخن تراش چو گردند تیغ الماسند	زند چو طبع بلندی فسان یکدگر ند
بغیر صائب و معصوم نکتہ سنج و کلیم	دگر ز اہل سخن مہربان یکدگر ند

حسن خلق و کسر نفسی سے موصوف تہا۔ باوجود عظمت رتبہ و جلالت شان شعرائے ہند
و عجم کو نیکوئی و خوبی کے ساتہہ یاد کرتا تہا کسیکو حقیر نہین سمجہتا تہا۔
شعرائے متقدمین متاخرین کے غزلون پر غزلین لکہتا تہا اور غزل کے مقطع مین شعرا کا ایک
پورا مصرع تضمین کرکے نقل کردیتا تہا۔ چنانچہ سرو آزاد سے یہان لکہاہے متفرقہ کا گلدستہ

گزارش کیا جاتا ہے۔ ھوھذہ

این آن غزل کہ فیضی شیرین کلام گفت — در دیدہ ام خلیدہ و در دل نشستہ

این جواب آن غزل صائب کہ میگوید ملک — چشمم بہ نشین باز کن تا ہر چہ خواہی بنگری

این جواب مصرع نوعی کہ خاکش سبز باد — سایہ ابر بہاری کشت را سیراب کرد

این آن غزل کہ اوحدی خوش کلام گفت — اے روشن از رخ تو زمین و زمان ہمہ

جواب آن غزل ست اینکہ میر شوقی گفت — چو شہر از دو طرف می کشند زنجیرم

جواب آن غزل ست اینکہ گفتہ است مطیع — کلید کعبہ و بت خانہ در بغل دارم

این جواب آن غزل صائب کہ فتحی گفتہ است — از فراموشان مباد آنکس کہ ما را یاد کرد

بطرز تازہ قسم یاد می کنم صائب — کہ جائے طالب آملی در اصفہان پیدا ست

صائب این تازہ غزل آن غزل شاپور ست — کہ گران می شود آن کس کہ توکل دارد

این جواب مصرع اوجی کہ وقتے گفتہ است — پادشاہی عالم طفلی ست یا دیوانگی

این جواب آن غزل صائب کہ ابراہیم گفتہ است — گر منش دامن نگیرم خون من جمع ز مرہ نیست

جواب آن غزل حاذق ست این صائب — بہار دیدم و گل دیدم و خزان دیدم

این جواب آن غزل صائب کہ راقم گفتہ است — تیغ دایم آب در جو دارد و خون می خورد

این جواب آن غزل صائب کہ می گوید غنی — باد آیا میکدہ یک شوق ما سرپوش داشت

ہمین ز خاک فرج کامران نشد صائب — کہ فیض ہم بظہوری زین جناب رسید

این خوش غزل ز فیض سعیدائے نقشبند — صائب ز بحر دل تا ساحل رسیدہ است

صائب نداشتیم سر و برگ این غزل — این فیض از کلام ظہوری بما رسید

خوشا کسیکہ چو صائب ز صاحبان سخن — تتبع غزل میرزا جلال کند

سلیم۔ میرزا محمد طرشتی المتوفی سنہ ۵۶ ہجری مین اسلام خان مشہدی کے ہمراہ دکن مین آیا تہا۔ اسلام خان کے فوت ہونے کے بعد کشمیر گیا۔ چنانچہ سلیم کا حال ردیف سین مین مذکور ہو چکا ہے۔ سلیم مرزا صائب پر شاعرانہ چوٹ کرتا ہے چنانچہ کہتا ہے کہ

دیوان کیست نہ سخنانم تہی سلیم ۔۔۔ تنہا نہ بر من این ستم از دست صائب است

میر غلام علی آزاد بلگرامی نے سرو آزاد مین لکہا کہ سلیم نے میرزا کا نام صراحتہً بیان کیا اور سرقہ سے متہم کیا حالانکہ شعرائے بلغا خوب جانتے ہین کہ میرزا صاحب قدرت ذی بضاعت سے محال ہے کہ بیگانہ کے سرمایہ کو اپنا سرمایہ کرے۔ سلیم و میرزا دونون باہم ہم سنگ و ہم پایہ ہین جو مضامین دونون مین باہدیگر شیر و شکر کی طرح واقع ہوئے ہین۔ ہم انکو سرقہ نہین کہہ سکتے ہان بحسن ظن یہہ کہہ سکتے ہین کہ باہم دونون کے کلام مین توارد ہے نہ سرقہ۔ اب اس مقام مین دونون کا کلام بیان کیا جاتا ہے تاکہ ناظرین مستفید ہو جائین۔

سلیم		صائب
مشاطہ را جمال تو دیوانہ می کند		دل را نگاہ گرم تو دیوانہ می کند
کائینہ را خیال پریخانہ می کند		آئینہ را رخ تو پریخانہ می کند
صدا چگونہ برآید کہ این سیہ چشمان		نماند نالۂ دل درد پیشۂ ما را
بسنگ سرمہ شکستہ شیشۂ ما را		بسنگ سرمہ شکستند شیشۂ ما را
سلیم		صائب
چشم تو ام ز ہوش تہیدست می کند		از چشم نیم مست تو با یک جہان شراب
یک سرمہ دان شراب مرا مست می کند		ما صلح کردہ ایم بیک سرمہ دان شراب
ہر کس کہ دید روے تو دیوانہ می شود	غنی	آئینہ از رخ تو پریخانہ می شود

سلیم		صائب
ز آشفتگی طرّهٔ مقصود خبر داد	وله	خواهد فتاد دامن زلفش بدست من
هر حال که از شانهٔ شمشاد گرفتیم		این فال را ز شانهٔ شمشاد دیده‌ایم
ایضاً		ایضاً
زینت ارباب معنی جوهر ذاتی بس است	وله	شمع بر خاک شهیدان گر نباشد گو مباش
لاله در کوه بدخشان نباشد گو مباش		لاله در کوه بدخشان گر نباشد گو مباش
ایضاً		ایضاً
اگر بچشم حقیقت نظر کنی دانی	وله	حسن بالادست را آرایشی چون عشق نیست
که طوق فاخته بر پائے سرو خلخال است		طوق قمری سرو را بهتر ز خلخال زر است
ایضاً		ایضاً
سلیم هند جگر خوار خورد خون مرا	وله	صائب از هند جگر خوار برون می‌آید
چه روز بود که راهم باین خراب فتاد		دستگیر من اگر شاه نجف خواهد شد

آزاد لکھتے ہیں کہ مضامین کی بندش میں شعرا کے شریک ہونے کو بخلاف سرقہ توارد کہنا چاہئے تاکہ کلام حسن و خوبی سے خالی نہو جائے۔ اور سرقہ کا اطلاق بغیر ثبوت بیجا ہوگا۔ انتہی کلامہ۔ جہانتک ممکن ہو کسیکو سرقہ سے متہم نہیں کرنا چاہئے۔

من اشعارہ الفارسی

رنگین تر از حناست بهار و خزان ما	وله	بر دست خویش بوسه زند باغبان ما
جلوهٔ برق است در میخانه هشیاری ما	وله	از پئے تغییر بالین است بیداری مرا
زبان لاف رسوا کند ناقص کمالان را	وله	گره بر خاک لد پرفشانی بستهٔ بالا را

دلم بپا کُنی دامان غنچه میکرد	وله	که بلبلان همه مستند و باغبان تنها
عشق سازد هوس پاک دل عالم را	وله	درد چون شحنه شود امن کند عالم را
سخت میخواهم که در آغوش تنگ آرم ترا	وله	هر قدر افسرده دل را بیفشارم ترا
بساغر احتیاجی نیست چشم نیم مستش را	وله	که می جوشد می از پیمانهٔ چشم می پرستش را
صفای سینه مرا در حرم کند قندیل	وله	چو شد برون ز رنگ آمده است شیشهٔ ما
نیرنگ چرخ چون گل رعنا درین چمن	وله	خون دل از پیالهٔ زر میدهد مرا
گناه ماست شب وصل گر بود کوتاه	وله	کند بموسم حج کعبه جمع دامن را
دلم هر لحظه از داغی بداغ دیگر آمیزد	وله	چو بیماری که گرداند ز تاب در بالین را
در خور پروانه ام بزم جهان شمعی نداشت	وله	سوختم از گرمی پرواز بال خویش را
روشن شود چراغ دل ما ز یکدگر	وله	چون رشتهای شمع بهم زنده ایم ما
در فکر زن مپیچ که این رخنهٔ فساد	وله	در خون گرم غوطه دهد جای مرد را
بستهست چشم روشن از سیر مال ما را	وله	چون شمع ریشه باشد در سر نهال ما را
ز شوق بیستون آئینه را بر سنگ زد شیرین	وله	خوشا کاری که بر آتش نشاند کار فرما را
چشم بر صبح الهی باز کن لب را ببند	وله	بهتر از خواندن بود دیدن خط استاد را
مغز دینداری ست آن کفری که ما خوش کرده ایم	وله	سبحه را در دل سراسر میرود زنار ما
تا ز زنبور عسل در چشم هم شیرین شوند	وله	به که باشد خانهای دوستان از هم جدا
حاجت دام و کمندی نیست در تسخیر ما	وله	گردش چشمی بود بس حلقهٔ زنجیر ما
ما خراب آب شمشیر تغافل گشته ایم	رر	نیتوان کردن بگرد دامن تعمیر ما
از غبار نالهٔ ما درد مندان آگه اند	رر	میشود از زخم ظاهر جوهر شمشیر ما

در فضای خاطر ما تیر پیکان می‌شود | وله | ناله می‌گردد در سینهٔ دلگیر ما
این که صائب دست ما از دامن او کوته است | وله | نارسائیهای اقبال است دامنگیر ما
مرا ز پیر خرابات نکته یاد است | وله | که غیر عالم آب آنچه هست بر باد است
که بارش رسیده ست از پدر ما را | | خطا ز صبح ازل رزق آدمی زاد است
شاهد خودبینی خوبان درین رعنا چمن | وله | بر سر زانوی گل آئینهٔ شبنم بس است
کام دل نتوان گرفتن از جهان بی روی سخن | وله | آتش آوردن برون از سنگ کار آهن است
جز خراش جگر و چهرهٔ خونین صائب | وله | دیگر از نام چه در دست عقیق یمن است
ای برق حیرت پا را شمرده بگذار | وله | هر خار این بیابان رزق برهنه پائی ست
از جوانی داغها در سینهٔ ما مانده ست | وله | نقش پای چند زین طاوس هر جا مانده ست
اهل کمال را لب اظهار خاموشی ست | وله | هست بدر بر ماه تمام از هلال نیست
شب که صحبت بحدیث سر زلف تو گذشت | وله | هر که برخاست ز جا سلسله بر پا برخاست
درین دو هفته که مهمان این چمن شده | وله | بخنده لب بگشا روزگار گل چین است
نقش پای رفتگان هموار سازد راه را | وله | مرگ را داغ عزیزان بر من آسان کرده است
در طلب با بی‌زبانان است پروانه ایم | وله | سوختن از عرض مطلب پیش ما آسان‌تر است
ما حجاب آبودگانرا جرأت پروانه نیست | وله | گرد سر گردیدن ما گرد دل گردیدن است
تا نظر وا کرده ام چون شمع در بزم وجود | وله | گریه از هر سر موییم براه افتاده است
پیش ازین بر گرد سر گشتن چنین سودا نبود | وله | این بلای خام را پروانه در محفل گذاشت
دامن کشیدن از کف عشاق سهل نیست | وله | یوسفی این گناه بزندان نشسته است
نه از روی بصیرت سایهٔ بال هما افتد | وله | سینه نیست دست دولت تا کجا خیزد کجا افتد

جائے نمی‌روی که دل بدگمان ما	وله	تا باز گشتن تو بصد جا نمی رود
مرا ز یاد تو برد و ترا ز دیدهٔ من	وله	ستم زمانه ازین بیشتر چه خواهد کرد
می خورد با دیگران مستانه بر ما بگذرد	وله	در فرنگ این ظلم و این بیداد جانا نگذرد
دور دستان را باحسان یاد کردن همت است	وله	ورنه هر نخلی بپای خود ثمر می افگند
ز پیری حرص با نفس طمع را دو بالا شد	وله	گدا را کاسهٔ دریوزه از کوری مثنّی شد
که حال دردمندان پیش چشم یار می گوید	وله	که حرف مرگ بر بالین این بیمار می گوید
گریبان چاکئ عشاق از شوق فنا باشد	وله	الف بر سینه کن هم ز ذوق آسیا باشد
ای خوبی امید باین دستگاه حسن	وله	این یک دو بوسه گر شماری چه می شود
رمزیست ز پاس ادب عشق که مرغان	وله	شب نوبت پرواز به پرواز گزارند
مکن اعانت ظالم ز ساده لوحیها	وله	که تیغ سنگ فسان را سیاه می سازد
نتوان بکوه غم دل ما را شکست داد	وله	از فیل مست کعبه محابا نمی کند
ثمر نپخته بگیر و بسر شاخ قرار	وله	سر منصور ز خامی ست که بر دار بود
سالکانیکه قدم در ره جانانه زدند	وله	پشت پا بر فلک از همت مردانه زدند
مستی از شیشه و پیمانه خالی کردند	وله	رهروانی که در کعبه و بتخانه زدند
سر و دستی که فشاندند بعالم زندان	وله	زاهدان در کمر سبحهٔ صد دانه زدند
چشم از آن حال بپوشید که در روز نخست	وله	برق در خرمن آدم بهمین دانه زدند
لاله در سنگ نهان بود که آتش دستان	وله	سکهٔ داغ بنام من دیوانه زدند
عشق و هنگامهٔ آغوش طرازی هیهات	وله	شمع دستی است که بر سینهٔ پروانه زدند
صائب از زهد برون آی که در روز ازل	وله	طبل رسوائی ما بر در میخانه زدند

ز سعی کار عشق شود خام بیشتر — وله — پیچد بمرغ بال فشاندام بیشتر

از تماشائی پریشان جہان دلگیر باش — وله — والۂ یک نقش چون آئینۂ تصویر باش

یا واز نگاہ گیر طریق سلوک را — وله — در عین آشنائی مردم رمیدہ باش

قد نہال خم از بار منت ثمر است — وله — ثمر قبول مکن سرو این گلستان باش

نہ آن جنسم کہ از قحط خریدار از بہا افتم — وله — ہمان خورشید تابانم اگر در زیر پا افتم

بہر حالت کہ باشد گرد گلشن چون صبا گردم — وله — نیم نکہت کہ از گل در پریشانی جدا گردم

سپندے را بتعظیم دل ما نامزد فرما — وله — کہ آداب نشستن خاست در محفل نمیدانم

خود را شگفتہ دار بہر حالتے کہ ہست — وله — خونے کہ میخوری بدل روزگار کن

ہیچ ہمدردے نمی یابم سزائے خویشتن — وله — می نہم چون بید مجنون سر بپائے خویشتن

نیست از منصور گر مردانہ میگوید سخن — وله — از زبانِ شمع این پروانہ می گوید سخن

تا رخ از بادۂ گلرنگ برافروختہ — وله — جگر لالہ عذارانِ چمن سوختہ

من کجا ہجر کجا اے فلک نا انصاف — وله — بہمین داغ بسوزی کہ مرا سوختہ

اشک را در دیدۂ روشندلان آرام نیست — وله — ذرہ می رقصد در آن روزن کہ باشد روشنی

صفی شیخ محمد شیرازی

صفی تخلص شیخ محمد نام شیرازی المولد والمنشا ہے۔ علم و فضل کے زیور سے آراستہ اخلاق و مروت کے پیرایہ سے پیراستہ تہا۔ سخن سنجی و بذلہ گوئی مین سلیقہ بہتر رکہتا تہا۔ اور خاص فن سیاق مین فرد فرید شمار کیا جاتا تہا۔ بکشش آب و خورش بزمانہ سلطان محمد قلی قطب شاہ والی گولکنڈہ شیراز سے دکن مین آیا۔

قطب شاہ کے ملازمین میں منسلک ہوا۔ دفتر محاسبی میں خدمت میر منشی گری پر مقرر تھا مدت تک عیش و آرام کے ساتھ زندگی بسر کیا۔ آخر ۹۷۴ھ ہجری میں فوت ہوا۔ اور میر مومن کے دائرہ میں دفن کیا گیا۔

من اشعارہ

رخسار تو مصحفی ست بے سہو و غلط	کش کلک قضا نوشتہ از مشک فقط
چشم و دہنت آیہ و وقف ابرو مد	مژگان اعراب خال و خط حرف و نقط

صادق میرزا صادق اصفہانی

صادق تخلص۔ میرزا صادق نام۔ عالم شباب میں ایران سے دکن میں آیا۔ مرتضی نظام شاہ والی احمدنگر کی خدمت میں باریاب ہوا۔ نظام شاہ نے اسکی بہت تعظیم و تکریم کی منصب و جاگیر سے سرفراز فرمایا۔ زمانہ دراز تک مرتضی نظام شاہ کے سایۂ عاطفت میں زندگی بسر کرتا رہا۔ آخر جب اکبر بادشاہ ہند احمدنگر پر قابض و متصرف ہوا اسوقت معرکہ جنگ میں مقتول ہوا۔ من اشعارہ

شوخیکہ بسادگی ازو کردم صبر	اکنون خطش از غبار دارد سر جبر
از خطش اگر فزون بسوزم چہ عجب	سوزندہ ترست آفتاب از تہ ابر

صادق میر صادق خان حیدرآبادی

صادق تخلص۔ میرزا صادق خان نام۔ مشاہیر حیدرآباد دکن سے تھا۔ نواب آصف جاہ ثانی کے زمانہ میں زندہ تھا۔ صاحب علم و فضل تھا۔ سرکار عالی نظام کے

منصبداروں میں ممتاز و سرفراز تھا۔ شعراء معاصرین میں لائق و فائق تھا طبیعت میں شوخی و ظرافت تھی۔ یاران ہم مشرب کے ساتھہ نہایت شگفتہ پیشانی و خندہ روئی سے ملتا تھا۔ وہی مروت پاکیزہ طینت تھا۔ راست گوئی میں مشہور و معروف تھا بیباک و چالاک تھا۔ آزادانہ زندگی بسر کرتا تھا۔ کلام رنگین و شیرین ہوتا ہے دیکھنے سے مزہ و لطف آتا ہے۔ آپ سنہ ۱۲۰۱ ہجری میں فوت ہوئے۔ من اشعارہ الہندی

بہ رقت اشک اب نکلا ہے شاید کہاں نکلے ہے تار زلف سے دل	ہوا آنکھوں میں آ لخت جگر بند کرے پرواز کیونکر مرغ پر بند

حرف ضاد

ضیا۔ مرزا عطا برہانپوری

ضیا تخلص۔ مرزا عطا نام۔ خزان و بہار کے مولف نے لکھا کہ آپکا نام خوش کلام خان و میرزا عطا بیگ عرف ہے۔ فقیر مولف کہتا ہے کہ میرزا عطا بیگ نام۔ خوش کلام خان لقب ہے۔ اور گلرعنا کا مولف قائل ہے کہ ضیا تخلص و میرزا عطا نام جملہ مولفین کے نزدیک ہے۔ آپ گروہ برلاس سے ہیں۔ آپکے نانا میر برہان اللہ سادات حسینی سے تھے۔ آپکا مولد و منشا قصبہ بوڈر ہے جو ملکاپور برار سے دس کوس کے فاصلہ پر ہے۔ آپکی ولادت ساتویں تاریخ شوال سنہ ۱۱۴۳ ہجری میں واقع ہوئی۔ جب آپ سنہ شعور کو پہنچے تب بوڈر سے برہانپور گئے۔ وہاں متوطن ہوئے۔ وہاں بعض اساتذہ سے کتب فارسی و عربی بقدر ضرورت پڑھیں۔ مستعد و لائق ہوئے۔ فطرۃً آپکا میلان شعر و شاعری کے طرف زیادہ تھا فارسی و ہندی میں کلام موزون کرنے لگے حسن اتفاق سے انہیں ایام میں

سراج اورنگ آبادی تفرجاً برہانپور مین وارد ہوئے - آپ سراج سے اردو مین اصلاح
لینے لگے پھر برہانپور سے اورنگ آباد مین آئے - جناب میر غلام علی آزاد کی خدمت مین
پہنچے - فارسی اشعار مین میر آزاد سے اور ہندی مین شاہ سراج سے اصلاح لیتے رہے
رفتہ رفتہ چند روز مین ایسے رتبہ کو پہنچے کہ امثال و اقران مین ممتاز ہوگئے - اور میر ضیا صاحب
کی خدمت مین جو کتب درسیہ عربی باقی رہ گئین تہین اُن کو بہی تمام کین - میان ضیا
فارغ التحصیل ہوکے سنہ ۱۱۷۹ ہجری مین نواب میر حامد یار خان المخاطب با رسلان جنگ
جو میر موسی خان المخاطب بہ رکن الدولہ بہادر اورنگ آبادی کے بہائی تہے اُن کی
مصاحبت و ملازمت مین داخل ہوئے - ملازمت کی وجہ سے اورنگ آباد مین مدت تک
رہے - نوابصاحب کی مجلس حضرت ضیا سے روشن تہی - نواب ضیا سے بہت خوش تہے
ضیا میر آزاد و شاہ سراج کی خدمت مین نیازمندانہ و مریدانہ اکثر اوقات حاضر ہوتا تہا
فارسی اشعار آزاد کی اصلاح سے درست ہوتے تہے - اور اردو اشعار کی آب و تاب سراج کی
بدولت تہی - آخر مین آپکا کلام دونون زبانون مین استاد کے رتبہ کو پہنچ گیا - اقران
و امثال کے مجمع مین آپ کی شہرت درجہ عروج کو پہنچی - آپنے ایک مثنوی آزاد کی
طرح مین لکہی ہے - فارسی و ہندی دونون زبانون مین صاحب دیوان ہین ہم ترجمہ کے
خاتمہ مین دونون دیوان اور مثنوی سے چند اشعار ناظرین کے لئے ہدیہ کرتے مین
آپکا کلام دونون زبان مین نہایت ہی شستہ و صاف ہوتا ہے - لطافت و نزاکت
اشعار کی ہر ایک فقرہ سے ٹپکتی ہے - آپکے مضامین شیرین و فقرات رنگین کے دیکہنے سے
خوب مزہ و لطف آتا ہے - آپکا فارسی دیوان کیا ہے جواہر بے بہا کا خزانہ ہے
اور دیوان ہندی لآلی آبدار کا گنجینہ ہے - ہر ایک دیوان خوبی و خوش اسلوبی مین بے نظیر

دو لیپ یہ ہے۔ مثنوی کے اشعار بہی شکر ریز و دلاویز ہین۔
آپکا مزاج فقیرانہ تہا۔ دنیوی ترک و شان کے خواہان نہین تہے۔ قدر یا بحتاج کے جویا رہتے تہے۔ آپنے کبہی زیادہ کی ہوس نہین کی۔ کبہی جاہ و حشمت کی خواہش نہین کی۔ خوش کلام و شیرین زبان تہے۔ مجسم خلاق و سراپا وفاق تہے۔ مرغوب خلائق و مقبول خالق تہے۔ اقران و امثال مین لائق و فائق تہے۔
آخر آپ سنہ ۱۱۸۱ ہجری مین وطن مالوفہ برہانپور مین آئے۔ سب اعزہ و احبا سے ملے سب نے آپکی خیر مقدم مین خوشی ظاہر کی۔ آپ بہی سب کے ملنے سے خوش خرم ہوے دو سال تک زندہ رہے۔ درس و تدریس و شعر و سخن مین اپنا عزیز وقت صرف کرتے رہے پہر سنہ ۱۱۸۳ ہجری مین شہر برہانپور مین فوت ہوئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

من اشعارہ المثنوی

حضرت آزاد کہ استاد ماست
قبلۂ جان و دل منقاد ماست

بادۂ عرفان زدہ ہوشیار مست
بعد نبی ہر چہ کہ گوئیم ماست

ہست سیادت چمن بیخزان
او بود الحق گل این گلستان

نامش اگر ہست غلام علی
اوست شہ ملک خفی و جلی

مطلع آن مہر بود بلگرام
پرتو او باد چراغ دوام

مشتہر خلق باستادی ہست
نامزد رتبۂ آزادی ہست

ذرہ علم آمدہ اورا دلیل
تربیت حضرت عبد الجلیل

گر بشماریم کلیمش رواست
مرتبہ اش رید بیضا گواست

واقف اسرار زبان دانی ہست
انوری و صائب و خاقانی است

شعر تریش کلفت دل را دو است | هست سخن نامی رحمت فزاست
نیست رقم کردهٔ آن مقتدا | چون خط تقدیر بحک آشنا
هرکه ازو درس بلاغت نخواند | بیخبر از عالم تحقیق ماند
هرکه بجالش نظر او شود | به ز فلاطون و ارسطو شود
مرتبه اش فوق تر از شاعری | بهر تفنن بود این ساحری
هست بمعمورهٔ علم و عمل | حضرت آزاد ابیرا جل
صرف ریاضت بود اوقات او | موعظهٔ محض حکایات او
بهر حصول غرضِ خاص و عام | هست زتابش متحرک دوام
همت عالیش سحابُ بس | رشحه فشان بر گل و بر خار و خس
فیض رسانی عمل خاص او | جمله جهان بندهٔ اخلاص او
بسکه بامداد کمر بسته است | خانهٔ او مامن هر خسته هست
علم و عمل خادم دربار او | فیض و کرم بندهٔ سرکار او
بے ادبی را بدرش بار نیست | محفلش آمادهٔ اغیار نیست
مرحمتش مرهم هر ریش باد | لیک برا حوال ضیا بیش باد

من اشعاره الفارسی

به مسلخی که ادب خون مدعا ریزد | طپش گناه بود صید بسمل را

ولہ
توان هشیار کرد از سرزنش ارباب غفلت را | که وقت خواب پا خارند پشت ناخن پا را

ولہ
بهوائے روئے که سیر ندم حسرتے دل تنگ ما | که بهار مشق جنون ز گل بریدن رنگ ما

ولہ
رقیب کاوش بیجا ز من بدل دارد | گواه باش که یکروز میکشتم اورا

ز حال گوشهٔ چشم تو شد مرا معلوم | وله | که ترک در پس سر برزده گرد مو را

نباشد باسے کاران سر مرد سخن گو را | وله | که مو گر در دهن افتد زبان پیرهن کند او را

کنند تعظیم روشن گهران طفلان را هم | ،، | که در دستار می پیچند کودکها حباب را

دلم بهزم بتان وا نمی شود بے او | ،، | چو غنچه که بود در میانهٔ قلبها

وقت پیری از لب بتان پرهیز کن | ،، | که پیر قصد زنا نیز بیک سیر وص را

بر نمی خیزم اگر از کوئے تو انصاف کن | ،، | گر ز در تو زنده رفتن عار می آید مرا

صحبت ناجنس گو عالی بود دارد زیان | ،، | پرتو خورشید سازد پر مضرت آب را

مرا بقتل رسانید و ریخت بر من اشک | ،، | که منت آب ضرورست مرغ بسمل را

در زلف دید رویش دل شد اسیر یعنی | وله | پروا ز کم کند مرغ پیش چراغ در شب

تا عرق خویش را کند از رشک قاتلش | وله | استاده است سرو مهیا بجوئے آب

زدشنامت مباد آزرده باشم | ،، | همین قدرے ملالے آمد و رفت

روشن گهران را نکجا هم بود الفت | ،، | شمشیر پسند دل ماه رمضان است

چه میگوییم که بنشین یکزمان این گفته می خیزد | ،، | که امروز را ندکے طبعم علیل و تب نمودار است

خدا نخواسته باشد شکست شیشهٔ دل | ،، | شنیده ایم صدائے که هیچ نتوان گفت

بے کسب صفا جا بدر حق نتوان یافت | ،، | مردود نمازست کسے را که وضو نیست

طبع رنجور مرا بے او بعشرت کار نیست | ،، | قدر روز عید را در خانهٔ بیمار نیست

ز زلف او دل پر داغ ما نمی ترسد | ،، | که مار طعمهٔ خاص از برای طاوس است

بگفتمش بخت مرا چند تباهی باقیست | ،، | زلف بنمود که بسیار سیاهی باقیست

نمی دانی که اشک من چه چیز است | ،، | مرا این طفل فرزند عزیز است

دران زمان که بحشر قیام خواهم کرد — وله — ترا بیاد دهی یک سلام خواهم کرد

اطفال اشک راند هم چون بچشم — وله — اولاد حضرت دل مظلوم زاده اند

چو غنچه که پس برگهاش شگفته شود — وله — تبسمش به پناه حجاب می آید

از در خانه ما آن بدکیش آمد — وله — آنچه ما خواسته بودیم همان پیش آمد

نمی خواهم که حوری یا قصوری که کم افتد — وله — الهی آن بت بیگانه پرور آشنا گردد

گفت روزی از غضب با من میا بار دگر — وله — گفتمش این از من نخواهد شد بگو کار دگر

چشمم و شد گریه و دود آه من افزون بحجاب — وله — ابر با جوش می کند در جوش گریه بیشتر

چرا که از غضب تنگ بسته امروز — وله — چه شد که رهی به تو قربان نگشته ام امروز

بین نگاه گریه آلودم ز اندازش مپرس — وله — مرغ چون در آب تر گردد ز پروازش مپرس

آئینه چه باشد که شود بار نگاهش — وله — گر شرم رگ چشم بود تار نگاهش

خواهی برای یک نگه گر نقد کامل در عوض — وله — در خور و طاقت میدهم جان و دل در عوض

ناز کن اما به مقداری که دلها بشکنی — وله — برطرف آئینه ها داری مقابل الحفیظ

گویا که برهنه رضائش نظر افتاد — وله — چون دید او ز دور مرا بر کشید تیغ

ناز حسنت را نیاز عشق می آرد جواب — وله — گر ترا شمشیر در دست است مارا سر بکف

حکایتیست که گفتم ز جور سیمبران — وله — تو بر غضب مشو از من ترا نمی گویم

دلت کجاست که هر وقت نام من پرسی — وله — هزار مرتبه گفتم که من غلام تو ام

نگذاشت ادب ناز جگر آه بر آریم — وله — رفتیم و کسی را ز خود آگاه نکردیم

من بجان بنده آن طرز تکلم کردن — وله — سخنی گفتن و از ناز تبسم کردن

با من سخن ز خشم برای خدا نگو — وله — چیزی که گفتنی است بخود گو مرا نگو

در حق من ہرچہ از جور و جفا فرمودہ | ولہ | من مقرر قابل آنم بجا فرمودہ

عنبریں زجہانم باین تیرہ بختی | ولہ | ہنوز ہی کہ بر جبہہ مہ سیاہی

رسی بدرد دلم گر فدائے خویش شوی | ولہ | خدا کند کہ چو من مبتلائے خویش شوی

اے محتسب ز میکدہ کشتی نخوردہی | ولہ | کردی غلط کہ تشنہ لبے کوثر آمدی

می خواستم کہ مرگ تمنا کنم ز حق | ولہ | بسیار خوب شد کہ تو ام بر سر آمدی

من اشعارہ الہندی

تجھے کیا یاد ہے ساقی دو عالم بیحجابی کا | ولہ | ادہر تو جام کا ہنسنا ادہر رونا گلابی کا

کیا ہے عزم اوس نازپرور نے سواری | | پر سنوارا ہیگا آئینے نے عہدہ آفتابی کا

اے ساقی دلمیں پہرتا ہے خیال اُس بیحجابی کا | | وہی ساغر کا چلنا اور کہڑے رہنا گلابی کا

کرتا ہے حشر برپا ساقی سے جلد کرنا | ولہ | گردن اُٹھا اُٹھا کر شیشے کا دیکھ رہنا

دیکھتے ہے اُسکے خط کی شان دل مرجھا گیا | ولہ | اس دہوہ مین کو دیکھ آنکھوں مین اندھارا چھا گیا

رہ گیا ہے اتنو باقی ایکدم کا اشتیاق | ولہ | ناک مین جی آرہا ہے دیکھنے اُسکی بلاق

اُدہر تو تم بہوون کو تان کر تیوری چڑہاتے ہو | ولہ | ادہر مین دلمین بسم اللہ بسم اللہ کہتا ہون

رنگ اُڑ گیا سمن کا نرگس بہی تک رہی ہے | ولہ | گلشن گلبدن بن کہڑکی سی پک رہی ہے

اے ساقی عجم کی مارو تکی تو تسلی کر شتابی سے | ولہ | گلابی کا بہرآتا ہے ہندو بیحجابی سے

تیری آنکہوں کو ساقی دیکھ شاید جان جاتی ہے | ولہ | گلابی منہہ مین بیٹھی جام پانی چواتی ہے

ضیا۔ میر محمد علی دکنی

ضیا تخلص۔ میر محمد علی نام۔ صفدر علیخان خطاب۔ آپ میر عسکر علی خان

ہمشیرہ زادۂ تربیت خان عالمگیری کے صاحبزادہ ہین - آپکی نسب کا
سلسلہ سلطان حسین مرزا بن بہرام مرزا بن شاہ اسمعیل صفوی
والی ایران سے پہنچتا ہے آپکے والد دہرپ دکن کی قلعداری پر مامور تھے - پہر بندگانعالی
نواب آصفجاہ نے بلحاظ خاندان آپکو حضور مین بلاکر رکہا جاگیرات کی متصدی گری
اور سرکار خاص کی دیوانی پر مقرر فرمایا - چند روز کے بعد فوت ہوے - میر ضیا کی
ولادت قلعۂ مذکور مین ہوئی - اور آپنے والد ماجد کے سایۂ عاطفت مین تربیت و تعلیم
پائی تہی - ذی استعداد صاحب سواد تہے - شعرگوئی مین درست فکر و خوش خیال تہے
سرکار آصفجاہی کے منصبدارون مین شریک تہے - آخر آپ سنہ ۱۱۵۹ الہجری مین فوت ہوئے

من اشعارہ الفارسی

غنچہ سان بہر نیاز تو بہار جلوہ اش — در بساط خود ہمین یک مشت زر داریم ما

وله

گرد بادم در ہوا صد ناقہ خرمن می کند — بر غبارم تا نسیم گیسوی مشکین گذشت

وله

بے تواضع کے توان بالانشینی ہا نمود — آسمان از رفعت قدر از خم پشت دو تاست

وله

از فروغ تو گرد خانۂ ما — ہمچو صبح است آفتاب فروش

وله

چشم تر مانند شبنم زین چمن بر داشتم — خون دل چون لعل با خود از وطن بر داشتم

وله

ز نامت نامہ تا برگ گل گردد در انگشتم — حنائی میشود چون پنجۂ مژگان ہم انگشتم
چو نرگس تا رقم سازد ز چشم دلبر انگشتم — بود آئینہ در یک گلستان ساغر انگشتم
بشرح سوز ہجران ہا نمی ترسم کہ و انسوزد — بتحریرش حنا شد شعلہ شمع آسا سر انگشتم
بدستم جام می سوزد ز بس و از لب لعلش — بود چون شاخ گل آئینہ دار از اخگر انگشتم
اگر شرح گداز سوز ہجرانت رقم سازد — کند مانند شمع اینجا و چشم تر انگشتم

زبس تبخالہ خرمن کرد برق حسرتم امشب
زدم دست تفکر بسکہ در زلف سخن امشب
سراپا یک چمن گلدستۂ خرمن تماشایم
نویسم یکقلم تا نامۂ حیرانی خود را
ضیا ہمچو سلیمان صد ختن زیر نگین باشد

برنگ شانہ دارد یک بانی ہنر انگشتم
بود چون رشتۂ تسبیح عقد گوہر انگشتم
بسان شاخ نرگس چشمہا دارد بہر انگشتم
چو شاخ نرگس آرد چشم حیرت گستر انگشتم
اگر سر حلقۂ گیسوے او آید در انگشتم

ضیغم - محمد عبد اللہ خان لکھنوی

ضیغم تخلص - محمد عبد اللہ خان نام - آپنے اپنا حال تذکرہ شعرامین جو آپکی تالیف سے ہے لکھا ہے - ہم اسی سے اخذ کرکے لکھتے ہین - آپ محمد صالح خان لکھنوی کے فرزند ہین - آپکا مولد و منشا شہر لکھنو ہے - آپکے آبا و اجداد شاہان اودہ کی ریاست مین معزز خدمات پر مامور رہے ہین - اور حسن خدمات کے صلہ مین جاگیرین اور انعام پائے ہین - آپکے جد اعلی نواب مصطفی خان قندہاری شاہ اودہ کی فوج کے رسالدار تہے - اور بارگاہ شاہی کے مصاحب - آپکے عم بزرگوار محمد احمد حسین خان بہادر بیس ہزار روپیہ سالانہ کے جاگیردار ہین - آپکے خالو محمد صفی اللہ خان بہادر المخاطب سر شرف الامرا بہادر سرکار عالی نظام کی ریاست مین عمدہ منصب سے ممتاز تہے - اور اسی ریاست کے سایۂ مرحمت مین سکونت پذیر تہے - نوابصاحب اصل مین کرناٹک کے رؤسا مین سے تہے - جسوقت سرکار انگریزی نے ملک کرناٹک پر قبضہ کیا تو اسوقت آپکے خالو صاحب کے لئے سرکار انگریزی سے تا بہ حین حیات تین ہزار روپیہ ماہوار مقرر ہوئی تہی - اور مدراس کی کونسل کے رکن بہی ہوئے تہے - اور انکو سرکار انگریزی سے شرف الامرا - کے - سی - ایس - آئی - نصیر الدولہ نصرت جنگ کا خطاب ملا تہا - سرکار حضور

نوابصاحب کی بڑی عزت و آبرو کرتے تھے۔ آخر آپکے خالو صاحب نے سنہ ۱۲۹۰ ہجری
مین اس دار فانی سے رحلت کی۔
آپنے نشو و نما کے بعد اوائل شباب مین کتب درسیہ فارسیہ علماء لکھنو سے تحصیل کین
انشا پردازی و عبارت نویسی مین اچھی لیاقت و مہارت پیدا کی۔ پھر آپ سنہ ۱۲۶۵ ہجری مین
وطن مالوفہ سے حیدرآباد دکن مین آئے۔ خالو صاحب کے دولتخانہ پر فروکش ہوئے۔ چند روز
کے بعد آپکے خالو صاحب نے اپنی دختر نیک اختر کی شادی آپسے کردی۔ آپ اس تعلق
کی وجہ سے حیدرآباد مین متوطن ہوگئے۔ حیدرآباد دکن مین آپکو شعر گوئی کا شوق ہوا۔
نواب عباس حسین خان ششدر کی خدمت مین مشق کرنے لگے۔ چند مدت تک یہی سلسلہ
جاری رہا۔ نواب صاحب کی توجہ سے آپکا کلام درست ہونے لگا۔ اسی عرصہ مین نوابصاحب
کسی مقام پر تشریف لیگئے۔ آپکی مشق و اصلاح سخن مین ہرج واقع ہوا۔ آپ متردد ہوئے
کیونکہ آپ شعر گوئی کے فریفتہ ہین۔ مولف فقیر کو آپکا تذکرہ دیکھنے سے یقین ہوا کہ
آپ شعر گوئی اور شاعرون کے کلام کی جستجو مین بڑی جانفشانی و دلسوزی فرماتے ہین
آپکو اس فن سے نہایت ہی خوب مناسبت ہے۔ مجکو آپکے تذکرہ سے دکنی و ہندی
شعراء معاصرین کے نام و کلام کا نشان و پتا ملا۔ مین غائبانہ آپکا شکریہ تہ دل سے
ادا کرتا ہون۔ اور آپکی ملاقات کا ہمہ تن مشتاق ہون۔ بمصداق کل امر مرھون
باوقاتھا کسی وقت ضرور مشرف ہونگا۔ جن دنون مین آپکے استاد ششدر کہین باہر
رونق افزا تھے انہین دنون مین حسن اتفاق سے جناب حکیم مولوی نواب نیاز احمد خانصاحب
ہوش جو حافظ رحمت خان المخاطب نواب مکرم الدولہ حافظ الملک والی روہیلکھنڈ کے
بنائر سے ہین اس شہر مین رونق افزا ہوئے۔ آپ حکیم صاحب موصوف کی خدمت مین

اپنا کلام پیش کرنے لگے - آپ حکیم صاحب ممدوح کی عنایت و مرحمت کے شکر گزار ہین آپکے کلام سے پختگی و شستگی نمایان ہے - آپ خوش مزاج و خوش خلق ہین شگفتہ طبع و خندہ پیشانی ہین - یاران ہم مشرب کے جلسہ کے رونق ہین - ظریف و لطیفہ گو و لطیف و بذلہ سنج ہین - سخندان و سخن فہم ہین بے نظیر - اب ہم آپکے چند اشعار آبدار ہدیہ ناظرین کرتے ہین تاکہ مطالعہ سے حظ و لذت اٹہائین - فی الحال آپکی عمر تخمینا چالیس کے قریب ہوگی - طال اللہ بقاہ -

من اشعارہ الہندی

جب سے ہوا ہے عشق رسالت پناہ کا
رحمت سے ہے بہرا ہوا دامن گناہ کا

گہائل ہوا ہون کسکی ہین تیغ نگاہ کا
گردون جو بنگیا ہے دہوان میری آہ کا

جس نور نے کہ سرمہ کیا کوہ طور کو
اڑتا تہا پرتو وہ تری جلوہ گاہ کا

ولہ

گم زیست نے کیا تہا خیال کمر مین جو
ملتا نہین نشان ہمارے مزار کا

بستر کا تار تار تہا نشتر مرے لئے
کیا پوچھتے ہو حال شب انتظار کا

ولہ

ہے شرط عشق یہ کہ کسی پر عیان نہو
فرقت بہی ہو نصیب تو لب پر فغان نہو

کیون خط نہو نمود نہ کیونکر ہٹے بہار
وہ گل نہین جو مورد جور خزان نہو

گردش سے بخت کی یہی ضیغم ہے مجکو خوف
کوے زمین یار کہین آسمان نہو

ولہ

دربدر اتنو پہراتی ہے محبت تیری
خاک چہنواتی ہے اے یار کدورت تیری

ڈالدی صبح شب وصل جو رخسار پہ زلف
بول اٹہی پہر تو کہ کیون آئی ہے شامت تیری

شکل آئینہ ہوں مین محو تحیر جب سے
میری نظرون مین پہرا کرتی ہے صورت تیری

نکلے کیون صورت سیماب تڑپ کر دل زار
جب کسیطرح نظر آئے نہ صورت تیری

حرف طاء

طالب مولوی شاہ وجیہ اللہ

طالب تخلص - شاہ وجیہ اللہ نام - آپ محمد حبیب اللہ عظیم آبادی کے فرزند دلبند ہیں - آپکے والد سوداگران متمول سے تھے - طالب صاحب ترجمہ کی ولادت شہر مذکور مین ہوی - نشو و نما بھی وہان کی آب و ہوا مین پائی - جب صاحب عقل و شعور ہوا وہان کے علما و فضلا کی خدمت مین تحصیل علوم و فنون مین مشغول ہوا - چندے بعد کے بعد فارغ التحصیل ہو کے حضرت شاہ منعم دہلوی کی خدمت مین شرف بیعت سے مشرف ہوئے - پھر آپکے والد با جداس دار فانی سے عالم جاودانی کے طرف روانہ ہوے آپنے والد کے فوت ہونے کے بعد تمام مال و اثاث البیت مساکین و غربا کو دیدیا - اور خود عازم حرمین شریفین ہوئے - حرمین شریفین پہنچ کے حج و زیارت سے فارغ ہو کے سنہ ۱۲۰۳ ہجری مین وارد مدراس ہوئے - نواب نصیر الدولہ بہادر کی خدمت مین ملازم ہوئے - بارہ برس تک نواب کی خدمت مین سکونت پذیر رہے - نواب صاحب آپکی بہت عزت و آبرو فرماتے تھے - پھر دوبارہ آپکے دل مین حج و زیارت کا شوق پیدا ہوا نواب صاحب سے رخصت لیکر حرمین شریفین روانہ ہوئے - پھر حج و زیارت سے مشرف ہو کے اسی ملک مین واپس آئے اور ترچناپلی مین سکونت پذیر ہوئے پھر چند مدت کے بعد عازم زیارت ہوئے - اور حرمین شریفین روانہ ہوئے - پھر آپ حسب الطلب نواب صاحب آئے - نواب صاحب کی تعلیم مین مصروف ہوئے - آپکو شعر و شاعری سے دلچسپی تھی خود بھی موزون الطبع تھے کبھی کبھی کلام موزون فرماتے تھے

آپکا کلام صاف و شستہ ہوتا ہے۔ آپ صاحب دیوان تھے۔ آپکا دیوان کثیر الحجم ہے
شہر حیدرآباد میں بطور سیر و سیاحت آئے تھے۔ چند روز سکونت کر کے مدراس چلے گئے
آخر آپ ۱۲۲۹ھ ہجری میں اس دار ناپائدار سے دار البقا روانہ ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون
آپ خوش خلق و غربا دوست تھے۔ اور مہمان نوازی ور آشنا پرستی میں مشہور تھے
جو کچھ پیدا کرتے تھے دوست و احباب کو تقسیم کر دیتے تھے۔ اللھم اغفرلہ

من اشعارہ الفارسی

بسعی دست نبود حاجتے مرد سخن گو را ۔۔ کہ روزے از زبان چون جامہ بر تن میرسد اورا

ولہ
کجاست طالع بیدار تا شبے سازم ۔۔ چو شمع گرم بہ بزم تو اے صنم جا را

ولہ
تکیہ بر زندگی خویش مکن ہمچو حباب ۔۔ کہ بیک چشم زدن کار تمام ست اینجا

ولہ
بہار حسن را ہر دم تماشائے دیگر باشد ۔۔ گلے گر میرود زین گلستان دیگر شود پیدا
حدیث شوق گر سازم رقم بر صفحہ کاغذ ۔۔ چو مرغ نامہ بر از نامہ بال و پر شود پیدا

ولہ
انجم بسے ز قول رقیبان ببزم یار ۔۔ در صحن باغ خوش نبود شور زاغہا

ولہ
شبے کہ در جلوہ کہ حضرت جانان رفتم ۔۔ شمع سان داغ بدل اشک بدامان رفتم

ولہ
شب کہ دل شوق دیدار رخت بیتاب بود ۔۔ موئے زلفش تا بروئے آستینش دیدہ ام

ولہ
دست از حنا مساز نگارین نگار من ۔۔ آتش مزن بجان و دل بیقرار من

ولہ
شبے حال دل پر داغ را طالب رقم کردم ۔۔ بدستم صفحۂ کاغذ شدہ چون بال طاؤسے

طپش۔ میر محمد اکبر

طپش تخلص۔ میر اکبر نام۔ آپکے بزرگ بدخشان سے شاہرخ مرزا شاہزادہ کے ہمراہ

وارد ہند ہوئے ۔ بادشاہی خدمات پر سرفراز و ممتاز رہے ۔ شاہرخ مرزا سے بھی علاوہ خدمات سرکاری تعلق رہا ۔ آپکی ولادت ہند مین ہوئی ۔ آپ بھی سن شعور کے بعد آبائی موروثی خدمات پر مامور رہے ۔ اور شاہرخ مرزا کی اولاد سے بھی بدستور وطنی تعلق رہا ۔ یہانتک کہ نواب فتح یاب خان شہید جو شاہرخ مرزا کی اولاد مین مشاہیر امرا سے تھے ان کی خدمت مین بخشیگری کے عہدہ پر مقرر تھے ۔ نواب کی شہادت کے بعد قصبہ نندربار خاندیس آئے اور حضرت شاہ یسین قادری کے مرید ہوئے ۔ او نندربار مین پیر کیو جہ سے سکونت پذیر ہوئے ۔ لچھمی نرائن اورنگ آبادی تذکرہ شعرا مین لکھتے ہین کہ آپ چالیس برس سے شعرگوئی کی مشق کرتے ہین ۔ کلام کو مرتبہ کمال پر پہنچایا ۔ فارسی و ہندی دونون زبان مین پختہ کلام ہے ۔ آپ صاحب دیوان تھے ۔ فارسی دیوان مین تقریباً چھہ ہزار اشعار ہین اور ہندی دیوان ڈھائی ہزار ۔ علم حساب سیاق مین کامل قدرت رکھتا تھا ۔ عربی و فارسی مین بھی عمدہ استعداد و مہارت رکھتا تھا ۔ باوجود تمام کمالات نہایت متواضع و منکسر المزاج تھا ۔ ذکی الطبع و ذہین تھا ۔ میر عبدالقادر مہربان اورنگ آبادی کے دوستون مین سے تھا ۔ میر صاحب طپش کی بڑی تعظیم توقیر کرتے تھے اور فقیر سے بھی حسن اخلاق و محبت سے ملتے تھے انتہی کلامہ ۔

سنہ ۱۱۷۶ ہجری مین طپش اورنگ آباد مین بطریق سیر سیاحت رونق افزا ہوا تھا ۔ میر عبدالقادر مہربان کے مکان پر فروکش تھا ۔ چند مدت رہا یاران ہم مشرب کے ساتھہ خوب مشاعرے و جلسے ہوتے رہے ۔ پھر نندربار مراجعت کی سنہ ۱۱۹۲ ہجری مین فوت ہوا ۔

من اشعارہ الہندی

نہین ہون شکوہ مین گو اورون کی تسلی کا	مرا داغ جگر اب سون ہوا ہے ایک پتلی کا

سرِ نہ ہر آہ حسرت ہین مری الر شیان | بس کیا ہون پہکے پلکون سے گناہ خوشیان
کس گلے مین نہین تمہارے لف کا زنار کفر | تم کس سے بن آتی ہین یہہ کافر کیشیان

طاہر - محمد طاہر بیدری

طاہر تخلص - محمد طاہر نام - آپکا مولد و منشا شہر بیدر دکن ہے - آپ علم و فضل سے آراستہ تہے طبیعت کی تیزی اور ذہن کی جولانی سے شعرگوئی و سخن فہمی مین یگانۂ روزگار تہے - شاہ حبیب اللہ نبیرۂ شاہ نعمت اللہ کے مصاحب تہے - صوفی المشرب و زندہ دل تہے - خوش خلق و خوش کردار تہے - افسوس کہ ہمکو آپکا کلام نہین ملا صرف ایک تاریخ جو آپنے شاہ حبیب اللہ کی کہی وہ ملی ہم اُسکو ذیل مین نقل کرتے ہین - آپ ہمایون بہمنی کے زمانہ مین زندہ تہے نظیری مشہدی کے ہم طرح رہے ہین - دونون مین نہایت اتحاد تہا - آپکا انتقال ۸۶۷ھ ہجری مین ہوا - من الشعراء

تاریخ شہادت شاہ حبیب اللہ

مہ شعبان شہادت یافت در ہند | حبیب اللہ غازی طاب مثواہ
روان طاہرش تاریخ می جست | بر آمد روح پاک نعمت اللہ

طوبیٰ - آقا سید علی الموسوی شوستری

طوبیٰ تخلص - آقا سید علی نام - افضل العلما سنا والملک خطاب - آپ سید ابوالحسن شوشتری الموسوی کے فرزند رشید ہین آپکے والد وطن مالوفہ شوستر سے حیدرآباد دکن مین آئے - سرکار عالی نظام مین خلداللہ ملکہ اعلیٰ مناصب کے سلسلہ مین مقرر ہوے

یہان عزت آبرو سے زندگی بسر کرتے رہے نواب سرسالارجنگ مختار الملک بہادر مدار المہام
سابق نے آپکو علاوہ منصب مدرسہ دار العلوم مین صدر مدرس فارسی کی خدمت بہی
عطا کی تہی۔ آپ تا بزندگی صدر مدرسی پر مامور رہے۔ فارسی و عربی کی تحریر و تقریر
مین علامۂ عصر و فہامۂ زمان تہے۔ حضرت استادی طوبی صاحب ترجمہ کی ولادت
باسعادت اسی شہر حیدرآباد دکن مین ہوئی۔ اور نشو و نما بہی یہین کی آب و ہوا مین ہوئی
جب آپکی عمر چار سالہ ہوئی تب والد ماجد نے آپکو دکن سے شوستر تربیت و تعلیم
کے لئے بہیجدیا۔ آپ کی نشو و نما کی پوری تکمیل علوم و فنون کی تحصیل شوستر کے
علما و فضلا کی خدمت مین ہوئی۔ فارغ التحصیل ہو کے حیدرآباد دکن مین آئے
عالم شباب کا ابتدا تہا۔ آپکی طبیعت بحر علوم مین مواج تہی۔ آپ ایوان فصاحت و بلاغت
کے سراج تہے۔ آسمان تحریر و تقریر کے آفتاب تہے۔ آپ جامع العلوم و مجمع الکمال
والفنون تہے اور خاص علم ادب کے میدان مین ایسی جولانی کی تہی کہ تمام اپنے امثال
واقران سے سابق قدم ہو گئے تہے۔ نظم و نثر کے لکہنے و موزون کرنے کا ملکہ تامہ
رکہتے تہے کلام منظوم و کلام منثور کا لکہنا اُن کے نزدیک سہل الوصول تہا۔ جب
ارادہ کرتے تو منثور و منظوم فوراً موزون فرماتے تہے۔ صبح سے چاشت تک
ساٹہہ ستر اشعار کا موزون کرنا مشکل نہ تہا۔ نواب سالارجنگ نے آپکو اولاً مکرم الدولہ
کی اتالیقی پر مقرر فرمایا۔ پہر چند مدت کے بعد قضایائے ساہوکار کی عدالت مین
مامور کیا۔ بعد ازان خدمت عدالت سے علیحدہ ہو گئے گوشہ گزین و خانہ نشین ہو رہے
کبہی کبہی وزرا و امرا سے ملتے تہے۔ آپ نواب مختار الملک ثانی و منیر الملک ثانی کے
بہی ایک زمانہ تک استاد و اتالیق رہے ہین۔ پہر آپ جانبجناب ملک الشعرا اعلیحضرت بندگانعالی

دام ظلہ کی مقاربت و مصاحبت مین چندروز عزت و آبروسے بسر کئے۔ حضور کی مدح مین اکثر قصائد موزون فرمائے ہین۔ آپ شاعری مین ماہر کامل تھے اور علم ادب مین بھی صاحب کمال تھے۔ آپ عربی و فارسی دونون زبان مین شعر موزون فرماتے تھے آپکے قصائد قاآنی کی طرح بلاغت و فصاحت مین ڈوبے ہوئے ہوتے ہین۔ آپکی غزلین و قطعات و مخمسات بھی لطف و مزہ سے خالی نہین ہین۔ اسیطرح آپ نثر عبارت لکھنے مین بھی قوت کاملہ و ملکۂ تامہ رکھتے تھے

آقا سید علی کے اخلاق و عادات کا ذکر

آپ اخلاق حمیدہ و اوصاف پسندیدہ سے موصوف تھے ہر کس و ناکس کو دام خلق مین مسخر کر لیتے تھے۔ اگرچہ امامیہ مذہب کے پیرو تھے لیکن تعصب مذہبی سے علیحدہ تھے آپکے نزدیک امامیہ و سنیہ مساوی الدرجہ تھے بلکہ آپ سنیون کی بہت خاطر داری و مدارات کرتے تھے۔ اسی حسن خلق کی وجہ سے دونون فریق باہم شیر و شکر کیطرح زندگی بسر کرتے رہے۔ آپ مہمان نواز و غربا پرور تھے۔ اکثر غربا ایران کے لئے آپکا دولتخانہ مسافر خانہ و آرام گاہ تھا۔ مہمان نوازی مین بے نظیر فرد تھے۔ کوئی وقت ایسا نہین ہوتا تھا کہ آپکے مکان پر دس بیس غربا جمع نہون آپ ہر ایک غریب کو سعی و کوشش کرکے بادشاہ و امرائے دکن کی خدمت مین پہنچاتے تھے۔ اور یہ سفارش کرنے مین نہایت چست و چالاک تھے۔ امرا و وزرا کی خدمت مین آپ کی سفارش موثر ہوتی تھی۔ آپکی طبیعت درویشانہ تھی دنیا و ما فیہا سے تعلق نہین رکھتے تھے۔ ہزار روپیہ ماہوار پاتے تھے۔ تنخواہ آتے ہی ایک ہفتہ تک خوشی سے بسر کرتے ایک ہفتہ کے بعد تہیدست و دست نگر غلہ فروش ہوتے تھے جو کچھہ مطلوب ہوتا تھا

قرض منگوا لیتے تھے۔ مدت العمر تنگدست و تنگ حال رہے تنگدستی و تنگ حالی بسبب غربا پروری و دستگیری بینوایان تھی۔ جو کچھ آمدنی ہوتی تھی فقرا و غربا پر صرف فرماتے تھے۔ آپ خوراک و پوشاک مین تکلف و زیبایش پسند نہین کرتے تھے۔ بقدر ضرورت استعمال فرماتے تھے۔ اسیطرح فرش و فرنیچر کی بھی خواہش نہین رکھتے تھے۔ آپکا فرش بوریا تھا۔

آپ کی درس و تدریس کا ذکر

آپ علامہ عصر و فہامہ دہر تھے۔ جامع کمالات صوری و معنوی۔ درس و تدریس کے شائق اکثر طلبہ آپکے چشمہ فیض سے سیراب و تازہ ہوئے تھے۔ آپ جگت استاد مشہور تھے۔ آپکے تلامذہ امرا و شرفا غربا و فقرا زادے ہوتے تھے۔ شعر و شاعری مین استاد کامل تھے۔ ہزار ہا شعرائے ہند و عجم کو آپسے تلمذ تھا آپکے تلامذہ مستعد ہین۔ خاص آپکی طبیعت سخن سنجی و بذلہ گوئی کے مناسب تھی مضامین تازہ آپکی خدمت مین جوق جوق آتے تھے۔ آپ مضامین تازہ و رنگین کو با محاورہ عبارت عربی و فارسی مین بداہتہ موزون فرماتے تھے۔ آپ کی ذات مین مضامین تازہ کی آمد تھی نہ آورد۔ فقیر مولف آپکے چند اشعار آخر مین گزارش کریگا۔ آپکے قصاید عربی و فارسی بے انتہا ہین۔ ہر ایک قصیدہ اپنا نظیر آپ ہی ہے۔

افسوس کہ آپکے تمام قصائد کسی نے ایک جا مدوّن نہین کئے آپکے ایک شاگرد رشید میرزا محمد تقی نے آپکے نتائج طبع کا ذخیرہ جمع کیا تھا۔ وہ ذخیرہ نظماً و نثراً عربی و فارسی زبان کا تھا۔ یہہ ذخیرہ موسی ندی کی طغیانی مین نذر سیلاب ہوگیا۔ مین نے آقا صاحب کے فرزند بزرگ مولانا سید عبد اللہ المخاطب بہ نیر جنگ بہادر سے آقائے مرحوم کے

حالات و نتائج طلب کئے۔ امروز نہ فردا کا وعدہ کیا۔ لیکن وعدہ کو ایفا نہین فرمایا
جسکے بہت تلاش و جستجو کے بعد قصائد عربی و فارسی ستیاب ہوئے۔ انہین قصائد
سے بطور مشتے نمونہ چند اشعار ہدیہ ناظرین گزارش کرتا ہون۔
آقا سید علی صاحب ترجمہ کی تصنیفات سے مخمس قصیدہ بردہ و قصیدہ ہمزیہ وغیرہ
ہین قصائد کے دیکھنے سے آپ کی فصاحت و بلاغت کی تصدیق ہوتی ہے۔ اشعار
کے محاورات و خوبی بندش سے ثابت ہوتا ہے کہ آقا صاحب ترجمہ عربی الاصل
والنسل ہین۔ و فصحائے ادب و بلغاء عرب آپکے قصائد و مراسلات ادبیہ کے
مضامین با محاورہ عربیہ کو دیکھکے کہتے ہین واللہ ہذا عربی لیس بعجمی۔

آقائے طوبی صاحب ترجمہ کی وفات

سنہ ۱۳۲۴ ہجری مین آقائے طوبی بعارضہ بخار بیمار ہوئے۔ یونانی معالجہ شروع کیا گیا
اطبائے یونانی متواتر دوائین استعمال کراتے تہے۔ لیکن کچھہ فائدہ نہین ہوتا تہا
بلکہ مرض بڑہتا جاتا تہا۔ آخر ڈاکٹری علاج کے طرف رجوع ہوئے۔ کوئی دوا مفید
نہین ہوئی۔ طبیعت مین ضعف و ناتوانی بڑہ گئی۔ آخر آپ اسی مرض الموت
مین بتاریخ ۲۴ ذیقعدہ سنہ ۱۳۲۴ ہجری مین اس دار فانی سے بہشت برین روانہ
ہوئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اعزہ و اقارب و احبا کو آپ کی رحلت سراپا
مصیبت کا نہایت رنج و غم لاحق ہوا۔ اور شہر کے علما و فضلا و طلبہ پر آپ کی رحلت کا
سخت صدمہ واقع ہوا۔ آپکی تجہیز و تکفین مین شہر کے اکثر امرا و علما و طلبہ شریک
ہوئے۔ تمام آپکی رحلت پر آہ و نالہ و شور و غوغا کرتے تہے۔ تلامذہ کی یہہ حالت تہی

زار زار روتے تھے اور دامن دل کو رنج والم کے ہاتھوں سے چاک کرتے تھے اور سر و منہ پر خاک اڑاتے تھے ۔ اعزہ و اولاد کی بیقراری دل گدازی دیکھ کے اہل مجلس کے قلوب جل جاتے تھے ۔ عاقبۃ الامر تمام اعزہ و اقارب و احبائے ذوی المعارف نے اس علوم و فنون کے خزینۂ بے بہا کو کوہ مولیٰ کے خاک میں دفن کئے ۔ شعرائے زمانہ نے آپکے رحلت کی تاریخیں موزون کئے ۔ منجملہ تواریخ فقیر مولف کو آپکے شاگرد حکیم میرزا نوازش علی لمعہ کی تاریخ دستیاب ہوئی ہو ہذا

از جہان رفت حضرت طوبیٰ ‌ ‌ ‌ منزل او بہشت و ماوے ہست
زور قم کلک لمعہ سال وفات ‌ ‌ ‌ جائے طوبی بہشت اعلی ہست

ولہ ایضاً

رفت ادیب و فاضل بے مثل صد حیف از جہان ‌ ‌ ‌ شد جہانے را دگرگون حال زین رنج و ملال
ہاتف غیبی بگوش لمعۂ محزون بگفت ‌ ‌ ‌ رائے گلزار جنت شد ادیب الدولہ سال

ولہ ایضاً

وائے ویلا و دریغا رفت از دار محن ‌ ‌ ‌ عالم و فاضل فرید عصر و یکتائے زمن
خوانم اشعار سنائی را کہ بس مشکل بود ‌ ‌ ‌ کاملے گر رفت ازینجا مثل او پیدا نشد
روزہا باید کہ تا یک مشت پشم از پشت میش ‌ ‌ ‌ زاہدے را خرقہ گردد یا حمارے را رسن
ہفتہ ہا باید کہ تا یک پنبہ دانہ ز آب و گل ‌ ‌ ‌ شاہدے را حلہ گردد یا شہیدے را کفن
ماہ ہا باید کہ تا گردون گردان یک شبے ‌ ‌ ‌ عاشقی را وصل بخشد یا غریبی را وطن
دورہا باید کہ تا یک سنگ خارا ز آفتاب ‌ ‌ ‌ لعل گردد در بدخشان یا عقیق اندر یمن
قرنہا باید کہ تا یک مرد صاحبدل شود ‌ ‌ ‌ بایزید اندر خراسان یا اویس اندر قرن

عهد ما باید که باز آید ز نشتر ورد کن
چون سنا الملک طبعی کامل و استاد فن

گفت سال رحلتش سعد اینک حسب حال
شد سنا الملک یکتا وای امروز از دکن

١٣٢٤ھ

ایضاً

قد مضی سیدی سناء الملک
بروض الجنان مربعه

انا ارخت عام رحلته
قلت - دار النعیم مضجعه

١٣٢٤ھ

من قصائد الفارسی

ای روی تو وی رای تو دلال و سائل
وی جود تو و بود تو حلال مسائل

دیوان صدارت ز تو چون کاخ خورنق
دیوان وزارت ز تو چون برج سلاسل

خرم تو چنان کرده که آواز خروشی
در گوش نیاید همه گر بانگ لازل

عدل تو رسیده ست بجائی که ز گلشن
بر منبر هر شاخ بود عطف بلابل

گر کار بفهم ست بدرک و بکیاست
پس از چه گرایند بخوبی شمائل

از انمل مخضوبه و از چشم مکحل
وز خد صفا داده و قد متمائل

رنگین نگه و شی چو شاطه ممتاز
سنگین نگه مشی چو عادات حوائل

آنجا که بود هر کسی از جهد معاون
آنجا که شود هر کسی از سعی معامل

پس چون نشود مشکل معنی آمر و ناهی
پس چون نشود همچو معنی فاعل و جاعل

من کیستم آنکه اگر روی زمینم
گردند مخالف نگرایم بزلازل

هر مشکلی آسان کنم از روی مقور
هر بیستم از دوده حلال مشاکل

فخر همه ارباب فضائل ز فضائلش
یک قطره از بحر بود کل فضائل

اصل کرم و فرع همه علت ایجاد
چون ذات خداوند منزه ز مماثل

دروازهٔ علم نبی و عالم عالم — ختم است بر او بعد خدا حلّ معاضل

او صنع خداوند و خداوند همه صنع — مخلوق وی است آنچه خدا راست مجاعل

حق وی آن یازده تن کش ولد استند — بر عزت این صدر فزاید حق بازل

طوبی است چو مدّاح تو از دل بخدا باش — ای صدر تو هم راحم احوال وی از دل

وله

صباح عید بصد رنگ بود غنج و دلال — در آمد از درم آن ماه آفتاب جمال

شکسته تر ز دل زار عاشقانش زلف — سیاه تر ز شب هجر دلبرانش خال

گل شمایل او آفتاب عنبر چتر — لب تکلم او طوطی خجسته مقال

ز پای تا سر ناز و کرشمه و خوبی — ز فرق تا پا غنج و دلال و حسن جمال

در آسمان صباحت ز غیرت رویش — فتاده در دل خورشید شعله جوّال

وله

ای هزاران فاضلت بر آستان — صدر کل مختار ملک راستان

چون خدا خلقی بعزت کرد جفت — چون تو فردی را برایشان صدر گفت

گر درایت سد اسکندر بنا — دشمن ار یاجوج باشد گو بیا

داده تدبیرات تو داد همه — از تو محکم کار و بنیاد همه

رای تو صایب تر از رای حکیم — در همه امری کلامت مستقیم

شکر شد کز همه روی زمین — جای تو دارد شرف ها بالمکین

وله

ای از تو منهدم شده بنیاد کار ظلم — وی عدل تو خزان ده اندر بهار ظلم

از نصفت تو رفته بهر جا قرار جور — در حکمت تو خفته بهر سو مدار ظلم

باشد جهان شعار عدالت شده بدهر — گوئی که نام نیست دگر از شعار ظلم

مختار ملکی و ہمہ در اختیار تو است
گر ظلم کس کند بکسے انتقام از و
الم کشیدہ مصیبت رسیدہ حیرانم
ہمیشہ خون خورم از غصہ و نجانہ خویش
شبم بگریہ و روزم باہ و نالہ و افغان
تفقدے بکنی اے خدایگان آخر
بجز تو کیست ز بعد خدا مرا یاور

وله

آن شد مرا نہادہ تو در اختیار ظلم
من میکشم ز لطف تو نے غدبار ظلم
ز جان جمیعم اگرچہ دلے پریشانم
ز دوری تو شبہا گو بیا بر زندانم
بتنگ آمدم آخر مگر نہ انسانم
مگر نہ من ہم از خیل زیر دستانم
بغیر درگہ تو درگہے نمی دانم

طاہر - میرزا محمد طاہر

طاہر تخلص - میرزا محمد طاہر نام - صفاہانی الاصل ہے - سلاطین صفویہ کے امرا سے تہا علم و فضل کے زیور سے آراستہ - مع برادر محمد علی خلد مکان عالمگیر بادشاہ کے عہد مین صفاہان سے دکن مین پہنچا - میرزا محمد طاہر صاحب ترجمہ اور میرزا محمد علی دونون بہائی عالمگیری دربار مین خطاب و منصب سے سرفراز ہوئے برادر اول صاحب ترجمہ التفات خان دوم ملتفت خان خطاب سے ممتاز ہوے - التفات خان بہیر ضلع اورنگ آباد مین مدت تک خدمت فوجداری پر مامور رہا - بعد ازان گجرات خاندیس وغیرہ مقامات مین بہی خدمت پر معین رہا امور مفوضہ کو نہایت ہوشیاری سے انتظام کرتا تہا - آخر صوبہ مالوہ سے دہلی جاتا تہا جب کہرکون کے اطراف مین پہنچا وہان رہزنون کے ہاتہہ سے سنہ ۴۹ ہجری مین مقتول ہوا ذکی الطبع و صاحب استعداد خداداد تہا - نثر نویسی مین ایسی قدرت کاملہ رکہتا تہا کہ

تین تین منشیون کو خود عبارت لکھاتا تھا - اور فقرات لاحقہ ہر ایک کو بدون غور و تامل کہتا تھا - اور کلام کے ربط و ضبط مین خطا نہین کرتا تھا - اور اسی حالت مین آپ بھی کتابت مین مصروف ہوتا تھا - شعرگوئی سے بھی دل چسپی رکھتا تھا - کبھی کبھی موزون کرتا تھا - کلام صاف و شستہ و پاکیزہ ہے -

من اشعارہ

شہید یکسیم پوشیدہ ام بعد فنای خود	برنگ مردۂ فیروزہ نیلی در عزائے خود
شہرت حسن تو شد از کشتۂ دیدار تو	از نسیم بال بلبل بشگفد گلزار تو

طغرا - ملا طغرا مشہدی

طغرا تخلص - ملا طغرا نام مشہدی الاصل ہے - نثر نویسی مین طرز جدید کا موجد ہے - اور عبارت تازہ کا مخترع ہے وطن مالوفہ سے رخصت ہوکے ہند مین آیا - چند مدت شاہزادہ مرادبخش بن شاہ جہان بادشاہ ہند کی ملازمت مین رہا - شاہزادہ کے ہمراہ ممالک دکن کی سیر مین مشغول ہوا - آخر کشمیر بہشت نظیر مین پہنچا - گوشہ نشینی اختیار کی - چند روز خوشی سے بسر کرکے مقام اصلی کے طرف روانہ ہوا - ابوطالب کلیم کے قبر کے قریب مدفون ہوا - طغرا کی انشا پردازی مشہور ہے - اسکی انشا نہایت رنگین و شیرین ہے - طلبائے درجۂ منتہی شوق سے پڑہتے ہین - طلبہ کی استعداد طغرا کے پڑہنے سے درجۂ کمال کو پہنچ جاتی ہے - نظم مین بھی ایسا ہی نازک خیال ہے - نئے نئے مضامین خوش اسلوبی و خوبی کے ساتھہ موزون کرتا ہے - **من اشعارہ الفارسی**

زجعد پرشکنت دل بصد فغان افتد	چو کودکے کہ ز بالائی نردبان افتد

ولا چو شمع رگ گردنے ملایم کن	وله	ز بہر دادن سرہائے خویش خایم کن
کج نہاید کام دل بے اتفاق راستان	وله	تا بقربانت شود با تیر بیساز و کمان
اگر چو آئینہ سرتا قدم شوی یک چشم	وله	بسوئے دوست نگر سوئے خود نگاہ مکن
عروسان ابسو حجلہ نتوان برد بے سازی	وله	بآواز دف نی دختر رز را بمینا کن
باید چو برق خندہ زنان از جہان گذشت	وله	نتوان چو ابر بر سر دنیا گریستن
موئے سر کافتد ز سر ہرگز نمیگردد سفید	وله	عیش غربت کی کند پیری تصرف در جوان
سایہ می افتاد از طغرا ایام شباب	وله	پیر چون شد مینخورد از سایہ طغرا بر زمین
مینا بپائے ساغر چون سر نہد بسجدہ	وله	چیزی دگر نخواہد غیر از دعائے یاران
در موسم فصل عمر باید سر بجیب غم کشید	وله	تا توانی ہمچو گل یک فصل خندان زیستن
شاید بہ بیند انچہ بما کرد آسمان	وله	از دود آہ سرمہ بچشم ستارہ کن
خوش آن ساعت کہ بزم آرا نشینی بر سر جوئے	؍؍	خط نشیند بلب چشم قدح را گرد ابروئے
میان می بینم و چیزی بچشم در نمی آید	؍؍	بدان ماند کہ در آئینہ باشد سایہ موئے
ز بس آب نزاکت خوردہ لالہ	؍؍	شدش خط نظر موئے پیالہ

طاہر۔ شاہ طاہر

طاہر تخلص۔ و شاہ طاہر نام تذکرہ ہفت اقلیم کے مولف نے لکھا کہ آپکے آباو اجداد سلاطین وقت کی خدمت مین ہمیشہ مکرم و معزز رہے۔ اکثر اوقات برود بار قزوین مین اقامت کیتے تھے۔ جب شہر سلطانیہ کو الجائتو خان نے آباد کیا آپکے بزرگان سلف کو اسمین سکونت کی اجازت دی حسب الامر آپکے بزرگان سلف سلطانیہ مین

سکونت پذیر ہوئے۔ شاہ طاہر صاحب ترجمہ سلطانیہ مین متولد ہوا۔ ابتدائے
سن تمیز مین تحصیل علوم و فنون کے لئے کاشان مین آیا۔ چند مدت مین جامع فنون
وحاوی العلوم ہوا۔

قاف تا قاف ار بجستی پیران تا قیروان   درجہان چون او ندیدی ہیچکس در شرع شعر

جب شاہ طاہر کی لیاقت و قابلیت کی حقیقت شاہ اسمعیل ثانی صفویہ کو معلوم ہوئی تو
چاہا کہ اسکو خلعت صدارت سے سرفراز کرے۔ حاسدین نے اسکو مذہب باطل سے متہم
کیا بادشاہ کو غرض آمیز و فتنہ انگیز باتون سے ورغلایا اور اسکی ذلت و خواری کی پیروی
کرنے لگے۔ وکیل السلطنت شاہ حسین نے جو اسکے معتقدین سے تہا شاہ طاہر سے کہا کہ
اسوقت مناسب یہہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ یہان سے چلے جائے اور اپنے مقام مین
سکونت اختیار کیجیے کہ وہان مخالفین کی دست اندازی نہوسکے۔

شاہ طاہر ۹۲۶ھ ہجری مین کاشان سے ہند روانہ ہوا تہوڑی مدت مین برہان نظام شاہ
بحری والی احمدنگر دکن کے پاس پہنچا۔ بادشاہ کے نزدیک ایسی ترقی پائی کہ ارکان دولت و
واعیان ریاست سے بڑہ گیا۔ رفتہ رفتہ درجہ وکالت سلطنت کو فائز ہوا۔ تمام مہمات کا
مدار المہام ہوا۔ اہل دکن و اہل عجم و عرب اس کے آستانہ بلند پایہ کو اپنا ملجا و ماوی سمجھتے تھے
اور شاہ کے توجہ سے بہرہ مند ہوتے تھے۔ مذہب امامیہ کا شیوع ملک دکن مین آپ ہی کی
بدولت ہوا۔ اور برہان نظام الملک بحری کو شاہ طاہر کی کوشش سے منجانب سلطان
بہادر گجراتی نظام شاہ خطاب ملا۔ باوجود شغل مہمات سلطنت اہل علم کی صحبت و
مجالست سے محروم نہین ہوتا تہا۔ اور ہمیشہ اسبات کی فکر کرتا تہا کہ مذہب امامیہ کی اشاعت
کامل ہوجائے۔ اور اہل دکن علم و فضل کے زیور سے آراستہ ہوجائین اس کام کے لئے

عرب و عجم سے اکثر افاضل علامہ کو بلایا۔ احمدنگر کو دار العلوم بنایا۔ بادشاہ کو ترغیب دیکے ایک مدرسہ عالی شان بنوایا۔ اور مدرسہ کے اخراجات کے لئے متعدد دیہات و بلوکات التمغا مقرر کرایا۔ مدرسہ کی عمارت و درسگاہیں و طلبہ کے حجرے متعدد بنائے منجملہ عمارات فی زماننا احمدنگر میں مسجد متعلقہ مدرسہ وغیرہ موجود ہے فی الحال اسمین ایام عاشورہ محرم مین علم قائم کیا جاتا ہے۔ اور کوٹلہ کے نام سے مشہور ہے۔ فقیر مولف نے محبوب الوطن تذکرہ سلاطین دکن کے حصہ اول مین مدارس کے ذکر مین مدرسہ احمدنگر کا ذکر کیا ہے یہان اعادہ کی ضرورت نہین۔ انتہی کلام ہفت اقلیم

ہفت اقلیم کے مولف نے شاہ طاہر کا حال مجملاً لکھا جیساکہ مذکور ہو چکا ہے۔ لیکن ماثر رحیمی کے مولف و فرشتہ نے شاہ موصوف کا حال بہ نسبت ہفت اقلیم مشرح و مفصل لکھا ہے بناءً علیہ مین یہان بجنسہ نقل کرتا ہون اگرچہ ناظرین کے نزدیک یہان مکرر ہے لیکن لطف وعزہ مین قند مکرر سے کم نہین ہے۔ شائقین مطالعہ سے مستفید ہون گے۔

شاہ طاہر علوم ظاہری و باطنی مین بزرگان سلف سے مقدم تھا۔ اور مرتبہ مین تمام سے بڑھگیا تھا مصر و بخارا و سمرقند و قزوین وغیرہ بلاد کے گروہ شیعہ اُسکی بیعت کرتے تھے۔ تمام ایران مین شہرت عظیم پائی۔ شاہ اسمعیل صفوی جو پیری و مریدی کی بدولت درجہ سلطنت کو پہنچا تھا۔ چاہتا تھا کہ تمام مشائخ خاصہ مشائخ خوندیہ کے سلسلہ کو ممالک محروسہ سے منقطع کرے میرزا شاہ حسین اصفہانی ناظر دیوان شاہ اسمعیل نے جو شاہ طاہر سے حسن اعتقاد رکھتا تھا۔ ایک شخص شاہ طاہر کے پاس بھیجا اور بادشاہ کے ارادہ سے آگاہ کیا۔ شاہ طاہر سجادہ نشینی کے بستر کو طی کر کے ۹۲۶ھ ہجری مین سلطانیہ مین آیا۔ میرزا کی وساطت سے بادشاہ کے مقربین مین داخل ہوا۔ بادشاہ کبھی کبھی اُسکی طرف عبرت سے دیکھتا تھا۔

پس شاہ طاہر میرزا کے ذریعہ سے کاشان کے مدرسہ مین منصب طلبیس پر مقرر ہو کے
وہان چلا گیا - وہان اتفاق سے طالبین مریدین جمع ہو گئے تعلیم
و تعلم کا بازار گرم ہوا اور اطراف کے مریدین بہی کاشان مین آنے لگے - شہر کے معززین
حکام نے از روے حسد ایک عریضہ بادشاہ کی خدمت مین بہیجا - اور لکہا کہ فرقہ اسمعلیہ کا
مانند حسن صباح یہان غلبہ ہو رہا ہے اور شاہ طاہر اس فرقہ کا مقتدی و امام ہے -
مذہب کے رواج مین کوشش کرتا ہے اکثر ملاحدہ و زنادقہ مجتمع ہو گئے ہین فی زماننا
یہان شریعت محمدی کا بازار سرد ہے اور سلاطین اطراف سے بہی مکاتبت جاری ہے
شاہ اسمعیل بہانہ جو وقابو طلب تہا فوراً حکم دیا کہ اس کے قتل کا پروانہ لکہین - میرزا حسین
اس قضیہ پر مطلع ہوا اور دیکہا کہ یہہ معاملہ اصلاح پذیر نہین ہے - بسرعت تمام ایک
معتبر شخص کو کاشان روانہ کیا - اور پیغام بہیجا کہ ابہی آپ کے قتل کا پروانہ پہنچتا ہے
اب مناسب یہہ ہے کہ آپ خود فوراً اس ظالم بادشاہ کے ملک سے کہین باہر چلے جائے
شاہ طاہر نے بیقرار ہو کے تمام مال و اسباب ترک کر کے تن تنہا مع عیال و اطفال
سنہ مذکورہ مین فرار کا راستہ اختیار کیا - آخر سنہ مذکورہ مین سخت جاڑے کے
موسم مین ہند کی طرف روانہ ہوا - بندر جرون مین پہنچا - حسن اتفاق سے ہندوستان
کی کشتی تیار تہی - نماز جمعہ ادا کر کے کشتی مین سوار ہو گیا - بجمعہ دیگر بندر گووہ مین پہنچا
مورخین نے لکہا کہ بادشاہی سپاہ کاشان مین پہنچی - اور سنا کہ شاہ طاہر فرار ہو گیا
تعاقب مین برق و باد کی طرح دوڑے - شاہ طاہر ان کے پہنچنے تک بلاد دکن مین پہنچ گیا
کہتے ہین کہ شاہ طاہر بندر گووہ سے بیجاپور مین آیا - اُسوقت وہان اسمعیل عادل شاہ
حکمران تہا - اسمعیل اہل السیف و العلم سے زیادہ دلچسپی رکہتا تہا - بناءً علیہ شاہ طاہر

کے طرف ملتفت نہین ہوا۔ پس شاہ طاہر نے عزم جزم کیا کہ حرمین شریفین و دیگر
مشاہد مقدسہ کی زیارات و حج سے مشرف ہونا چاہیئے۔ وہان سے حرمین شریفین
روانہ ہوا بندر چیول مین کشتی مین سوار ہوا۔ حرمین شریفین و دیگر مقامات متبرکات کی
زیارت و حج سے فارغ ہوکے اس ارادہ مین تہا کہ اطمینان کے ساتہہ وطن مالوف مراجعت
کرے لیکن بمقتضائے آب و خورش قلعہ پرینڈہ دکن مین وارد ہوا۔ مخدوم جہان گیلانی
سے جو امرائے بہمنیہ سے تہا ملا خواجہ نے مولانا کی تعظیم و تکریم کی و بمبالغہ تمام توقف کی
التماس کی۔ شاہ موصوف نے مخدوم کے اصرار سے توقف کیا۔ مخدوم کے فرزند شاہ موصوف
سے کتب علمیہ پڑہنے لگے۔ اتفاقاً انہین ایام مین برہان نظام شاہ بحری نے اپنے
استاد ملا پیر محمد شروانی کو بسفارۂ مخدوم خواجہ جہان کی خدمت مین بہیجا۔ ملا وہان
شاہ طاہر کی ملازمت فیض بخش سے مشرف ہوا۔ اور دیکہا کہ مولانا صورۂ آدمی
سیرۂ فرشتہ مین۔ اور عالم جامع العلوم والفنون مین ؎

عیسی گاہ دانش آموزی یوسفی وقت مجلس افروزی

مولانا کے وجود فایض الجود کو نعمت غیر مترقبہ و دولت مغتنمہ جان کے تقریباً
تا بہ یکسال تحصیل علوم کی تکمیل مین مشغول رہا۔ کتب ہیئت مثلاً مجسطی وغیرہ مولانا کی
خدمت مین ختم کین۔ پس دکن مین یہہ شہرت ہوئی کہ پرینڈہ مین ایک ایسے علامۂ دہر
وارد ہوئے ہین کہ ملا پیر محمد استاد اون کی شاگردی سے فخر کرتا ہے۔ جب ملا پیر محمد نے
احمدنگر مین مراجعت کی۔ اور برہان نظام شاہ سے ملا۔ بادشاہ نے ملا سے سبب تاخیر دریافت
کیا۔ عرض کیا کہ مین اس سفر مین ایک ایسے علامہ متبحر سے ملا کہ مین نے مدۃ العمر اسکا
نظیر ہندوستان و ایران مین نہین دیکہا تہا۔ لہذا علامہ کی خدمت مین مستفید ہوا

اور کتاب مجسطی کو ابتدا سے انتہا تک پڑہا۔ مجکو مولانا کی توجہ سے بیشمار اسرار مخفیہ معلوم و منکشف ہوئے۔ رباعی

در وصف کمالش عقلا حیرانند   بقراط حکیم و بو علی نادانند

با این ہمہ علم و حکمت و فضل و کمال   در مکتب علم او الف بے خوانند

برہان نظام شاہ جو علما و فضلا کی صحبت کا جویا رہتا تہا مولانا کے دیدار فایض الانوار کا سراپا مشتاق ہوا اسیوقت ایک خط شوق آمیز و محبت انگیز لکہہ کے معرفت ملا پیر محمد مولانا شاہ طاہر صاحب ترجمہ کی خدمت مین قلعہ پرینڈہ روانہ کیا۔ فرد۔ چو باد صبح گذر کن سوئے حدیقۂ انس ۔ چو سرو ناز قدم رنجہ کن باین گلزار ۔ شاہ طاہر صاحب ترجمہ نے خواجہ جہان سے اجازت چاہی۔ خواجہ جہان نے طوعًا و کرہًا اجازت دی۔ اور سفر کا سامان مہیا کر دیا اور ۹۲۸ ہجری مین مع ملا پیر محمد احمد نگر روانہ ہوا۔ جب مولانا اس مقام مین پہنچے کہ شہر احمد نگر وہان سے تخمینًا چار کوس کے فاصلہ پر تہا۔ ارکان سلطنت و اعیان مملکت استقبال کیلئے آئے شاہ موصوف کو با عزاز و اکرام ساتہہ شہر مین لائے۔ برہان شاہ آپکی ملازمت سے بہت خوش ہوا۔ آپکو عنایات شاہانہ سے سرفراز فرمایا۔ اور بقریب رمز شعر یک فرمایا

تو چون گوہر قیمتی غم مدار   کہ ضایع نگرداندت روزگار

اگر ریزہ زر ز دندان گاز   بیفتد بہ شمعش بجویند باز

چند روز کے بعد برہان شاہ نے مولانا سے درخواست کی کہ آپ مسجد جامع مین جو قلعہ مین واقع ہے مجلس درس منعقد فرمائے۔ مولانا حسب الحکم ہفتہ مین دو روز وہان جاکے درس فرماتے تہے۔ علمائے پایۂ تخت درس مین شریک ہوتے تہے علمی مذاکرہ و مباحثہ خوب ہوتا تہا۔ طلبا و علما مستفید ہوتے تہے۔ برہان نظام شاہ بہی اکثر اوقات جلسہ مین شریک ہوتا تہا۔ اور ادب سے بیٹہتا تہا۔ جبتک درس تمام نہین ہوتا تہا نہین

اٹھتا تھا۔ ایکروز مباحثہ دیر تک ہوتا رہا۔ برہان شاہ مباحثہ کے تمام ہوتے ہی
شدت ضرورت بول کی وجہ سے فی الفور حرم سرا میں گیا۔ اور دایہ سے کہا کہ
مجکو کلام مرغوب سننے کا اسقدر شوق ہے کہ اگرچہ ضرورت بول کی شدت سے بدن میں
بیقراری پیدا ہوجائے لیکن تا وقتیکہ کلام تمام نہو جائے مین جائے سے نہین اٹھتا ہون
بادشاہ کی قدردانی علم و ہنر آفرین و تحسین کے لایق ہے۔ بادشاہون کی شان ایسی ہی
ہونی چاہیے۔ علم و فضل کی ترقی بادشاہون کی توجہ سے درجہ عروج کو پہنچتی ہے۔
شاہ طاہر کی توجہ سے احمدنگر دار العلوم بنگیا تھا۔ مدت تک درس و تدریس کا دور چلتا رہا
اکثر علم و فضل کے زیور سے آراستہ ہوگئے۔ شہر کے کوچہ و بازار مین علمی مذاکرہ کا بازار
گرم تھا۔ ہرایک مذہب و ملت کی تحقیق کرتا تھا۔ اُس عہد مین فرقہ مہدویہ جونپوری کو
جو وہان عہدہائے جلیلہ پر مامور تھے۔ سلطنت و سلطان پر اسقدر مسلط ہوگئے تھے کہ بادشاہ
نے اپنے خاندان کی ایک لڑکی انکے خاندان مین کسی ایک بزرگ سے منسوب کردی تھی
پس گروہ مہدویہ مذکور شاہ طاہر کی حسن سعی و حکمت عملی سے خارج البلد ہوئے۔ اسی
اثنا مین شاہزادہ عبدالقادر برادر حقیقی شاہزادہ حسین علیل ہوکے تب محرقہ مین گرفتار
ہوگیا۔ برہان شاہ شاہزادہ سے نہایت ہی محبت رکھتا تھا۔ لخت جگر کی حالت
دیکھکر مضطرب الحال ہوتا تھا۔ حکیم قاسم بیگ و دیگر حکمائے اہل اسلام و اہل اصنام کو
بلایا کہ میرے لخت جگر کے معالجہ مین کوشش بلیغ کرین۔ اگر معالجہ کے لئے جگر پارہ
مطلوب ہو تو مین دینے مین کوتاہی نہین کرونگا۔ آؤ میرا پہلو چیر کے جگر پارہ نکال کے
اس لخت جگر کا علاج فرمائین۔ مین اسکی زندگی اپنی زندگی پر مقدم سمجھتا ہون
ہرچند کہ علما علاج مین کوشش کرتے تھے۔ کوئی دوا موثر نہین ہوتی تھی۔ روز بروز

مرض بڑہتا جاتا تہا - برہان شاہ نہایت بیقراری سے براہمہ کی تحریک و ترغیب سے
نذر و صدقات بتخانون مین بہیجتا تہا - اہل سلام و اہل اصنام سے کوئی فرو نہین چہوڑا کہ
اس سے دعائے خیر کی درخواست نہ کی ہو - شاہ طاہر ہمیشہ اس فکر مین رہتا تہا کہ مذہب
اثنا عشری کو رائج کرے - اسوقت موقع پاکے عرض کیا کہ شاہزادے کے شفا کیلئے میرے
دل مین ایک بات گذرتی ہے لیکن اس کے اظہار مین خوف و خطر کو دیکھتا ہون - برہان
فرزند کی صحت کا جویا تہا - اس کلام کے سنتے ہی شاہ طاہر سے اصرار کیا فرمائے وہ کیا ہے
مین اسوقت اسکے کرنے مین کوتاہی نہین کرونگا - اور ایسا بندوبست کرونگا کہ کوئی
آپکو تکلیف نہین دیگا - شاہ طاہر نے کہا مین کسی بیگانہ سے نہین ڈرتا ہون بلکہ مجہے
خوف آپ ہی کا ہے کہ شاید بادشاہ کو پسند نہ آئے اور مجکو ماخوذ کرے اور آپ سے
جدا ہوکے مخالفین کے لعن و طعن مین مبتلا ہو جاؤن - برہان شاہ فرزند کی صحت
و شفا کی خبر و تجویز سننے کا مشتاق ہوا - شاہ طاہر نے جرأت و دلیری کرکے کہا
عہد و نذر فرمائے کہ اگر شاہزادہ آج کی رات شفا پائے تو مبلغ بیشمار حضرات آئمہ
کی نذر کرونگا - برہان شاہ نے کہا آئمہ کون ہین - شاہ طاہر نے بیان کیا - اول
علی مرتضی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد و برادر چچازاد ہین - و امام حسین و امام حسن وغیرہ
ہین - اور باقی ائمہ کے بہی نام اور صفات بیان کئے - برہان شاہ نے کہا کہ مین ایام
طفلی مین اپنی والدہ سے دوازدہ ائمہ کے اسما سنے تہے - پہر اسوقت سے ابتک
کبہی یہہ ذکر نہین سنا تہا - مگر آپ نے اسوقت بیان کیا - بمقتضائے محبت فرزند
میری حالت ہے کہ بتخانون مین زر نیاز بہیجتا ہون اور فرزند کی صحت چاہتا ہون
پس ممکن نہین کہ نیاز و نذر فرزندان حضرت مرتضی و بی بی فاطمۃ الزہرا بجا نہ لاؤن

شاہ طاہر نے بادشاہ کو معتقد و مطیع دیکھ کے کہا کہ میرا مقصود محض انکے نام سے
نذر و نیاز کا بجا لانا نہیں ہے بلکہ میرا مدعا دوسری چیز ہے۔ اگر بادشاہ عہد و پیمان کرے
جو کچھ میں عرض کروں اگر پسند طبع نہو تو مجکو امان جان ہو مجکو اور میرے عیال و اطفال
کو حرمین شریفین روانہ کریں۔ برہان شاہ نے قبول کر کے عہد و پیمان کیا۔ اور قرآن مجید
کی قسم کھائی کہ میں آپکو ہرگز تکلیف نہ دونگا۔ اور اسبات کو بھی جائز نہیں کہونگا کہ کوئی
دوسرا آپکو تکلیف پہنچائے۔ مثنوی

بدارندهٔ آسمان و زمین | کزو مایه دارد جهان و مهین
خدائے کزو ہر کہ آگاہ نیست | خرد را بدان ہیچ در راہ نیست
کراز ماند بینی بجز لطف و مہر | اگر از روش باز ماند سپہر

جب شاہ طاہر کو اطمینان کامل ہوگیا۔ بادشاہ کو دعا دیکے کہا کہ آجکی رات شب جمعہ ہے
بادشاہ منت مانے اور نذر کرے کہ اگر خدائے تعالی بہ برکت حضرت رسول اللہ صلی اللہ
وسلم و دوازدہ ائمہ علیہم السلام آجکی رات میں شاہزادہ عبد القادر کو صحت عطا کرے
تو احمد نگر میں دوازدہ ائمہ کے اسما کا خطبہ پڑہونگا۔ اور مذہب امامیہ کو رائج کرونگا
برہان شاہ فرزند کی صحت سے ناامید ہوچکا تہا۔ شاہ طاہر کا کلام سنکے خوش ہوا۔ اور اسیوقت
حسب ہدایت شاہ طاہر عہد و پیمان کیا۔ اسوقت شاہ طاہر شاہزادے کے پلنگ کے
قریب بیٹھ گیا۔ اور شاہزادے پر لحاف ڈالا کہ ہوا شاہزادے پر تصرف نکرے۔ شاہزادہ
لحاف کو حرارت کی وجہ سے پھینکتا تہا۔ برہان شاہ نے کہا مولانا معلوم ہوتا ہے کہ
عبد القادر آجکی رات ہمارا مہمان ہے لحاف دور کرو تا کہ ایک دو ساعت دنیا کی ہوا سے
خوشحال ہوجائے۔ پھر شاہ طاہر دولتخانہ پر آیا اور بادشاہ صبح تک غمگین پلنگ پر

سرہر کہے ہوئے سوگیا۔ اسی خواب مین دیکہا کہ ایک نورانی بزرگ سامنے آتا ہے اور
اُسکے جانب یمین ویسار مین چہہ چہہ بزرگ ہین۔ برہان شاہ نے آگے بڑہ کے
بزرگ نورانی کو سلام کیا۔ اور اُنکے ہمراہی بارہ بزرگون مین سے ایک نے کہا یہہ بزرگ کون
ہین۔ یہہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین اور آپکے دہنے اور بائین
طرف دوازدہ امام ہین۔ پس حضرت نے فرمایا اے برہان اعلی اور اُسکے اولاد
کی برکت سے خدائے تعالے نے عبدالقادر کو صحت عطا کی۔ میرے فرزند طاہر کے
کہنے سے خلاف نہین کرنا چاہئے۔ برہان شاہ خوش خرم خواب سے اوٹہا۔ دیکہا کہ
شاہزادے پر لحاف ہے اور آرام سے سویا ہوا ہے۔ شاہزادے کی والدہ و دایہ سے پوچہا
کہ ہم نے لحاف دور کئے تہے کس نے اوڑہایا۔ تمام نے کہا کہ ہم نے نہین اوڑہایا۔ خود بخود
شاہزادے نے اوڑہ لیا ہے۔ برہان شاہ نے شاہزادے کو دیکہا کہ بخار کا اثر باقی نہین ہے
آرام سے سویا ہے۔ بہت خوش ہوا اور خدا کا شکریہ ادا کر کے شاہ طاہر کو بلایا شاہ طاہر
اسی دعا مین مشغول تہا کہ خدا شاہزادے کو صحت عطا کرے۔ بادشاہی نقیب کے
آنے ہی گہبرایا۔ کہ شاید بادشاہ میری ہدایت سے ناخوش ہوا ہے یا عبدالقادر فوت ہوگیا
ہے۔ اسی تردد مین تہا کہ دوسر نقیب آیا شاہ طاہر کے دل پر زیادہ خوف ہوا۔ چاہتا تہا
کہ فرار کا راستہ اختیار کرے۔ اسی طرح متعدد اشخاص یکے بعد دیگر آئے شاہ طاہر
راضی بہ قضا ہو کے اہل بیت کو وصیت کر کے بادشاہ کی خدمت مین پہنچا۔ بخلاف
عادت برہان شاہ استقبال کے لئے آیا۔ اور مولانا کو شاہزادے کے پاس لایا۔ کہا
مذہب اثنا عشری کے جو کچہہ قواعد و اصول ہین ہدایت کیجئے تا مین اُنپر عمل کرون
شاہ طاہر نے کہا اولاً واقعہ بیان کیجئے اُسوقت جو کچہہ اصول و فروع مین عرض کرونگا

برہان شاہ نے خواب لحاف کا قصہ پورا بیان کیا۔ پھر شاہ طاہر نے دوازدہ ائمہ کے اسماء و صفات و قواعد مذہب اثنا عشری بیان کئے۔ برہان شاہ اہل بیت کی محبت میں مست ہوا اور یہہ شعر پڑہا ؎

چہ مبارک سحرے بود چہ فرخندہ شبے
آن شب قدر کہ این تازہ براتم دادند

شاہزادہ عبدالقادر حسین اور اُنکی والدہ بی بی آمنہ وغیرہ اہل حرم شراب اعتقاد و محبت اہل بیت سے بہرہ ور ہوئے۔ صبح ہوتے ہی برہان شاہ نے چاہا کہ ائمہ اثنا عشری کا خطبہ پڑہائے اور خلفائے ثلاثہ کے اسما خطبہ سے نکالے۔

حکمت عملی

شاہ طاہر نے منع کیا کہ جلدی نہ کیجئے مصلحت یہہ ہے کہ ابہی سے راز کو فاش نکرین اور چارون مذاہب کے علما حنفی۔ شافعی۔ مالکی۔ حنبلی جمع کرین اور کہین کہ مین مذہب حق کا طالب ہون۔ تمام علما ان چار مذہب سے ایک اختیار فرمائین۔ تاکہ مین مذہب حق کو پسند کرون اور دیگر مذاہب سے دست بردار ہو جاؤن۔ برہان شاہ نے حسب فرمودہ شاہ طاہر ملا پیر محمد شروانی استاد و افضل خان شیرازی و ملا داود دہلوی وغیرہ علما کو شاہ طاہر کے درسگاہ مین جو اندرون قلعہ تہے جمع کیا۔ تمام علما باہم بحث و تکرار کرتے تہے ہر ایک اپنے مذہب کی حقیقت بہ دلائل براہین بیان کرتا تہا۔ اور دوسرون کے دلائل کو رد کرتا تہا۔ برہان شاہ بہی اکثر مجلس مباحثہ مین شریک ہوتا تہا۔ اسیطرح چہہ مہینہ تک مباحثہ ہوتا رہا۔ برہان شاہ نے شاہ طاہر سے کہا کہ عجب مباحثہ ہے کہ چہہ مہینہ سے ہو رہا ہے ہر ایک اپنے مذہب کو مرجح کہتا ہے اور ہر ایک مدعی ہے کہ ہمارا مذہب صحیح ہے۔ فرمائیے مین چارون مین کونسا اختیار کرون۔ اگر کوئی مذہب ہمارا ہوتو

پیش کیجئے تاکہ مین اسکی راستی و ناراستی بہی دیکہون۔ طاہر نے کہا ایک دوسرا مذہب ہے کہ اسکو اثنا عشری کہتے ہین اگر حکم ہو تو انکی کتابین پیش کرون برہان نے فرمایا لائے۔ شیخ احمد نجفی کو بلایا۔ وہ آیا اور علمائے مذاہب اربعہ سے معارضہ کیا اور شاہ طاہر شیخ کی تائید کرتا تہا۔ جب علمائے احمدنگر نے دیکہا کہ شاہ طاہر امامیہ ہے تمام نفاق کرکے شاہ طاہر سے مخالفت کرنے لگے۔ پس شاہ طاہر نے خلیفہ اول کی خلافت و باغ فدک وغیرہ کا ذکر کیا۔ برہان نے دیکہا کہ شاہ طاہر تمام علما پر غالب ہے۔ موقع سے عبدالقادر کی بیماری و خواب و قصہ لحاف بیان کیا۔ اسی مجلس مین اکثر علما و مقربان بادشاہ و امیران و منصبداران تخمینًا تین ہزار اشخاص نے مذہب اثنا عشری اختیار کیا۔ اور خطبہ سے خلفائے ثلاثہ کے اسما نکالے۔ اور دوازدہ آئمہ کے اسما داخل کئے۔ اور چتر سفید کو برنگ سبز تبدیل کیا۔ ملا پیر محمد و دیگر علما و امرا و اہل مناصب آشفتہ ہو کے مجلس سے برخاست کرکے چلے گئے۔ احمدنگر مین شور و غوغا واقع ہوا۔ اکثر امرا انکو ملا پیر محمد کے دولتخانہ پر گئے اور کہا ع اے باد صبا اینہمہ آوردۂ تست ٭ یہہ سید جو ہمارے دل و دین کی بلا ہے کہان سے لایا۔ یہہ عالم متبحر ہے علوم غریبہ و فنون عجیبہ سے ماہر ہے ہمارے مالک بادشاہ کو گمراہ کیا اور ہمارے علما کی زبان افسون و عمل سے بند کردی۔ اب کیا تدبیر کرنا چاہئے۔ بعض نے کہا کہ حملہ کرکے شاہ طاہر کو قتل کرنا چاہئے ملا مذکور نے کہا تا وقتیکہ برہان شاہ زندہ رہیگا۔ آپ اس ارادہ مین کامیاب نہین ہون گے۔ مناسب بہتر یہہ ہے کہ برہان شاہ کو معزول کرکے شاہزادے عبدالقادر کو تخت نشین کرین۔ شاہزادے کے جلوس کے بعد شاہ طاہر کو عہدہً قتل کرین گے۔ پس بارہ ہزار سوار و پیادہ باہم جمع ہو کے مع ملا پیر محمد مقابل

دروازہ قلعہ و قریب کا لاچبوترہ حاضر ہوئے ۔ محاصرہ کی تیاری کئے ۔ اور شاہ طاہر کا دولتخانہ مع فرزندان سپاہ کے حوالہ کر کے فتنہ عظیم برپا کیا ۔ برہان نظام شاہ نے حکم دیا کہ قلعہ کا دروازہ بند کریں ۔ اور اہل قلعہ برج و بارہ پر چڑھ کے مخالفین کی مدافعت میں کوشش بلیغ فرمائیں ۔ جب فتنہ عظیم و شور و غوغا برپا ہوا تب بادشاہ نے شاہ طاہر سے کہا اسکا انجام کیا ہوگا ۔ شاہ طاہر جو علم رمل و جفر میں ماہر کامل تھا ۔ قرعہ ڈال کے حکم کیا کہ قلعہ کا دروازہ کھولدیجئے ۔ اسیوقت فتح ہوگی اور معاندین متفرق و پراگندہ ہو جاینگے برہان نظام شاہ فی الفور مسلح ہو کے مع چار سو سوار و ایک ہزار پیادہ و پانچ ہاتی با چتر سبز و علم شاہ طاہر کے ہمراہ قلعہ سے برآمد ہوا ۔ شاہ طاہر صاحب ترجمہ نے آیت پڑھ کے مشت خاک پر دم کیا اور مخالفین کے طرف پھینکا ۔ اور سپاہ کی ایک فوج کا حصہ منتخب کر کے فرمایا کہ مخالفین کی فوج میں پہنچ کے منادی کرائیں اور فرمائے جو کوئی بادشاہ کا خیر خواہ ہو بادشاہ کے تحت میں حاضر ہو جائے ۔ اور جو کوئی حرام خوار و بدخواہ ہو ملا پیر محمد کے طرف مراجعت کرے اور بادشاہی سیاست کا منتظر رہے ۔ جب سپاہ نے بادشاہ کے حکم کی تعمیل کی ۔ تھوڑی دیر کے بعد امرا و افسران سپاہ امان نامہ طلب کر کے بادشاہ کے ہمراہ ہوے ۔ ملا پیر محمد بادشاہ کا مقابل نہیں ہوا مع چند سپاہ اپنے دولتخانہ پر واپس آیا برہان شاہ نے ملک احمد تبریزی کو جو مصاحبین سے تھا اور خواجگی محمود کو جو میرزا جہان شاہ کا نواسہ تھا مع فوج کثیر ملا پیر محمد پر حملہ آور فرمایا ۔ برہان شاہ نے فرمایا کہ ملا پیر محمد کو قتل کرو ۔ شاہ طاہر صاحب ترجمہ نے معافی کی سفارش کی بادشاہ نے اگرچہ اسکو قتل نہیں کیا لیکن قید کر دیا تھا چار سال تک قید خانہ میں رہا ۔ شاہ طاہر کی درخواست و سفارش سے ملا کو رہا کر کے منصب سابق پر بحال فرمایا ۔

جس مقام میں برہان نے خواب دیکھا تہا وہاں ایک عمارت عظیم الشان بنائی اور اوسکا نام بغداد اور رکہا۔ اور جس مقام میں شاہ طاہر کا مدرسہ تہا وہاں حسین نظام شاہ نے اپنے زمانہ میں ایک مسجد کی بنا رکہی۔ مرتضیٰ نظام شاہ کے عہد میں باہتمام قاضی بیگ طہرانی اتمام کو پہنچی۔

فرشتہ نے برہان شاہ کے خواب کا پورا قصہ لکہکے آخر میں لکہا کہ یہہ قصۂ خواب غلط ہے اکثر اہل مذہب امامیہ اپنے مذہب کے رواج و تشیع کے لئے ایسے قصے بناتے ہیں و العلم عند علام الغیوب انتہی کلامہ۔

پہر برہان نظام شاہ نے اہل سنت و جماعت کے وظائف موقوف کرکے اہل امامیہ کے نام پر جاری کئے۔ اور قلعہ احمدنگر کے مقابل میں ایک احاطہ چاردیواری گچ و پتہر سے قائم کرکے ایک مدرسہ بلند بنایا۔ اور اسکا نام لنگر دوازدہ امام رکہا۔ اور چند دیہات مدرسہ کے لئے وقف کئے۔ ہر روز چاشت کے وقت مومنین کو آش پختہ دیتے تھے۔ شاہ طاہر نظام شاہ کی بہتری و ملک کی آبادی چاہتا تہا۔ محبان خاندان حضرت رسالتمآب کو اطراف و اکناف سے بلاتا تہا۔ اکثر شرفا جمع ہوگئے تھے۔ بادشاہی خزانہ سے بیشمار زر عراق عجم و خراسان و فارس و گجرات و آگرہ بہیجکے اہل تشیع کا طالب ہوتا تہا ملا پیر دوازدہ ہزار ہن برہان سے لیکے مولانا اسمعیل صفوی خواجہ معین صاعدی کو گجرات سے یہاں بلایا۔ اور شاہ حسن انجو کو بہی بلدہ احمدنگر میں لایا۔ اور برہان نظام شاہ سے ملایا۔ مقربین کے زمرہ میں داخل کیا۔ اسیطرح شاہ جعفر برادر شاہ طاہر و ملا شاہ محمد نیشاپوری و ملا علی گل استرآبادی ملا رستم جرجانی و ملا علی مازندرانی و ایوب ابو البرکہ و ملا عزیز اللہ گیلانی و ملا محمد امامی استرآبادی وغیرہ افاضل و اکابر دکن میں آئے

اور احمدنگر کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے رشک گلستان ارم کیا۔ اور سید حسن مدنی
جو نقباء مدینہ سے تھا بادشاہ نیک نہاد کی دامادی سے مشرف ہوا۔ بیشمار مال و دولت
و جاگیر سے سرفراز ہوا۔ اور کربلائے معلی و نجف اشرف کو زر خطیر بھیجکے روضات متبرکات
کے مجاورین و زوارین کو احمدنگر مین بلایا۔ اکثر جہال مذہب امامیہ و تبرائیان فرقہ اثنا عشریہ
خلفائے راشدین کی نسبت زبان درازی کرنے لگے۔ بناءً علیہ سلطان محمود گجراتی
و میران مبارک شاہ فاروقی و ابراہیم عادل شاہ و عماد الملک نے باہم عہد و پیمان کرکے
عزم جزم فرمایا کہ مملکت احمدنگر پر لشکر کشی کرنا چاہیے۔ اور کامیابی کے بعد باہم تقسیم
کرین۔ جب برہان شاہ اُن کے ارادہ سے واقف ہوا تب راستی خان نام غریب کو
ہمایون بادشاہ ہند کے پاس سفارۃً بھیجا۔ اور عرضداشت بھیجی اسمین درخواست کی کہ آپ
گجرات کے طرف فوج کشی فرمائین۔ چونکہ ہمایون اسوقت شیر شاہ کے فتنہ مین پریشان
تھا۔ عرضداشت سے کسی قسم کا فائدہ میسر نہین ہوا۔ راستی خان بدون کامیابی ہندوستان
سے دکن مین آیا۔ پس برہان شاہ نے حسب رہنمودہ شاہ طاہر سلطان گجراتی و والی
برہانپور کی خدمت مین تحائف بھیج کے دونون کو ہموار و مددگار بنایا۔ اور سپاہ مغل
غربا کو جنکو ابراہیم عادل شاہ نے برطرف کر کے شہر بدر کر دیا تھا۔ اپنی فوج مین نوکر رکھا اور
اکثر عہدے دارون کو عطیۂ جاگیر سے ممتاز فرمایا۔ اور مغلون کی اعانت و ہمت سے بیجاپور پر
فوج کشی کی۔ جنگ و جدال کے بعد برہان شاہ غالب ہوا عادلشاہی توپخانہ و چند زنجیر فیل
پر متصرف ہوا۔ سالماً و غانماً احمدنگر مین مراجعت کی۔ اس فتح و فیروزی کا آوازہ بلند
ہوا۔ باہم چار سال تک جنگ کا سلسلہ جاری رہا۔ ہر جنگ مین برہان ہی غالب رہا
آخر شاہ طاہر نے باہم صلح کرائی۔ برہان شاہ نے پنج پیشہ مفتوح مقبوضہ شدہ ابراہیم

عادلشاہ کو واپس دئے ۔ پہر صلح سنہ ۹۴۹ ہجری مین ہوئی ۔ اور سنہ ۹۵۰ ہجری مین برہان شاہ
نے شاہ طاہر کو جمشید قلی قطب شاہ کی خدمت مین اپنی تقویت کیلئے بہ بہانہ تہنیت
جلوس بہیجا ۔ قطب شاہ شاہ طاہر کی آمد آمد سنکے بہ بہانہ شکار اس تالاب پر جو گولکنڈہ
سے سوا کوس کے فاصلہ پر تہا پہنچا ۔ اور وہان شاہ طاہر کی ملاقات سے مشرف ہوا
مولانا کا اعزاز و اکرام بے انتہا بجا لایا ۔ اور پیری مریدی کے طریقہ کو منظور کیا ۔ اور
مولانا کو تعظیم و تکریم کے ساتہہ دار السلطنت گولکنڈہ مین لایا ۔ پہر اسی زمانہ مین
برہان شاہ نے عہد شکنی کی ۔ اور صلح سابقہ کو بالائے طاق کہا ۔ اور عادل شاہ سے
انتقام کے لئے مستعد ہوا رامراج و قطب شاہ کو ممالک عادلشاہ کے تسخیر کی ترغیب دی
شاہ طاہر نے گولکنڈہ سے مراجعت کی ۔ برہان شاہ کی چہاونی واقع شولاپور مین پہنچا
عادلشاہ نے دیکہا کہ مخالفین کی فوج جرار ممالک پر حملہ آور ہے مصلحتہً پنج پٹہ نظام شاہ
کو دیدے اور رامراج کو تحائف دیکے راضی کرلیا ۔ بہرحال دونون کو روانہ کیا ۔

سفیر ایران کا برہان شاہ کے پاس آنا

ماثر برہانی و فرشتہ کے مولفین نے لکہا کہ شاہ طاہر کی بدولت برہان نظام شاہ کو
وہ رتبہ حاصل ہوا ۔ کہ شاہ اسمعیل صفوی نے رسالت و سفارت کا سلسلہ نظام شاہ سے
قائم کیا سنہ ۹۵۰ ہجری مین شاہ اسمعیل صفوی نے سنا کہ برہان نظام شاہ نے احمدنگر دکن مین
اہل بیت کی محبت اختیار کی اور مذہب امامیہ کی اشاعت مین ہمہ تن مصروف ہے آقا سلمان
طہرانی عرف مہتر جمال چراغچی باشی کو مذہب کی مبارکباد کے لئے احمدنگر مین بہیجا
اور اسکے ہمراہ ایک غلام شاہ قلی نام و ایک عدد الماس بزرگ قیمتی ہمایونی اور ایک قطعہ
زمرد جس پر مستعصم باللہ خلیفہ عباسی کا نام منقش تہا ۔ اور دیگر تحائف و ہدایائے ایران

برہان شاہ کے لئے بھیجے۔ اور ایک انگشتری عقیق جسپر کلمہ (التوفیق من اللہ) نقش تھا شاہ طاہر کے لئے بھیجے۔ مہتہ جمال احمدنگر مین پہنچا۔ اور شاہ ایران کا نامہ و تحائف پیش کئے نظام شاہ نے اولاً سفیر کی تعظیم و تکریم پورے طور سے ادا کی۔ آخر سفیر سے بہت ناخوش ہوا۔ ناخوشی کا سبب یہہ تہا کہ سفیر تند مزاج و بدخو تہا نظام شاہ کی محفل مین زبان درازی کرتا تہا۔ اور شاہ طاہر سے بی ادبانہ پیش آتا تہا۔ اور اکثر باتین وحشت آمیز کہتا تہا نظام شاہ نے باریابی سے ممانعت کی۔ اور سفیر کو چند روز کے بعد روانہ کردیا۔ اور شاہ ایران کے لئے کوئی تحفہ و ہدیہ نہین بہیجا مگر شاہ طاہر نے اپنے فرزند شاہ حیدر کو جو علم و فضل سے موصوف تہا مع تحائف ہندا اپنے جانب سے شاہ ایران کی خدمت مین بہیجے۔ اور مراسلت اور مکاتبت کا سلسلہ جاری کیا۔

شاہ طاہر کا سفارۃً علی برید کے پاس جانا

جب عادل شاہ و نظام شاہ مین جنگ واقع ہوا۔ عادل شاہ غالب و نظام شاہ مغلوب ہوا پس برہان شاہ نے شاہ طاہر کو علی برید کے پاس بہیجا اور استعانت کی۔ علی برید نے اعانت سے پہلو تہی کی۔ خان جہان عم علی برید جو موزون الطبع و شوخ مزاج و خفیف المذہب تہا تمسخراً مجلس مین شاہ طاہر سے پوچہا۔ طین البخارا طاہر۔ یعنے بخارا کا گل و سرگین طاہر ہے یا نجس۔ شاہ صاحب نے فرمایا اس مسئلہ کی تحقیق حافظہ کے خزانہ مین نہین ہے جب احمدنگر مین جاؤنگا تو از روئے کتاب آپکو مطلع کرونگا۔ خانجہان و حاضرین مجلس شاہ طاہر کے کلام کو سمجہہ گئے کہ یہہ تہدید ہے لیکن تغافلاً باتون مین مشغول ہوگئے

قصہ سرگین بخارا کی تحقیق

مشہور ہے کہ موسم بارش مین شہر بخارا مین بہت کیچ ہوتا تہا۔ اہل بخارا آمد و رفت مین

تنگ ہوتے تھے۔ اور طہارت جامہ مین حرج واقع ہوتا تہا۔ کثرت بلوے سے علمانے اتفاق کیا کہ بخارا کے گل و سرگین کو طہارت کا حکم دینا چاہیے پس تمام نے کہا طین بخارا طاہر ست۔ خانجہان نے یہہ روایت سنی تہی۔ بے ادبانہ عمداً کہا۔ فرشتہ نے اس روایت کی نسبت لکہا کہ شہر بخارا دارالاسلام و معدن العلوم تہا بزرگان دین و مشائخ یقین کا مقام تہا۔ وہان رافضی و خارجی کا نام و نشان نہین تہا۔ مخالفین نے عداوۃً و تصنعاً اس شہرت کو بلند آوازہ کیا انتہی کلامہ۔ واقع مین کیونکر علما صریح نجس و ناپاک کو طاہر قرار دین گے یہہ بات ہر ایک جاہل و عالم کے نزدیک مستبعدات سے ہے فقیر مولف نے کہین اس روایت کو نہین دیکہا۔ لا اصل لہا۔

برہان شاہ نے احمدنگر مین خواجہ کی شوخی و گستاخی بہ نسبت شاہ طاہر سنکے انتقام کے لئے آمادہ ہوا علی برید کے ملک کو مسمار کردیا۔ فرشتہ مین مفصل مذکور ہے۔ دیکہو اسوقت کے سلاطین علما کی قدردانی و عزت افزائی کا کسقدر خیال رکہتے تہے۔ ان کے اعزاز و اکرام کے بجالانے برقرار رکہنے کے لئے ممالک کو درہم برہم کردیتے تہے۔ یہی وجہہ تہی کہ اسوقت علم و فضل کا بازار گرم تہا۔ دانش و دانائی کا دائرہ وسیع تہا۔ طلبہ ذوق و شوق سے تحصیل علوم مین ہمہ تن مصروف ہوتے تہے۔ فی زماننا علم کی کساد بازاری ہے۔ عالم و فاضل کو کوئی وقعت کی نظر سے نہین دیکہتا۔ بلکہ حقارۃً ملائے مسجد تعبیر کرتے ہین۔ ایسی حالت مین کوئی تحصیل علم و کمال کیطرف توجہ نہین کرتا ہے عنقریب وہ زمانہ آئیگا کہ علم کا نام ہی نام رہجائیگا۔ علی ہذالقیاس علما بہی نام ہی کے ہون گے۔ خدا ہم سب کو نیک ہدایت کرے۔

اخلاق و اوصاف شاہ طاہر

فرشتہ نے لکھا کہ شاہ طاہر دینداری و پرہیزگاری و مروت و سخاوت و تواضع و انکساری مین معروف تھا اور علوم و فنون مثلاً تفسیر و حدیث و فقہ و اصول و ریاضی و سائر حکمیات و رمل و جفر مین نظیر و مثیل تھا۔ صاحب تالیف و تصنیف تھا۔ من تصانیفہ شرح باب حادی عشر علم کلام۔ شرح جعفریہ در فقہ امامیہ و حاشیہ تفسیر بیضاوی و شرح تہذیب اصول و حاشیہ شرح اشارات و حاشیہ شرح محکمات و حاشیہ شرح مجسطی و حاشیہ شفا و حاشیہ مطول و شرح گلشن راز و شرح تحفہ شاہی۔ و رسالہ پالکی و غیرہا۔

شاہ طاہر کا احمد آباد بیدر مین آنا

شاہ طاہر برہان نظام شاہ بحری کی طرف سے احمد آباد بیدر مین آیا۔ ارکان دولت و اعیان سلطنت نے شاہ موصوف کا استقبال عظمت و شان سے بجالایا۔ اور علی برید نے آپکی بہت تعظیم و تکریم کی۔ شہر کے طلبہ بھی آپکے زیارت سے مشرف ہوئے مگر ایک بزرگ جو علمائے دکن سے تھے۔ اور اپنے کو اعلم العلما سمجھتے تھے کمال غرور سے شاہ موصوف کی فرودگاہ پر ملاقات کے لئے نہین آئے۔ چند روز کے بعد ارادہ کیا کہ شاہ طاہر کی ضیافت کرنی چاہیے۔ اور اپنے مکان پر لانا۔ پس ایک شخص کو شاہ موصوف کے پاس بھیجا۔ اور رقعہ مین لکھا۔ قال النبی صلی اللہ علیہ سلم الاجابۃ سنۃ موکدۃ الخ جب شخص مذکور نے شاہ موصوف کی خدمت مین رقعہ پیش کیا شاہ موصوف نے رقعہ مین قال النبی الخ کے تحت مین لکھا کہ زیارۃ القادم فاذا تعارضا تساقطا۔ یعنے دعوت قبول کرنا موکدہ ہے۔ اور مہمان آنیوالے کی زیارت کرنا سنت موکدہ ہے۔ فاضل ہندی شاہ طاہر کے جواب سے سمجھ گیا کہ وہ علامہ عصر ہے

خود شاہ طاہر کے ملنے کیلئے آیا۔ اور ملاقات سے مشرف ہوا۔ مصافحہ و دست بوسی کر کے عذر خواہی کی۔ اور اپنے کو شاہ کے مقابلہ مین ایسا دیکھا کہ ایک قطرہ دریا کے مقابلہ مین ہے۔ نہایت ہی شرمندہ ہوا۔

شاہ طاہر کی وفات

بمصداق کل نفس ذائقۃ الموت ۹۵۲ ہجری مین شاہ طاہر بعارضہ بخار مرض الموت مین مبتلا ہوا۔ اطبائے یونانی و ہندی و مصری معالجہ مین مشغول ہوئے۔ لیکن کسیکا علاج موثر نہین ہوا۔ بخار بدستور رہا اطبا عاجز ہو گئے۔ آخر شاہ موصوف سنہ مذکور مین اس دار فانی سے بعالم جاودانی روانہ ہوا۔ بادشاہ و اہل شہر کو نہایت رنج و غم عاید حال ہوا۔ امانتہً احمد نگر مین مدفون کئے۔ چند ماہ کے بعد مرحوم کی استخوان بوسیدہ کو کربلائے معلی روانہ کر دئے۔ حضرت سید الشہدا امام حسین علیہ السلام کے گنبد کے قریب بفاصلہ یک و نیم گز دفن کئے۔

شاہ کی اولاد

چار پسر تین دختر تھین۔ اسامی پسران شاہ حیدر۔ شاہ رفیع الدین حسین شاہ ابو الحسن۔ شاہ ابو طالب۔ چونکہ شاہ موصوف کی اولاد مین جامع علم و فضل شاہ حیدر عراقی المولد تھا والد ماجد کی رحلت کے وقت ایران مین شاہ طہماسپ بادشاہ ایران کی خدمت مین تھا ایران سے مراجعت کے بعد حسب الوصیت والد مرحوم سجادہ نشین ہوا۔ اور صاحبان ارادت کا پیشوا ہوا۔ اور دوسرے فرزند دکنی المولد تھے۔ شاہ موصوف کے چارون فرزند پڑھے لکھے تھے۔ لیکن شاہ حیدر فاضل متبحر تھا متقی و صاحب استعداد تھا اس لئے باپ کا جانشین ہوا۔

تنبیہ

فرشتہ و ماثر رحیمی کے مولفین نے شاہ طاہر صاحب ترجمہ کو لکھا کہ اسمعیلیہ طریقہ کا پیرو تھا۔ اور اُسی فرقہ کا مقتدی و امام مانا جاتا تھا اور اُسی فرقہ کا سجادہ نشین فرقۂ مذکور کی اشاعت مین ہمہ تن مصروف رہتا تھا۔ پیری مریدی کا بازار گرم کیئے رہتا تھا شاہ اسمعیل صفوی بادشاہ ایران و علماے اثنا عشری اس فرقہ کو دشمن جانتے تھے اور اس فرقہ کے آئمہ کو زندقہ و الحاد سے منسوب کرتے تھے۔ جب شاہ طاہر کی پیری مریدی کا بازار کاشان مین گرم ہونے لگا۔ اسوقت حاسدین و مخالفین نے بادشاہ صفوی کی خدمت مین عرضداشت بھیجی کہ شاہ طاہر کی وجہ سے ملاحدہ و زنادقہ ترقی کر رہے ہین خوف ہے کہ آئندہ اس فرقہ کی مدافعت مشکل ہوگی پیش از وقوع واقعہ کا بندوبست کرنا چاہیئے الخ پس بادشاہ عرضداشت کے دیکھتے ہی درہم و برہم ہوا فوراً طاہر کے قتل کا فرمان جاری کیا۔ فرمان جاری ہوتے ہی ناظر دیوان نے جو شاہ مذکور سے عقیدت رکھتا تھا۔ شاہ طاہر کے پاس ایک معتبر شخص روانہ کیا اور پیغام بھیجا کہ آپکے لیئے قتل کا فرمان صادر ہو چکا ہے اب بہتر یہی ہے آپ فوراً کسی دوسرے مقام مین چلے جائے شاہ طاہر فوراً وہان سے مع عیال و اطفال برآمد ہوا۔ نہایت پراگندہ حال و حواس باختہ تھا۔ اتفاق سے بندرگاہ ہند پر پہنچا۔ دیکھا کہ کشتی تیار ہے سوار ہوکے ہند مین آیا چنانچہ صدر مین مذکور ہو چکا ہے۔

اور مولفین مذکور نے شاہ طاہر کو احمد نگر دکن مین مذہب اثنا عشری کا ہادی بنایا اور اسمعیلیہ مذہب کی بابت سکوت کیا۔ کیا وجہ ہے؟ کہ شاہ طاہر نے جو اسمعیلیہ مذہب کا امام متعصب مانا جاتا تھا۔ اپنے اصلی مذہب کی اشاعت موقوف کی

ایران مین باوجود موانع اشاعت سے باز نہین رہتا تھا اسی اشاعت کی بدولت جلاوطن ہوکے ہند مین آیا۔ یہان اسکو کامل آزادی ہی کسی قسم کی روک نہین تھی، پس مولفین اثنا عشری کا بیان دو حال سے خالی نہین۔ ایک یہہ کہ شاہ طاہر نے یہان اسمعیلیہ طریق کو ترک کیا ہو۔ یا تقیۃً مذہب کا اخفا کیا ہوگا۔ دوسرے یہہ ہے کہ مولفین اثنا عشری نے خلاف واقعہ لکھدیا مولفین مذکور شاہ طاہر کے ایک صدی بعد مین گذرے ہین۔ مولف فقیر کو کوئی ایسی تاریخ دستیاب نہین ہوئی جس سے یہہ امر معلوم ہوتا کہ شاہ طاہر نے دکن مین ابتداءً اسمعیلیہ طریق کی اشاعت کی تھی لہذا قطعی طور سے قول فیصل نہین لکھا واللہ اعلم بالصواب۔

قاضی نور اللہ شستری نے جو فن شیعہ گری مین مشہور ہے مجالس المومنین مین لکھا کہ شاہ طاہر صاحب ترجمہ خلفائے علویہ اسمعیلیہ کی اولاد سے ہے۔ اور وہ واقع مین بخلاف آبا و اجداد مذہب اثنا عشری کا پیرو تھا۔ اور اہل ایران اسکو اسمعیلیہ سمجھتے تھے اور رشک و حسد سے اسکو زندیق و ملحد کہتے تھے۔ اور بادشاہ کو اسکی نسبت غیر واقعہ سمجھا کے قتل پر آمادہ کرتے تھے۔ بناءً علیہ شاہ ایران کے خوف سے جلاوطن ہوکے دکن مین آیا۔ علم فضل کے ذریعہ سے نظام شاہ والی احمدنگر دکن کے دربار مین درجہ ترقی پر عروج کیا۔ بخلاف اعتقاد اہل ایران جو اسکی نسبت کرتے تھے مذہب اثنا عشری کو شایع کیا۔ شاہ موصوف کی ہدایت سے تمام دکن مین مذہب اثنا عشری رائج ہوا۔ انتہی کلامہ۔ میرے نزدیک قاضی صاحب کی تحریر تکلف و تصنع سے خالی نہین ہے۔ اگر قاضی صاحب فرشتہ و مآثر کے موافق اسمعیلیہ لکھکے یہہ فرمانے کہ دکن مین آکے تائب ہوگیا اور مذہب امامیہ اثنا عشریہ کیطرف رجوع ہوا۔ تو بہتر ہوتا۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

شاہ طاہر کی شعر و شاعری کا ذکر

شاہ طاہر صاحب ترجمہ فارسی وعربی زبان مین ادیب کامل و منشی فاضل تھا۔ دونون زبان مین نظماً و نثراً مضامین شیرین بیان کرتا تھا۔ آپکی نظم کیا تھی گویا لآلی منظوم تھی۔ اور نثر درر منثورہ۔ آپکا کلام بلاغت وفصاحت مین ڈوبا ہوا۔ اور لطافت ونزاکت مین بھرا ہوا ہوتا تھا۔ آپکو شعر و شاعری سے دلچسپی وشگفتگی تھی۔ اکثر ائمہ علیہم السلام وسلاطین عظام وامرائے کرام کی شان مین قصائد نعتیہ و مدحیہ لکھے اور آپکا کلیات قصائد وغزلیات ورباعیات کا مجموعہ ہے میرے پاس مع حجرہ تھا موسی ندی حیدرآباد کی طغیانی مین نذر سیلاب ہوکے تلف ہوگیا۔ ایسا ہی نثر مین آپکے مکاتبات فصیحہ و مراسلات بلیغہ کا ایک مجموعہ مسمی بہ مکاتبات نظام شاہیہ تھا وہ بھی کلیات کے ساتھ غرق آب ہوگیا۔ اب مین آپکے چند اشعار جو میری یادداشتون مین محفوظ تھے۔ گزارش کرتا ہون **ھو ھذا**

چو عندلیب برآید سحر بنالۂ زار — ز خواب ناز کند غنچہ را بیدار

صبا نہد بلب غنچہ لب ز غایت شوق — شمال دست زند از طرب بشاخ چنار

بدہ زبان کند آیات صنع را تفسیر — اگر کنند حدیثے ز سوسن استفسار

ہزار قطرۂ شبنم درون غنچہ نہان — چنانکہ در دل دانا جواہر اسرار

برہنہ گشتہ سر کوہ از عمامۂ برف — نگر باتم برزمین زدہ دستار

ز بیدمشک شکستہ ست قدر نافۂ مشک — خجل ز گریہ پیداست آہوئے تاتار

بسبزہ و سمن سایبان اطلس و بید — ز تاب مہر بہر جا ہمی گرفتہ قرار

پری وشان ملایک فریب مردم کش — سہی قدان صنوبر خرام خوش رفتار

همه سمن بر و سیمین تن و سمن ساعد — همه شکر لب و شیرین زبان و شیرین کار

درین زمان که زمی لاله را پیاله پرست — پیاله گیر بروی بتان لاله عذار

فلک بکام دل راستان نمی گردد — فغان ز کج روشیهای کجرفتار [?]

بهر طرف که روی زیر این سپهر دو رنگ — ز شش جهت شودت کاروان غصه دوچار

اگر سلوک ره راست آرزو داری — براه کعبهٔ صدق از صفا قدم بردار

کدام ره ره شرع پیمبر مرسل — محمد عربی کان حلم و بحر وقار

مهی که چرخ کند با هزار مشعل نور — ز آفتاب رخش استفادهٔ انوار

گلی که در چمن جان بوصف او هر دم — شوند نغمه سرا بلبلان نکته گزار

نه در قواعد امرش کثافت اکراه — نه در ضوابط نهیش کراهت اجبار

بنور شمع جمالش برون توان بردن — ز ملک دل پی جاسوس وهم در شب تار

زهی به شبنم لطف تو تازه باغ ربیع — بشیر ابر نوال تو تازه طفل بهار

به پیش روی تو گر گل نقاب بگشاید — عیان شود همه را کو چه دارد اندر بار [?]

همیشه مرغ دلم در کمند ساحل شوق — نشسته غمزده و تشنه لب چو بوتیمار

درین خیال که باید بدستیاری فکر — ز بحر نعت و ثنای تو تر کند منقار

ز خوی زشت خود آزرده خاطرم بیحد — بلوث معصیت آلوده دامنم بسیار

مرا ز نقد بصیرت تهی ست دیده و دل — مرا ز اشک ندامت پرست جیب و کنار

بنوک خامهٔ تصویر مبدع قیوم — بصدر نامهٔ تقدیر احمد مختار

بروز پنجهٔ خیبر گشای شیر خدای — بحرمت کف نیاز حیدر کرار

بحق عزت مهد مطهر زهرا — بنور عصمت ذات ائمهٔ اطهار

وله

گر نامهٔ عملم گرچه از گنه سیه است ‖ مدد کنی که بشویم به آب استغفار

باز وقت است که بر طبق تقاضای فلک ‖ افگند بر سر دیوان چمن گل نوشنگ

بسر لشکر دی صبح شبیخون آرند ‖ تنگ چشمان شگوفه چو سپاه ازبک

مجلس دلکش گل تا بود بی‌مطرب ‖ گشته بلبل عجگی شاخ گل و غنچه عجک

ساختی خانهٔ معمور فلک را ویران ‖ بر سر قبل سحاب ار نزدی برق کچک

وله

شاهد باغ لطیف است دلی خوش بودی ‖ گر نگشتی ز روی آن چمن لطافت منفک

هر کمالی که ایمن بود از نقص و زوال ‖ باشد آن در نظر همت دانا اندک

غنچه بر بست که چو بگذرد ایام خزان ‖ میزند بر در دروازهٔ گلشن چوبک

بهر سیران ستمدیدهٔ ایام خزان ‖ سازد از شبنم یخ شیشه گری عینک

عاقل آن به که کند عزم طواف چمنی ‖ که خزان را نتوان برد بانجا بکتک

آن چمن گلشن مدح شه عالیقدر است ‖ که ز فلک بهر طواف رهش آیند ملک

مرتضی پادشه صورت و معنی که درش ‖ نشأه و رابطهٔ صوری و معنی بهتیک

او با غیار جفا پیشه چه نسبت دارد ‖ می‌شناسیم حریفان گهر را یکیک

عدل نقدیری تقدیر بعدا غلط است ‖ زانکه تحقیق شد این مسئله در باب فدک

ای حکیمی که بود پیش تو دانش تو ‖ حکمت فلسفه بازی ارسطو کودک

هر کسی را بکسی دست توسل محکم ‖ لیس الا شد سوی جنابت لی متمسک

طاهر از زلت عصیان تو آورد پناه ‖ فکر او گر نکنی کان من الذل هلک

دست گیرش ز ره لطف که تا روز جزا ‖ در لگدکوب معاصی نبود مستهلک

وله

محمل مهر چو آید به شبستان حمل ‖ لاله فانوس برافروزد و نرگس مشعل

گل چو خورشید بر آید سحر از مطلع شاخ
چون شفق جلوه کند لاله در اطراف جبل

کوه از دود سحر بهمن و دی ست اکنون
شد پدید از ناصیه اش ابر بهاری صندل

شد ز دیوان بهار از پی آرایش باغ
قاصد باد صبا سوی یا حین مرسل

فکر آهنگ تماشای گلستان دارد
حضرت شاه فلک زینت خورشید عمل

وله

کجا شد فریدون فرخنده سیرت
کجا رفت کیخسرو آن شاه عادل

روانست پیوسته از شهر هستی
بملک عدم از پی هم قوافل

همان گیر کز فیض فضل الهی
شدے بهره مند از قبول فضائل

بفلک بدیع البیان معانی
در اقسام حکمت نوشتی رسائل

رباعی

گر کسب کمال میکنی می گذرد
ور فکر محال میکنی می گذرد
دنیا همه سر بسر خیالست محال
هر نوع خیال میکنی می گذرد

ظل اللہ - سلطان محمد قطب شاہ

ظل اللہ تخلص - سلطان محمد قطب شاہ نام - قطب شاہی کے مولف نے لکھا کہ آپ کی ولادت بروز چارشنبہ بست و سوم رجب ۱۰۰۱ ہجری مین واقع ہوی - آپکا مسقط الراس گولکنڈہ ہے - آپ محمد امین ابن ابراہیم قطب شاہ کے فرزند و محمد قطب شاہ بانی حیدرآباد کے برادرزادے ہین - محمد قلی قطب شاہ کو اولاد صرف ایک دختر نیک اختر مسماۃ حیات النسا بیگم عرف حیات بخش تھی - کوئی فرزند نرینہ نہین تہا - برادرزادہ کی ولادت کی خبر سنکے بہت خوش ہوا - اور اپنے برادر سے فرمایا کہ یہہ فرزند بعد مجکو عطا کیجیے - تاکہ مین شاہزادے کی تربیت و تعلیم کرون اور اسکو اپنا ولی عہد بناؤن - محمد قطب شاہ کے والدنے

قبول کیا۔ تا ایام رضاعت اپنے پاس رکہا۔ جب شاہزادہ چار برس کا ہوا والدہ ماجدہ
نے اس دار فانی سے دار بقا کی طرف رحلت کی۔ پس محمد قلی قطب شاہ نے برادر زادے
کو اپنے محل خاص مین لایا۔ اور آپکی تربیت و تعلیم مین مشغول ہوا۔ قاضی محمد سمنانی
کو جو پرہیزگاری کے زیور سے آراستہ تہا تعلیم و تربیت کیلئے مقرر فرمایا۔ اور چاند میان
یوسف دکنی کو بہی جو شمشیر بازی و تیر اندازی وغیرہ فنون سپاہگری مین استاد مانا جاتا تہا
مقرر کیا۔ دونون استاد آپ کی تعلیم مین مصروف رہتے تہے۔ آپکی طبیعت نہایت
ہی ذکی و تیز تہی۔ آپ عالم شباب مین علم و ہنر و فن سپاہگری مین ماہر کامل ہوئے۔ بادشاہ
نے اپنی دختر نیک اختر کی شادی برادر زادے سے کردی اور آپکو ولیعہد کیا۔ چنانچہ
میرک معین سبزواری سفیر حسین نظام شاہ بحری نے ایک قطعہ عقد مبارک کی تاریخ
مین کہا ہو ہذا

دوش کردہ خیالم رہ بزمی چو بہشت	اہل آن بزم چو حوران ہمہ نورانی چہر
بزم عیشی کہ ملایک بتماشا شدہ چشم	سر برون کردہ چو انجم ہمہ از جیب سپہر
گفتم این بزم گہ عیش چہ تاریخش چیست	کز افلاک بر ایام ہمی بارد مہر
عقل کو بود چو من مست می حیرت گفت	عید مولودی بزم شہ و عقد مہ مہر
جا بیتی مکن این قطعہ معین بیشاید	در چنین نظم ترا ہر گذرد قافیہ سحر

جب سلطان محمد قلی قطب شاہ نے سنہ ۱۰۲۰ ہجری مین دار فانی سے بعالم جاودانی
رحلت کی دفن و کفن کے بعد حسب وصیت مرحوم میر محمد مومن استرآبادی وکیل السلطنت
و امرائے دولت نے آپکو بتاریخ ۷ ذیقعدہ سنہ ۱۰۲۰ ہجری تخت نشین کیا۔ تمام امرا
و خوانین و اکابر دولت نے مبارکبادی کی نذرین دین۔ بادشاہ نے تمام اعیان دولت

وارکان سلطنت کو شاہانہ عنایت و خلعت سے سرفراز فرمایا۔ اور عدل و انصاف
و رعایا پروری کے طرف متوجہ ہوا۔ ملک مین امن و امان قائم کیا۔ یہہ واقعہ یعنی جلوس
مبارک روز شنبہ ۱۷ ماہ ذیقعدہ سنہ ۲۰ ہجری مین واقع ہوا۔ بادشاہ عدالت گستر
جلوس میمنت مانوس کے بعد رعایا کی رعایت اور ملک کی حفاظت کی طرف ہمہ تن
مشغول ہوا۔ اور ابر نیسان کی طرح خلائق کے دلون کے دامن کو پر در کیا۔ اور ان کے
امیدون کے باغات کو بذل و نوال کے پانی سے سیراب و تازہ فرمایا۔ مہمات ملکی کے
انتظام مین صائب الرائے تھا۔ صواب آپکی رائے صائب کے ساتھہ مثل عرض و جوہر
لازم تھا اور خطا آپکے گمان سے مثل سیاہی و تاریکی کہ چشمہ آفتاب سے منفک
قطب شاہی کے مولف نے لکھا کہ یہہ بادشاہ نوجوان متقی و پرہیزگار رہا تھا۔ باوجود عالم
شباب لذات نفسانی کے طرف راغب نہین ہوتا تھا۔ و باکثرت شواغل سلطنت کبھی
احکام شرع محمدی سے غفلت نہین کرتا تھا۔ دینی معاملات کو دنیوی معاملات پر
مقدم رکھتا تھا۔ صوم و صلوٰۃ کا پابند تھا۔ آپکے اوصاف پسندیدہ بیشمار ہین
اگر انکا عشر عشیر بھی لکھا جائے تو مرتبہ انتہا پر نہین پہنچیگا۔ لہذا مذکورہ صدر پر
اکتفا کرکے اس قصیدہ کے چند اشعار جسکو سیادت پناہ میر محمد مومن استرآبادی
وکیل السلطنت نے جلوس مبارک کی تہنیت مین لکھا بطور نمونہ گزارش کرتا ہون۔ ھذہ

بو العجب باز بستم عقد پیمان نوی — کہنہ جانی میفشانم پیش جانان نوی
خستہ جانم کہنہ لیکن جانفشانی تازہ است — عہد سلطان تو ست و عید قربان نوی
بہر دفع چشم بد در پیش چشمان خوشش — ای دریغا کاش بودی ہر دمم جان نوی
چرخ اگر چہ آتشی در زد بعالم ناگہان — باز جنت شد جہان از فیض باران نوی

گرچہ از حکم قضا جان جہان برباد رفت
یادگار جد و عم سلطان محمد قطب شاہ
وجہ ایران آنچنان ایران کہ آید در نظر
سرمہ شد خاک تلنگانہ ز فرح پائے تو
گر صفاہان نو شد از شاہجہان عباس شاہ
خواستم تاریخ فرخندہ جلوست عقل گفت

یافت عالم از مسیح تازہ جان نوی
آنکہ ہندوستان ز فیضش گشتہ ایران نوی
رو بہر جانب کہ آری باغ رضوان نوی
اے فدائے خاک پایت ہر زمان جان نوی
حیدرآباد از تو شد شاہا صفاہان نوی
جملہ عالم نو بہاری شد ز سلطان نوی

بادشاہ کی بذل و سخاوت کا ذکر

تخت نشینی کے بعد بادشاہ نے ملازمان اخلاص کیش کو دو چند اضافہ مشاہرہ سے سرفراز فرمایا۔ قطب شاہی دولتخانہ مین یہہ رسم تھی تمام خاصہ خیل کی تنخواہ سالانہ دو ماہ وضع ہوتی تھی اور رقم منہا شدہ خزانہ شاہی مین جمع رہتی تھی۔ چنانچہ بزمانہ باباؤ کے دو لاکھ پچاس ہزار ہون جمع تھے آپنے معاف فرمایا۔ اسیطرح دیگر امرا کو بھی حسن سلوک و عطیہ ہائے بزرگ سے سربلند کیا اور ۱۰۲۱ھ ہجری مین میرزا محمد امین میر جملہ نے زیارت کربلائے معلی کے لئے رخصت کی درخواست کی۔ آپنے منظور کی اور میرزا کو دس ہزار ہون خرچ راہ دیکے رخصت فرمایا۔ آپ کو تعمیر عمارات کا بہت شوق تھا۔ اکثر عمارتیں آپکی یادگار ہین فی زماننا ازانجملہ بعض موجود و بعض معدوم۔ عمارات آلہی محل۔ باغ محمد شاہی جامع مسجد المشہور بمکہ مسجد۔ شہر سلطان نگر۔ محمدی محل۔ داد محل جدید

مکہ مسجد کی بنا کا ذکر

محمد قطب شاہ پابند صوم و صلوٰۃ تھا۔ سن تمیز و شعور سے کبھی نماز تہجد قضا نہین کی تھی

برابر ادا کرتا تھا - جب سنہ ۱۰۲۷ ہجری مین مکہ مسجد کی بنا شروع کی - بادشاہ نے بنیاد کا پتھر رکھتے وقت تمام ارکین دولت و سپہ سالاران و سپاہ مملکت سے بآواز بلند کہا کہ اس مسجد کا سنگ بنا وہ شخص رکھے جسکی نماز تہجد کبھی قضا نہوئی ہو - تمام امرا و افسران سپاہ و حشم خاموش ہوئے کوئی بنیادی پتھر رکھنے کیلئے مستعد نہین ہوا - اُسوقت بادشاہ نے کہا خدا اور رسول اللہ گواہ ہین کہ بارہ برس سے آج تک کبھی میری نماز قضا نہین ہوئی - مین اس عمارت متبرکہ کا بنیادی پتھر رکھتا ہون - مسجد کے پایہ کی بنا نہایت عمیق کھودی گئی تھی جسمین خود بادشاہ نیچے اوترا اور اپنے دست مبارک سے بنیادی پتھر رکھا پھر مسجد کی تیاری کا حکم دیا - مسجد کی تاریخ سنہ ۱۰۲۷ ہجری ہے - اور عبداللہ قطب شاہ و تاناشاہ ابوالحسن خاتمہ السلاطین قطب شاہیہ تک مسجد کی تعمیر جاری رہی - آخر عالمگیر نے تکمیل کردی طواف کعبہ شرف میسرت گر نیست ۵ ہیا بہ کعبہ ملک دکن عبادت کن اور آپکے تعمیرات سے ہے قصبہ سلطان پور - و باغ محمدی - و الٰہی محل و محمدی محل - و امان محل و نبی باغ وغیرہ

مولف گلرعنا وغیرہ تذکرہ نویسون کی غلطی

گلرعنا کے مولف نے لکھا کہ سلطان محمد قلی قطب شاہ بانی حیدرآباد کا تخلص ظل اللہ ہے الخ واقع مین یہ سلطان محمد قطب شاہ کا تخلص فارسی مین ہے اور اردو مین قطب شہ ہے اور سلطان محمد قلی قطب شاہ بانی حیدرآباد کا تخلص قطب شاہ فارسی مین اور ریختہ مین معانی ہے - فقیر مولف کو یہہ تحقیق خاص دونون بادشاہون کے دواوین سے ہوئی ہے - میرے نزدیک دونون کے دواوین فارسی ریختہ قلمی خوشخط

دیرینہ موجود تھے۔ طغیانی حیدرآباد مین غرق ہوگئے۔ ان کے منتخبہ اشعار میری
یادداشتون مین موجود ہین۔ انہین سے بطور نمونہ گزارش کرتا ہون۔ فی زماننا
دونون دواوین ریختہ عالیجناب نواب سر سالارجنگ مرحوم کے کتبخانہ مین خوشخط
قلمی قدیم موجود ہین۔ فارسی اشعار قطب شاہی کلان مولفہ خورشاہ کے
تکملہ قطب شاہی خورد مین مرقوم ہین۔ اسوقت فارسی دواوین نادرالوجود
ہین۔ شاید اگر کسی معتبر امور کے کتبخانہ کے گوشہ مین پڑے ہون گے۔ حیدرآباد
مین اکثر کتب نادرالوجود امراکی بی توجہی سے گوشہ گمنامی مین خورد وبرد و دیمک
ہوتی ہین یا پڑے پڑے تلف ہو جاتی ہین۔ کاش اگر امرائے دکن کتب قدیمہ
کتبخانہ آصفیہ مین داخل کردین تو ملک و قوم کو اُن سے نفع عام پہنچے۔
اور معطی کا نام نامی یادگار باقی رہے خدائے تعالی ہمکو ایسے کار خیر کی ہدایت کرے آمین

فائدہ محمد قلی قطب شاہ و محمد قطب شاہ و عبداللہ قطب شاہ کے دواوین
دکنی فارسی امیز سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ دکن مین اردو زبان مین ولی دکنی سے
ایکصدی قبل دیوان مرتب ہو چکے۔ چنانچہ تینون دواوین ہمارے پاس موجود ہین
پس صاحب آبحیات و دیگر تذکرہ نویسان ہند کا یہہ قول کہ ولی ترتیب دیوان
مین تمام شعرائے ناظمین ریختہ سے مقدم ہے اور عالم ترتیب نظم کا آدم ہے الخ
پایۂ اعتبار و تحقیق سے ساقط ہے۔ علاوہ دواوین ایک کتاب تاریخ منظوم
مسمی علی نامہ مولفہ نصرتی شاعر ملک الشعرا جو علی عادل شاہ کے عہد مین
گذرا ہے میرے پاس موجود ہے۔ چنانچہ فقیر مولف اس تذکرہ مین بضمن ترجمہ
نصرتی کتاب مذکور سے چند اشعار بطور نمونہ لکھیگا۔ تاکہ ناظرین باانصاف کے

نزدیک ہمارے قول کی تصدیق ہو جائے۔ کسی کو انکار کا موقع باقی نہ رہے۔
فانظروا او کو تو امن الشاکرین۔

شعر و شاعری کا ذکر

تاریخ قطب شاہی کے مولف نے لکہا ہے کہ قطب شاہ صاحب ترجمہ تحریر نظم
و نثر مین مہارت کامل رکہتا تہا۔ فارسی و دکنی زبان مین کلام موزون کرتا تہا
کلام کی بندش و ترکیب اہل زبان کی طرح ہے۔ اور محاورات فارسی کو بہی اہل
زبان کی مانند استعمال مین لاتا ہے۔ آپ صاحب دیوان ہین۔ آپکے دو دیوان
ایک فارسی زبان مین۔ دوسرا دکنی زبان مین ہے دکن کے کتبخانون مین دائر
و سائر تہے۔ فی زماننا نادر الوجود ہین۔ اب مین آپکے دونون دواوین سے
ذیل مین اشعار منتخبہ گزارش کرتا ہون تاکہ ناظرین مستفید ہو جائین۔

وفات محمد قطب شاہ صاحب ترجمہ

روز چہارشنبہ سیزدہم جمادی الاول ۱۰۳۵ھ سنہ ہجری اس جہان فانی سے بملک
جاویدانی رحلت کی۔ آپ کی عمر ۳۴ سالہ تہی۔ مدت سلطنت ۱۴ سال۔
لنگر دروازہ امام کے باغ مین جو بیرون قلعہ گولکنڈہ ہے مدفون ہوا۔
گنبد بلند یادگار رہے۔

من کلام سلطان محمد قطب شاہ متخلص بہ ظل اللہ

دربیان توحید

یارب چہ برتری کہ ز وصفت لسان ما	پنہان شدہ ز شرم زبان در دہان ما
در حضرت یقین و گمان تو چو راہ نیست	حیران و صف تست یقین گمان ما

هدهد چگونه شرح دهد طول و عرض بحر / دریای وصف تو ز کجا و بیان ما

جائی بود مقام خداوندیت که هست / صد خنده عقل را ز چنین و چنان ما

تا لب شهد ذکر تو کردیم آشنا / تلخ است شهدهای جهان بر دهان ما

جز بی نشانی از تو نشانی نیافتیم / بر درگه تو نیست بجز این نشان ما

بر عجز ما ببخش ایا قادر رحیم / معلوم نیست غایت تاب و توان ما

بخشائی بر عیان و نهانم که آگهی / بر تست آشکار عیان و نهان ما

ظل الله از شر و بدان در پناه تست / ای درگه جلال تو دار الامان ما

نعت و مدح

مصطفی و مرتضی چون نیستند از هم جدا / نعت و مدح هر دو شه را میکنم با هم ادا

آن یکی فرمان روای هر نبی و هر ولی / وان دگر مسند نشین بارگاه کبریا

آن یکی کان مروت وین دگر بحر کرم / نعت آن از حق لعمرک مدح این از لافتی

هر یکی را گر به سنجی با دگر خاصان حق / نیست جائی اینکه گویند این کجا و آن کجا

همچو ظل الله یابی شاه ره از بهشت / گر بدانی بعد پیغمبر علی را مقتدا

من غزلیاته

از التفات دلبر عالی مقام ما / گردون زده است سکه شاهی بنام ما

شام و صباح ماست چو شام و صباح عید / بر یاد دوست خوش گذرد صبح و شام ما

شد پایمال شادی وصلت غم فراق / دوران چه خوش کشید ز هجر انتقام ما

در شرع عشق نیست روایات دوست / زاهد تو غافلی ز حلال و حرام ما

تیر ستم ز اشک تازه خورم نشتری دگر / قاصد بگوش یار چه گوئی پیام ما

آن خوش سخن که وصف قد یار خویش کرد
مسکین ندیده سرو صنوبر خرام ما

ظل الله احترام چو از دوست یافتم
زان خلق عالم اند پی احترام ما

وله

شمهٔ در دل ز درد مندی گوش کن
اینقدر درد سر افسانه می باید ترا

نسبت همخانگی دل بجان امروز نیست
زین سبب گویم که دل بتخانه می باید ترا

خانهٔ دل رشک صد خورشید تابان شد بتو
پرتوی زین خانه در کاشانه می باید ترا

سکهٔ شاهی طلب سلطان بدار الملک عشق
سروری چون مردم آزاده می باید ترا

وله

یافت وصل تو دلم صدق و صفا را دریاب
اثر مهر نگر فیض وفا را دریاب

میرود جانب گلزار بجوی تو صبا
خیز و گم کرده بی سر پا را دریاب

تا بصبر با درسی عرصهٔ طولانی را
در شب هجر دل خستهٔ ما را دریاب

ره نمایان همه در عشق تو ره گم کردند
که ازین ره دل بی راه نما را دریاب

سخن از دشمنی مهر فزا بیگذرد
حرف سربسته ز ارباب فنا را دریاب

تا نهی در ره جانان قدم مردانه
شور کیفیت مردان خدا را دریاب

چون نهادی بره عشق قدم ظل الله
اندرین ره روش شاه و گدا را دریاب

وله

دلم نالان ز دست دوری تست
هنوزم حسرت مهجوری تست

تو خورشیدی و من چون ذره زان و
دلم لرزان ز تاب دوری تست

به بیداری ببینم لیک در خواب
دلم در خنده از مسروری تست

چو ظل الله ز ستانم و لیکن
همه حیانم از مستوری تست

وله

قرب یارم ز عشق و دولت اوست
زین همه حشمتم همه ز دوست

پادشاهی کجا و شوکت عشق
شوکت جم غلام شوکت اوست

عشق محمود کرده صید ایاز
ز مطیعش بمحض قدرت اوست

مست از باده نیست ظل الله
سرخوشش از باده های صحبت اوست

وله

در محبت حضوری از اطاعت بالا نیست
مالک عشق است این جا حاکمی جز یار نیست

بسکه از حدیثش نمی خواهم بلبل مهر ترا
صد جهان مهر تو در دل دارم و بسیار نیست

در گلستان محبت گر درآئی چون خلیل
روشنت گردد که از آتش ترا آزار نیست

ما و تو در دل آن مدعی غیرے ندارد ره درو
در حریم خاص او نامحرمان را بار نیست

شب سحر دوستی دان قصه موسی و خضر
غافل از سحر محبت واقف اسرار نیست

لذت خواب سحر در پیش چشمی لذتیست
گر خیال زلف شبها تا سحر بیدار نیست

مدعی گر دعوی دارد مسلم داشتیم
روشنش باد اگر ظل الله دعویدار نیست

وله

کار من و دل همین بیارست
ما را بکسی دگر چه کار است

هر دست بدامنی ست در خورد
دست من و دامن نگار است

هر چند بچار حد گردون
هر سو نگرم کارزار است

بر خصم مظفریم سلطان
با ما نظری ز هشت و چار است

وله

خوش شو ای دل خوش که کارت را نکو خواهیم ساخت
یار اگر با ما نسازد با وی خواهیم ساخت

نا امید از خود مکن لله پس چندان امید
گر نسازی کار او باری نکو خواهیم ساخت

گفت و گوئے زلف او داریم سلطان در میان
زین نسیم چین جهان را مشکبو خواهیم ساخت

وله

خواهم بیار درد دلم مختصر رسد
تا گفته به سخن که از آن درد سر رسد

غافل مشو ز ناله و آه ضعیف دل
شبها که وقت ناله مرغ سحر رسد

سلطان اگر چه سوخت ز شوق نگاه تو
سویش نظر مکن که مبادا نظر رسد

لاله رویان زغم دهر بجانم دادند ‌ ‌ از شراب لب خندان آب حیاتم دادند
نشئه باده ز آتش بلب افشانم زدند ‌ ‌ ور نظر [illegible] نه دل [illegible] صفاتم دادند
ظلمت سینه شده محو تماشای صفا ‌ ‌ گل گفتار ز شرح [illegible] ثناتم دادند
بریاض سخن آن ظل الهی که زغیب ‌ ‌ عندلیب [illegible] رنگین نغماتم دادند
لعبتان فلک از فتنه نجاتم دادند ‌ ‌ بر گلستان [illegible] براتم دادند
مرغ آن تازه بهشتم که زمنقار سخن ‌ ‌ [illegible] آب حیاتم دادند
شکر ایزد بزبان دارم چون ظل الله ‌ ‌ غنچه [illegible] براتم دادند

ولہ

تب دارم که از لعلش شراب زندگی بارد ‌ ‌ [illegible] رنگینش [illegible] زندگی بارد
تو آن گلی که در بهارستان رنگینی ‌ ‌ گل از رخسار [illegible] زندگی بارد
چه ظل مه خیال عارضش دیده چون ‌ ‌ بجای عکس روی [illegible] زندگی بارد

ولہ

گاه در صومعه گه دیر مغان گردیدیم ‌ ‌ بر کجا در طلب دوست تو آن گردیدیم
از همه راه و روش هست چنین ما را ‌ ‌ شهرها بهر چمن گرد جهان گردیدیم
پیش ما سود و زیان همه عالم [illegible] ‌ ‌ گرد عالم نه پی سود و زیان گردیدیم
بسکه دل بهوس شرح غمی بود [illegible] ‌ ‌ همچو سوسن ز سراپای زبان گردیدیم
مستی عشق ز ما برده نهان گردیدن ‌ ‌ آه گر دوست بداند که چسان گردیدیم
که جوان گشت زلیخا بدعای یوسف ‌ ‌ [illegible] از وصال تو جوان گردیدیم
بر تو دوست چو [illegible] ظل الله ‌ ‌ بهر خلق جهان نور فشان گردیدیم

ولہ

عجب رعنا و زیبائی چه گوییم ‌ ‌ بخوبی عالم آرائی چه گوییم
منور از تو گردیده است چشمم ‌ ‌ تو نور چشم و بینائی چه گوییم

بفکر هیچ دانا در نیاید
ز تعریفت زبان در کار مانده
بظل الله اگر برسر نیامی
چاره تلخ نگاهت لب خندان کرده
ترک چشمت که شکست همه شاهان داده
غرق هو جیبت بدریای توصد کشتی نوح
نجم زر شوار فلک نیست مرا ظل الله

وله

عجب نازک معانی چه گویم
چو از تعریف بالائی چه گویم
چو حسن خوبیش خودرائی چه گویم
زهر را نوش لب چشمه حیران کرده
من چه گویم که چه با جان عزیزان کرده
سحر حسن تو چگویم که چه طوفان کرده
لطف خو مشکل ما سر بسر آسان کرده

ترکیب بند در مرثیه حضرت سید الشهدا امام حسین علیه السلام

آن دور ماتم است که از غم امان نماند — آن عهد غم که طاقت تاب و توان نماند
آن روزگار تلخ که هرچند بنگری — از شهد هائی عیش بعالم نشان نماند
آشفتگی دهر ز ماتم عجب مدار — در عهد ماتمی که سر سروران نماند
عهد مصیبت است که شاه پیمبران — بی سوز گریه یکنفس و یکزمان نماند
دوران محنتی است که سلطان اولیا — یک لمحه خالی از الم بیکران نماند
آن صعب ماتمی است که خیر النسا از آن — فارغ دمی ز نوحه و آه و فغان نماند
پیر و جوان ز هر چو طفلان بگریه اند — لذت ز زندگانی پیر و جوان نماند
از زندگی خلق جهان در تعجبم — بعد از چنان قضیه که جان جهان نماند
ظل الله آنچه گفت از این درد شمه ایست — کز سوز و درد قدرت شرح و بیان نماند

من مراثیه

دوران غم زماه محرم رسیده است — هنگام آه و ناله و ماتم رسیده است

نزدیک شد که دود برآید ز نه فلک
بر چرخ بسکه آه ز ما دم رسیده است

ظل شد از مصیبت سلطان کربلا
تاب سخن نماند بس غم رسیده است

وله

واحسرتا که فتنهٔ دوران ز حد گذشت
رنج و بلا شاہ شہیدان ز حد گذشت

واحسرتا که بر شه دنیا و دین حسین
بیداد اہل فتنه و طغیان ز حد گذشت

من اشعار الهندی

چلی چندنی میں جب لٹک پیو ہمارا
او تن عکس دیپی چندر نہی آیا را

ییسی جس پیا میں پرت ہم سجن کے
ہن اسکی پرت کچ نہیں اس پیا را

جنی سائین کی عشق کا مد پیا ہے
نکر سی او سی ہور مستی اوتارا

جگوں پانی ہے سائین کے حسن جہت تے
اسی تے نین نہ پتنہ میں جگ ستارا

پیا نور بستا ہے منج دل جہک میں
کہ جس نور نہی ہے سورج آ اسکا را

سکی پیو چنتا لگتا ہے ہمن کو
سجن بن نکر سی ہے ہور کوئی نوا را

نبی صدقے قطبا کا من نچ سون لا گیا
کہ آپ جیو میں تیرا کیتا ہے ٹہا را

وله

پیا سانولا من ہمارے بہو لایا
نزاکت عجب سبز رنگ میں دکہایا

رنگیلی وو ھڑی ادہر یون سہائے
کہ آپ رنگ سون جگ رنگیلیان ریجہایا

تہسی اس کنول کہ تہی جہڑتے میں موتی
تو اس شاب موتی سون جگ جگ جگایا

نبی صدقے قطبا سون مل مد سجن جب
پیی آپ جے تیا نسون تو گل پانہ بایا

وله

ہوا آئی ہے لنکہ بہی نہنڈہ کا لا
پیا بن سنتا تا مدن بالی بالا

رہن نا سکی من پیا باج دیکہی
ہووے تن کون سنک جب ملے پیو بالا

سجن سنگہ سشی باج او جالا نہ بہائے
بہلایا ہے منج جیو کون او اجالا

جو رات آوے چندنکی منجکو سُنتا ئے — کہ چندنا منجی نین نین سوں لا لا

نبی صدقے قطبا انند انسوں ملکر — اپس سائین سوں پیوی جم مد پیالا

وله

سجن میری چنچل رہی پیم ما تا — سکیاں کوں پیا بات رنگین سوں بہا تا

میری چنت کرتے ہیں ساجن پریت سوں — اُسی تھی سدا بره کوں مین سنا تا

وله

چندا ہین عیدی بشارت دکھایا — بہواں سیتی ساقی اشارت دکھایا

آد ہر ید کی گھر کوں کلف تھا سو گرا — سو کیلی کھل دل عمارت دکھایا

کروں سیوہ یک جیت سوں مد پیر کا مین — کہ میخانے کا منج اجازت دکھایا

محمد نبی فیض تھی عید آ کر — محمد قطب کوں صدارت دکھایا

وله

مومناں خوشیاں کرو ہے آج دن بہبود کا — مرتضی یار دا ماں عید ہے معبود کا

مصطفے ہور مرتضی اس دن میں کینتے ہیں ظہور — جن کرے یہہ عید دو طالع مسعود کا

جب ہوے ابر رحمت اُس جگہ پہ ہوا فیض بار — شیعیاں کی تین اتہا وہ دن نگہ بہبود کا

جب نبوت کا علم سید ہوا تب بت جھڑے — طاق کسری تب نشان لیتا عدم مفقود کا

فارس کا آگن بوجہا جب سنگہ رحمت برسیا — سرکش کیتا جگت تین آگن نمرود کا

چاروں معصوم کی ہیں داس جیتی تھی بنے — پیشوا حضرت نبی کا تھا سو تن داؤد کا

جب نبی صدقے ہوا ہے داس قنبر کا قطب — دو جگت بین ہیں ترکماں عاقبت محمود کا

وله

خوشیاں کرو موالیاں مبعث رسول آیا — بہو دہات انند سوں عیشا سنگات لیا یا

اوّل برات روزی روز عید فیروز ہی — اُس بعد عید قربان جس تھی دو جگ اگھایا

شاہاں مین رتبہ عالی قطب شہی موالی — مبعث رسول عالی چہند بند سوں گنایا

صدقے نبی ترکماں جم راج کرتوں عیشان — شاہ علی نبی تھے منگ تج شہی دلا یا

جو شبرات جھلک سون جگمین آیا
شرف شبرات تہی سب رات پائی
تجلی یون دیا حق قطب شہ کون
خدا کی کرم ستی شبرات آیا
براتان لکر آیا ساریاں کی خوش ہو
انا مان میا ہے محمد قطب پر
نبی صدقے امرت سرا قطب شہ کون
کھٹو پر پسدا ہے سبحان کا اجالا
اس طور کا سو ٹھارا مانند بہشت ہے
اس محل کون سو دیکھت بہک پیاس کا جاوے
قطبا نبی کے صدقے آنند کر اس محل مین
چھبیلی سون لگیا ہے من ہمارا
صبوری کو نہین ہے ٹھار دل مین
میا کرنا کرے معشوق آپے ہو
آ ہو تائی تدن سو ہن پیارا
پیا کون پاؤون پر جیا مناؤون
بسنت کھیلین عشق کے آپیارا
بسنت کھیلی ہمین ہور ساجنا یون
نبی صدقے بسنت کھیلیا

ولہ

تو سب جگ اس جھلک تہی جگمگایا
شرف سب برات تہی شبرات آیا
کہ نسکون دنتہی روشن کر دیایا

ولہ

خوشیان کا اجالا جگت مین کہایا
خوشیان عشق تا نسون کہ جگ جگ جگایا
نبی ہور علی کے دیا سون سہایا
سو ساقی کوثر پیالی پلایا
تو خلق بھرمہ کرکے رحمان کا اجالا
اس نور تل چھپیا ہے اسمان کا اجالا
جا تو جھلکتا وان شہ مردان کا اوجالا
بستا ہے اسمین شیر یزدان کا اوجالا

ولہ

کہ اس بن نہین ہمن یک تل قرارا
صبوری کیون کرے سو کر تہارا
کہو کیا کرے عاشق بچارا

ولہ

پریم سو کھینچتا انچل کنارا
نہین ہوتا تنا کہیا ہمارا
تمین ہین چاند مین ہون جون ستارا
کہ آسمان رنگ شفق پایا ہے سارا
رنگیلا ہور رہیا تر لوک سارا

صباحی او مکھ دیکھہ پینا شراب
فرح بخش ساعت مین لینا شراب

تیری حسن تھی دان دہی شاہ کون
او مکھ کی عرق تھی سو پینا شراب

عشق ساز کی تار مطرب بجاو
کہ تا نون تا نان مین لینا شراب

وله

ازل تھی نبی جب قطب پیونا
تیری پیالی سون ساقی دینا شراب

وله

جب سجن دیکھیا تون آتا میرے خواب
رات دن سون تکم آتا میرے خواب

میرے رون رون تھی بدل غم دو مین
چاند سورج تون دیکھیا تا میرے خواب

وله

جگت حسن مین ہے تیرا حسن محبوب
مین طالب تیرا ہون میرا تون ہے مطلوب

تیرا حسن یوسف سون کرتا ہے لاف
تیری آرزو مین مین عاشق ہون یعقوب

بدن مست بدن مست کچھن مست پڑی
ہوی مست آپن مستی نگن مست پڑی

نظر تجہہ ہے کیا تما شا کا حاجت
نہین سبز خط آنگی خضر کا حاجت

سیرا دل ہے زر الفت کا کارخانہ
نہین مجکون بازار والا کا حاجت

تمن مدعا تدعی تا بوجھے کچ
نکو بحث کر نہین ہے غوغا کا حاجت

قطب شہ تیرا زر کری کوئی بوجھے نہین
کہ اس علم مین نہین ہے دانا کا حاجت

نہی کے نازمستی یکبارگی سر تھی ہوا مست
بہوت نیکا برا کا مدعا کا کام سرمست

قطب شہ جہان مین ہے شہنشاہ خدا کا
کھڑے ہین ارشت فیض جان دو دربان بہ بند

اس بہمنی ہندو کا کس سو کرون شکایت
نین لیکھی ہین تو تج تاریخ اس شکایت

یسدام اسکا خدمت کرتا ہون اپنی جیسون
دیتی ہین دام آنکھون سو کر کرتی ہین عشق

وله

بدن مست بدن مست کچھن مست پڑی
ہوی مست یوں مست نگن مست پڑی

میرا دل ہے زر الفت کا کارخانہ — نہیں منجکون بازار والا کا حاجت
ہمن مدعا مدعی نا بوجھے کچ — تکو بحث کر نہیں ہے غوغا کا حاجت
قطب شہ تیرا زرگری کوئی نہ جھین — کر اس عالم مین نہیں ہے دانا کا حاجت

ولہ

نہنی کی ناز مستی دیکھہ کر سر تہی ہوا مست — بہوت بیکار ا کا مدعا کا کام منج شکست
قطب شہ سب جہان مین ہے شہنشا ہے خدا کا — کھڑے ہین تن تے انس جان و دربان ہو

ولہ

اس نہنی ہندو کا کس وہر کرون شکایت — نین لیکھی ہین منج تاریخ اس حکایت
بے دام اسکا خدمت کرتا ہوں اپنی دل سون — رہتی ہین دام انکون عمر کرتیا مین عنایت

ولہ

منج جیو سنی از لتی ہے جانا نکا احتیاج — غم کی جنگل منی اہی رضوان کا احتیاج
دو جہان مین حق حبیب اپنا تمن مین مانیا — قطب شہ مسکین کون یون حق بکرتا ان ہیں تاج

ولہ

نبی صدقے محمد قطب شہ سیس — تہی بر جیس لیسا بخت کا تاج

ولہ

سکی آج پیالا انند کا پلا منج — دیا قوت ادہر انکی مستی والا منج

ولہ

ہویدا ہی ہوا جون جان بکرید — کیا سب جگ سون آبادان بکرید
جنت میں کی سوالاں نعمتاں سون — کیا تازہ جگت کا جان بکرید

ولہ

درسنی ہوائی سہے پوریان کی عید — شہ درس دیکھت ہوہی حوریان کی عید

ولہ

صحبت پیالا پریان لی کھڑیان — دیسی یون انن مین جیون سور خنید

ولہ

بکرید عید آیا صلوات بر محمد — آنند علم آجا یا صلواۃ بر محمد
بارا امام پنجتن کا جہر جم ہاہو — منج سس چہا نوچہا یا صلواۃ بر محمد

ولہ

شہد و شکر نبات تہی ہے نج ادہر لذید — لاگی تو قد سرو کون سو جوبن ثمر لذید

ولہ

سکی تج زلف ہے جیوان کی آخذ — دس نیری کی مین رتنان کی آخذ

علی نا مان سو کھیا یو غزل قطب ۔ علی ناوان ہی سب کا مان کی اخذ

وله

سورج چاند کون کیون کرون تج برابر ۔ ہمن نین کا نور ہے تون پریوش

نبی صدقے قطب سون راستی ہے ۔ اگر چہ ہے اَدک اُو نار او باش

وله

منج تج مین جیکچہ رہے کس سون نکرا ہی فاش ۔ ایراز ایسا نین جو کہین کوئی جا کر یہ ٹھار فاش

ازل سن لکھت ہین اہین نارک تیری عنون اوپر ۔ سبو سیا کی نشانیاں کئی او لعل شکر پاش فاش

ہوئی تج تین تپلی دل مین رقاص ۔ سدا منج نین کے منزل مین رقاص

قطب شہ پاپیا ہی سبے بہادر ۔ ہوئی آپ ناچ ہی کامل مین رقاص

دلی دکن کی شاہی پنجتن خاص ۔ نبی صدقے ترکمان کو میا ہی خاص

وله

ازل تھی ہے مجھے خوبان سون خلاص ۔ ابد لگ مج ہے محبوبان سون خلاص

نبی صدقے قطب شہ یکجہت ہے ۔ سدا دہرتا ہے تو خوبان سون اخلاص

وله

سکی تو ہر گھڑی منج پر نکر غیظ ۔ محبت پر نظر رکھ کر بسر غیظ

نبی صدقے تجی سون ہے خدا کی ۔ قطب سون آگلے لگ چھوڑ کر غیظ

وله

عشق پھولانون گوندی ہے مرصع ۔ نرے ہی چونیا نسون کیتی ہے مرصع

نبی صدقے سو تر جگ دیکھ کہتی ۔ قطب شہ کا سو مجلس ہے مرصع

وله

ہیرے دوستان کون تون دے جنت ۔ ہیرے دشمن کون اگن یا سمیع

وله

چنچل مکھ تیرا دیکھ ڈلتا شمع ۔ سو عاشق تیرا ہو کر ڈولتا شمع

تیرے حسن کون دیکھ شرمون سیتی ۔ غش کے بہانے تھی گلتا شمع

وله

مروت میٹھی زبانی ہے یار کا متاع ۔ خوش شکل خوبصورت دیدار کا متاع

وله

انی ہے اس جگتی تج مکھ عجب روشن چراغ ۔ دیکھی نہین جیون کہین دسے یار کا نو کہن چراغ

انندان سیتی بہی آیا مرگ سال
دندان پامال عزیزان ہوے خوشحال

کنارے آسمان کے ہین شفق رنگ
دندان ماری گئی اچھلیا رگت لال

نبی صدقے نکو کر غم توں قطبا
علی ہور آل دائم تیری رکھوال

قطب مولود کر تا دیکھ امنگ سون
نبی سہیلا دیگا یا مرگ سال

تیری دو نین ہین مد مست ستوال
تیری دو گال ہین خوبی کے گلال

جہان ہے سیمیا کا نقش اُس تھے
کیے ہین عارفان سب اُسکون نمنال

نبی صدقے قطب ہم عیش کر عیش
کہ تج ور پر کھڑے ہین فتح و اقبال

ولہ

ہیونگ آرسی ہین ویساہی سیج آپ نام
جیکو نجہا الیقین سون نکہی ہمن پائے کام

مستان کون جائے چہو تمین استی
نین غلط یہ بات اُنوکن ہی را جام

انجانی ہین جوانی گیا پند ناشنا
قرآن ہور حدیث سون تن کیب کر کلام

ولہ

نبی کے صدقے سرو تازا ہے جم
او چایا ہے یا نو چمن ہین علم

سکندر کون تہی آرسی جم کون جام
تیری ہمت ہی درپن ہور جام جم

ثابت رہ آپکام ہین دنیا کون نین وفا
آدم کیا ہے کوہ سراندیپ پر مقام

ولہ

مرتضی مولود آیا ہے بہوت نور استین
جبرئیل نے وار طبقان لیانی حوران تین

شاعران بیچاری تیرا وصف کہنی کان سکین
ہین بندۂ عاجز ہوں تم وارو کربان تین

ولہ

ساقیا آ شراب ناب کہان
چند کی پیالی ہین آفتاب کہان

مد کی پیا لیان کا دور پہرتا ہے
نقل مد کا کہان کباب کہان

ولہ

پیا تج آشنا ہوں ہین تو بیگانہ نکر مجکون
رتی نین نکرتی تج یاد ہین توں تا بسر مجکون

نبی صدقے قطب شہ کوں نہیں آدہار کا حاجت
کہ دونو جگ منے آدھار ہے خیر البشر منجکوں

وله

دنیا و دین کا حق سنکار یا علی توں
سب اولیا کی منکا اسرار یا علی توں

وله

دو لب تیرے رنگیلی یا قوت کوں دیے رنگ
لی ہیک رنگ عقیقاں نگین ہوئی یمن ییں
باریک تج کمر دیکھہ بارک ہوا ہوں جوں بال
ویسا نہیں کوئی تار باریک پیرہن

وله

سنو لوگ میری پرم کی کہانی
کہ پیلا ہے رنگ عاشقی کی نشانی
تھن عشق مہیدیا ہے منج بالی بالا
کہ ہوی ہوں تمن پیم ہوں دیوانی
محبت کے لذت فرشتاں کوں نیں ہے
بہت سعی سوں ہیں سو لذت پچھانی

وله

خداداد محل کوں محمد سنوارے
تو اسمیں جنت کی نگاراں نگاری
بلندی محل کا ہے آسمان جیسا
سوروج چاند تارے سوا ستھی سنگاری
نہ اس جگمیں دیکھی کوئی ایسی محل کوں
مگر دہرت پر قدسیاں لیا کہ تہاری

وله

پہل بن رخ یار خوش ندیسی
بن مد پچھلی جہاڑ خوش ندیسی
گشت چمن وہوائے کلیاں
بن پیالہ کنار خوش ندیسی

وله

عشق کی پتلی ہے گوری رنگیلی
چتر ناریا نین وستی ہے چھبیلی
نبی صدقے قطب شہ سوں او پیاری
پرا او احسن کا کر آکہ میلی

وله

پیارے پرم نار سیتی شہا تی
آپس حسن سوں عاشقاں دل بہلاتی

رباعی

اے بار خدا اپنی درویش کوں بخش
مجکوں سو محمد علی کے کیش سوں بخش
دشمن کوں توں توڑ دوستاں کوں نواز
دشمن کو نکر رحم سبھی خویش کوں بخش

ظل اللہ۔ محمد قلی قطب شاہ

بقول مولف گلرعنا و صبح گلشن وغیرہ محمد قلی قطب شاہ بانی شہر حیدر آباد کا

تخلص ظل اللہ ہے۔ مولفین کا قول خلاف واقع ہے اسلئے کہ فقیر مولف کے پاس
سلطان محمد قلی قطب شاہ بانی ووالی حیدرآباد کا دیوان فارسی وریختہ موجود ہے
دیوان مذکور قلمی قدیم خوشخط ہے اس سے معلوم ہوا کہ موصوف الیہ صاحب ترجمہ کا
تخلص فارسی مین قطب شاہ وریختہ مین معانی ہے۔ چنانچہ اشعار ذیل فارسی و ریختہ سے
واضح ہوگا۔ اور واقع مین محمد قطب شاہ برادرزادہ محمد قلی قطب شاہ کا تخلص فارسی
مین ظل اللہ۔ اور ریختہ مین قطب شاہ ہے چنانچہ قبل مین مذکور ہو چکا ہے۔ نہین معلوم
مولفین کس وجہ سے غلطی کے گڑھے مین گرے ہین شاید محمد قلی قطب شاہ و محمد
قطب شاہ مین تمیز نہین کیا ہوگا۔ دونون کا مصداق ایک ہی ذات کو سمجھا ہوگا
یا مولفین کو دونون کے دواوین ریختہ و فارسی ستیاب نہوئے ہون گے نہین تو
ایسی غلطی نکرتے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ پس صاحب ترجمہ کا ذکر حرف قاف مین
بیان کرنا چاہیے تھا لیکن فقیر مولف نے اظہار غلطی کے لئے یہان گزارش کیا۔
معذور سمجھکے نشانۂ ملامت نہ بنائین۔ واقع مین صاحب ترجمہ کا تخلص فارسی مین
قطب شاہ ہے کبھی کبھی غزل مین تخفیفاً قطب ہی پر اکتفا کرتا ہے۔ اور ریختہ دکنی
فارسی آمیز مین معانی تخلص لاتا ہے۔ آپ یعنے صاحب ترجمہ ابراہیم قطب شاہ
کے فرزند بزرگ ہین۔ والد کے فوت ہونیکے بعد بارہ برس کی عمر مین تخت نشین
ہوئے۔ ملک تلنگانہ کو عدل و انصاف سے آباد کیا۔ علم و فضل کے زیور سے آراستہ
تھا۔ علم دوست و ہنرپرور تھا باوجود انتظام امور سلطنت تحصیل علوم کے شغل سے
باز نہین رہتا تھا۔ علمائے دربار سے درس جاری رکھتا تھا۔ رات دن مین ایک
خاص وقت علمی مذاکرہ کے لئے مقرر کیا تھا۔ اسی سلطنت کے زمانہ مین تحصیل علوم

و فتوحات ممالک سے فارغ و فائز المرام ہوا۔
فرشتہ و مولف قطب شاہیہ نے لکھا کہ ابتدائے سلطنت مین بمقتضائے عالم شباب بہاگمتی طوائف پر فریفتہ و شیفتہ ہوا تہا۔ ہزار سوار اُسکی پیشی مین ملازم کیے تہے وہ روزانہ دربار مین تجمل و طمطراق کے ساتہہ آمد و رفت کرتی تہی۔ اسکی شان امیرانہ تہی۔ اسکا دربار شاہانہ ہوتا تہا۔ امرائے دولت و اعیان مملکت اسکی خدمت مین سلام و مجرا ادا کرتے تہے۔ عقیلہ و فہیمہ تہی۔ حسن و جمال مین رشک زہرہ و مشتری ناز و انداز مین غیرت حور و پری تہی۔ فقیر مولف نے اسکی تصویر سلطان محمد قلی صاحب ترجمہ کے دیوان مین دیکہی واقعی تصویر کے دیکہنے سے مورخین کے تحریر کی تصدیق ہوتی ہے۔ اسکے حسن و خوبی کے بابت جسقدر قلم فرسائی کی ہے واقع کے مطابق ہے جس نے تصویر دیکہی مولفین کے مبالغہ و اغراق کو خلاف واقع پر حمل نہین کیا تاریخ نظامی قطب شاہی کے مولفین نے لکہا کہ صاحب ترجمہ نے اپنی محبوبہ بہاگمتی کی فرمائش سے گولکنڈہ سے چار کوس کے فاصلہ پر موسی ندی کے کنارے ایک شہر آباد کیا اور اسکو اپنا دار السلطنت بنایا اور اسکا نام بہاگ نگر رکہا۔ محبوبہ جبتک زندہ رہی بہاگ نگر نام بہی زندہ رہا۔ جب وہ فوت ہوگئے علما و فضلا کی نصیحت سے اس نام کے رکہنے سے پشیمان و شرمندہ ہوا۔ نام مذکور کو بادشاہی حکم سے منسوخ کرکے حیدر آباد نام رکہا۔ اور منادی کردی کہ کوئی نام سابق کو زبان پر نہ لائے نہ دفاتر و نقاویم مین قلم سے لکہین۔ اگر کوئی خلاف حکم کریگا مستحق سزا ہوگا۔ لیکن زبان خلائق نقارہ خدا ہے خلائق مین بہاگ نگر ہی رہا نہ حیدر آباد۔ فی زماننا بہی ہنود تلنگے و کنڑے اپنی پوتہیون و بیاضون مین حیدر آباد کو بہاگ نگر ہی

لکھتے ہیں۔ سرکاری دفاتر قطب شاہی ہیں بادشاہ کے حکم کی تعمیل ہوئی۔ اور اہل اسلام
بجائے بھاگ نگر حیدرآباد لکھنے و کہنے لگے۔

یہہ بادشاہ نہایت ہی خوش اخلاق و نیک صفات تھا۔ اور رحیم و رؤف تھا۔ بخلاف
شاہان سلف بھائیوں و قرابتداروں کے ساتھہ حسن سلوک کرتا تھا۔ اور ان کو
اپنی مصاحبت و مقاربت میں رکھتا تھا۔ اور مصاحبانہ سلوک فرماتا تھا۔ اعزہ
و اقارب بھی شکریہ ادا کر کے مطیع و فرمانبردار رہتے تھے۔ مدۃ العمر کبھی کسی نے
بادشاہ کا خلاف نہیں کیا۔ یہہ ایسی عطیہ الٰہی تھی کہ شاید کسیکو نادراً نصیب ہوئی ہوگی
شاہ میرزا میر جملہ کو موقوف کیا۔ چند روز قید میں رکھہ کے وطن مالوفہ اصفہان
روانہ کیا۔ میرزا کشتی میں سوار ہوا۔ ابھی منزل مقصود کو نہیں پہنچا تھا کہ کشتی
میں فوت ہوا۔ یہہ واقعہ سنہ ۹۵۰ ہجری میں واقع ہوا۔

میر جملہ مرحوم نہایت ہی لائق عالم فاضل تھا۔ شہر حیدرآباد میں چوک اُسکے اہتمام سے
آباد ہوا تھا۔ اس لئے بنام میر کا چوک مشہور ہے اُسی چوک کے قریب میر کا عالیشان
دولتخانہ تھا۔ فی زماننا وہ اصلی دولتخانہ باقی نہیں رہا۔ لیکن دولتخانہ کی صرف کمان
موجود ہے جو بنام شاہ میر کی کمان مشہور تھی عوام کثرت استعمال سے اُسکو
سو کے میر کی کمان کہتے ہیں۔ شاہ میر مرحوم کے بعد میر مومن استرآبادی کو جو ندیم
وکیل السلطنت تھا مختار کل کیا۔ تمام مہمات کا انتظام میر کی رائے پر چھوڑ دیا اور خود
فراغت سے عیش و عشرت میں مصروف ہوا اور اس شعر کو زبان حال سے پڑھتا تھا ع

ہر وقت خوش کہ دست دہد مغتنم شمار
کس را وقوف نیست کہ انجام کار چیست

اغریو سلطان سفیر شاہ عباس بادشاہ ایران کی تشریف آوری کا ذکر

سلطان محمد قلی قطب شاہ مثل جد و پدر شاہان صفویہ سے حسن اخلاق و اعتقاد رکھتا تھا۔ بناءً علیہ شاہ عباس صفوی بادشاہ ایران نے اپنے معتمد اغریو سلطان کو سنہ ۱۰۱۲ ہجری میں سفارۃً قطب شاہ کی خدمت میں مع نامہ و تحائف روانہ کیا جب شاہ رالیہ گودہ بندر میں پہنچا تب مخبرین نے اسکے تشریف آوری کی خبر معروض کی۔ قطب شاہ تشریف آوری کی خبر سے نہایت خوش ہوا۔ سیادت پناہ میر ضیاء الدین محمد نیشاپوری کو سفیر کے لانیکے لئے مع تشریفات شاہانہ و مدد خرچ لائق بندر مذکور روانہ کیا۔ سیادت پناہ نے بندر میں پہنچ کے سفیر سے ملاقات کی۔ اور سفیر مذکور کو ہمراہ لیکر قطب شاہی دربار کے طرف متوجہ ہوا۔ ہر منزل و مقام میں سفیر کی تعظیم و تکریم ہوتی تھی۔ اور ضیافت و مہمانی کے رسوم تکلف کیساتھہ ادا کئے جاتے تھے۔ جب دار السلطنت کے قریب پہنچے۔ قطب شاہ مع لشکر و امیران سلطنت استقبال کے لئے برآمد ہوا۔ محمد نگر کے قریب اغریو سلطان سے ملاقات کی۔ سفیر نے شاہ ایران کے طرف سے محبت و اتحاد کا اظہار کیا۔ اور بادشاہ کا محبت نامہ و تحائف نفائس پیش کئے۔ تحائف ذیل تھے۔

ایک تاج مرصع۔ و کمر مع خنجر مرصع و چالیس عربی گھوڑے بازین و لجام مرصع و چند عباہائے زربفت اور پانسو طاقہ مخمل و اطلس زربفت و بارہ جوڑہ قالین اور بارہ زرہ وغیرہ تحائف ایران۔ قطب شاہ بہت خوش ہوا اور شاہ ایران کی عنایت کا شکریہ ادا کیا۔ اور سفیر کو خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا۔ مکان

پر فضا مین اعزاز سے اُتارا - اور سفیر کے ہمراہیون کو بھی تشریفات لائقہ سے سر بلند کیا ہمراہی سو سوار تھے - اتفاقاً سفیر کو چھہ سال تک مہمان رکھا - سالانہ دو لاکھہ ہُن سوائے انعام خرچ دیتا رہا - اور قنبر علی خادم معتمد کو مع تحائف و ہدایائے لائق شاہ ایران کی خدمت مین بھیجا - پھر اغر لو سلطان کو مع سلطان قلی طالش کو باتحائف و اقسام مرصع آلات بھی روانہ کیا - اور صفویہ سے محبت و اتحاد کی بنا مستحکم کی -

عمارات قطب شاہی کا ذکر

قطب شاہی کے مولف نے لکھا کہ سلطان محمد قلی قطب شاہ صاحب ترجمہ تعمیر عمارات کا شیفتہ تھا: اور اُسکو محلات رفیعہ کے بنانے سے نہایت ہی دلچسپی تھی - مندرجہ ذیل عمارات بنا کیا تھا - فی زماننا اُنمین سے بعض موجود اور بعض معدوم مین -

آئینہ محل - باغ محمدی - نبات گھاٹ - عمارت کوہ طور - ندی محل - لنگر دوازدہ آئمہ و مسجد جامع و مدرسہ و خانقاہ و دار الشفا - و حمامات وغیرہ

مسجد جامع و مدرسہ خانقاہ موجود ہے - اور دار الشفا و حمام کا نام ہی باقی ہے - میر ابو طالب ناظر الممالک نے گوشوارہ دکن مین لکھا کہ تمام عمارات کی تعمیر مین ستر لاکھہ ہن خرچ ہوئے -

خیرات کا ذکر

مساجد و مدارس و خوانق و لنگر دوازدہ ائمہ کے اخراجات کے لئے ساٹھہ ہزار ہُن سالانہ وقف کر دیا تھا - یہہ رقم محرم کے بعد مجاورین و خدام و طلبہ کو

تقسیم ہوتی تہی۔ علاوہ وقت سالانہ غرۂ محرم مین طلبہ و علما کو بارہ ہزار ہن
عطا کرتا تہا۔ اور تمام افسران سپاہ و رعایا و لشکر کو ماتمی سیاہ لباس سرکار
شاہی سے دیا جاتا تہا۔ اور دو مقام مین الاوہ ہزار طاقی آباد کیا تہا۔ سوا الاوہ کے
علما و ارکان سلطنت گریہ و ماتم کرتے تہے۔ اہل ماتم کو دس روز تک کہانا اور ہر ایک
کو ایک ایک ہن دیا جاتا تہا۔ خوب ماتم ہوتا تہا۔ واویلا و احسرتا کا شور و
غوغا زمین سے آسمان تک پہنچتا تہا۔ قطب شاہی بزرگ کے مولف نے لکہا کہ
اسی بادشاہ تخت نشین ہونیکے بعد کروڑگیری و زکوۃ معاف کردی تہی۔ سالانہ
تخمینا دو لاکہہ ہن کی آمدنی ہوتی تہی۔

بادشاہ کے اخلاق کا ذکر

یہہ بادشاہ نیک سیرت و نیک محضر تہا تینتیس ۳۳ برس سلطنت کی مدۃ العمر کسیکو
اپنے ہاتہہ سے قتل نہین کیا۔ معاملات قتل و قصاص کو قضاۃ کے سپرد کر کے
حکم دیتا تہا کہ خوب غور و فکر کے ساتہہ حسب الحکم شرع شریف قتل و قصاص کا حکم
نافذ کرین۔ بادشاہ کے زمانہ مین ایسا عدل و انصاف تہا کہ زن پیر دیرینہ سال بیخوف
و خطر مال و زر ہاتہہ مین لئے ہوئے جنگل و صحرا سے گذر جاتے تہے۔ کوئی رہزن وڈاکو
مزاحم نہین ہوتا تہا۔ علما و فقرا کو بہت چاہتا تہا۔ اور اُن کے علم و فضل کی بہت
قدر کرتا تہا۔ اُسکے زمانہ مین اکثر علمائے ایران جمع ہوگئے تہے۔ بادشاہ کے حسن اخلاق
نے عرب و عجم مین ایسی شہرت پائی کہ اکثر علمائے فرس و عرب دکن مین آئے
اور متوطن ہوگئے۔ بادشاہ کی عنایت سے وطن کو غربت اور غربت کو وطن بنا لیا
دکن مین ایسے جمے کہ مر کے اُٹہے۔ فی زماننا اُن بزرگان سلف کے باقیات الصالحات

موجود و یادگار ہین۔ اسی بادشاہ مرحوم کے عہد مین میر مومن استرآبادی نے کربلاے معلی
سے خاک شفا جہازات پر لاد کے منگوائی اور شہر کے اندر ایک مقام مین اُس متبرک
خاک کو زمین پر فرش کر دیا اور اُس مقام متبرک مین مومنین امامیہ کے لئے دفن کی اجازت
دی۔ اور چند اشخاص مُردے کی تکفین و تغسیل کے لئے مقرر کئے اور انکو سرکار سے
انعام و وظائف معین کرایا وہی اشخاص غسال کے لقب سے مشہور ہوے فی زماننا انکی
اولاد سے بہی یادگار موجود ہین اور آبائی پیشہ پر قائم ہین۔ وہی مقام میر مومن کے دائرہ
کے نام سے معروف ہے۔ اسی بادشاہ نے عامہ خلائق کے لئے حمام بنوا دیا اور حمام مع
دلاک و اصلاح ساز و سامان غسل بہی مہیا کر دیا تہا۔ غربا و مساکین سے کچھہ حق الخدمت
نہین طلب کرتے تہے۔ ہان امرا حمامچی و خدام کو بیحد انعام دیتے تہے۔ تمام شکرگزار
رہتے تہے۔ دیکھو بادشاہ رعایا پروری کا کسقدر خیال رکہتا تہا کہ رعایا کے مطالب
اپنے مقاصد پر اختیار کرتا تہا کبھی تن پرور و آرام طلب نہین بنتا تہا۔ جفاکش
و متحمل المزاج تہا۔ سادات و اہل بیت کی بہت خدمت کرتا تہا۔ دربار مین سادات
و علما کو نشست کی اجازت دیتا تہا۔ کورنش سے جو نیم سجدہ کے مساوی ہوتی تہی
معاف رکہتا تہا

بادشاہ کی دختر نیک اختر کی شادی

بادشاہ کو سواے دختر کے کوئی اولاد نہین تہی محمد قطب شاہ برادرزادہ کو فرزندی مین
لیا تہا تعلیم و تربیت کے بعد بعالم شباب سنہ ۱۰۱۶ ہجری مین برادرزادے کی شادی دختر
نیک اختر سے نہایت تکلف و تجمل کے ساتہہ کر دی بیشمار زر و جواہر و خلاع فاخرہ
و عطیہ وافرہ سے خلائق کو سرفراز فرمایا۔ قطب شاہی مولف نے لکہا کہ بیس ہزار خلعت

گران بہا عہدہ داران و ملازمان سرکار شاہی کو عطا فرمایا خلعتین تمام مخمل و زربفت
و اطلس خطائی و دیبائی رومی کی تہین اور علما و شعرا کو بھی انعام و اکرام سے سربلند
کیا۔ ایک مہینہ تک روزانہ شادی مبارک کے جشن منعقد ہوتے رہے عیش و عشرت
کی مجلس کا ہنگامہ خوب گرم رہا رقص و سرود کا آوازہ آسمان برین تک پہنچا۔ نائے و نوش
کا شہرہ بلاد دکن مین شہرت پذیر ہوا۔ طوائف الملوک سے نظام الملک بحری و عادلشاہ
بیجاپوری و عادشاہ براری شریک جلسہ تھے۔ بادشاہ نے مہمانان اعزہ کی خاطرداری
و مدارات مین ایک دقیقہ فروگذاشت نہین کیا۔ باہم خوب لطف و مزے سے خوش
ہوتے رہے۔ بتقریب مبارکبادی عروسین پر زر و جواہر تصدق کئے۔ خدم و حشم زر و جواہر
سے مالامال ہوئے طوائف الملوک کے امرا و خوانین و اکابر و اشراف و سلاحداران
و لشکریان بھی صلات وافرہ و عطیات متکاثرہ سے معزز و مکرم ہوئے۔ شادی
تمام ہونے کے بعد برادرزادے کو اپنا ولیعہد بنایا۔ وزرا و امرا و سپاہ نے ولی عہدی کو
تسلیم کیا۔ اور نہایت خوشی سے شاہزادے و شاہ کو تہنیت کی نذرین پیش کین
اور مبارکبادی کی رسم ادا کی۔ شعرائے سلطنت و علمائے مملکت نے مدحیہ قصائد
و دعانامے پیشکش فرمائے۔

حدائق السلاطین کے مولف نے لکھا کہ محمد قطب شاہ اکثر اوقات شعرا و علما کے ساتھ
ہم صحبت و ہم جلسہ رہتا تھا۔ شعر و شاعری و مذاکرۂ علمی سے دلچسپی رکھتا تھا۔ مراتب
نظم و نثر مین عالی رتبہ و بلند پایہ تھا۔ فارسی و ہندی دکنی دونون زبان مین کلام
موزون کرتا تھا۔ کلام شیرین با مضامین رنگین مملو و مشحون ہوتا ہے۔ آپ صاحب الدیوان
ہین۔ انتہی کلامہ۔ فقیر مولف کے نزدیک قطب شاہ کے دونون دیوان فارسی و ہندی دکنی

خوشخط قدیمہ موجود تھے۔ موسی ندی کی طغیانی مین غرق آب ہوگئے۔ لیکن اشعار منتخبہ میری یادداشتون مین درج ہوچکے تھے موجود ہین۔ یہان ناظرین کے ملاحظہ کے لئے درج کرتا ہون۔

سلطان محمد قلی قطب شاہ کی وفات

سنہ ۱۰۲۰ ہجری مین بادشاہ مرض الموت بخار مین مبتلا ہوا۔ اور ڈہائی مہینہ تک بخار کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ معالجہ حکمائے یونان و مصری سے کیا گیا۔ لیکن علاج و دوا موثر نہین ہوتی تہی۔ آخر بمصداق کل من علیہا فان بتاریخ ۱۷ ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۰۲۰ ہجری مین عالم فانی سے عالم جاودانی کے طرف رحلت کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون کسی شاعر نے وفات کی تاریخ کہی ھو ھذا

ماہ تمام ملک بزیر نقاب شد — آبحیات خلق دریغا سراب شد
مہرے زبوستان معانی فرو شکست — برجی زآسمان مکارم خراب شد

دولت سرا و حرم سرا مین اعزہ و اقارب خدم و حشم آہ و بکا کرنے لگے۔ اعیان دولت و ارکان سلطنت کثرت رنج و غم سے حیران و پریشان ہوئے۔ وکیل السلطنت میر مومن استرآبادی نے شاہزادے محمد قطب شاہ ولیعہد کو تخت نشین کرکے بادشاہ مرحوم کی رحلت کی خبر شایع کی۔ اور اس امر کی بہی منادی کردی کہ ولیعہد تخت نشین کیا گیا یہہ تخت نشینی اس خیال سے کی گئی تہی کہ کہین فتنہ و فساد برپا نہو جائے۔ پہر سب امرائے دولت و ارکان سلطنت و علما و مشایخ جمع ہوکے مرحوم کی تجہیز و تکفین مین مشغول ہوئے۔ تجہیز و تکفین و تغسیل کے بعد لنگر فیض کے مقبرہ مین اس بادشاہ مرحوم کو دفن کیے

پھر بروز سوم فاتحہ خوانی کے بعد دربار عام منعقد کیا گیا۔ حسب رسم سلاطین بہمنیہ شاہزادے کو تخت نشین کئے۔ امرا و وزرا و علما و شعرا اور عایا و سپاہ نے نذریں دیں اور خوشی کے نقارے بجوائے اور سلامی کی توپیں فیر کی گئیں۔ شعرا نے مبارکبادی کے قصائد پیش کئے۔ انعام و صلات سے سرفراز ہوئے۔

من اشعارہ الفارسی

باشمع بگو گرمی دیوانهٔ خود را — کاتش زند از رشک تو پروانهٔ خود را
هوش و خرد از پائے در افگند چو مستان — چون سرمه کشی نرگس مستانهٔ خود را
مستان محبت بدو عالم نفروشند — کیفیت نه جرعهٔ پیمانهٔ خود را
با یاد تو عاشق نکشد منت خورشید — بستیم در و روزنهٔ خود را
گر جمله جهان پر شود از گوهر یکتا — خواهیم همان گوهر یکدانهٔ خود را
اے قطب شه آخر ره مردان ره عشق است — مردانه همی رو رهِ مردانهٔ خود را

ولہ

بے لب لعل بتان باده حرام است مرا — لب میگون بنما چون سر جام است مرا
با سر زلف تو سودائے سیاهی دارم — اینچه سوداست که با زلف چو شام است مرا
بر سر کاکل تو مرغ دلم بند شده ست — خال تو دانه آن زلف چو دام است مرا
هر زمان از پی دیدار تو آیم بدرت — بر سر کوئی بلائے تو مقام است مرا

ولہ

ملک محبت که داد خواه ندارد — ملک چنین هیچ بادشاه ندارد
گر همه عمر نظر بروئے تو باشد — دیدهٔ تحیر حسرت نگاه ندارد

ولہ

منکر زاهدانه ایم و زهد و لیکن — دل سر و پروائے خانقاه ندارد
بین که چه طوفان آتش است ز عشقش — آئینه دل که تاب آه ندارد

تکیه گه قطب شه چو دگران نیست | جز کرم دوست تکیه گاه ندارد

وله

حرفی ز لب یار شنیدیم شنیدیم | صد شکر که این باده چشیدیم چشیدیم

مردم همه دردسر بیهوده دارند | گر دردسر از باده کشیدیم کشیدیم

اعجاز صحبت منگر کم درین راه | بی بال و پر از شوق پریدیم پریدیم

این بس که تماشای گلستان تو کردیم | گر میوهٔ وصل تو نچیدیم نچیدیم

هر چند که وحشیست دل آن نیست که گوید | از یار ستمگر چو رمیدیم رمیدیم

ای قطب شه از درد دل خویش چه گوییم | مشتاق تر از خویش ندیدیم ندیدیم

وله

در ره دوست و لانیست ضرر دانستم | سخن اهل غرض بود خطر دانستم

خوش بجد دانست دلم کز تو وفا می آید | شکر باری که ترا یار دگر دانستم

تا برخسار جهان سوز تو کارم افتاد | روش سوختن آتش تر دانستم

فتنه می بارد ازان چشم تو هم میدانی | از چه کم میکنی ایشوخ نظر دانستم

قطب شه دوش که در گلشن کوی تو بودم | ذوق کیفیت مرغان چمن دانستم

وله

بدور خط ز چشمت کم شد شوخی و صیادی | که این دام دگر شد بهر دلها خط آزادی

دران وادی که آتش می شود گلشن ور آزاد | ترا زان جنت است اینجا چرا دوری ازین وادی

اگرچه نیست پیچ بعدل و داد شاهان را | ازان زیبنده تر نبود بعاشق از تو بیدادی

بملک عشق از سد سکندر کس نمی گوید | درین ملک میبا رو ندارد سست بنیادی

خرابی ها که دل از تیر کمان غمت دارد | ندای آن خرابی باد معموری آبادی

دلی کز دوست نالان شد پریشان گشت حیران شد | مسلمانان مبادا هیچکس از دوست فریادی

غم یار بکه در دل قطب شه دارد عجب نبود | گر از خاک درش هرگز ندارد یک نفس شادی

نقل دیوان محمد قلی قطب شاہ متخلص معانی بچہار لوح و ہر لوح با تصویر بخط مولانا زین الدین علی خوشنویس حضور بزبان دکنی

کل ہو تو نور دیدہ بستو شتاب تاب تہا / اس نکہہ شراب و دشت مرا آفتاب تہا

تا دیس اس تماشہ تک سور نور دوست / مین رونہ تہا سو یون کہ او وقت خواب تہا

مجلس انبرار پر بچھا نہ تشکل / جیو اس بیان بصورت و معنی خراب تہا

سو اوز ہر ڈونک نینو جو پیگا نہین دہاک / دیوانہ سیس آگ برہ تہی کباب تہا

ساقی تو آد گرم معانی کی نہین نرنج / اس کیا ہی ختیار گناہ شراب تہا

ولہ

دلا منگ خدا کن کہ خدا کام دیگا / تمن کے مراوان کی بہری جام دیگا

دو عالم کے دروازے کہلی ہین عیش کی خاطر / جی کوئی اپنی نام سون دل رام دیگا

جسے دل ہین محبت علی و آل علی نہو / اسے خون جگر دارو ئے ناکام دیگا

نکہیا غم تو زمانے کا تیرا کام خدا سون / ہر ایک ستی ہین تجکون بلند نام دیگا

آرین سخت حقیری نہی کہ دین دل ہین نکر غم / تجے دارو ئے صحت سون شفا جام دیگا

رقیبان کی دکہون ستی قطب شہ تون نکر غم / خدا سارے رقیبان کی گلی وام دیگا

ولہ

سب اختیار میرا تج ہات ہی پیارا / جس حال سون رکہیگا ہے او خوش حال ہمارا

نینان آنجہو سون ہوون یک پلک شستو جہان لون / جی کو خبر سو لیا و تکہ پہول کا تمہارا

تج عاشقان ہین ہوا جنگ و جدل سو سب دن / ہے شرع احمدی تج انصاف کر خدا را

تج خیال کی ہوس تہی ہی جیو ہمن سو زندہ / او خیال کد نجا وی ہم ہیر تہی تک بہارا

جب توں لکھیا قطب شہ محبت آپ دل
نبی کی دعا تھی برس کا گنٹھ پایا
پیا ہوں میں حضرت کے ہت آب کوثر
میرا قطب تارا ہے تاریاں میں نجل
فلک دور تھے سو منڈپ اچا کر
سورج چند آپی تال ہو کر بجیں تب
کرے مشتری رقص مجھ بزم میں نت
کلیاں عشق کی مجھ میں کھلا کر
میرا گلستان تازہ اس تھی ہوا ہے
وندہی دشمنان کو سو یکجا ملا کر
خدایا معانی کی امید بر لیا
خدا کی رضا سوں برس کا نٹھ آیا
دعائے اماماں تھی مجھ راج قائم
گل مصطفی سیتی سہرا گندا کر

ولہ

تیرے ہونٹاں کی حقے میں تھی لا مجکوں دوا
کیا غرض مجکوں یہ بجناں سوں پلا ہے ساقی
وعظ تیری انوں معانی بندہیا ہے دل یارب

ولہ

دیکھو کہ کیوں انو ہمنا سنتیں وفا
لکھی سو پایہ ہوں نہیں کچھ یانکا گناہ

ولہ

ہے شش جہت میں تجکوں حیدر کا تو ادھا
خوشیاں کے خبر کے باجے بجایا
تو شاہاں اپر مجھ کلس کر بنایا
تو مجھ پر فلک رنگ کا چتر چھایا
جڑت سب ستاری سوں اسپر چڑہایا
ہمنڈل ہو فلک تم تمایاں بجایا
برس گانٹھ میں زہرہ کلیاں گایا
پھولاں عمر کی ڈل بوستاں تھی گنوایا
مجھ اس باغ میوہ دھادھم کھلایا
سو اسپند کے پاتراں کرنا چایا
کہ جیولن سانت کی سہومتی جگ سب اکھیایا
سہس شکر کر توں برس گانٹھ پایا
خدا کی زندگانی کا پانی پلایا
مجھ اس گل کا سہرا حمائل بنایا

ولہ

میرے درداں کوں سدا تیری نہتی ہے شفا
غم بچھیں عشق خوشی کا ہے صفا ہور جفا
کرو آمین نبی علی تھی اسکی دعا

ولہ

یک تل نہیں ہوا کہ کری سب تھی بھی جفا
جن ظلم کے تو اسکوں ہی درد بی دوا

کرتے ہین دعوی شعر کی سب اپنی طبع سون
سجن تجہ نگہ عرق بند بند بہت زور دستا اب
معانی قطب شہ کس معنی نگہ رمز نہانی پیو کا
ہمکو پلا مجی ساقی پیالہ بہر بہر کر
دلیل پایا ہون تو زلف ستین آب حیات
تیرے خیال کی مرغان ہوئی ہین جاگ پنکہی
ہمکو کرو پنکہی تم بال پر سون سنغر وری
تمہاری یاد تعبیر ہین ہے بزم ہور نگین
سدا نو مع نبی و علی کہ کہتا ہے
نگہ تیرا دیکہہ کر ہین آج مست
نگہ عرق ہین زور ستی ہے عجب
خال ہندو کا بہلا کر منج کیا ہے بت پرست
ای معانی توں چہپا کر کاہی بتیا ہے تمرا
خورشید نگہ اوپر دسی ابرو ہلال عید
حرم خوشیان سون شیو کہی سینوپان بہر ہے
تج خندہ کا شکر دی منجی شیر خرمی ہین
خدا جیو کی جان کون دکہا بیک بارے
سمند ناز کا گرد سر ما کرو
کرے کن دلیل و دلائل ہون عشق

بخشیا فصیح شعر معانی کی تیئن خدا

وله

اوبد جن کو بہی سو عاشقان دستا اب
کہی جی بہر مجلس کا سو سچلا حور دستا اب

وله

کہ پی تے ہین ہمین دایم پیا کہ اسکی دست
اچہی جو زندگی کا تیر تیری زلف ہین ہے بست
تمہاری یاد سون پنجری تہی مرغ دل ہوت بجست
کہ بی پنکہیان سیتی تم ہین ہوا ہون الست
کہ میری بہاگ لکہیا ہے اے عیش روز الست
معانی شعر تیرا تو لکہی ہین دست بدست

وله

تیری نگہ کی تیئن ہوا ہون بت پرست
میری زردی ہین رنگ لعل بست

وله

سب خیالان اپنے کرتا ہے ہر خیال پست
کو تو الان لکہہ ہے باتان تیرین دست بدست
اس بروان کو سجدہ کیا ہے وصال عید
ساقی پلا پیالہ کہ آیا کمال عید
شربت پلا ادہر ستین کہلیا گلال عید

وله

دکہان عرضہ کر غم کرون خوار و زار
کہ انکہیان دیکہتے سو ہوے قرار
دلیلان ہین الجہی ہین عالم ہزار

جھلک مین شمشیر تھی تو نڈر
کرنالہ تج ناز زلفان تھی جن
معانی و صفا گا بندہے زلف سون
صورتان سب ہیری نینان تھی کے ہین باہر
باندیا احرام کہ تیرا کرونگا جیون طواف
ہین کتابان تو علم کیان پڑیا ہون بہت ولی
سب کرو بل کر مبارک بادی عید غدیر
مومنان کون شادی ہور خوشیان کا آیا ہی خبر
سینہ بانی عید کا جگ مین گنا و بخشش سون
مدح کیتا کہون کہ آنگے مدح کون پایان نہین
کر دعا تون بہیج صلوانان محمد پر سدا
ہے محمد قطب شہ بارہ امامانکا غلام
کھلیان ہین کلیان یو مستی ستی جیون نغمہ بہار
دیدار پر جب پدہو وے غنیمت وو گھڑی
تیری یادان سون معانی پیتا ہے پیالا مدام
لو چن دکہائے جیو دلم خانہ خانہ کر
ای ضیا کہ کل جو کیا تازہ ای صنم
ہاتف ندا کرے کر وا ے زمزم صبوح
بیدار ہیم تمن سون جاری کہانی ہے

نک چاک کر ہم ہوئے افتخار
دو مجلس تھی کرنا ہی سکون بہا
اُسی تھی دی مصطفی دو انار

وله

جیون مجنون ہوا سیر تھی تمار ذاکر
لعل تک آنچ جھوتن کو نین ہوتا نا صر
گال خط مشکین جی تا پڑتہ نہ ہوتا آخر

وله

اس خوشی آنکی سبھی خوشیان دسین اُہم صغیر
تو خوشی کے بحر کون آ بلیا سورج کبیر
عطر پان لیا کر و گوا و ورک ہور لالا و عبیر
گرد انو کی نعل کا سُرما کرین شاہ و وزیر
اس دعا صلواۃ تھی ہوگا تجھے فتح کبیر
مین سو عاجز داس تیرا یا علی سنج دستگیر

وله

مے پلا ساقی ہوا ہو سبزی مین بی اختیار
سب گھڑیان نابو جھو ہے دو گھڑی منجکون شمار
اپنی پیاران ستین توڑ و تمہین اُسکا خمار

وله

عشق تو مجہ تنم زن و مستی بہانہ کر
او غمزہ تازہ تازہ تیرا عار خانہ کر
میرے دلم میانہ رمز نہانہ کر
او چشم ساحرانہ تیرا اٹھو نہ ٹانہ کر

پہونچنا تو باد معانی عروس عیش
سہندوے ہند جب کرے مجھ جان آرام پر
ساقی آ بار با جام دے ہے او بھی آب حیات
نیناکے پانی میں سدا مجھ دل ترا سے بین کر
قصا ہے جگ میں لیلی مجنون ہور فرہاد کا
گالیاں سنتی اُو نازنین مجھ یاد کرتا کر سنیا
ہم بت پرستی چھوڑ کر زاہد نکہ بوجہ صمد
دنیا کا حکمت نا بوجھیں ہرگز حکیمان علم سوں
شعر معانی آن بندھتی ہیں جگ میں جس کے
سو رمن پیالہ میں ساقی شراب پور کر
میرے خیال کہیں پہ ہنستے ہیں عاقلان سیدا
باد سحر کیتا کرے بیہدہ ای دوا دوی
صبر میں ہے ہنسیجا صبر توں نیک جس کہا
اندہاری شہر پہ خورشید تابان تک سعو رکر
کہیا عرضہ سنو میں ناز سو کسی کام ہے منجکون
کریں ایرانہ میں پہ بادشاہی تنج نہیں ہے غم
سو اس زنجیر زلفان سوں کیتیان کون تو کرتا بند ہے
تمہارے عکس تے ہے روشن ہوا چاند سنت لیمین
غباری خط سو اس کہ پہ عجب ہے جو پہنچا ہے

قلقل کی صوت بجتی ہے مجلس شہانہ کر
تا یات مصری مصرعن میں اُسکے جام پر
پیکرا د جہوتا میں کروں رقاصی جنت بام پر
کوڑیال پتلیان سوں جیز الیجائے استفہام پر
اب عشق میرا جلوہ کرتا ہے تیری پیغام پر
اب دل کروں قربان اُس شام کی انعام پر
ہم کام میں تجہ کیا غرض رہ دنیان لاا کام پر
لگا و تترا عشق کا نس دن پیا کے نام پر
ہری صدف موتی جمیا آب دار ایر نام پر

وله

سو غم دہر سا کون یکدو قدح سوں رکر
جا تو نجا تو کہیں کچ کہیں پیا کے سور کر
یکدو خبر خوشی کے لیا سو دل و جان سر کر
اب توں ان معانی عشق سوں درد و جہان ظہور کر

وله

آہیاں لاں آہ کے داٹے میں منج سینے بھنے کر
غروری آہ کرتے میں کتا اب حسن کے زر کر
بدن کا تیان سیتا ہوں پیا توں نگہ سر کر
تسا داغ غلامی دے منجی مجھ میں عنبر کر
وگرنہ زنگ کا ٹھکرا ہے تج بن خاک سر پر کر
سو پرنی اس عشق فاسک رہے ہیب جوڑ سر پر کر

ہماری آہ کی شعلیاں تہی پایا ہے شفق لالی — آسمان دود سیں تہی پر چھایا ہے منظر کر
خدایا لطف کا باران بہیج اُس شعلہ کے اوپر — کہ جیوں نمرود کی آتش مین براہیم سرور کر
رقیبان کہنیان سنکر ہماری ہوتے ہین حیران — معانی آپنے دل مین علی کا مہر مظہر کر

وله

شیعیان کا عید پھر کر آئیا ختم غدیر — دو جہان روشنی پایا سو اُس عید کبیر
آیت قران نازل جیوں ہوا حضرت کہ تین — مرتضی ہین یس جگ مین جیون محمد بی نظیر
انبیا ہور اولیا مین حق کیا تمنا بڑا — سچ تمین داماد پیغمبر ہین علام الخبیر
مصطفی کے منبر پر ہیں دہرن آیا حیدرا — مرتضی فرمان سون پہر کر آئیا مہر منیر
دین دنیا دونی مین حضرت تے قائم تا ابد — دو جہان کی حکمتان مین ہے تمہی روشن ضمیر
کل عالم سب تمن خدمت کون باندہی ہین کمر — منج بندی بیچارہ کون باندو کمر ہو دستگیر
ازازل تہی ہے غلام مصطفی قطب زمان — منج غلام کمترین کون دست پکڑ دیا امیر

وله

ہمین ہین بے ہنر گر ہوے نظر یار — ہنر داران مین دیسین گے ہنر دار
نظر تج پر الہی کا ہوا ہے — تو دلی تہی ہین شہان سب تیرے دربار
دنیا کا پہول اپچتا ہے جفا سون — پتہ مین رکھ خدایا منج اُس آزار
محبت می دہسی اُس کہ صفا مین — ہمن پیالے می می بہر ساقی گلنار
دیا استاد منج تعلیم کچھ ہور — ہمین تج دیکھ کر باندہی ہین زنار
صراحی کے اوپر پیالا چھپا ہے — کہ اُس چھپی بغیر چھپے مین ہیکار
درد وجا نے حکیم خوب دانا — ہمارا درد کیا بوجہین گے اغیار
معانی پر نظر اُس یار کا ہے — سدا اُس نہ سون بیدار دیدار

وله

مو نظر سامنے نہین ہے یار — مین پانی مین تیرتا ولدار

پلک پر مین پلک جتا موندون — دون ہی نکلی بہرا پہالی مار
قبلہ کا ثقینہ نہ کوئی دکہا وے ساج — منجکون جو نہ ہر ناز بیک قرار
سامری سحر مین جتا کہ کرون — باطل السحر ہے بچن درکار
دار وکرتے ہزار وضع طبیب — تون دکہا غمزہ ناز سون یکبار
عشق نا نگر کیا زمین دل کا — سٹون آنجہو کہ ہوی شجر دربار
بار دہ میری جہاڑ کون یارب — پہول پہل ہوئے تا سبہی گلزار
ہے معانی گنہ گار بندا — رکہہ محبت نظر سون تج دربار

ولہ

شکل باغ پانی تہی ہوتا ہے پرور — ہمن شاخ بن پانی ہوتا ہے سرور
ہند وریت کون دیتے ہین تم روا جانا — کہ بتخانہ منے ہے ٹوپے ہمن سر
تیری یاد کا بحث غم ستین کرنے — ہمن جنسیت نا سک وو کرتا ہے عرعر
ہوا ہے ہمن قصہ یک لی رستین بند — جی کوئی بسم ناجانے ہے خبر تہی کمتر
بلائے منج اونا زنین ست ہوکر — سدا رکہہ یارب دوستی کا شکر
کلا فند ونابات کا کیا کرون گا — سو مکہ پہولی تہی باندیا گیا فند تہر
صفا تکہ تہی پیتا ہون می زعوانی — تو دندیان سون لڑتا ہے مریخ اختر
تیرے مکہ کے پانے پہ ظلمات ہے دم — نہ دستا کہان ہون اللہ اکبر
تیرے عشق کے نیر تہی مین ہون زندہ — ازل تہی سے ہوا ہے یہ روزی مقدر
معانی کی نشاخان کو نابات لاگیا — وو میٹہائی رکہتی ہین شہران مین گہر گہر

ولہ

قرآن کی ہے آیت سستین رجوٹ کر — اس ہتہ مین ہون دوانا لیجا منج اسکی دانہ
تج دیکہ کر ہتہلی مین سب کافر مسلمان — ناجا تون ریت کیا اسکا ہی گرم بازار

شرع محمدی کون لیا وو ہمارے میان نے
آیا ہے وقت مہدی ہادی جگت میانی
اس ہاد بین ہے رجنکوئی اسکو نہین کدہین غم
پیاکہ تہی چھوتا شراب منور
چکا نقل ہوٹان کا مستی سون منجکون
شیمی بے شرم نوربین ہے دہوانچ
تیرے کام مین کام راکہا ہون مین تو
منجہی آگ کوئلیان کی کرسی نہ تاثیر
براہیم کا قصہ پہچیا ہے جگ مین
عشق کے مناری اوپر جیو دل سون
تم ہمن بین کی باتان ہیان تہیان ارسیب
تیج تخلص ہے معانی معنی کے گنج سون بہریا
نہنی سانولی پر کیا ہون نظر
تیرا قد سرو نکلی جب چھند سون
پون سیتی ہٹ راکہی ہے آپ کمر
مین اس نغر سون لبدیا ہون کیا عجب
تو دور ہی ڈراوے منجی دور تہی
معانی کے باتان تہی جھرتا نمک
نازک نہنی بالی محبت مین سونا جانی ہنوز

حاک کر عمر کی نپڈن پھٹا و سنیا نگی طومار
جسکون اچھی گنجینا اسکون کہلین گے اسرار
غم تو نکہا معانی تجکون خدا ہے غمخوار

ولہ

پلا یکدو پیالی ہمن ساقی بہربہر
خوشی سات غم کون لبھاروں گا از سر
بہنٹ کو دل اس سون ہووے برابر
دیا عشق شاباشی کے منجکون چادر
تیرے عشق کی آگ کا ہون سمندر
نکو لیاو ہی کوئی کہانی آذر
معانی کہی بانگ اللہ ہو اکبر

ولہ

رات کیان باتان صبانین ہین نہین شن ضمیر
تو محمد میم تہی پایا دو عالم کا سریر

ولہ

خبر سب گنوا کر ہوا بیخبر
تو تن جوت منجکون دسن جیون قمر
سورج چند تمن جہکی وو زر کمر
وو جگ روشنی پایا کس نین خبر
وو کیا بوجہی سو دل مین ہے تو نگر
جی جاگنی کہے ہے نمک سون شکر

ولہ

تو چین گجل جہلکین لی ہاری نہ پہچانے ہنوز

نہ پرستون بھرتی نہین شیشے سر بھرتی نہین
امید مجھ تیرا اسے تج قول کون سیر آہے

نہین بن کی کھیل مولان نہین امرت ادھر لان نہین
قطب زمان کون جاب تجن نہ کی سجن من آن تون

سبز نکہ پر دمیا ہے سبزہ ہوا ستی خیز
دائرہ ناوحریفان پکڑی ہین دنبال

کیون چھپا ہوین ہمین حی پھلان گلزار سینے
دنیا کے پھول مین تجن باس فنا کا نہ سنگین

کہان کیخسرو دارا سکندر جمشید
شعر تیرا در و گوہر ہے معانی سب مین

دیکھا ہون سپنہ کہ میخانہ کا ہو دربانہ
بجائی سو سجن کیا کم آویگا منج کون

ہمین سو عجز کرین او کرے برائی کی بات
تمہارے مکہہ کی کعبے کون جن طواف کرے

معانی آس ہمین کیا بوجہین ای میخوارانہ
پیا مکہہ نوروز تھی ہے جاودان ہم عید ہم نوروز

مبارک ہین تیری مکہہ نور سورج تھی ہو امید
شہان آئی ہین زینت دیکھنے ہم بزم عشرت کا

کیا کسوت رہین نوروز پہون سنو پکیان تمین

پیالی مین مد کرتی نہین عرض نمانی ہنوز
معشوق تون میرا آہی جانے نہ دل الانی ہنوز

مکہ صفا مین یو لالن نہین آپ نرخ نا جانی ہنوز
دہی عشق گرمی ان تجن کیتا آپس نانی ہنوز

ولہ

آرزو مد جو وہی منج جیو جی تھی جیون گلریز
ہوش سون راکھہ قدم کانتی مین تج بنبہ چیز

کہ صراحی کرے قلقل اس اوپر قاضی تیز
کہ سپی پھول کون جو پھر لگیئی مین کانٹے دکھہ انگیز

دل پیالی مین بھرین ساقی شراب لبریز
شعر حافظ کہ میرا اوپرا ہے تاج پرویز

ولہ

کرونگا شکر گزارونگا سو دوگانہ نماز
ہمارا او ہی سجن کہ آوے ختم تہی آواز

سوال نادرنی سنگ کرتا ہون ور در پر نیاز
نہین ہے حاجت آسی جاونی کون تا بحجاز

تماری بزم مین کرتی ہے شمع بات مجاز

ولہ

سورج آوے حمل یانہ عیان ہم عید ہم نوروز
حراجان لیک آئے مین شہان ہم عید ہم نوروز

شہان کا شناہ دیوے دولتان ہم عید و ہم نوروز
او کسوت طرح کہ موتی تپان ہم عید ہم نوروز

محمد کی غلامی کا منج خطابی سر بلندی ہے
خوشیاں آئی محمد دور تھی منج گھر انند اسوں
جشن نت نت عید ہور جشن نوروز کا کیا جی
سہیلیاں دوستاں گل دو کہ غم کا سب اثر بہا گیا
خدا منج بخت دولت کا ہے سب تھہان اوپر
پیا تج مدح بولیا نہوں امید ہور آرزو ستیں
تمہاری صف کہنے سے ہوا منج شعر نورانی
تمہارا فیض بخشش کا بہوت ہی عام خاصاں پہ
دعا سوں ختم کر رنگین غزل قطبا اب اتوں
خدا یا عید ہور نوروز شادی اسکی کہہ ہو برسان
اری خیال لیجا ودو تو خبر میرے پیا پاس
دن رات اوجالا اچھے او دن تون عاکر
رازِ نس کا تم سیتیں کہنا ہوس
بی کچی کلیاں بھری باغاں منے
بزم تیرا دستا ہے رنگین بہشت
کونلی ڈالی کوں لگے پھل رنگ رنگ
سب بہشتی حوراس باسان جیوین
شاعران پڑتے معانی شعر نیک
ہوا ہے فرح بخش ہور ساقی سرس

ولہ

سورج کرنا سوں باندی سایہ بان ہم عید ہم نوروز
بہوت کر شکر دائم میں سکھاں ہم عید ہم نوروز
سوہی ماہی مراتب تاران ہم عید و ہم نوروز
خبر لیاتا خوشیاں کا یو زماں ہم عید ہم نوروز
تو منج دربار کر جیں گجان ہم عید و ہم نوروز
دیو تشریف گنج لامکاں ہم عید و ہم نوروز
او شعراں کوں پڑیں سب شاعراں ہم عید ہم نوروز
ہمن تا بخشو عشق کے لایاں ہم عید و ہم نوروز
کریں آمین ملک ہور قدسیاں ہم عید ہم نوروز
کروں تا خدمت صاحب زماں ہم عید و ہم نوروز

ولہ

منج تا ہیں طلب بندگی کا نیر اس لباس
مقبول عا ہو تیرا غم جاوے کہ سب نہ پاس

ولہ

تیری بات انکار کا سنتا ہوس
رس کی کلیاں باغ تج چننا ہوس
کیدو باتاں پیالہ سوں کہنا ہوس
اس پہلاں سیتی کھڑا گندنا ہوس
روح کوں اس باس ہے سنگنا ہوس
شعر حضرت مدح پر پڑنا ہوس

ولہ

سمندنا نہ پر باندی ہیں کس پہ ترکش

سو اس لعل کا گرد عنبر ہے جیو کا / وو خوشبوئی سنگ ہوتی عطار عیش
سورج چاند کون کیون کرون تج برابر / ہمن مین کا نور ہے نون پری وش
معانی ربا ترک کر عیش سعن آچہ / کہ شہپر یا ہے تج ہات انچل سنبر وش

ظفر شیخ محمد برہان اورنگ آبادی

ظفر تخلص - شیخ محمد برہان نام - آپ اورنگ آبادی المولد والمنشا ہین - سن شعور وتمیز کے بعد آپ نے کتب درسیہ متعدد اساتذہ سے پڑہین - فارسی عربی مین استعداد کامل حاصل کی - اور عروض و قافیہ و علم ادب حضرت آزاد بلگرامی سے اخذ کیا معرکہ سخن سنجی مین ظفر مند و میدان شاعری مین فیروز مند تہا - آخر آپ نے سنہ ۱۲[illegible] ہجری مین دنیاے فانی سے بعالم جاودانی رحلت کی -

من اشعارہ

بود شکوہ ز صیاد دل آزار مرا / گر دہد موسم گل رخصت گلزار مرا
ہست گویائی من قدر جواب سائل / پاس تمکین خودم ساختہ کہسار مرا
بید مجنون صفتم سر بزیر زمین تسلیم / خم شدن بہر تواضع نبود بار مرا

ولہ

درین عہد ست الفت بسکہ سامان جدائیہا / بغل گیری بود مقراض قطع آشنائیہا

ولہ

بے ادب بر شاخ گلبن آشیان خویش بست / خندہ می کردند گلہا بر شعور عندلیب

ولہ

عوض بوسہ لعلش دل و جان این ہمہ نیست / بدل طلعت و باغ جنان این ہمہ نیست
دل بسودائے سر زلف کسے رفت ز دست / گر نشد سود درین کار زیان این ہمہ نیست
مشتم ابدل کہ بود زلف صنم تارے چند / بر حذر باش کہ پیچیدہ بہم مارے چند

نیست امیدم شود با آن پری صحبت برار
دست و رنگ حنا حیلے با سانی گرفت

وله

از وطن آواره گشتن هست استقبال مرگ
حاجت روائے عالم محتاج کس نگردد

وله

گل از خدنگ نازِ تو در خون طپیده
نقش قدم ظفر سر راه تو دیده گفت

وله

از عهد شعور می پرستم کردند
در گلشن اتقیا ز مثل نرگس

وله

به بزم آتشین رویان دل دیوانه گم کردم
سبا و اهیچکس یارب چو من آواره مجنونے

وله

من هوای بوسه دارم وز من دار و کنار
آرزو دارم چنین ورد دست من قند نگار
برمیاورای شهر بهر خدا محمل رسنگ
بر شیشه ننگ باشد تقلید جام کردن
نرگس بشوق دیدن چشم تو دیده
از دامن که ریخته گلهائے چیده
دیدند ز اهل هوش مستم کردید
چشم شده وا جام بدستم کردند
سپیدی داشتم اما در آتش جا گم کردم
کز آبادی جدا افتادم و ویرانه گم کردم

ظہوری - ملا محمد طاہر

ظہوری تخلص - ملا محمد طاہر نام - نور الدین لقب ہے - ترشیزی الموطن ہے - وطن الوفہ میں سن شعور و تمیز کو پہنچ کے علما و فضلا کی خدمت میں کتب درسیہ سے فارغ ہو کے شعر و شاعری کی طرف راغب ہوا - قدرۃً موزون الطبع تھا - تھوڑی ہی مدت میں کلام موزون کرنے لگا - اور کلام کو تشبیہات و استعارات کے زیور سے ایسا آراستہ کیا کہ کلام کا رتبہ درجہ بلندی کو پہنچا - شعرائے معاصرین اسکے کلام کی داد دینے لگے - اور اسکی عظمت و بزرگی تسلیم کرنے لگے - اسیطرح متاخرین نے بہی اسکی بزرگی و استادی کو مانا ہے - جہان اسکا نام لیتے ہین عظمت کے ساتھ لیتے ہین چنانچہ میرزا صائب کہتا ہے ؎

صائب بلند است قیمت سرو برگ این غزل　　این فیض از کلام ظہوری بمار سید

تاریخ بیجاپور کے مولف نے لکھا کہ ظہوری کو فن شاعری مین ملا وحشی یزدی سے تلمذ ہے
ظہوری کی طبیعت کیا تھی۔ بحر مواج تھی۔ سخن سنجی کے میدان مین ایسی جولانی کی کہ
اقران و امثال سے بڑھ گیا۔ نظم و نثر مین فصیح اللسان و بلیغ البیان ہے۔ اسکی نثر
بے نظیر جواہر معانی کا گنجینہ اور نظم لآلی خوش بیانی کا خزینہ ہے۔ بازار سخن نے اسکی
رنگین بیانی سے رونق تازہ۔ اور گلشن کلام نے اسکے شگوفہاے معانی سے شادابی
بے اندازہ پائی۔ انتہی کلامہ۔

بہارستان کے مولف نے لکھا کہ ظہوری کی گذر اوقات کا مدار کتابت پر تھا۔ باوجود علم و فضل
مفلوک الحال تھا زندگی تنگی سے بسر کرتا تھا۔ عالی ہمت بلند حوصلہ تھا۔ مال و دولت
کو محض لاشئ جانتا تھا۔ بذریعہ کتابت جو کچھہ دستیاب ہوتا تھا اسی پر قانع و صابر رہتا تھا
مشہور ہے کہ تاریخ روضۃ الصفا سو مرتبہ لکھہ کے فروخت کیا تھا۔ انتہی کلامہ۔

مرآت الخیال کے مولف نے لکھا کہ تحصیل علوم کے بعد ظہوری کو سیر و سیاحت کا شوق پیدا
ہوا۔ پس وطن مالوف سے برآمد ہو کے عراق عرب و عجم کی خوب سیر کی شعرا و علما کی صحبت
مین مستفید ہوا۔ اسی سیر و سیاحت کے سلسلہ مین سیر کرتے ہوئے ۹۸۸ھ ہجری مین وطن
مالوف سے بلدہ بیجاپور دکن مین پہنچا۔ تذکرہ ہمیشہ بہار کے مولف نے لکھا کہ اولا احمدنگر مین
پہنچ کے ملک قمی نزیل احمدنگر کے پاس فروکش ہوا ملک قمی اسوقت بیجاپور سے سفارۃً
احمدنگر مین آیا تھا۔ ملک قمی نے ظہوری کے ساتھہ مہمان نوازی مین کوتاہی نہین کی۔ اور
ظہوری کی محبت کو دل مین متمکن کیا۔ جب ملک قمی نے احمدنگر سے بیجاپور مین مراجعت
کی تب چند روز کے بعد ظہوری بھی بیجاپور مین پہنچا۔ اسوقت ابراہیم عادل شاہ وطن

حکمرانی کرتا تہا۔ حکیم الحکما میرزا محمد یوسف بیجاپوری کے مکان پر فروکش ہوا حکیم صاحب مہمان دوست و غریب نواز تہے۔ آپکا خوان کرم کشادہ تہا۔ اکثر غربا آپکے دولتخانہ پر مہمان رہتے تہے۔ آپ مہمانون کی خاطرداری و مدارات نہایت خندہ پیشانی سے کرتے تہے۔ حکیم صاحب نے ظہوری کے ساتہہ حسن سلوک فرمایا۔ اور مہمان کو عزت و آبروسے عزیز مکان مین رکہا۔ اور مہمان نوازی کے حق کو کامل طورسے ادا کیا۔ چند روز کے بعد ظہوری صاحب ترجمہ نے حکیم صاحب کی مدح مین ایک قصیدہ طویل لکہا۔ اور اشعار مین کنایۃً ممدوح کے نام کیطرف اشارہ کیا ہے اور اسمین اکثر اصطلاحات علم طب بتقریب حسن طلب درج فرمایا ہے اور اپنے حالات افلاس کا بہی اظہار کیا ہے۔ شعرائے سخن فہم اسکے ہر ایک شعر کی داد دیتے ہین۔ جو شخص علم طب کے اصطلاحات سے واقف ہوگا۔ قصیدہ کے مطالعہ سے محظوظ ہوگا۔ حکیم صاحب نے اسی قصیدہ کے ذریعہ سے ظہوری کو بادشاہ عادلشاہ کے دربار مین باریاب کرایا۔ اور اسکو فقر و فاقہ کے شکنجہ سے آزاد فرمایا۔ اب مین قصیدہ کے چند اشعار بطور نمونہ گزارش کرتا ہون۔ **هو هذا**

خموش چون شوم از غیب می کنند ندا	کہ لب مبند ز مدح اجلۂ الحکما
مسیح عصر شفا خضر وادی الہام	مسمی خبر خلائق عزیز مصر بقا
زہے کریم نہادی کہ در نی گلشن	نیافرید خدا نون متصل با
چراغ بزم ضمیر تو ثابت و سیار	گیاہ گلشن جود تو سدرہ و طوبی
عجیب نیست کہ از مین نبض گیری تو	باعتدال جہد نبض معدہ
بعلت یرقان طمع گرفتارم	عجب نباشد اگر زر با[illegible]

زبانہ ریختہ شور آب حسرتم در حلق — چرا اسیر نباشم بقرحۂ احشا
ہمیشہ شدہ افلاس بر جگر دارم — کہ غیر شربت دینار نیست مسہل وا
چہ حالتست کہ ہرگز گلوی روزی من — ہمیشو در کمند خناق فاقہ رہا
نہ بد در تپ ہجران یار بستہ دہن — کسے ز شربت عناب شکر روی شفا
دہد بجائے سقنقور بخت بد کافور — چنان بجلۂ دل آورد عروس جا
چرا ہمیشہ نباشد دہان عیشم تلخ — کہ سنجیل شود خشم بمرہ صفرا
نیافت مادہ احتیاج ہنوز — تمام عمر تلف شد بہ پختن سودا
کجاست مسہل سقمونیای بود کہ شد — ز بلغم لزج خلط ممتلی اعضا

کل قصیدہ ابتدا سے انتہا تک اصطلاحات طب پر شامل ہے۔ قصیدہ کے اشعار ستر اسی ہین۔ ابراہیم عادل شاہ ظہوری کی ملاقات سے بہت خوش ہوا۔ خلعت و منصب سے سرفراز فرمایا۔ خود عادل شاہ سخن فہم و علم دوست تہا شعرا و علما کی بہت ہی قدر کرتا تہا۔ چنانچہ میر سنجر معمائی کاشی ابراہیم عادل شاہ کی مدح مین کہتا ہے ؎

دو شاہ شاعر پرور بلند نام شدند — نخست والی غزنین دوم خدیو دکن
رسد بعہد تو شاعر بپایہ ملکی — زہے نوازش شاہ و زہے ظہور سخن

اس شعر مین ملا ملک قمی و ملا ظہوری کے طرف اشارہ ہے۔ ظہوری کی لیاقت و مہارت دیکہہ کے نہایت ہی خوش ہوتا تہا۔ اور ناز کرتا تہا کہ میرے دربار مین ایک ایسا فرد فرید آیا کہ کہین رؤسائے ہند کے دربار مین اسکا نظیر نہوگا۔ اکثر ظہوری کو اپنی مصاحبت مین رکہتا تہا۔ باہم مالک و مملوک مین ایسا اتفاق و اتحاد تہا۔ جیسے باہم اعزہ و اقارب قریبہ مین ہوتا ہے۔ اس قرب و اتحاد کو حاسدین دیکہہ کے رشک و حسد کرتے تہے اور کہتے تہے کہ

ظہوری عادل شاہ پر فریفتہ ہے۔ اور عادل شاہ بہی اُسپر شیفتہ ہے واقع مین ظہوری
بادشاہ کی قدردانی و جوہرشناسی دیکہہ کے بادشاہ پر قربان ہوتا تہا۔ ستائش نامے
و قصائد مدحیہ لکہہ کے پیش کرتا تہا۔ عادل شاہ صلات و عطیات سے سرفراز فرماتا تہا
حاسدین رشک و حسرت سے جلتے تہے۔ پس ظہوری نے تہوڑی ہی زمانہ مین عادل کے خوان
احسان سے بیشمار مال و زر جمع کرلیا۔ و دنیوی مراتب و مناصب سے سربلند ہوا۔ ملک قمی نے
جو دربار عادلشاہی مین معزز شعرا سے تہا۔ ظہوری کی لیاقت و استعداد و ترقی خداداد
دیکہہ کے محبت و اتحاد کی بنا باہم قائم کی اور اپنی دختر نیک اختر سے مولانا ظہوری کی شادی
کردی۔ مولانا کو دامادی کی عزت سے معزز کیا۔ پہر خسر و داماد مین باہم ایسا اتفاق ہوا
کہ دونون باہم تالیف و تصنیف مین شریک رہتے تہے۔ اور صلات و انعامات کو بالمناصفہ
تقسیم کرتے تہے۔ چنانچہ ظہوری خوان خلیل کے دیباچہ مین لکہتا ہے کہ (قبل ازین در
پیرائش گلزار ابراہیم واکنون در گستران خوان خلیل سہیم عدیل ملک الکلام ست الخ)
بہارستان کے مولف نے لکہا کہ ظہوری نے ابراہیم عادلشاہ کے نام پر خوان خلیل
و گلزار ابراہیم و کتاب نورس مولفہ عادل شاہ کا خطبہ لکہا۔ عبارت نثر و نظم کو
لوازم تشبیہات و استعارات بل مبالغہ و اغراقات کے ساتہہ ایسا آراستہ کیا
کہ شعرائے نازک خیال اسکی بی نظیری و عدم المثالی کو مانتے ہین اسکا ہر ایک فقرہ
مسجع و مقفیٰ ہے۔ جامع معنی تازہ و شگفتہ ہے۔ یہہ نثر بہ سہ نثر ظہوری مشہور ہے
دکن و ہند مین منتہی طلبہ کے درس مین دائر و سائر ہے۔ اور ظہوری کا ساقی نامہ جو
برہان نظام شاہ بحری کے نام سے لکہا ہے مرغوب طبع سخن سنجان نازک خیال ہے
ساقی نامہ مین سخنوری کی خوب داد دی ہے چنانکہ تمام ارباب سخن کا اتفاق ہے

کہ ظہوری کا ساقی نامہ تمام شعرا کے ساقی ناموں پر فائق ہے کسیکا ساقی نامہ اسکا مقابل
نہیں ہوسکتا ہے بخشی الملک ہمت خان ولد اسلام خان بدخشی عالمگیری نے تقریبًا
اساتذہ کے ایک سو بتیس ساقی نامے جمع کئے کسیکا ساقی نامہ اُسکے ساقی نامہ کا ہمسنگ
و مقابل نہیں ہوا۔ انتہی کلامہ۔ کلمات الشعرا کے مولف سرخوش نے بخشی الملک
کی نقادی بہ نسبت ساقی نامہ از روئے فخر اپنے طرف منسوب کی۔ کہتا ہے کہ مین نے
ایکسو بتیس اساتذہ کے ساقی نامے جمع کئے لیکن کسی استاد کا ساقی نامہ ظہوری کے کلام کا
مقابل وہم سنگ نہیں ہوا الا فقیر سرخوش کا ساقی نامہ جو بنام عالمگیر بادشاہ ہے دوش
بدوش و پہلو بپہلو ہے انتہی کلامہ۔ واقع مین اگر انصافًا دیکھا جائے تو ظہوری کا
ساقی نامہ چیزے دیگر ست و سرخوش کا ساقی نامہ چیزے دیگر۔ دونون مین فرق بیّن
ہمچو آسمان و زمین ہے جو شعر و سخن سے دلچسپی رکھتے ہین وہ خوب اس فرق کو سمجھتے
ہین۔ اور تمیز کرسکتے ہین۔ واللہ اعلم بالصواب ذیل مین بطور نمونہ ہر ایک کے ساقی نامہ
سے چند چند اشعار گزارش کرتا ہون تاکہ ناظرین مطالعہ سے تمیز کرلین گے۔

اور سرخوش وغیرہ تذکرہ نویسون نے لکھا کہ جب ظہوری کا ساقی نامہ برہان نظام شاہ
والی احمد نگر کی خدمت مین پیش ہوا تب برہان شاہ نظام الملک نے باوجود ناآشنائی
سخن ساتھہ ناقی نقدی زر و جنس سے لدے ہوئے صلہ و جائزہ بھیجا۔ جسوقت بہہ صلہ
پہنچا اُسوقت قہوہ خانہ یا حمام مین بیٹھا ہوا تھا اور قلیان کشی و قہوہ نوشی مین مشغول
تھا۔ ہرکارون نے صلہ مذکور پیش کرکے قبض الوصول طلب کیا۔ فورًا پرچہ کاغذ پر
مستغنیانہ لکھدیا۔ کہ تسلیم کرو نہ تسلیم کردم۔ بعضے تذکرہ نویسون نے لکھا کہ کل صلہ
کی نقدی حمامچی اور حمام کے خادمین کو تقسیم کردی۔ عرفًا کل کا تقسیم کرنا نادر معلوم ہوتا ہے

واقع مین اسمین سے کسقدر مغذبہ رقم دیا ہوگا۔ تذکرہ نویسون کا قول مبالغہ سے خالی نہین ہے۔ والعلم بحقیقۃ الحال عند اللہ۔

ابراہیم عادلشاہ کی توجہ و قدر دانی سے ظہوری نے ہند و دکن مین خوب شہرت پائی۔ اسکی نظم و نثر کے چرچے شعرا کے مشاعرون مین ہونے لگے۔ جب ۹۹۹ھ ہجری مین اکبر بادشاہ نے ابو الفیض فیضی کو دکن کی سفارت پر مقرر کیا۔ فیضی حسب الحکم دکن مین آیا۔ سفارت کا کام نہایت خوبی کے ساتھ انجام دیا۔ اور بادشاہ کی خدمت مین ایک عرضداشت بھیجی اسمین ملک دکن کی کامل رپورٹ لکھی اور اسی عرضداشت مین لکھا کہ احمدنگر مین دو شاعر خاکی نہاد وصافی مشرب ہین۔ شعر و سخن مین رتبہ بلند رکھتے ہین۔ ایک ملک قمی ہے جو لوگون سے کم آمیزش رکھتا ہے۔ تنہائی کو پسند کرتا ہے دوسرا ملا ظہوری رنگین کلام خوش خلاق نام ہے ہر ایک آستان بوسی کا مشتاق ہے اور عرضداشت مین یہہ نقل بھی لکھی کہ ملا ظہوری نے مجھہ سے نقل کی کہ ایک روز شعرا مکہ معظمہ باغ مین مجتمع تھے اور افراد بنی آدم بھی حوض پر بیٹھے ہوے ہم صحبت تھے اور باہم مکالمہ کا دور چل رہا تھا سلسلۂ کلام مین ایک بزرگ ماوراء النہری نے کہا کہ فردا یعنی بروز قیامت اسی طرح حوض کوثر کے چارون کونون پر خلفائے اربعہ بیٹھکر مومنین کو آب کوثر پلائینگے۔ اسوقت ایک شیعہ جسکا نام محمود صباغ نیشاپوری تھا کھڑا ہوا کہا لے نامعقول کیا بکتا ہے حوض کوثر مدور ہے اسکے ساقی علی مرتضی ہین۔ یہہ فقرہ کہکے فرار ہو گیا۔ انتہی کلامہ۔

مولانا آزاد بلگرامی فرماتے ہین کہ تقریب حوض کوثر جو احادیث مین وارد ہوا ہے گزارش کیا جاتا ہے حوض کوثر مربع ہے چنانچہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالی نے کتاب بدور السافرہ مین لکھا ہے کہ اخرج احمد والبزار عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا علی الحوض انظر من یرد علی والحوض مسیرۃ شہر و زوایاہ علی السویۃ یعنی عرضہ مثل طولہ الخ انتہی کلامہ۔ تاریخ بیجاپور سے معلوم ہوا کہ ملک قمی ملا ظہوری بیجاپور سے

احمد نگر فیضی کے ملنے کے لئے آئے تھے۔ فیضی کے قیام احمد نگر میں سکونت پذیر رہے اکثر اوقات فیضی سے ملتے تھے باہم مکالمہ و مشاعرہ کا خوب دور چلتا تھا۔ فیضی کو دونوں کی ملاقات سے لطف و مزہ حاصل ہوتا تھا۔ دونوں فیضی کے ہم خیال و ہم مشرب تھے۔ دونوں نے اپنے دیوان فیضی کو ہدیۃً دئے۔ فیضی نے نہایت خوشی سے دونوں کے تحائف نادرہ کو حسن قبول سے لیا۔ دونوں کا شکریہ ادا کیا اور مطالعہ کی کتب میں رکھا۔

خزانۂ عامرہ میں آزاد بلگرامی نے لکھا کہ ظہوری عرفی کے درمیان موالات و مراسلات کا سلسلہ جاری تھا۔ ایک دفعہ ظہوری نے ایک شال کشمیری عرفی کے لئے تحفہ میں بھیجی۔ شال معمولی درجہ کی تھی ہدیہ کے لائق نہ تھی۔ عرفی نے شال کی ہجو میں یہ ایک رباعی لکھی۔ ؎

این شال کہ وصفش نہ حد تقریر است — آیات رعونت مرا تفسیر است
تا ماشش نکنی نمانش کشمیر کر و — صد رخنہ بکار ہر دم کشمیر است

مشہور ہے کہ ظہوری و ملک قمی نظیری نیشاپوری کو مانتے تھے اور اسکی لیاقت و شاعری کی داد دیتے تھے۔ اسیطرح نظیری بھی دونوں کو عظمت کی نظر سے دیکھتا تھا۔ باہم دوستانہ تھا۔ خط و کتابت کا دروازہ باہم کشادہ رکھتے تھے۔ سنہ ۱۰۲۰ ہجری میں ظہوری و ملک قمی نے اپنے دیوان نظیری کے پاس تحفہ بھیجے تھے۔ نظیری نے ان کے بعض انتخابی غزلیات پر غزلیں لکھیں۔ یہ ماخوذ ہے تذکرہ تمنائے اورنگ آبادی۔

مرات الخیال کے مولف نے لکھا کہ ایکروز شیخ ناصر علی سرہندی کی مجلس میں شعرائے اسلف کا تذکرہ ہورہا تھا۔ شیخ نے کہا کہ تمام روئے زمین میں ظہوری سے بہتر کوئی شخص پیدا نہیں ہوا حاضرین مجلس سے ایک شخص نے کہا آپ کیا فرماتے ہیں؟ متقدمین سے ایک شیخ نظامی ایسا فرد ہے کہ اسکا کلام ظہوری کی سمجھ میں نہ آیا ہوگا۔ ناصر علی گرم ہوا۔ اور کہا کہ ظہوری نے

شیخ کے کلام کو لائق سنجا نا ہوگا۔ مشہور ہے کہ ظہوری نے ایک وقت شیخ فیضی کی خدمت میں ایک رقعہ لکھا تھا۔ اور اس رقعہ میں ایک غزل بھی لکھی تھی۔ فیضی نے جواب نہیں بھیجا۔ فقیر مولف کو رقعہ دستیاب نہیں ہوا مگر غزل دیوان میں ملی

ھوھذا

از دم تیغ نگہش بطپیدن دہیم	سرمہ حیرت کشیم دیدہ بدیدن دہیم
از روش جلوہ آہ برآہ افکنیم	در خلش غمزہ خون بچکیدن دہیم
بند نقابے کشیم تیغ و ترنج اوریم	یوسف یعقوب را کف ببریدن دہیم
گوشہ داماں آہ ماندہ تہ کوہ ضعف	اشک سبک گام را پائے دویدن دہیم
گرچہ ندارد کمند کنگر ایوان وصل	نالہ شبگیر را تار رسیدن دہیم
بہر تماشائے حسن بر رہ شاہین عشق	فاختہ عقل را بال پریدن دہیم
از خس و خار رہی چیست گلستان کنیم	برگ گل و لالہ را نوک خلیدن دہیم
توبہ پرہیز را کردہ شکستن درست	محضر ناموس را زیب دریدن دہیم
آمدہ نزدیک لب حرف کسی دور نیست	گر بن ہر موے را گوش شنیدن دہیم
محمل دل در حرم پائے بداماں کشید	بختی امید را سر بچریدن دہیم
بخت ظہوری بسعی دامن دولت گرفت	بازوئے اقبال را زور کشیدن دہیم

جب فیضی کی تفسیر سواطع الالہام یعنی تفسیر غیر منقوطہ سنہ ۱۰۰۲ ہجری میں تمام ہوئی تب شعرا و علما نے تاریخیں اور تقریظیں لکھیں ملا حیدر کاشانی نے پوری قل ہو اللہ سے تاریخ نکالی یعنی سورۂ مذکورہ کے حرفوں کے عدد شمار کئے جائیں تو (۱۰۰۲) عدد ہوتے ہیں۔ ظہوری و ملک قمی نے بھی قصیدے اور رباعیاں لکھیں۔ رباعیات

مندرجۂ ذیل ہیں ۔

دانائے ازین دفتر کل دریا شد ۔۔۔ پیداست نقاطش زچہ پا پیدا شد
شد وقت حصاد دانہا خرمن گشت ۔۔۔ شد سیر تمام قطرہا دریا شد

وله

ازچین سخن گران سخن نتوان ساخت ۔۔۔ بوی بوزید صفحہ مشک افشان ساخت
صیاد خیال از پئے آہوئے قلم ۔۔۔ ہر نافہ کہ چید در بغل پنہان ساخت

وله

این نسخہ کہ شاد کرد ناشادان را ۔۔۔ رہ ساخت شاگردی استادان را
ہر نقطہ زتار خط نیفکند کمند ۔۔۔ در بند رواند اشت آزادان را

وله

اے بخت بیا یاری این بیکس کن ۔۔۔ تا پیش روم موانع رہ پس کن
ہر نقطہ کہ کردند ازین نسخہ برون ۔۔۔ شد مہر لب سخن ظہوری بس کن

وله

این خردہ چہ خردہا کہ نایاب شدند ۔۔۔ ذرات درین شعشعہ سیماب شدند
ازپردۂ لفظ حسن معنی بدمید ۔۔۔ خورشید برآمد اختران آب شدند

وله

فیض ازل ازچہرہ برافکند نقاب ۔۔۔ از لوح خرد سترد آثار حجاب
سرزد خورشید معنی ازمشرق لفظ ۔۔۔ نیلوفر نقطہ سر فرو برد بہ آب

ظہوری کی وفات

بمصداق کل من علیہا فان ۔ ظہوری بعارضہ بخار بیمار رہا ۔ معالجہ کیا جاتا تھا لیکن کوئی دوا موثر نہیں ہوتی تھی مرض روز بروز بڑھتا گیا ۔ آخر ۱۰۲۵ھ ہجری میں اس دار فانی سے بملک بقا روانہ ہوا ۔ بیجاپور کے مقبرہ میں دفن کیا گیا ۔

اب میں ظہوری کے دیوان سے اشعار مندرجۂ ذیل گذارش کرتا ہوں ملاحظہ ہو

ہر دم ہوس نہد سخن در زبان ما ۔۔۔ عمرے ببوسہ کاش نہی بر دہان ما

دلبر به بردن دل ما کرد دلبری — جانان قسم نمی‌خورد الا بجان ما
در بارگاه سوز و گداز یم صف نشین — کرسی برای داغ نهاد استخوان ما
گریهٔ خونش رنگین بساطی چیده در بازار عشق — می‌چکد یاقوت تراز پنجهٔ مرجان ما
زود بر نخل هوس نی بار می‌آید نه برگ — لرزهٔ حسرت چنین گر می‌بید افشان ما

وله

بهار آمد جنون دیگر بصحرا می‌برد ما را — خموشی باز بر هنگامه بندی داغ خونبار را
بکوششها نیست حکم عشق از سیماب برچیدن — شکیبائی که نواند کرد تا صبح ناشکیبا را

وله

کرده‌ام سرمه خاک راهش را — دیده‌ام جوهر نگاهش را
شب از مژگان تر رفتم غبار آستانش را — پشیمانم که کاری یاد دادم پاسبانش را

وله

بر نتابد جگر دردکشان درمان را — نه پسندد سر شوریده سران سامان را
خلق را فرسوده آسائش خواب و روم — ضعف از آه نبر بخیر کشید افغان را

وله

شد طبیب ما محبت منتش بر جان ما — محنت ما راحت ما درد ما درمان ما
رونق بازار ارباب محبت ظاهر است — مشتری جز ما که باشد بر در دکان ما

وله

آباد کرده عشق تو جان خراب را — در خرمن عطش زده برق شراب را
یک دیدنست آفت یک شهر جان و دل — لطفی است بر مدار ز عارض نقاب را
بر هم نمی‌زنم همه شب دیده گر به سرشک — الماس ریزه در ته پهلوست خواب را

وله

هوای صبح نبخشد تازگی گلهای خورم را — چه نسبت با گل پژمرده با فیض شبنم را
زهی طالع که گر صد شعله از هر برگ برخیزد — نیفتد سایه بر پشت ما یک ابر بی‌نم را

وله

و گر خوش است در عشرت بهر ایم مهتاب امشب — شنیم خوش شب میکنیم با آفتاب امشب
بدین داده‌ام از هر بن مو دیدهٔ دیگر — بحکم دولت بیدار در خواب است امشب ما

وله
دلها شکار آهوی صیاد گیر تست ... آزاد کیست آنکه بصد جان اسیر تست
خون را به آب گریه دهم یا بباد آه ... گر هستیم غبار ضمیر منیر تست
نیازموده که روز غرور تا چند است ... اگر حریف ضرور است عجز ما اینجاست

وله
مروکه میروم جان ز تن مروت نیست ... غریب هستم و در وطن مروت نیست
دل غریب وطن کرده شهریار دکن ... بسهو یاد وطن در دکن مروت نیست

وله
ز ظهوری دم شاگردی ... فیض استادی شاه دکن است

وله
شیدای تو با دیر و حرم کار ندارد ... افکند ز کف سبحه و زنار ندارد
جان گر چه دهد طرز خرام تو زمین را ... بنشین که زبان قوت رفتار ندارد

وله
آنانکه خبر نکهت کاکل گرفته اند ... در بوستان دماغ سنبل گرفته اند

وله
دیده حیرت زده شد رخصت دیدن دارد ... وقت غوغای خموشست شنیدن دارد

وله
گفتم برای دیده جان توتیا رسید ... تا گفتم این غبار رهی از هوا رسید
خورشید را که در بغل ذره دیده است ... این آرزو بخاطر من از کجا رسید
انبار حسرت از غم خرمن نهاده ام ... خوش آفتی بمزرع مهر و وفا رسید

وله
خام است دل به آتش حسرت کباب باد ... داد از خمار عشوه ساقی شراب باد
بر باد کنج کشته ظهوری خراب کرد ... آبادیش بدولت جان خراب باد
تحفت رسید و رام نشد خرمی هنوز ... مردیم و درد نبرد بغمها کمی هنوز
ترسم دلت ز مرگ ظهوری شود ملول ... در چاره تحمل است مسیحا دمی هنوز
خوشا فرقی که افسر یافت از خاک کف پایش ... خوشا چشمی که حیران گشت بر رخسار زیبایش
برون می آید آخر آرزو از تلخ کامیها ... ازین چشمی که حسرت دوخت بر لعل شکر خایش

درد نداری ز ندا وا چه حظ   دم بکش از ناله عمدا چه حظ
درد نهان گرد هدم فرصتی   گویم ازین ناله رسوا چه حظ

وله

سر نهادیم بسامان چه نزاع   جان سپردیم بجانان چه نزاع
دل ما را سر رسوائی نیست   نیست گر عشوه پنهان چه نزاع

وله

دیده ها گنج اشک جگر معدن داغ   مهرے از داغ نهم بهر سر مخزن داغ
خورده سنبل ز تاب آهم تاب   شد اخگر ز رشک آتشم داغ

وله

برداشتی نقاب ز دیدن بر آمدم   در گفتن آمدی ز شنیدن بر آمدم
از بیخودی بسینه دریدن سپیده کاره   شادم ز تنگ جامه دریدن بر آمدم

وله

شهر پر ناله و فغان دارم   همچنان مهر بر دهان دارم
عشق تشریف تازه پوشیداد   شال از رشک پرنیان دارم

وله

زهر تلخ است کام را نازم   راه دور است گام را نازم
آن همه الفت این همه وحشت   همه رم گشت و رام را نازم

وله

در بهار از لاله داغ دل بهامون میبرم   هدیه هم عرض جنون عرض بمجنون میبرم
هر کجا بینیم نشان پائے ابراهیم شاه   در نثارش گوهر تاج فریدون میبرم

وله

آفتابی در نقاب ذره پنهان میکنم   میشوم گم در خود این کار نمایان میکنم
اینقدر بیدردی ورا پرستی خوب نیست   حق دهد فرصت ظهوری را پشیمان میکنم

وله

از تو وقت صبحدم کاکل پریشان ساختن   در صبا مغز جهانی عنبرستان ساختن
کاکلے دارم چگونه طره وا دهم پس   خاطرش جمعست از خاطر پریشان ساختن
نوبهار آمد جنون وارد و گر جان نوی   بسال نو گره بدهد آورد دست قربان نوی

نغمه را گر دست گل هم شوخی و هم پختگی	عندلیب بال خوردی گلستان نوی
انجمن افروزی انجم ظهوری شد کهن	میکنم بر سینه از داغش چراغان نوی

من رباعیاته

بر تا به هجر طپیدن چکنم
عیبی است عظیم زندگانی بتو
هر حرف که هست داستان من و اوست
در رشک ز عیش و عشرت یکدیگریم

وله

سرم کرده صبرم آرمیدن چکنم
دارد خجلم امید دیدن چکنم
نقد دو جهان بجنس کان من و اوست
زین ناز و نیاز یکه میان من و اوست

از ساقی نامه در بیان دور شراب

بیا ساقی ای سحر من گل بیا	تو گل من خزان دیده بلبل بیا
بروئیم در خنده بستن چرا	تبسم بلب در شکستن چرا
چه گردیده واقع که چشم سیاه	نگه باز گرداند از نیم راه
چه دنبال ابرو گره کرده	کمان سیه تو زه کرده
بیا ساقی بگذار آن روز را	بده آتش معذرت سوز را
گر از افعی توبه دل زخم خورد	توان جان بتریاق عفو تو برد
درست است دعوی رندی من	که با کاکلت توبه شد هم شکن
دران توبه امید بهبود نیست	که چون لعل ساقی می آلوده نیست
بیا ساقی ای باز خاطر شکار	که خونی ست چنگ عقاب خمار
ز گلبن چمن گشته طاوس رم	برون آر خون کبوتر ز خم
بده تا درین دامگاه مجاز	ز گنجشک مینا خورد شاهباز

کسے چند باشد چنین تنگدل
سرت گردم اے ساقی سنگدل

اسیر خمارم شرابی کجاست
دلم برد لم سوخت آبی کجاست

بکش خنجر انتقام از غلاف
سرت گردم ای ساقی سینه صاف

دل تیره ام را صفائی بده
اگر صاف حیف ست لائی بده

بیا اے نمک پاش زخم جگر
که بختم ز اشکم بود شور تر

ببین تلخی عمر شیرین من
بده ساغری بگذر از کین من

برافروز آتش بکانون جام
مگر شهد عیشم پذیرد قوام

بیا ساقیا جان فدا می کنم
تو دشنام ده من دعا میکنم

ز لعل تو تلخی که سر میزند
ره کاروان شکر میزند

بیا ساقی اے دین و ایمان من
فدایت دل و جان من جان من

ازان قرمزی آب خواهم بدست
که زردشت را کرد آتش پرست

بقم ورز مین جبینم بکار
که نیلی ست از سیلی روزگار

ز پیری ضعیفست بازوی حال
سرت گردم ای ساقی خورد سال

جوانی هوس کرده ام زان عصیر
که گردید بالغ ازو عقل پیر

بدستم ده آن رشک یاقوت را
که سازم جوان عقل فرتوت را

کسے را خدا بخت بیدار داد
که هر صبح چشمے برویت کشاد

نیارم بمسجد دل داغ داغ
که نذر خرابات شد این چراغ

خراب ار شود کاخ کون و فساد
چه پروا خرابات آباد باد

حرف العین

عبد اللہ۔ سلطان عبد اللہ قطب شاہ

عبد اللہ تخلص۔ سلطان عبد اللہ قطب شاہ نام۔ قطب شاہی تاریخ کے مولف نے لکھا کہ آپکی ولادت باسعادت بتاریخ بست و ہشتم ذیقعدہ سنہ ۱۰۲۳ ہجری مین بروز دوشنبہ حیدرآباد دکن مین واقع ہوی۔ آپکے والد ماجد سلطان محمد قطب شاہ فرزند کے تولد سے بہت خوش ہوے اور اس خوشی مین بیشمار زر و نقد و تشریفات فاخرہ خاص و عام کو تقسیم کیا۔ علما و شعرا و طلبہ کو بھی صلات و خلعتہاے لائقہ سے سرفراز فرمایا۔ شعراے زمان نے ولادت کی تاریخین و قصائد تہنیت مین موزون کرکے پیش کئے۔ ایک شاعر فاضل نے یہ مصرع کہا۔ ع
موجب فیروزی سلطان محمد قطب شاہ۔ اور دوسرے شاعر نے موزون کیا۔ ؎

بباغ مجد و معالی گل نشاط شگفت ‏ ‏ ‏ نہال دولت و دین را برے پدید آمد

اور تیسرے نے کہا۔ ؎

ازین عشرت کہ دوران از سر شد ‏ ‏ ‏ طرب را روز بازار دگر شد
بہار آمد بعشرت پائے کوبان ‏ ‏ ‏ زباد صبح گاہی جائے روبان
بیفزود آسمان را سور بر سور ‏ ‏ ‏ جہان زد سکہ نور علی نور
صبا بہر مبارکباد برخاست ‏ ‏ ‏ کہ از جیب چمن شمشاد برخاست
زعطر افشان کہ ہوش از دست میشد ‏ ‏ ‏ طرب ہم صحبت عشرت مست می شد

غرض بادشاہ نے شاہزادہ عبد اللہ صاحب ترجمہ کی تربیت و حضانت کا عہدہ اہتمام کر دیا۔ چونکہ صاحب ترجمہ مدت دراز کے بعد پیدا ہوا تھا منجمین و خلائق نے

حسب رواج و رسم عام بادشاہ کی خدمت مین عرض کیا کہ شاہزادہ کو دس گیارہ برس
کے بعد دیکھنا چاہئے۔ اس سے قبل دیکھنا مناسب نہین۔ بادشاہ نے رواج عام کو
منظور فرمایا۔ اور شاہزادہ صاحب جمہ کی تربیت و حفاظت کے لئے مولانا میر قطب الدین
نعمت اللہ جو قرابتداران قریب سے تھے مقرر فرمایا۔ پس شاہزادہ صاحب جمہ دس گیارہ
برس پدر بزرگوار کے دیدار سے غائبرہ کے تعلیم و تربیت پاتا رہا۔ مدت معہودہ و ایام
معہودکے گذرنے کے بعد بادشاہ نے شاہزادے صاحب جمہ کے دیدار کا جشن عظیم الشان
منعقد فرمایا۔ اعیان دولت ارکان سلطنت شریک جلسہ ہوئے۔ شاہزادہ کو دربار مین
لائے۔ بادشاہ فرزند دلبند کے دیدار سے مسرور و شادکام ہوا۔ زر و جواہر شاہزادہ کے
سر پر نثار کیا۔ اور تخت پر بٹھایا۔ تمام ارکان دولت نے تہنیت دیدار کی نذرین پیش کین
سادات و طلبہ و صاحبان استحقاق کو زر نقد و تحائف دئے۔ پھر چند مدت کے بعد
سلطان محمد قطب شاہ نے اس دار فانی سے عالم جاودانی رحلت کی۔ یہ واقعہ ۱۰۳۵ ہجری میں
واقع ہوا۔ پھر حسب وصیت بادشاہ مغفور سلطان عبداللہ صاحب جمہ تخت نشین کیا گیا
منصور خان حبشی و ملک الماس و ملک یوسف ملک عنبر و قاسم بیگ کوتوال بلدہ و حسن بیگ
نائب کوتوال وغیرہ ارکان سلطنت نے جلوس کے وقت ایسا انتظام کیا کہ کوئی فتنہ و فساد
کرنے نہین پایا۔ نظام الدین احمد ابن عبداللہ شیرازی نے اپنی مولفہ تاریخ مین لکھا کہ
سلطان عبداللہ صاحب ترجمہ ۱۱ برس پنج ماہ و گیارہ دن کی عمر مین تخت نشین ہوا۔
ہونہار و ہوشیار تھا۔ دانشمند و قدرشناس تھا۔ علم و فضل کی صفت سے موصوف تھا
علم دوست و ہنر پرور تھا۔ علما و فضلا و شعرا و حکما کی بہت قدر کرتا تھا۔ اسکے زمانہ مین
عجم و عرب کے علما و ہنرمند بلدہ حیدرآباد مین مجتمع ہو گئے تھے۔ اور علما نے اسی بادشاہ کے

نام سے چند رسائل و کتب مثلاً برہان قاطع لغات فارسی وغیرہ تالیف و تصنیف کئے۔ صلات و انعام سے سرفراز ہوئے۔ یہہ بادشاہ مذہب کا پابند تہا۔ عادل و باذل و سخی و دلیر تہا۔ ۴۸ برس سلطنت کے مہمات کا انتظام عمدہ طرح سے کیا۔ مثل جد و پدر عمارات کا شائق تہا اکثر عمارات تعمیر کین اور جد و پدر کی عمارات کی ترمیم بہی کرتا تہا۔ اور جو عمارتین کہ ناتمام تہین اُنکی بہی تکمیل کی مثلاً مکہ مسجد و جامع مسجد و عاشور خانہ بادشاہی وغیرہ۔ باوجود کار و بار سلطنت مذاکرہ علم سے دلچسپی رکہتا تہا اور شعر و شاعری کے میدان مین جولانی کرتا تہا۔ فارسی و ریختہ دونون زبان مین کلام موزون کرتا تہا۔ فقیر مولف کو فارسی اشعار دستیاب نہین ہوے مگر دیوان ریختہ بدست ہوا۔ اُس سے ذیل مین اشعار انتخاب کرکے گذارش کرتا ہون آخر ۴۸ برس سلطنت کرکے بمضمون کل نفس ذائقۃ الموت اس دار فانی سے منزل بقا مین روانہ ہوا۔ امرا و اکابر و علما و فضلا جمع ہوئے تغسیل و تکفین کرکے لنگر فیض اثر مین مدفون کئے۔ یہہ واقعہ بتاریخ سوم محرم سنہ ۱۰۸۳ مین واقع ہوا سنہ عمر ۶۰ سال و در سنہ ۳۶ ہجری مین تخت نشین ہوا تہا۔ اولاد صرف تین دختر ایک منسوب بہ میرزا نظام الدین احمد دوم منسوب بہ ابوالحسن تاناشاہ جو بعد مین تخت نشین ہوا۔ اور تیسری محمد سلطان شاہزادہ عالمگیر کو دی گئی تہی ریختہ اشعار دکنی و بہاشا و فارسی آمیز زبان مین نہایت شیرین و دلنشین ہین مطالعہ سے لطف و مزہ آتا ہے **ھو ھذا**

دل اخی کی طرف ہو کہ خوش آرام دو یگا	سعادت کی تیری ہات سر انجام دو یگا
اگر تیری نظر اپر ہے تو سدا صدق	اُسون لا کر اسی یاد کہ دہی کام دو یگا

نبی صدقے یے توں نام سے عبداللہ علی کا
کہ جم فتح و ظفر تجکوں دینی نام دیگا

وله

جو کچھ راز پرے تمنے غیب کے مین
سو مخفی نہین ہسپہ ہے آشکارا

نبی صدقے اے عبداللہ دم علی کا
میرے دم سوں ہمدم رہیا ہے سہارا

وله

گلشن مین شریعت کی پہل کہلی طریقت کے
پرل سوں حقیقت کے دن دین محمد کا

وله

جو میرا دل طلب پیا نہ کیتا
سو جا نچ لب پہ تل ہو خانہ کیتا

تری یک شمع کے دیکہہ روشنائی
ہو عاشق آپسمین پروانہ کیتا

تر کہہ عشق پہ دلکی آنکہہ ہنو اس
سیتا کی طرف تہی رام لیتا

اے یار اگر ہے زندہ دل توں
یوں نام کہ جم ہو جام لیتا

معشوق وہی جو جسکی مکھ تہی
خورشید جمال وام لیتا

عبداللہ علی ولی کے صدقے
معشوق سوں خط مدام لیتا

وله

جہلک مولود کا ہی جگ مین آیا
جگت سب اس جہلک تہی جگمگایا

عجب مجلس ہے عالی لا ابالی
کہ جنت دیکہہ لا جوں سر توا یا

وله

بسنت آیا پہلا یا پھول لالا
سکہی لیا اب صراحی ہور پیالا

چمن سیانی پہلیاں ہے پہول گہ رنگ گا
پینٹ نازک ایکس تہی ایک آلا

وله

بہلا یا من میرا موہن پیارا
تو سٹپریا من کری کیا من بجا یارا

حسن جیوں تہوں ہی لکوں کینچ لیتا ہے
نہین چلتا ہے کچھ اسٹہار چارا

نبی کے صدقے عبداللہ عاشق
عشق مین سب مین اوہی توں ہے پیارا

وله

تیری انکھ رنگ تہی رنگ پایا ہے لالا
تیرے بالاں تہی بکریاں باس بالا

تیری پیشانی پر ٹیکا جہمکتا
تماشا ہے اجالے مین اجالا

بنی کے صدقے عبد اللہ لاکن — ہوا ہے تجھسون ملنے بہوت آتا لا
نکلتا ہے چندنی مین جو چاند ہمارا — تو گلتا ہے لا جون تہے چاند ہو تارا
جوانی کون دیکہہ اپنی مغرور ہوئی تون — دوانی جوانیکون کیا ہے پتیارا

وله

ترا اصاف مکہ جام جیون جگمگایا — جم اس جام کا ہو کہ مین ذوق پایا
اپنی دم کون دم کہ کہیا جائے جس — تیری یاد سون جم نکل جی دم آیا

وله

گفتم کہ اے پری تن ہے فتنہ زمانا — گفتا کہ راست گفتی اہی گمن بہری سجانا
گفتم کہ در جہان با لیلی ہوآئی ہے تون — گفتا کہ من چہ مجنون پائی ہون تج دوانا
گفتم کہ خال و زلفت کیا ہے سو بول مجکون — گفتا کہ زلف دام است ہور خال سو ہے دانا
گفتم کہ در ہوایت پہرتا ہون ذرہ ہو مین — گفتا کہ در دل تو کی ہون از لتھی خانا
گفتم کہ خانہ تو کان ہے نشان دے منج — گفتا کہ ذرہ پرور سورج ہو مین تون آنا
گفتم کہ در دہانت امرت کا ہے چشمہ — گفتا کہ خضر ہو تون اس چشمے پاس وہانا
گفتم کہ کیست اینجا تیرا پران پیارا — گفتا کہ شاہ عبد اللہ ہے میرا پرانا

وله

یو دلکشا عشرت محل مطبوع اوتارا ہوا — جو تی زمین کی پیٹ پر جیون مشتری تارا ہوا
ہر طاق یان خوش طرح کا رسنا دریچا فرح کا — عاجز ہوا اسکی شرح کا حیوان سینسارا ہوا
انکہیان سون چندرسور کی دیکہہ سمانا دور کے — عاشق ہین اسکی نور کی کیا خوب نت تہارا ہوا
دیوین صفا دیوار سو لک نقش ٹہار ٹہار سو — خوشبان یان عطار سو فردوس کا بارا ہوا
نازک چنبا بی بدل لکہین بہریا ایسا محل — باندیا نہ کوئی آخر اول جمشید یا دارا ہوا
جیون پہول تا زابن منی جیون پوتلی لوجن مینے — تیون آج اس لکہن منی یو محل آتم سارا ہوا
صدقے نبی کے پا امان اس محل میانی سرٹن — جم عبد اللہ شہ ترکمان بہو گی گمنہارا ہوا

غیر تو ہے جو ادہر پیٹ ہے ادہر ہو بین نفع آج
دیکھ تیرا نور ہوتا ہے مہ جیون طور آفتاب

گرم تیرے حسن کا بازار ایسا ہے جو آج
اُس آنگی دستا ہے منج جیون سیہ رو کا فور آفتاب

شاہ عبداللہ نبی کے صدقے تیرا عشق مین
یون ہوا مشہور جگ مین جیون ہے مشہور آفتاب

ولہ

اے پری پیکر تیرا مکہ آفتاب
دیکھتا ہون تو رہینا منج مین تاب

باد ایسا تا ودکھاتا ہے ہنوز
دیکھ تیری زلف کا وو پیچ و تاب

مین تجے بلقیس کہون تو کیا عجب
ساج ہے بلقیس کا تجکون خطاب

قند ہور نبات گلتا ہے اجہون
دے نہ سک تیری میٹھی لب کا جواب

منج بہشتی حور کون دیکہا ہے جن
جہم حرام اسپر ہے دوزخ کا عذاب

شاہ عبداللہ نبی صدقے تجے
خوب رویان مین کیا ہے انتخاب

ولہ

گر خدا بینی پہ ہے تیری نظر ای کامیاب
تو خودی کا دور کر اول تون میانی تہی حجاب

آب ہو دریا سون ملجا تجمین گر ہے اتحاد
فی الحقیقت تون آسی دریا مین کا ہے حباب

راز کیان باتان نبی کے صدقے پوچھیگا اگر
شاہ عبداللہ کو پوچھ آکہ ہے حاضر جواب

ولہ

مطلع خوبی سو تیرا گال ہے اے ماہتاب
مطلع اس خوبی سون بولیا ہون جو نین سکو ان جواب

جگمگاتا سورج ہے آسمان اپرال کا
عین تیرے نور کے سمدور کا ہے جیون حباب

ولہ

ادل اسید میری دلمین ہے یہی ہر سات
جو نت رفیق ہو توفیق خدا جہی منج سات

دو جا اسید یہی ہے جو تندرستی سون
منج اس جہان مین خدا دیوے بیشمار حیات

ولہ

آج نہ ہے بخت جوانی سعادت کی رات
چاند سون میری ملاقات تہی منج وہی نجات

روپ میرے لال کا آئے نہ تحریر مین
چاند عطارد اگر ہو وین قلم ہور دوات

اسکی قد انکی ستم کرنی سرو کون خجل
باو اڑاتا پھرے چمنی چمن پات پات

صدقے نبی کے تیری دلمین رہتا ہے مدام
رنگ بہرا گھر مین آج آیا بسنت

جیون آبہال یکدم تہی چھایا آفاق پر
دیکون ترے پرتسون لگیا دیکھ مدام بحث

آب حیات تہی ہے زیادا کہ لب تیرا
کام مردان کی نکو جان تو اے جام عبث

ہوش کا گوش نہین تیز جسی سنی کون

جیبو ہو شاہ عہد لا خسرو عالی صفات
غیب تہی نازا طرب لیایا بسنت

وله

رنگ کا برسانت برسایا بسنت

وله

کرتی ہین تن پہ جیب ہو روان روان تمام بحث
کرتی ہین منجسون خضر علیہ السلام بحث

وله

کہ جکوئی مرد ہین کرتے نہین وہ کام عبث
غیب کے اسکی لکہین وستی ہین الہام عبث

عاجز عارف الدین خان اورنگ آبادی

عاجز تخلص ۔ عارف الدین خان نام بلخی الاصل اورنگ آبادی الوطن ہے ۔ آپکے والد ماجد عالمگیری عہد مین بلخ سے ہند مین آئے ۔ نواب میر غازی الدین خان فیروز جنگ بہادر اول کے ذریعہ سے بادشاہی منصبدار ہوئے ۔ عارف الدین صاحب ترجمہ کی ولادت ہند مین واقع ہوی ۔ نشو نما بہی ہند کی زمین مین پائی ۔ آپ صغیر السن تہے کہ والد ماجد کا انتقال ہوگیا ۔ صحبت پدری کا سایہ سر سے اٹھہ گیا ۔ مصیبت کا زمانہ پیش آیا ۔ نواب لشکر خان مخاطب رکن الدولہ نصیر جنگ جو امرائے آصفجاہیہ سے تہے آپکی گذر اوقات کے کفیل ہوے اور آپکو تحصیل علم کی ترغیب دی ۔ آپ مدت دراز تک نواب کے سایۂ عنایت مین تربیت تعلیم پاتے رہے چنانچہ آپ کہتے ہین ؎

مدتے بودم ہمہ تن بی زبانی بستہ لب   در سخن آورد لطف سید لشکر خان مرا

آپ جب سن شعور کو پہنچے ۔ تب آپکے دلمین تحصیل علم کی تکمیل کا شوق پیدا ہوا ۔

علما و فضلا کی خدمت مین مستفید ہوتے رہے چند مدت مین فارغ التحصیل ہوئے۔ بعض نے لکہا کہ بقدر ضرورت لیاقت و استعداد حاصل کرلی۔ لیاقت و استعداد کے بعد پیشۂ نوکری کو اختیار کیا۔ نواب موصوف کی رفاقت و ملازمت مین مدت تک رہا اور نواب ہی کی رفاقت مین ہند سے اورنگ آباد دکن مین آیا۔ اور نواب کی سفارش سے آصفجاہ کی خدمت مین باریاب ہوا آصف جاہ نے منصب و خطاب خانی و جاگیر سے سرفراز فرمایا۔ بعض نے لکہا کہ نواب ناصر جنگ شہید کے عہد مین خطاب جاگیر سے سرفراز ہوا جاگیر اگرچہ قلیل تہی لیکن نواب نصیر جنگ بہادر ہمیشہ اعانت و ہمدردی فرماتے تہے۔ اور نواب صاحب نے رسالہ کی بخشی گری کو جاگیر و منصب کا ضمیمہ کردیا تہا۔ اور آپکا مزاج قانع تہا۔ جاگیر و بخشی گری کی آمدنی مین نہایت فراغت و خوشی سے زندگی بسر کرتے تہے قناعت پسند و صاحب غیرت باہمت و حمیت تہے مدۃ العمر کسی سے ترقی کے خواہان نہین ہوئے تہے موزون الطبع تہے شعر و شاعری سے طبیعت مناسب تہی بذریعہ فکر رسا و طبع صفا کلام پسندیدہ موزون کرنے لگے۔ آپکی طبیعت مین جولانی و تیزی قدرتی تہی۔ تہوڑے ہی زمانہ مین چل نکلے۔ شعرائے معاصرین مین کئی قدم آگے نکل گئے۔ اشعار مین تازہ تازہ مضامین کا رنگ دکہلانے لگے۔ اور شگفتہ شگفتہ معانی کے گلدستے بنانے لگے۔ رفتہ رفتہ کامل شاعر ہوئے ہم عصرون مین مشہور ہوئے۔ اسوقت شہر اورنگ آباد شعرا و علما و مشایخ کا مرکز تہا۔ عرب و عجم کے کملا موجود تہے۔ آپ باوجود لیاقت و استعداد ہر ایک خرمن سے خوشہ و ہر ایک سفرہ سے توشہ لیتے تہے ہر شمع انجمن سے روشنی اور ہر ایک خوان نعمت سے چاشنی حاصل کرتے تہے آہستہ آہستہ رتبۂ استادی کو پہنچے۔ ظریف الطبع و پاکیزہ وضع تہے۔ طبیعت مین شوخی و چالاکی بہت تہی۔ دلیری و چستی بہی جز ذاتی تہی کیا بزم کیا رزم ہر ایک رنگ مین ہر رنگ تہے

بزم مین حریفان ہم مشرب کے ساتھہ وہ گل فشانیان کرتے تھے کہ سب کے دل باغ باغ ہو جاتے تھے - اور میدان رزم مین ایسے کارنمایان دکھلاتے تھے کہ دوست خوش و دشمن داغ داغ ہو جاتے تھے - نواب لشکر خان بہادر آپکی نسبت فرماتے تھے کہ عارف الدین خان اہل قلم کے زمرہ مین ہمیشہ اہل علم کے حلقہ مین بے بدل ہے جامع السیف و القلم ہے - یہہ عطائے رحمانی و داد یزدانی ہے ہر ایک کا حصہ نہین انتہی کلامہ - تاریخ گوئی مین وحید عصر و بدیہہ گوئی مین فرید دہر تھے - گلرعنا کے مولف نے لکھا کہ آپ شہر اورنگ آباد مین ایکروز میر افضل خان قاقشال مولف تحفۃ الشعرا کے مکان پر کوتوال پورہ مین رونق افزا ہوئے - اور افضل سے ملے جس کمرے مین آپ جلوہ افروز تھے وہ کمرہ نیا تعمیر ہوا تھا افضل نے شوخی و خوش طبعی سے کہا کہ آپ تاریخ گوئی کے مدعی ہین اس مکان جدید کی تاریخ اسی وقت بداہتہ کہدیجئے - آپ مسکرائے اور فرمایا کیا صلہ دوگے - افضل نے کہا جو چاہئے حاضر ہے - تھوڑی دیر فکر کی اور تاریخ کہدی

کرد بنیا د چو میرزا افضل ۵ منزل عیش بہ از چار محل
منزل جاہ و مکان افضل گفت تاریخ بنایش ہاتف

آپ ریختہ و فارسی دونون زبان مین صاحب دیوان ہین - آپکا کلام دونون زبان مین نہایت شستہ و صاف ہے مضامین دلچسپ سے آراستہ خوبیون اور شوخیون سے پیراستہ ہے فارسی کلام محاورہ روزمرہ ہے کہین کنایہ و کہین استعارہ ہے - ریختہ اشعار اکثر سنگلاخ زمین مین کہے ہین چنانچہ خود فرماتے ہین -

کہتے ہین سنگلاخ زمینون مین ہم تو شعر پا نا ہمارے شوخی معنی کو ہے بکٹ

ایہام الفاظ و دو معنین سے کام لیا ہے - ظرافت تو آپکی طبیعت کا جزو لازم تھی ایک دفعہ آپ مرض اسہال مین مبتلا ہوئے بیماری سخت تھی معالجہ مفید نہین ہوتا تھا ضعف بڑہتا جاتا تھا

زندگی سے یاس ہو گیا تھا۔ آپنے ایسی حالت میں میرزا معز الدین موسوی خان فتی خوانی کی
خدمت میں کہلا بھیجا کہ آپ میری رحلت کی تاریخ کہہ دیجئے۔ میں عنقریب میں رحلت کرونگا
میرزا صاحب آپکا پیغام سنکر خوب ہنسے اور جواب میں کہلا بھیجا کہ آپ تاریخ گوئی میں
لائق فائق ہیں خود ہی تکلیف فرمائے میان عاجز صاحب ترجمہ میرزا کا جواب سنکے
ششدر ہوئے اور تاریخ کی فکر کرنے لگے۔ اپنے نام و تخلص کے اعداد جمع کئے ایک عدد زائد ہوا
فرمایا کاش اگر موت ایک سال کی مہلت دیوے تو بہتہ تاریخ ہم نام و ہم تاریخ رحلت ہو جائیگی
حسن اتفاق سے آپ کی دعا مقبول ہوئی۔ دو ایک روز میں آپ صحیح و سالم ہو گئے۔ سال ختم
ہونے کے بعد بہشت برین روانہ ہوئے۔ میر اولاد حسین کاکی بلگرامی نے بھی مادہ تاریخ
بھی یعنی آپکے نام و تخلص سے نکالا۔ توارد ہو گیا۔ تاریخ فوت (عارف الدین خان عاجز)
نام و تخلص کے مجموعہ اعداد ہیں۔ پھر آپ اسی سال صحت کے بعد ناویڑ میں رونق افزا
ہوئے تھے۔ آخر سال تک ہیں رہے سال تمام ہوتے ہی عدہ موعود پورا ہوا۔ اسی مقام میں
مدفون ہوئے۔ آپنے اردو میں لال و گوہر کا قصہ نظم میں لکھا ہے۔ نہایت ہی عمدہ و مرغوب
ہے اسکی طرز ادا بھی خوب ہے۔ عاشق و معشوق کا قصہ ہے دونون کی سچی محبت و عشق کا
تذکرہ ہے۔ عاجز صاحب ترجمہ نے اس نظم میں خوب ہی عرق ریزی کی ہے۔ مثنوی کے
ہر رگ و ریشہ میں شعلے بھڑک اٹھے ہیں مضامین سوز و گداز کے بیان سے دل پھڑکتے ہیں
اس مثنوی میں جو بیان ہے بے نظیر ہے۔ اسکا ہر ایک داستان بدر منیر ہے۔ ہم مثنوی کے
چند اشعار بھی بطور نمونہ اشعار کے ساتھ آخر میں بیان کرینگے۔ آپ بذلہ گوئی و لطیفہ سنجی میں
مشہور تھے۔ گلرعنا کے مولف لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی نے ایکروز آپسے کہا کہ آپ
مضامین فارسی ہندی میں سنگلاخ میں لکھتے ہیں۔ اور مشکل خیالات ظاہر فرماتے ہیں

اور تخلص عاجز کرتے ہین بلحاظ مضامین آپکا تخلص بجاے عاجز غالب ہونا چاہیئے - کیا وجہ ہے کہ آپ عاجز اختیار کرتے ہین آپنے فرمایا خاکساری کی ظلمت مین غلبہ کا آبحیات موجود ہے - اور صائب کا شعر پڑہا ؎

افتادگی ز خاک بر آورد دانہ را گردن کشی بخاک نشاند نشانہ را

تاریخ گوئی مین مشہور تہے - شاہ شریف نے جب اورنگ آباد مین مسجد بنا کی آپنے یہہ مصرع تاریخی موزون کیا (این مسجد شریف حریم جہان نما)

نواب ناصر جنگ شہید آپکی بہت خاطر و مدارات کرتے تہے - وقتاً فوقتاً حسن سلوک سے سرفراز فرماتے تہے - آپنے نواب کے احسان کا شکریہ ایک ہی بیت مین ادا کیا ھو ھذا

لطف ناصر جنگ کرد از زبان ما گرہ ورنہ عاجز بود از قفل لب فغان ما

گلزار عنا کے مولف نے لکہا کہ عاجز مرد بی باک و دہن دریدہ تہا - مشاعرہ مین شعر کو آواز بلند پڑہتا تہا - اہل مشاعرہ اشعار عاجز کو سنکے اسقدر واہ واہ کہتے تہے کہ مکان کے درو دیوار سے صدا گونجتی تہی - عاجز بعض وقت اپنے اشعار آبدار پر ناز و فخر کا اظہار کرتا تہا

چنانچہ کہتا ہے ؎

پس از ناصر علی عاجز گہر ریز آمد نکوئی گر رود زین بحر نیکوتر شود پیدا

اب مین آپکے نتائج طبع کو ناظرین کے ملاحظہ کے لئے گزارش کرتا ہون -

من اشعارہ الفارسی

نشاندم بہ تخت حرف نگین شاہ مطلع را		ز بسم اللہ نہادم بر سرش تاج مرصع را
ببزم ما حجاب چشم باشد پردہ اے ساقی	وله	فگن گیسو ز روئے خویش چون خورشید برقع را
دل ز شوق آتش سوزد گے ز نقش بسکہ سوخت		بیز ند بوئے نسیم دود عنبر آ ہ ما

بسکه در هم گشت از گرد کدورت جان ما
شب ندانم پای گلگون که در خاطر گذشت
بوصف کاکل پر تاب و اشب رقم کردم
ز دو تغافل های نازش تا بجلش سنگها
تا نوشتم نامه از خود رفته ام در رخصت
غلط باشد که بعد از نیک نیکوتر شود پیدا
عروج قدر دانا باشد اظهار هنر کردن
پس از ناصر علی عاجز گهر ریز سخن آمد
دیده ام تا خط پشت لب خندان ترا
چشم امید ز آغوش تو دارم که کنم
نی بشهر آرام حاصل شد نه در صحرا مرا
شبی در خوابم آمد کاکل مشکین پر تابش
نسیم صبحدم تا واکند بند نقابش را
بصحرایی که آن گلگون قبا گردد شکار افگن
شود چون شمع بزم خانه زین قد بلجویش
غبار سرمه ریزد از غبار وحشت آهو
بتعریف سیه چشمان رقم کرد آنچنان عاجز
چو خیال اوده شوق و گذری کند باغ ما
به بهار گلشن اینچنان ز جفای باد خزان عجم

خاک میریزد بجای اشک از مژگان ما
شد ز خون دل ضیای پنجهٔ مژگان ما
وله
در آوردم بسحر طبع در زنجیر یاران را
وله
ریخت چون خون بر زمین از شیشهٔ گل رنگها
وله
می برد قاصد بجای نامه ام هوش مرا
وله
چو گردد اخگری خاموش خاکستر شود پیدا
فزاید قیمت شمشیر چون جوهر شود پیدا
نکوئی گر رود زین بحر نیکوتر شود پیدا
وله
سینه ها در رشک فاحش غلط خون ترا
تکمه از هر دو نک دیده گریبان ترا
وله
تا کجا خواهد فگند این رعشه سودا مرا
وله
سحر دیدم ببالین موج سنبل عطر عنبر را
وله
شود رنگ گلستان موج شبنم آفتابش را
ز خون صید بحر لاله سازد سراپش را
کند از خون دل پروانه رنگین رکابش را
چو بیند سایهٔ مژگان چشم نیم خوابش را
که میل سرمه پندارند هر سطر کتابش را
وله
ز نسیم نشئهٔ بیخودی خللی رسد بدماغ ما
ندمید سبزه بگشت ما نشگفته غنچه بباغ ما

نه نشانی سرو نه قمری نه گلی نه غنچه نه بلبلی
چو رویم عاجز ازین چمن که رسد ببوی سراغ ما

وله

فگن ز روی خود ای مه جبین نقاب در آب
که تا کنم به تماشای ماهتاب در آب

نگاه نرگس مست تو تا فتاده در بحر
شده است دیدهٔ ماهی خم شراب در آب

عرق فشان گذر ای شوخ از سر دریا
که تا حباب شود کاسهٔ گلاب در آب

سخن مپرس ز عاجز بوقت جوش سرشک
که هیچکس ندهد حرف را جواب در آب

وله

نهان در نظرم کاکل جانان شده است
مژه از خون جگر شانهٔ مرجان شده است

داده ام جان به بیابان ز غم خوش چشمی
خشت زیر سرم از چشم غزالان شده است

نگه گرم که زد در دل گلشن آتش
که ز نرگس همه جوش چراغان شده است

وصف یاقوت لبش تا که نمودم تحریر
نقش مسطر چو رگ لعل بدخشان شده است

عاجز از جبههٔ من ریخت بدو رخ آبی
عرق خجلت او کوثر عصیان شده است

وله

رنگ برق از پی خون ز لب بوسی ریخت
لن ترانی بدلش شعلهٔ مایوسی ریخت

شب ندانم فلک سرمه نگاهی که فشاند
پر تو ماه بکاشانهٔ من طوسی ریخت

شد حنای کف پایش ز نزاکت در باغ
رنگ گل و زر قدمش بسکه بپابوسی ریخت

وله

تا جنون رهبر نباشد رفتن صحرا عبث
دیدن بازار آهو بی سر و سودا عبث

وله

سازم چو وصف کاکل او بر کنار موج
عنبر شود کف دهن آبشار موج

وله

آنکه رخسار ترا مانند بستان کرد طرح
در دل ما آه چون خار مغیلان کرد طرح

سازد چو رنگ عارض او را شراب سرخ
گردد ز سوز سینه دلم چون کباب سرخ

از گرمی نگاه بت شعله خوی من
گردد می دو آتشه چون آفتاب سرخ

بیاد قد تو چون از دل آه برخیزد
چو سرو سوخته دود از نگاه برخیزد

شب که درخوابم خیال کاکل او سایه کرد | چون کشاده دیده بر بستر ز دام خوابیده بود
در وصف محشر چو خواهم گشت بیدار از غمت | شور خواهد شد که یارب این کجا خوابیده بود

وله

تقتلم چون خرامان آن بت بی باک می آید | اجل در سایهٔ تیغش گریبان چاک می آید
بهر محفل که بیسازم حدیث نرگس مستش | برون از گوش میخواران نهال تاک می آید

وله

نظاره چون بروی تو گلپوش میشود | چشمم بصد نیاز هم آغوش میشود

وله

تا حریر خنده اش از نکهت گل بافتند | طیلسان گریه ام از آه بلبل بافتند
جز حدیث کاکل حرفی ندارم بر زبان | پردهٔ تقدیرم از رگهای سنبل بافتند
از برای جان نثار نرگس مستش کفن | عاجز از تار خیال نشئهٔ مل بافتند

وله

خوش عاشقی که یکدم بروی جانستانی | در وقت جان سپردن چشمی کشاده باشد
هیهات آن زمانی کز چشم خونفشانی | دلدار رفته باشد عاجز ستاده باشد

وله

چو اشک سرخ نوشتم پر آب شد کاغذ | ز بس چکیده برنگ سحاب شد کاغذ
حدیث آه جگر خواستم که بنویسم | چو سیخ سرخ قلم شد کباب شد کاغذ
ز وصف حسن آن مه روشنی تحریر میکردم | تجلی ریز شد نوک قلم مهتاب شد کاغذ

وله

نیست حاجت که نهم پای بدام زنجیر | میکنم گردن خود بند بنام زنجیر
ساقیا از آستین همت ید بیضا برآر | دختر رز را بهبزم از حجلهٔ مینا برآر

وله

سوی آن گلرو چو چشمم سطر اشکی خامه ریز | قطرهٔ خون دلم را چون نقط در نامه ریز

وله

ای دل از نیرنگی افلاک قندیلی بترس | از کبودیهای این خمخانهٔ نیلی بترس

وله

دنیا که حاصلش همه خون نوشی است بس | افسانه اش تمام فراموشی است بس
شوخی که چکد سرمه ز مژگان سیاهش | آهو جهد از سایهٔ دامان نگاهش

من و شوخی که بهر قصد پری گرد جولانش
رم آهو بکف پیچیده میگیرم بدامانش

وله

ولے دارم سراپا درد در هجر ستمگاری
که غیر از سوختن دیگر نباشد هیچ درمانش

وله

خود را میفگن ای دل دانا به بند حرص
مشکل بود گسستن تار کمند حرص

و

منم که برق برد از دلم طپیدن قرض
سحاب میکند از اشک من چکیدن قرض

وله

در حساب روزگارم بسکه سرتاپا سقط
می شمارم عمر را هر روز میبازم غلط

وله

نمود تا نگهش دفتر تغافل حفظ
نموده ایم کتاب غم تحمل حفظ

وله

رسیده نامه پریشان خیال از زلفش
برائے بیت نمودیم نام سنبل حفظ

وله

طپید سینه دل از استماع نام وداع
بدیده چرخ زند آب از پیام وداع

وله

دارم بسینه اسیر هزار داغ
یک لاله است در چمن و بیشمار داغ

وله

چون برق رفت از نظرم شد سوار حیف
مغز سرم گذشت بر اهش غبار حیف

وله

کے نظر سازد بگلشن دیده خودبین عشق
باشند از خون جگر بر دامن گلچین عشق

وله

آمد بهار گلشن اے بلبلان مبارک
بر شاخ گل بهر یک صد آشیان مبارک

وله

از آب چشم و خون دل عرق جواهر گشته ام
تسبیح گوهر در گلو یاقوت رمان در بغل

وله

مضمون وصف لعل لبش تازه بسته ایم
اوراق رنگ غنچه بشیرازه بسته ایم

وله

نهادم سر بسودائے خیال نقش ابرویش
حبابے بر سر آب دم شمشیر بستم

وله

می کشان بانگ صراحی است پیام برهم
سر خم گشته مینا است سلام برهم

زاهد از نگاه مست ساقی جام میخواهم
شراب از شیشه بوئے گل بدام میخواهم

تمنا بوسه از سبزه پشت لبش دارم
ز برگ غنچه معجون زمردفام میخواهم

به نیرنگ دوئی گر برق و خار شعله افشاندم
چراغ کفر را روشن ز قندیل حرم سازم

بدست آوردم از پهلوی استغنای دل همم — وله — بفرق مدعا با زخم تیغ التجا خوردم

درخیال چشم او مست شرابی گشته ام — وله — دل بسیخ آه می دوزم کبابی گشته ام

چو در وصف دهان تنگ آن گلرو نقط سازم — وله — بروی مغز گوهر کلک بوی غنچه قط سازم

شود ساقی چو در بزم شب بیجورم آن مه رو — بروی بحر مهتاب از بلورین جام بط سازم

بجام کوثرم از هر سو مئی صد آفرین ریزد — چو شعر مست خود را بند در زنجیر خط سازم

براه عقل عاجز هیچ کس عالم نمی پرسد — بیا تا جانب دشت جنون ره را غلط سازم

وله

بسکه در هجر سیه چشمی سیه شد خانه ام — می نماید دیده آهو در کاشانه ام

وله

براه انتظار ساده روئی بسکه حیرانم — مگر آئینه بندی کرده بر دیوار مژگانم

وله

چو سنبل در خیال کاکل آن جلوه عاجزم — پریشانم پریشانم پریشانم پریشانم

وله

چو در گلشن خیال کاکل جانانه می سازم — نهالان چمن را می تراشم شانه می سازم

ز وصف شمع رخسارش چراغان می کنم گل را — گلستان را مرصع از پر پروانه می سازم

وله

نقاب از چهره یکسو ساز عالم را گلستان کن — کشا کاکل خیابان جهان را سنبلستان کن

وله

خط پیشانی من نقش کف پا گردید — بهر تعظیم اجل کس نخمیده است چو من

وله

سیه مستم ز جام گردش چشم سیاه او — شراب سرمه می نوشم ز مینای نگاه او

وله

سازیم چون ز خوبی حسن تو گفتگو — سازد زبان بچشمه خورشید شست و شو

وله

ای ساده رو نگر طرف انتظاریم — واداریم در خیال تو آئینه رو برو

عارض و هر دو زلف او روز یکی و شام دو — گردش چشم مست او دور یکی و جام دو

بر لب تبسمش رنگ مستی پان خوشست — طرفه طلسم عشق بین غنچه یکی و خام دو

خجسته ترین عاشقان عاجز و قیس و کوهکن — لیکن ازین میانه هم پخته یکی و خام دو

وله

از حیا چون رخ گلگون تو سازد عرقے
شود آئینه بدست تو گلابی ورقے

اشک خونی برخ زرد من افتاد زغم
زعفران را زنہان گشت بسیل شفقے

گوہر نظم بس تر شده در دیوا نم
در نظر ہر ورقش ہست مرقع طبقے

گرد بادی بنود بر سر صحرا عاجز
ماند در خاک ز بیتابی مجنون رمقے

وله

بگلشن میرسد باد خزان اے بلبلان آہے
زدرد ہجر گل ہے ز آشوب خزان آہے

وله

نگاہش بر ہمہ من تا تجلی بر سر طورے
نگاہم بر لب و تا بروئے بادہ مخمورے

سر ہر قطرۂ اشکم عیان بر دار مژگان شد
ندانم شورش دل ہست یا گلبانگ منصورے

کمند ناز بر چین کرده می آید پریروئے
رگ جانہا ہمہ پیچیده در ہر تار گیسوئے

چو وصف شوخی آن جلوه گر خواہم رقم سازم
تراشم خامه را مد نگاه چشم آہوئے

من اشعاره الہندی

دیکھیو دامنگیر محشر مین ترے ہوینگے ہم
خون ہمارا اپنے دامن سے اے قاتل چھڑا

وله

ارے ناصح عبث کرتا نصیحت ترش رو ہوکر
کھٹائی کا مجھے پرہیز ہے مت بیچ اچار اپنا

تجھے جلنے اور روٹھنے سے کیا ارے مطرب
بجا کر دیپک اپنا اور الاپا کر ملہار اپنا

ہو پیرت پاکے کو خط پر حسن اب بس ہو چکا
کیون عبث کہتا ہے مونہ لوہے سے پارس ابھی چکا

موسفیدی نے میرا ہوش اڑا یا عاجز
خبر مرگ کو لایا ہے یہ کالا کوا

ادا سے گر ہماری بزم مین وہ فتنه ساز آوے
بجا کر مہر کا دف چرخ کہا کہا گرے زہرا

آئی بہار باغین پھولے ہین سب درخت
آلا ال پل کہ دل ہے تیرے غم سے لخت لخت

عاجز ہون شاہ ملک جنون میرے واسطے
سورج کلاہ و چتر فلک ہے زمین ہے تخت

تم بن اب تو دل مین لگی ہے کھٹ پٹ
آنکھون سے اشک پل پل گرتے ہین لال ہٹ پٹ

نوبہار آئی نہین آیا میرا لال الغیاث
مکتوب میرا اس شاہ خوبان کے پانو تک
ہے لال تیرا زقن باغ ناز کا ترنج
چمن مین چل کہ سجن ہیجا ہے ساغر کھینچ
ہے ہمارے بت کا دل پتھر کے چیر کی طرح
دل میرا لے شوخ گندم رنگ تیرے ظلم سے
یون لکھا وصف اس شکر لب کے عاجز کلک مین
لال میرا رنگ یون ہیگا تمہارے غم سے زرد
ہر سحر کیا دیکھتے ہو آرسی سے سادہ رو
دور آیا ہے زبون یا اسد اللہ مدد
نوبہار آنے سے گل آیا ہے اے صبا و باد
گردن اپنی کر کے خم آیا ہون اے قاتل شتاب
ہے شہد کہان شیرہ الفت سے لذیذ
آ جان دیکھ تجھکو قربان ہون کس کے خاطر
بہار آنے سے شبنم نے کیا ہے گل کا بستر تر
ہوا ہون جان تون سر تیری دیکھ پھیر پھری
لکھا ہون اے کبوتر نامہ اس بلقیس ثانی کو
ہنر مندون کا لشکر اکٹھا ہو طبیعت سے
روز محشر مین بچا دینگے تجھے بارہ امام

وله
آہ گل داغون سے پھولیگا اس سال الغیاث

وله
ہدہد لیجا و بگا کہ اوسے ہی دل سے تاج
اسے جو سیب ہے جان اسکو دینا ریج
بہار رنگ گلستان کے سر سے چادر کھینچ
کیا کرون اسکے صفت ہی سخت پتھر کی طرح
کہا کہ قرص داغ ہے کھٹے خمیر کی طرح
روشنائی جم گئی مصری کی شیرے کی طرح
زعفران اڑتی ہے جب جھٹاتا ہون منہ سے گرد
ہے تمہارے حسن کے دفتر کے دو تو صاف فرد
دل ہوا ساغر خون یا اسد اللہ مدد
اب کریگا کیون نہ سیرونکا دل نا شاد و شاد
سر اٹھا کر آج بار خنجر فولاد لاد
ہے قند کے ہر وصل کے شربت سے لذیذ
مانند چشم بسمل حیران ہون کسکے خاطر
چمن مین چلکر اسکو فرش ماہی خورشید بیکر کر
ہے کافور کا دانہ رکھون سینے پہ اخگر کر
نیر کے پر پر بنا ندھون یا ند ہوا ب تک شہپر
سخن کے زور سے رکعت مین ہو وہین سخنور و ر
مت سقر ڈر سے فکر سات اور پانچ کر

لال ہے موسم گل سرخ کر اپنا لباس
کہ کریں ہم بھی سخن رنگ سے بلبل کے پاس

جب سے اے رنگین ادا تیرا ہے رنگ گلین نقش
تب سے میری آہ کا ہے سینۂ بلبل میں نقش

آتا ہے جان حزین تو ہوتا ہے غم غلط
جانے سے آپکے سینہ میں ہوتا ہے ہم و غم غلط

قاتل آتا ہے ہمارا آج خنداں الحفیظ
ہم میں سرگذشتو نہیں نمایاں الحفیظ

ہجر کے راتوں میں آیا درد میرے دلمیں آہ
بیطرح آکر ملا مینا سے سنداں الحفیظ

آئی بہار رنگ سے خوش ہے دماغ باغ
لیکر کھڑی ہے نرگس مخمور ایاغ باغ

عاجز بھی شعلۂ آہ جلاتا ہے دشت میں
روشن اگر گلوں سے ہوا ہے چراغ باغ

گلشن میں ہے بہار چلا شوخ فیلسوف
شبنم کو مئی بناویں گلوں کو بنا ظروف

جب تک تیری لب کے مسی بھری نقاش
غنچوں کے صدف میں کرے حل چاندی کا کلک

اسیر عشق کو اے نیکو بہیر کیا لازم
جو خوش زلفوں کا بندا ہے سے زنجیر کیا لازم

نچہوڑو ہم سے پہلے رام خاطر رام رام اپنا
تمہارے رام میں حق کی قسم اے شوخ ہندو ہم

اے سیہ چشم آہوں دل تیری نگہ کے یاد سے
بن گیا وحشی غزالوں کی بچکنے کی قسم

باغ میں اس لالہ رو کے آہ جب جاتے ہیں ہم
دل کے داغوں کو گلوں کے تازہ کرتے ہیں ہم

عشق سے خوش قامتوں کے سبز پوشی کر پسند
سرو کے بوٹے قبا پر اپنے چہپواتے ہیں ہم

خوش قدوں کے غم میں مرتا ہوں بناؤ تم یہ
خانۂ تابوت میرا سرو کے شہتیر سے

خوش نگہ کی یاد میں ساغر کو جب گرداں کروں
بے تکلف کروں مینا کو نرگسداں کروں

اس حنائی ہات کی تعریف خط اس سے لکھہ
ریشۂ نخل قلم کو پنجۂ مرجاں کروں

عاشق وحشی کی گر تصویر کھینچا چاہیے
اوس کے پاؤں میں زنجیر کھینچا چاہیے

عرق جب آوے اس پری رو کے چہرہ پر نور سے ٹپکے
خجل ہو گل سے شبنم جیوں لہو سور سے ٹپکے

چمن میں جا کے وہ رنگیں ادا جب کبھی آتا ہے
گلو میں رنگ اڑ کر لالہ سا جنگل کو جاتا ہے

ہمارا اشک خونی یاد میں گلرو کے بہہ کر
نگہ کو رشتۂ تسبیح یاقوتی بناتا ہے

سواری ہے جنون کے شاہ کی صحرائے وحشت میں
ارے دل کھول دے آ کے جلد ہی نشان اپنے

از مثنوی لال و گوہر مولفہ عاجز صاحب ترجمہ

الٰہی دے مجھے رنگیں بیانی
عطا کر مجھکو یاقوت معانی

سخن کے در کا مجھکو جوہری کر
سخن سنجون کو میرا مشتری کر

سخن کا لال دے میری زبان کو
دُرِ معنی سے بھر میرے بیان کو

جنون کے دشت کا ہے جو بگولا
خرد کی راہ کو وحشت سے بھولا

سحر سے شام تک [illegible] خورشید
فلک کے فرق پر رکھتا ہے پا ابد

تردد کا قدم رکھتا ہے گن گن
نہوتا تھا کہیں کوئی لحظہ ساکن

غزالونکی طرح سرگرم رم تھا
بیابان اسکو گلزار ارم تھا

برس دو لگ چلا جب راہ میں وہ
نظر میں اسکے آیا دشت جانکاہ

کروں اس دشت کی کیونکر صفت کو
زبان پر کسطرح ڈالوں نعت کو

وہان ہرگز نہ تھا پانی کا آثار
اجل کا کھیت تھا وہ دشت خونخوار

بیابان عدم کے تھا برابر
وہان تھا جہان عزرائیل کو ڈر

وہان کی ریت ہیرے کی کنی تھی
وہان کے کانٹے بھالونکی انی تھی

وہانکی گرد تھی پانونکی دارو
وہانکی خاک تھی دوزخ کی بالو

[وہ]ان کی باد تھی شوریدہ صرصر
وہانکی کنکری تھی مثل اخگر

وہان ذرات قائم
وہان جھکر سدا آندھی تھی ایم

عزت ۔ میر عبد المنان

عزت تخلص ۔ میر عبد المنان نام ۔ تحفۃ الشعرا کے مولف نے لکھا کہ آپ میر عبد الرحیم خان اندجانی دیوان بیوتات عالمگیری کے پوتے ہیں صحیح النسب والحسب شریف و نجیب ہیں ۔ آپ تعصب مذہب میں مشہور تھے ۔ آپکے تعصب کی ایک نقل مشہور ہے کہ جانور پرندہ مینا جو بزبان فصیح نام مبارک حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا بولتی تھی ۔ آپنے پرندے زبان کی زبان کو قطع کردیا ۔ صاحب تحفۃ الشعرا نے میر نعمان خان نبیرہ میر سے قطع زبان کی کیفیت دریافت کی ۔ جواب دیا کہ جو کچھ عوام میں مشہور ہے غلط ہے اصل واقعہ یہہ ہے کہ مینا یا علی بولتی تھی ۔ اسکو بقیمت پانسو روپیہ خرید کئے ۔ جب خرید کے گھر میں لائے ۔ نام مبارک ان سے نہیں بولی گنگ ہوگئی ۔ مالک کو واپس کر دئے ۔ کلمات طیبات مولفہ عنایت اللہ خان کشمیری میں مرقوم ہے کہ عبد الرحیم خان ایک خنجر کمر میں رکھتا تھا ۔ بادشاہ نے ایکروز خنجر کو دیکھکے فرمایا کہ نہایت خوش وضع ہے عرض کیا خداوند نعمت ! اسکا نام اسکی وضع سے زیادہ خوش ہے رافضی کش چونکہ بادشاہ بھی مذہب پرست تھا اکثر میر کا لفظ زبان پہ لاتا تھا ۔ میر عبد المنان عزت صاحب ترجمہ دہلی سے آصف جاہ بہادر کے ہمراہ دکن میں آئے ۔ جواہر خانہ و خلعت خانہ کی داروغگی پر مقرر ہوئے ۔ اعلیحضرت آپکو بہت چاہتے تھے ۔ اکثر مصاحبت تقرب میں بسر کرتے تھے ۔ ایکروز ایک معمولی بات پر ناخوش ہوکے نوکری سے دست بردار ہوے ۔ تاج شاہی درویشی سر پر رکھکے برہانپور آئے اور گوشہ نشین ہوگئے ۔ عزیز الوجود و شریف السیر تھے عرض جب مستعفی ہونیکے بعد آپکے فرزند بزرگ میر ابو الفخر خان والد ماجد کی خدمت پر

سرفراز ہوئے ۔ اور آپ کے فرزندان رشید سے میر ابو الفخر خان و میر نعمان خان و میر احسن خان ہیں ہر ایک خدمت عمدہ پر مامور ہے عزت و آبرو سے زندگی بسر کرتے ہیں ۔ عزت صاحب ترجمہ نیک سیرت درویش طبیعت تھے دنیا و ما فیہا سے الگ رہتے تھے ۔ موزون الطبع تھے ۔ شعر گوئی سے طبیعت مناسب تھی کبھی کبھی اشعار صوفیانہ موزون فرماتے تھے ۔ آخر عمر میں برہان پور میں سکونت پذیر تھے تقریباً ۱۲۶۵ ہجری میں فوت ہوئے ۔

من اشعارہ الفارسی

در بروئے احتیاج از خلق استغنائی دل
صبح و شام از گریہ چشم تو طرح تازہ بست
با تو ہم پیوستن بود از خود رسیدنہائے ما
تا کجا حرف نزاکت بمیان آرد کسی
صبح مست لالہ زار سفید و سیاہ و سرخ
نیرنگ بکر زان جہان را ز من بپرس
عاشقان را از فنا باشد عروجی در نظر
مو بمو خط شعاعی شد
نصیب خاکساران ست از خود باخبر بودن
دارم از بہر نثار تو دم چند بیا
روئے خوبت چراغان میکند آئینہ را
گر برائے راحت دل خوب بیباشد وصال

بستام چند آنکہ ہیگوید تو کل واہ واہ
کفر و ایمان را شرف نیک اندازہ بست
پردہ حسن تو گر بدہد ست دیدہائے ما
رگ جان تا ر نظر موئے کمر رسیدہ است
چون چشم سرخمار سفید و سیاہ و سرخ
دیدم ہزار بار سفید و سیاہ و سرخ
گرد باد خاک ما دارد تخیل در ہوا
سایہ ات کرد آفتاب مرا
ز نقش پا بود ہر لحظہ ام آئینہ دیدن ہا
جان نماندہ ست مرا اے بخدا زود بیا
دود دلہا سنبلستان میکند آئینہ را
بہر یاد نام او بیتابی ہجران خوش است

در فراقش عاشقان را شکّ خون باید گریست	یاد لعل بی بہار غنچۂ مرجان خوش است
گل گریبان چاک می بینم مست عشق کیست	غنچہ می غلطد ز خود صہبا بدست عشق کیست
ہر سر این گلستان آزاد بیفوائیست	ہر خندہ گل اینجا از چاک دل صدائیست

عنایت - میر عنایت اللہ جندی

عنایت تخلص - میر عنایت اللہ نام - جندی الاصل و ہندی الوطن ہیں - آپ صوفی مشرب و پاکیزہ مذہب تھے - فہم رسا و ذہن صفا سے موصوف حسن اخلاق و مروت میں معروف تھے - عالیجناب نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر کے زمرۂ مصاحبان میں تھے - عالیجناب انکی ملاقات سے بہت محظوظ ہوتے تھے چند مدت حضور کی ملازمت میں سرگرم رہے - آصفجاہ بہادر کے بعد نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید کی صحبت و ملازمت میں بسر کرنے لگے - سعرکۂ ارکاٹ میں شہید کے ہمرکاب تھے شہید کی شہادت کے بعد اس معرکہ میں جو درمیان ہمت خان افغان و ہدایت محی الدین مظفر جنگ واقع ہوا - ضرب بندوق سے ملک بقا کی طرف روانہ ہوئے یہ واقعہ ۱۱۶۴ھ ہجری میں حادثہ ہوا - آپکی طبیعت شعر و شاعری کے مناسب تھی - طبع رسا سے شعر خوب کہتے تھے - ایک قصیدہ آصفجاہ بہادر کی مدح میں بیشتر از ملاقات بھیجا تھا - گذارش کیا جاتا ہے -

ھوھذا

اے کہ دارد سایہ اش خاصیت ظل ہما	دستش موج دریا آستان اوج سما
گوہر و سرمایہ ابر از آب تیغ قدرتش	سینۂ خارا شکافد خنجر برگ گیا

هیبت او لرزه اگر عام سازد در مثل / جوهر آئینه از جوش طپش گردد جدا

تیغ او باشد ظفر شاهد آئینه رو / می ستاند نقد جان دشمنانش رونما

گر گزیند فیض روز افزونی از اقبال او / چون مه نو بدر آید روز و شب اندر ارتقا

شستشوی چشم دیده خورشید را عینک شود / مصحف عدلش تلاوت گر کند سیر سما

غنچه گوید زیر لب اسرار خلقش با نسیم / هم صبا در باغ سازد شرح فیضش برملا

از سواد لشکر فیروزمندش سرمه وار / چشم نصرت دیده اقبال میگردد جلا

یک دم معجز طرازش همچو عیسی در زمان / زنده در آئینه سازد قالب تمثال را

از هراس احتساب شرع در ایام او / جابجا اندر گلوی نی گره بندد نوا

در زمان اتقایش کز رواج ورع و زهد / زهره خواهد طیلسان مشتری سازد ردا

بسکه استعداد جرم اندر طبیعت ها نماند / نشنود هم گوش شنوا صوت چنگ و نغمها

سالها گر دفتر اشعار بنویسم هنوز / شمه از شرح اوصافش نیاید در ادا

ای طواف بارگاهت آرزوی جان و دل / ای غبار آستانت چشم ما را توتیا

گرچه دورم لیک روزی یک دو روزی بنشیت / صبح شبنم بر زمین و چاشت با مهر سما

با وجود بعد از فیضت نباشم نا امید / ذره روی زمین از مهر می یابد ضیا

تهمت دوریست لیکن آنچه می باشد بچشم / روز و شب در خلوت آئینه دل کرده جا

تن در اینجا ساکن و جان در حریمت مرکزست / کاه را باشد رجوع آری بسوی کهربا

ای عنایت چند این آرایش طول کلام / زینت پایه سخن گردان به خلخال دعا

تا که باشد در چمن باد صبا نکهت رسان
سبز دارد گلشن اقبال تو فیض خدا

عاقل - محمد عاقل دہلوی

عاقل تخلص - محمد عاقل نام - صاحب تحفۃ الشعرا نے لکھا کہ دانشمند خان خطاب ہے اور لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی گلِ رعنا مین لکھتے ہین کہ ہنروران خان خطاب ہے آپکا مولد و منشا شہر دلّی ہے - نشو و نما کے بعد دلّی کے علما و فضلا سے کتب درسیہ علوم حکمیہ ختم کین - فارغ التحصیل ہو کر بادشاہی منصب سے سرفراز ہوئے عالمگیری زمانہ تہا علما و فضلا کی بڑی ترقی تہی - اسی زمانہ مین آپ بندگانعالی نواب آصفجاہ سے ملے - بندگانعالی جو جوہر شناس و قدردان ہنر تہے - آپکی بڑی تعظیم و توقیر کی - اور حضور مین کہا - عاقل حضور کے ہمرکاب رہتے تہے - بزم و رزم مین ہم صحبت - آپکی مداحی مین صرف اوقات فرماتے تہے جب بندگانعالی آخر زمانہ عالمگیری مین بیجاپور کے صوبہ دار ہو کر دکن مین آئے تب عاقل بہی ہمرکاب تہے - اکثر خلوت و جلوت مین باریاب ہوتے تہے - پہر بندگانعالی آصفجاہ فرخ سیر بادشاہ کی سنہ اول جلوسی مطابق ۱۱۲۴ھ ہجری مین اورنگ آباد کے صوبہ دار ہو کے دلّی سے اورنگ آباد آئے - عاقل بہی ہمراہ تہے - بندگانعالی کی جاگیرات جو ہندوستان مین تہین ان کے محاصل کا خزانہ دلّی ہی مین رکہتے تہے - اور جاگیرات کے مداخل و مخارج کا دفتر بہی وہین رہتا تہا بندگانعالی نے عاقل کو خزانہ کا داروغہ مقرر کر کے اورنگ آباد سے دلّی روانہ فرمایا - عاقل نہایت خوشی سے وطن مالوفہ روانہ ہوئے مدت تک اسی خدمت پر مامور رہے - پہر دلّی سے دکن مین آئے فراشخانہ اور خزانہ کا کام آپکے تفویض ہوا - آخر سرکار نظام سے رخصت لیکر وطن مالوفہ روانہ ہوئے - وہین بعارضہ طبعی ۱۱۵۹ھ ہجری یا بقول ۱۱۶۰ھ ہجری مین فوت ہوئے عاقل سخنور کامل و ہنرور فاضل تہا - مضامین تازہ کا موجد و معانی خوش نمازہ کا مجدد تہا

وضعداری کا پابند اور وفاداری کا کاربند تھا۔ آپکے مزاج مین ظرافت و لطافت بیشمار تھی۔ آپ جس مجلس مین ہوتے تھے وہ مجلس لطائف و ظرائف سے رونق باقی تھی۔ اہل مجلس کے دلون مین سرور کی کیفیت پیدا تھی۔ آپ رونق محافل و زینت منازل تھے اب ہم آپکے اشعار مندرجہ ذیل سے کتاب کو رونق دیتے ہین تاکہ ناظرین کے دل کو سرور و آنکھون کو نور حاصل ہو

نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر کی مدح مین کہتا ہے

می توان اے نظام الملک تسخیر جہان	من علامت دیدہ ام اقبال عالمگیر را
قدرت اقبال عیسی معجزت نازم کہ او	می دمد در قالب اعدا دم شمشیر را
دشمن آتش بجان افتادہ ات در عرض حال	یکنفس از شمع می خواہد لب تقدیر را
اے جواہر سای معجون نشاط روزگار	می توانی شاد کردن عاقل دلگیر را
ولہ	
ندارد حاصلے غیر از ندامت حرف سازیہا	زبان شمع آخر خاک لیسد از درازیہا
چراغ خانہ آئینہ روشن زخاکستر	تو ہم اے بیخبر یکبار آتش زن بسامانہا
کلید و قفل چون دیدم زیک آہن یقینم شد	کہ از اسباب کشائش در گرہ دارند مشکلہا
پئے تحصیل روزی ہرزہ می تازی نمیدانی	کہ گندم را سفید از انتظارت گشت مژگانہا
بامن چو اتفاق نباشد زمانہ را	ور خوشہ آسیا ندہد رنج دانہ را
تا دہد از ساز عیش رفتہ را آوازہا	تکلف برطرف لولی چہ سامان کمی دارد
ندارد چہرہ ام رنگے زجوش ناتوانیہا	چو گل تاراج چیدن رفتہ ام از نوجوانیہا
ولہ	
برکش ساقیا گیسوے عنبر فام را	سایہ انگور باید آفتاب جام را
سرفرازان یک قلم از زیر دستان قائم اند	نیست جز دیوار عاقل تکیہ گاہے بام را

وله
نباشی بیخبر از فرصت ساغر زدن اینجا
که نرگس میکشد پیمانه در جیب کفن اینجا

وله
شهید لعل شیرینی کسے گر دیده ام عاقل
هما چون نیشکر خواهد مکیدن استخوانم را

وله
بمکتوبے که شرح دیدهٔ خونبار بنویسم
سرشک خامه ام گلگون کند رنگ سیاهی را

وله
ناتوانی بسکه دارد طائر آزاد ما
دام خالی می برد از صید ما صیاد ما

آب و رنگ انتخاب ما تماشا کردنیست
نرگسستان است گلزار سخن از صاد ما

وله
جهان بشمر که در دست آسائش که دید اینجا
بقدر سخت جانی هر کسے در خون طپیدن اینجا

وله
راضیم بر سر گشتن اے فلک گر ساعتی
همچو مژگان گرد چشم یار گردانی مرا

وله
از تمنا جان بلب نزدیک شد
گر رسد تا صد ز کویش دور نیست

وله
هیچ کس یا رب اسیر جذبهٔ الفت مباد
مرغ دست آموز در پرواز هم آزاد نیست

وله
بے رنج محال ست بفردوس رسیدن
هموار نئی ره گلشن کشمیر ندارد

بروز زاهد که تحصیل ارم طاعت نمی خواهد
خدا در کارسازی از کسے رشوت نمیخواهد

نو بهار آمد حریفان ساغر صهبا زنید
خنده بر وضع جهان از گریهٔ مینا زنید

دجله می کرد نقط بر سر کاغذ چو سپند
یاد چون گرمی یاران چه قدر ها می کرد

آئینه رو چار خویش کردی
از حیرت ما مکن فراموش

عشق ورزیدم و دل وقف ندامت کردم
شیشه میکش سنگ ملامت کردم

عالمی را بنماز خم ابرو خواندم
من باین قبلهٔ کج طرفه امامت کردم

سرمه بودم نالهٔ گشتم نکهت گلها شدم
عشق میداند به نیرنگی که من رسوا شدم

چیست مطلب از گداز کوزهٔ ساز عشق را
سنگ بودم آب گشتم سوختم مینا شدم

سالها از بهر دنیا حلقهٔ هر در زدم
پشت پا جائے که باید زد ز غفلت بر دم

راه کدام فطرت و رسم کدام هوش است	وله	صد درد و سر خریدن از منصب بزرگی
چو راهب به بتخانه بیدار بودن	وله	ازان به که در کعبه خوابیده باشی
جهان لبریز حسن اوست دیده‌ئی باید	وله	بهر سو ماه کنعان است چشم تماشائی

عرشی۔ مولوی محمد فضل رب تاجپوری

عرشی تخلص۔ ابوالقاسم کنیت۔ محمد فضل رب نام۔ آپ حکیم مولوی امام علی صاحب
کے خلف الصدق ہین۔ آپکا مولد و منشا تاجپور ضلع اعظم گڈھ ہے۔ آپنے وطن مالوفہ
مین تربیت و پرورش پائی۔ سن شعور کے بعد علما و فضلا کی خدمت مین کتب فارسیہ
و عربیہ کی تحصیل کین۔ ہمعصرون مین لائق و فائق ہوئے۔ طبیعت مین موزونیت جولانی
خداداد تھی جستی و چالاکی از حد زیاد تھی شعرگوئی کا شوق دلمین موجزن اور
سخن سنجی کا ذوق شعلہ زن ہوا۔ طبیعت والا و فکر رسا کے زور سے کلام موزون کرنے لگے
کلام سنجیدہ و پسندیدہ ہونے لگا۔ ہمکو آپ کے تلمذ کا حال معلوم
نہین ہوا۔ مین خیال کرتا ہون کہ آپکو مصداق الشعراء تلامذۃ الرحمن واجب تعالی کے
فیضان غیبی سے تلمذ حاصل ہے۔ آپکا کلام صنایع و بدایع کے ترصیع سے مرصع اور اقسام
اقسام کے قوافی و تلازم شعریہ سے مسجع ہوتا ہے۔ نازکخیالی و شیرین بیانی سے آراستہ۔
ادا ہائے رنگین و شگفتہ معانی سے پیراستہ ہوتا ہے۔ ہر ایک شعر نزاکت و لطافت مین ڈوبا ہوا
اور ہر ایک مصرع فصاحت و بلاغت مین تولا ہوا نظر آتا ہے۔ کثرت خوبی سے ہر ایک
فقرہ بزبان حال انا الشرق۔ اور ہر ایک کلمہ انا البرق کہتا ہے۔ آپکا کلام اسبات کی
تصدیق کرتا ہے کہ بمقابلہ متاخرین ہند کے قاآنی اور بمعاوضہ متقدمین ہند کے خاقانی ہین

آپنے الفاظ و معانی مین باہم ایسا جوڑ ملایا کہ ناظرین اُسکو تاج مرصع تصور کرتے ہین
و فقرات کی نشست و معانی کی بندش ایسے ڈھنگ سے بٹھائی کہ شائقین اُسکو تاج مرصع کا
طرّہ خیال کرتے ہین - آپکو اگر فخر شعراے ہند و طوطی دکن کہین تو روا ہے - آپ خوش خلق
و نیک طینت ہین صاحب مروت و پسندیدہ سیرت ہین - یاران ہم مشرب ہم مذاق سے
نہایت محبت و اشفاق سے ملتے ہین - ظریف الطبع و لطیف المزاج ہین - خوش تحریر
و خوش تقریر ہین - جس مجلس مین آپ ہوتے ہین سب اہل مجلس آپکو رونق مجلس سمجھتے ہین -
حاضرین مجلس آپکی تقریر دلپذیر سے مزہ و لطف اٹھاتے ہین - مولف فقیر کو بھی آپ سے
نیاز ہے کبھی کبھی مولوی محمد یعلیخان المخاطب نواب محسن الملک بہادر کے دولتخانہ پر ملاقات
ہوئی ہے مگر آپنے سرسری ملاقات مین ایسا ثابت کر دیا گویا ہمارے مدتون کے رفیق
ہین - چند مدت تک مع لانا ریاست گوالیار مین مقیم رہے - مہاراجہ کے صاحبزادے کے
ادب آموز تھے - بڑی عزت و آبرو تھی مگر آپکو ادب آموزی سے نہایت نفرت تھی
کیونکہ آپکا مزاج آزادگی پسند قید و تعلق سے دوری چاہتا تہا - خود ہی وہانکا تعلق چھوڑکر
نواب لائق علیخان مختار الملک ثانی کے زمانہ مین حیدرآباد دکن مین وارد ہوئے - اکثر
قصائد حضور و مدار المہام کی شان مین لکھے - فائز المرام نہین ہوئے - اسیطرح امیدواری
و انتظاری مین بسر کرتے رہے - طرفہ یہہ ہوا کہ یہان بعض نے غلطی یا شاعرانہ تقابل
کی وجہ سے آپکو مطعون کیا کہ آپ جو کچھہ کہتے ہین یہہ آپکا طبعزاد نہین ہے شاید متقدمین
مین جو اس تخلص کا شاعر نامی عرشی گذرا ہے اُسکا دیوان آپکے ہاتہہ آگیا ہے - آپ
یہہ جوہر افشانی اُسی گنجینہ کی بدولت کرتے ہین - آپ بھی معترض کے اعتراض و طعن سے
واقف ہوئے - ایکروز حسن اتفاق سے آپ مدار المہام کے سلام کیلئے گئے معترض بھی دربار مین

باریاب تھے اُسوقت آپکی شاعری کی بابت تذکرہ شروع ہوا معترض نے وہی ہی شرط بیہودی شروع کی۔ اور یہہ کہا کہ اگر آپ فی البدیہہ چند اشعار ہمارے خواہش کے موافق سنگلاخ زمین مین کہدین تو ہم اپنے اعتراضات طعن سے اعراض کرین گے اور آپکی واقعی لیاقت و استعداد کا اقرار۔ آپنے نہایت خوشی سے اس امر کو منظور کیا۔ اور معترض صاحب کیطرح پر اُسیوقت چند اشعار فی البدیہہ کہدئے۔ نواب صاحب اور اہل مجلس آپکی استعداد کے قائل ہوے اور معترض صاحب پژمردہ خاطر۔ نواب صاحب نے معترض صاحب سے مخاطب ہوکے کہا فرمائے اب آپ کیا کہتے ہین۔ معترض صاحب نے جب نہایت ندامت کے ساتھہ آہستہ لب سے کہا کہ اس شخص کی واقعی لیاقت اس کلام کے لائق نہین ضرور کوئی بیاض قدیمہ انکے پاس ہوگی۔ افسوس معترض نے آپکے معاملہ مین بڑی بے انصافی کی۔ صریحا معترض کی زیادتی معلوم ہوتی ہے۔ اب اس مقام پر فقیر مولف نصافا گزارش کرتا ہے کہ معترض کا اعتراض اس قسم کا تہا کہ لا اصل لہ کیونکہ متقدمین مین دو عرشی گذرے ہین اُن دونون کا کلام میرے پاس موجود ہے۔ جناب عرشی صاحب ترجمہ۔ اور ایک عرشی متقدم کے کلام مین اسقدر فرق ہے کہ عرش و فرش مین۔ ؎ بہ بین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ متقدمین اور آپکی طرز مین زمین و آسمان کا فرق ہے ؎ ہر گلے را رنگ بوئے دیگر است۔ آپ اکثر قصائد سنگلاخ زمین کہتے ہین۔ ترصیع و تسجیع کا زیادہ لحاظ فرماتے ہین۔ متقدمین کے کلام مین یہہ صفت نہین ہے۔ میرا ارادہ تہا کہ متقدمین کے چند اشعار اس مقام مین نقل کرون تاکہ ہمارے کلام کی پوری پوری تصدیق ہوجائے لیکن افسوس کہ متقدمین کے دیوان موسی ندی کی طغیانی مین نذر سیلاب ہوگئے۔ اسوجہ سے معذور ہون۔ جناب عرشی صاحب ترجمہ انہین موانع و عوائق کیوجہ سے چند مدت پریشان و پراگندہ حال رہے۔ مگر آپ مستقل مزاج

وثابت قدم تھے۔ اپنے استقلال و ثبات مین ذرا بھی جنبش نہین کی۔ نہایت ہشاش بشاش
رہے۔ یاران ہم مشرب کے جلسون مین شریک ہوتے تھے۔ کبھی کسی دوست و رفیق سے شکایت
نہین کی اور نہ اپنی حالت بیان کی۔ حبل المتین صبر کو ہاتھ مین تھامے ہوے خدا پر
توکل کیئے ہوئے تھے۔ کہ اسی صبر و توکل کی برکت سے بندگان عالی حضور پر نور
نے نہایت قدردانی سے آپکے لئے بقدر یا بحتاج ڈیڑھ سو روپیہ ماہوار کا منصب مقرر کر دیا تھا
بہرحال عدم مطلق سے بہتر تھا۔ مگر آپکی فیاضی و سیر چشمی کے لحاظ سے خاص اس شہر مین
یہ مقدار آپ کے لئے کافی نہین تھی۔ آپ اسی وظیفہ پر شاکر و قانع رہے۔ آپکی عمر تخمیناً
پچاس برس کی تھی۔ آخر آپنے تقریباً سنہ ۱۳۰۹ ہجری مین اس دار ناپائیدار سے بمقام بقا
رحلت کی۔ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ فقیر مولف کو سنہ وفات مین شک معلوم ہوا ہے تاہم
تخمین و قیاس سے لکھا گیا

من الشعراء الفارسی

تاریخ مین نواب سعادتعلیخان منیر الملک مرحوم کے

بدشت دیگرے تازم بکوے دیگرے تازم — بمدح سروری سازم ہمات درج نورانی
ملک چہرہ فلک قدرے و قدر قدرت قضا صولت — بلبہا عیسی ثانی بعارض ماہِ کنعانی
ملک بخت و فلک تخت و کرم پاش و شہ صبا ارب — جہان بخش و جہاندار و جہانگیر و جہانبانی
تہمتن تن سکندر در مؤید بد غضنفر فر — بفر و قدر سلجوقی بہ بوق و توق ساسانی
شقائق خو و فائق دان سحاب جیب مطلب دان — بمیدان رستم دستان بحکمت رشک لقمانی
ملک گوہر فلک منظر قبادا فسر منیر الملک — کہ بر خوانش کند خورشید گردون کاسہ گردانی
زہے با موکبش نصرت علمدار جہانگیری — خہے با پرچمش شوکت نشاندار جہانبانی

بکاشانش فلک تابان گر قندیل خرشیدی
با یوانش قمر روشنگر مصباح عرفانی

بدرگاهش قضا بفرست حشمت را بجاروبی
بفرگاهش قدر بنشاند دولت را بدربانی

کیاست را بفکرت ذوق بالیدن بغواصی
فطانت را بذاتش شوق بالیدن بنیسانی

من اشعارہ الہندی

خون بار ہوگی چشم کفن ہوگا خون مین تر
پہچاننا عدم مین مجھے اس نشان سے

مین اور نوید وصل فلک اور امید مہر
قاصد تری یہ باتین ہین وہم و گمان سے

عاقل - سید محمد سلطان دہلوی

عاقل تخلص - سید محمد سلطان نام - آپکے بزرگون کا اصلی وطن بر سٹ ضلع بارہ تہا - لیکن آپکے جدا علی وطن سے دلّی مین چلے آئے اور اسی شہر مین سکونت اختیار کرلی - آپکی ولادت دلّی مین واقع ہوئی - نشو و نما بہی اسی شہر فیض بہر کی آب و ہوا مین ہوا - سن شعور کے بعد فضلاء وقت کی خدمت مین کتب درسیہ فارسی سے فراغت حاصل کی اور عربی مین نحو و صرف کے چند رسالے پڑہ لئے - پہر آپکے دل مین شعر گوئی کا ولولہ پیدا ہوا - مرزا اسد اللہ خان غالب کی خدمت مین حاضر ہونے لگے اور اپنے کلام طبعزاد کو استاد کی خدمت مین پیش کرنے لگے - استاد آپکی طبیعت کی جولانی اور کلام کی بندش دیکہکر خوش ہوتے تہے - اور فرماتے تہے کہ یہ ہونہار ہے - استاد کی اصلاح سے خوب کہنے لگے - اور کلام مین بہی پختگی نظر آنے لگی - آپ جو کچھ کہتے تہے نہایت درست و سنجیدہ ہوتا تہا - اور ہر ایک فقرہ ملاحت و نزاکت مین ڈوبا ہوا ہوتا تہا - آپ چند روز کے بعد دلّی سے بنارس آئے - اور شہر مین فروکش ہوئے

بنارس مین آپکے اکثر عزیز و اقارب سکونت پذیر تھے اور آپکے حسب و نسب سے
واقف تھے۔ نجیب الطرفین تھے۔ نواب حامد علیخان بہادر و نواب نجف علیخان
بہادر سے قرابت تھی۔ بنارس مین میر زبر حسین مرحوم پھنکیت سفید پوش کی دختر
نیک اختر سے شادی کرلی۔ مدت تک بنارس ہی مین رہے طبیعت مین شعرگوئی کا مذاق
تھا یہان اُس فن کی طرف خوب ہی توجہ کی اور صاحب عالم مرزا قادر بخش صابر کے
شاگرد ہوئے۔ چند مدت مین رفتہ رفتہ درجۂ اُستادی کو پہنچے سنہ ۱۳۰۰ ہجری مین حیدرآباد
دکن مین آئے اور یہان ایک اخبار آصفی شایع کیا۔ آپکی طبیعت مین شوخی و چستی
موجزن تھی چالاکی و بیباکی نعرہ زن تھی۔ ہمدردئے قوم و خلائق کی خیرخواہی مین
ہمہ تن مصروف تھے۔ خوش اخلاقی و انسانیت مین معروف تھے۔ آپکی ہمدردی و خیرخواہی
کی تصدیق اخبار آصفی کے ارٹیکلون سے ہوتی ہے ملاحظہ کیجئے۔ پھر آپنے نواب نظام جنگ
بہادر خانخانان کے فرمانے سے مطبع آصفی کو ترک کیا۔ اور آپکی سرکار مین معتمدی کے
عہدے پر ممتاز ہوئے۔ چند روز تک خوب کام کرتے رہے۔ تھوڑے ہی دن نہین گذرے
کہ نواب صاحب نے پھر از سرنو تغیر و تبدل فرمایا۔ محمد سلطان عاقل سے معتمدی کا کام لے لیا
معتمد سابق جناب مولوی علی حسن صاحب بلگرامی کو بدستور بحال برقرار فرمایا۔ اور عاقل
کے لئے بھی منصب معقول مقرر کردیا۔ عاقل متردد ہونے لگے۔ کیونکہ کام کے آدمی تھے
ان کے لئے بیکاری عذاب جان تھی۔ پھر اخبار کے چلانیکی فکر مین ہوئے۔ اسی اثنا مین
عارضہ وبا مین مبتلا ہوئے سنہ ۱۳۰۹ یا ۱۳۱۱ ہجری مین بہشت برین
روانہ ہوئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ وفات کیوقت آپکی عمر قریب چالیس برس کی
تھی۔ مولف فقیر کو بھی آپ سے نیاز تھا۔ جب ملتے تھے نہایت حسن اخلاق سے

ملتے تھے۔ خدا اُن کو غریق رحمت کرے۔ آپکا ایک خلف الصدق فرخ سلطان متخلص بہ کامل یادگار موجود ہے۔ چند مدت مدرسہ اعزہ مین تعلیم پایا۔ بمصداق الولد سر لابیہ ہونہار نظر آتا تھا۔ خدا اُسکی عمر دراز کرے۔ چند مدت نواب جانخانان بہادر نظام یار جنگ بہادر فرخ کی سرپرستی فرماتے رہے۔ اپنی سرکار خاص سے کسیقدر ماہوار عنایت کرتے رہے۔ امید ہوتی تھی کہ یہ لڑکا نواب صاحب کی عنایت سے لائق و فائق ہو جائیگا۔ فی الحال مجھے معلوم نہین کہ فرخ سلطان کہان ہے۔ جہان ہو خدا اُسکو خوش اور خورم رکھے۔

من اشعارہ الہندی

اِک ہاتھ مین تیغ ایک مین دامن ہے قبا کا
اے شمع یہان عشق گدازش کی ہی گرمی
کر اک نگہ مہر کہ سب عیب ڈہکین گے
آئینہ ہی مین ہم کہا کا غذ تصویر جلا کر
موت آئی عجب حال مین بیمار کو تیرے
وقفہ ملا نہ ہمکو گنہ کے حساب کا
ٹپکے پسینہ بنکے گنہ بال بال سے
منظور ہے فنا کو جو مشق مصوری
کچھ حسرتین بھی گریہ کنان ساتھ تھین

آتا کوئی دیکھے صنم ہوشربا کا
شعلہ مرے سر کا ہوا کانٹا کف پا کا
دامان نظر تیرا کفن ہے شہدا کا
اس شکل سے ظالم نے اڑایا مرا خاکا
شکوہ نہ کیا زیست کا نے شکر قضا کا

ولہ

گذرا ہے کتنے جلد زمانہ شباب کا
جان ہے فنا زمین کے عذاب کا
بنتا بگڑ بگڑ کے ہے نقشہ حباب کا
دیکھا جنازہ عاقل خانہ خراب کا

عزلت ۔ میر عبد الولی

عزلت تخلص ۔ عبد الولی نام ۔ آپ مولوی سعد اللہ سورتی کے فرزند ہین

آپکی ولادت ۱۲۴۰ھ ہجری مین مقام سلوان ضلع سورت مین واقع ہوئی نشو و نما بھی وطن مین ہوا۔ آپنے علوم معقول و منقول کے کتب درسیہ والد ماجد کی خدمت مین ختم کئین۔ اسوقت آپکی عمر اُنیس برس کی تھی شباب کا عالم تھا سیاحت و سیر کا شوق دلمین موجزن ہوا تحصیل کے بعد سندھ مین سفر کیا۔ دلی و عظیم آباد و اکبر آباد وغیرہ شہرون مین مدت تک سیر کرتے رہے ہر ایک شہر کے علما کے جلسون مین شریک ہوتے تھے۔ آپکو تدریس کا زیادہ شوق تھا۔ طلبہ کو پڑھاتے تھے۔ آپکو کتب درسیات مین کامل مہارت تھی۔ پڑھاتے پڑھاتے خوب منجھ گئے تھے خاصکر کے فن معقول مین آپکی استعداد و لیاقت اسقدر تھی کہ علما آپکو ارسطو کہتے تھے۔ اور آپ بھی ادعاء فرماتے تھے۔ کہ اگر دنیا سے موجودہ کتب معقول مفقود ہو جائین تو مین از سر نو موجود کر سکتا ہون۔ شاعری مین بھی آپکو ایسا ہی عو(؟) تھا۔ طبیعت مین تیزی و چالاکی خداداد تھی۔ موزون الطبع تھے اولاً آپنے فارسی مین طبع آزمائی شروع کی چند روز مین خوب کہنے لگے۔ رفتہ رفتہ درجہ اُستادی کو پہنچے۔ پھر جوش فطرت و زور قوت سے ریختہ کی طرف توجہ کی آہستہ آہستہ اُس مین بھی ایسی ترقی کی کہ اُستاد کے لقب سے ملقب ہوئے۔ ریختہ مین مطالب شستہ و مضامین برجستہ لکھے۔ الفاظ پاکیزہ و معانی تازہ مین ایسا جوڑ ملایا۔ گویا طلائی زیور پر جڑاؤ کیا۔ رنگینی بیان کا ایسا رنگ کھلایا کہ سامعین و ناظرین کو رنگین بنا دیا۔ ریختہ ہی پر نہین ٹھہرا بلکہ اور آگے قدم بڑھایا۔ یعنے دوہے و کبت جھولنے و سوال و جواب دبارہ ماسی و مکریان و پہیلیان وغیرہ بھی تالیف کئے ہین۔ امیر خسرو کی طرح یہہ تمام چیزین عمدہ طرح سے لکھی ہین۔ امیر خسرو طوطی ہند تھے۔ آپ کو طوطی دکن کہنا چاہئے۔ علم موسیقی مین بھی بڑی دستگاہ رکھتے تھے۔ ساز و قانون و سرود و ارغنون کے دقائق و رموز کے ماہر تھے۔ زیر و بم و تال و سُر عمدہ طرح سے ملاتے تھے

اس فن کے استادون نے آپکی اُستادی تسلیم کی۔ اور آپکا نام ادب کے ساتھہ زبان سے
لینے لگے۔ آپ نہایت ہی خوش الحان تھے۔ جسوقت مجلس عاشورہ مین روضہ خوانی کی تحسین
داؤدی سے فرماتے تب اکثر مجلس کو رُلاتے تھے۔ اور ہوش و حواس سے بیحس و حرکت کرتے تھے
فن قرأت کے بھی عالم و قاری تھے۔ قرآن شریف خوش الحانی کے ساتھہ پڑھتے تھے
سامعین کو حظ و لطف حاصل ہوتا تھا۔ نہایت سرور سے وجد و حال کی کیفیت نمایان
ہوتی تھی۔ حافظہ کیا تھا غضب تھا۔ جو کچھہ یاد تھا سینہ مین محفوظ تھا۔ سینہ کیا تھا لوح
محفوظ کا نمونہ تھا۔ جوہر بے بہا کا گنجینہ۔ ہزارہا اشعار و شواہد و نظائر و امثال نوک زبان
اور آپ تاریخ مین مورخ کامل تھے۔ واقعات سلف و خلف سے پورے واقف تھے۔ خوش
تقریر و خوش تحریر۔ لئیق و خلیق۔ کریم و رحیم۔ پابند رضا و تسلیم تھے۔ راہ مستقیم کے
رہبر۔ بندہ نواز و غریب پرور تھے۔ زندہ دل و روشن ضمیر۔ فقیر بے نظیر تھے۔ درویش و است
درویش مشرب۔ و پاکیزہ سیرت پاکیزہ مذہب تھے۔ صلح کل کے جویا۔ امر حق کے گویا تھے
محبت و ہمدردی کے نور چشم۔ دلدہی و دلجوئی کے لخت جگر۔ سراپا اخلاق و اشفاق
تھے۔ بانی اتحاد و اتفاق تھے۔ دوئی سے دور۔ خودی سے نفور تھے۔ ذی عزت
و ذی شعور صاحب مروت و غیور تھے۔ اور آپ فن مصوری مین بھی کامل تھے
بہزاد و مانی سے فاضل۔ خلائق نے آپکو دیکھا اور بہزاد و مانی کو سنا۔ شنیدہ کی
بود مانند دیدہ۔ تصویر کشی مین وہ وہ خوبیان ایجاد کین کہ موجد کہلائے۔ اور رنگ
و روغن مین ایسی ایسی صفائیان دکہلائے کہ مجدد ہوئے۔ آپ کی قلمی تصویر کے
مقابلہ مین عکسی تصویر کی کچھہ وقعت نہین تھی۔ عوام الناس آپکی قلمی تصویر کو عکسی
کہتے تھے اور عکسی کو قلمی خیال کرتے تھے۔ اس فن مین آپ متقدمین سے بڑھ گئے

سلف سے خلف تک سب آپکا لوہا مان گئے ۔ اور آپ فن مناظرہ مین جو پہنچے ہوئے تھے ۔ اکثر ہمعصر شعرا آپکے کلام پر حرف گیری و نکتہ چینی کرتے تھے ۔ چنانچہ ایک وقت آزاد بلگرامی و ناصر علی سرہندی و عارف وغیرہ پر اعتراض کیا تھا ۔ ہر ایک نے جواب دندان شکن دیا تھا ۔ تب عزلت گوشۂ سکوت مین عزلت نشین ہوا ۔ بعض نے لکھا کہ آپ مناظرہ مین جسقدر تھے اُس سے زیادہ کے مدعی تھے ۔ اکثر ہمعصر شعرا کے کلام پر حرف گیری و نکتہ چینی کرتے تھے ۔ معاصرین بھی آپسے کم نہ تھے ۔ جواب ترکی بترکی دیتے تھے ۔ آخر عزلت گوشۂ سکوت مین ساکت رہتے تھے ۔ چنانچہ یحیی اُن شفیق اورنگ آبادی نے ایک شعر سہرۂ گل کے بیان مین لکھا ہے

ہلال عید خم بر سر کوئے تو می آید   کتان پرچہ را نازم کہ بر روئے تو می آید

مولوی عبد الولی عزلت نے اعتراض کیا کہ کتان کو ہلال سے کچھ نسبت نہین ہے بلکہ ماہ سے ہے پرچہ کتان سے نہین ہوتا ۔ شفیق نے جناب استاد میر آزاد کی خدمت مین عرضی بھیجی اور عزلت کا اعتراض کیا میر صاحب نے میرزا محمد علی دانا ابن ملا محمد سعید اشرف مازندرانی کا شعر لکھا ہے

ہمت چو بدر شود با دلم چہ خواہد کرد   ہلال یکشبہ بر پشت کتانم سوخت

اور میرزا مبارک اللہ واضح کا بھی شعر رقم فرمایا ہے

سہ تو تیلہ چاک کتان چون شد عجب نبود   لب خم دلم از در بوسہ رکابش را

ان اہل زبان کے کلام سے ثابت ہوا کہ کتان کو ہلال سے نسبت ہے ۔ روم و عرب مین کتان کے برقعہ کا عام استعمال ہے اور کتان روم مین بنتا ہے اور وہان سے دوسرے ملکون مین جاتا ہے ۔ اور دوسرے ملک والے اسکی حقیقت سے واقف نہین ہین

ظاہر میں باہمدیگر معاصرین چوٹیں کرتے تھے مگر باطن میں پاک و صاف ہوتے تھے
جلسوں میں مزے مزے کی باتیں ہوتی تھیں۔ ہم شہروں میں مذاق و لطف کے
چرچے ہوتے تھے۔ افسوس وہ کیا زمانہ تھا اور وہ کیا بزرگ تھے۔ اب وہ بزرگ ہیں
نہ بزرگی۔ نہ وہ زندہ دل ہیں نہ وہ زندگی۔ نہ وہ لطف جام میں ہے نہ شراب میں
نہ وہ مزہ گزک میں ہے نہ کباب میں۔ نہ وہ مستی راگ میں ہے نہ رباب میں نہ وہ خوبی
سوال میں ہے نہ جواب میں۔ فی زماننا شعرا و علما میں مناظرہ کیا ہے۔ مکابرہ ہے
ایک دوسرے کی ذلت و خواری میں کوشش کرتا ہے۔ دوسرا مد مقابل بنکے اسکی
عزت ریزی و اہانت میں پیروی کرتا ہے۔ مناظرے سے جو غرض ہوتی ہے اُس سے
کوسوں دور رہتے ہیں۔ عہدالم و لانسلم میں باہم جھگڑا و فساد کرتے۔ کوئی حق بات کا
اقرار نہیں کرتا۔ اور انصافانہ داد نہیں دیتا ہے۔ اس ظالمانہ خیالات فاسدات سے
خراب و تباہ ہوتے ہیں۔ جہل مرکب کے دلدل میں پھنسے رہتے ہیں۔ اسوقت ایسا
زمانہ ہے کہ سیکڑوں میں ایک دو بزرگ قدما کی شان میں نظر آجاتا ہے۔

آپکے معاصرین شعرائے ذیل تھے

سراج الدین علیخان آرزو۔ و میر غلام علی آزاد بلگرامی۔ و ناصر علی سرہندی۔ و لچھمی نرائن
شفیق اورنگ آبادی و میر نقد علیخان ایجاد حیدرآبادی۔ و عبدالقادر صاحب
سامی اورنگ آبادی۔ عبدالحکیم حاکم۔ و نورالعین واقف وغیرہم

میر غلام علی آزاد نے سرو آزاد میں لکھا کہ میں عزلت سے بندر سورت میں ملا۔ لائق شخص
خوش صحبت ہے موسیقی خوب جانتا ہے۔ مشارالیہ کو شاہجہان آباد کی سیر کا شوق پیدا
ہوا۔ بندر سورت سے روانہ ہوا مسافت بعیدہ طے کرکے بعد بیسویں تاریخ ماہ جمادی الاول

سنہ ۱۱۶۴ ہجری مین شہر دلّی مین پہنچا۔ وہان مدت تک رہا پہر سراج الدین علیخان آرزو
کی خدمت مین مدت تک رہا۔ فارسی وارد و مین اُن سے صلاح لیتا رہا۔ شاعر شیرین
مقال سخنور نازک خیال تہا۔ صاحب دیوان فارسی وارد و ہے۔ فارسی دیوان مین
اشعار کئی ہزار ہین اور دیوان اردو مین بہی بیشمار۔ پہر آپ ہندوستان سے
ملک دکن مین آئے۔ شہر اورنگ آباد مین سکونت اختیار کی۔ اُسوقت اورنگ آباد علماء
فضلا کا مجمع تہا۔ امصار و اقطار کے شعرا کا مورد تہا۔ چونکہ آپ بہی عالم فاضل و شاعر
کامل تہے۔ اس مقام کو سکونت کے لئے پسند کیا۔ شہر مین سکونت پذیر ہوئے۔ علما و شعرا
سے ملے۔ سبنے آپکی تعظیم و تکریم کی۔ اور آپکے ساتہہ ہمدردی فرمائی۔ نواب ناصر جنگ
شہید کی خدمت مین باریاب ہوئے۔ نواب صاحبنے آپکی بڑی قدر کی سرکار سے بقدر
ضرورت مایحتاج ماہوار مقرر کردی۔ آپ نہایت اطمینان سے بسر کرتے رہے۔ پہر
ناصر جنگ شہید کے بعد حیدرآباد دکن مین آئے۔ یہان کے مشائخ و علمانے بہی آپکی
بڑی عزت کی۔ مدت تک حیدرآباد مین رہے۔ خوشحال و فارغ البال رہے۔ نواب
نظام الدولہ صلابت جنگ بہادر نے آپکو دو گانون جاگیر مرحمت کئے تہے تا بہ زندگی
جاگیر کے محاصل سے نفع اُٹہاتے رہے۔ چمنستان شعرا مین لچہمی نرائن شفیق اورنگ آبادی
لکہتے ہین کہ مین آپسے حیدرآباد مین ملا اور مین نے آپکی درخواست بابت جاگیر نواب
صلابت جنگ کی خدمت مین پیش کی۔ درخواست آپکی خواہش کے موافق منظور
ہوئی نہایت شکر گذار ہوئے جب تک زندہ رہے ریاست نظام کے حق مین دعا کرتے
رہے۔ ہم بہی اس ریاست کے دعاگو ہین خدا اس ریاست کو تاقیامت قائم رکہے۔ اکثر
خلائق کو اس ریاست سے نفع پہنچتا ہے۔ مشکوۃ النبوۃ مین حضرت غلام علی موسوی القادری نے درج کی

لکھا ہے کہ آپ امامیہ مذہب تھے۔ نہیں معلوم آپکو کس وجہ سے امامیہ لکھا کیونکہ آپکے
والد ماجد مولوی سعد اللہ سورتی سنی متشرع تھے۔ عالمگیر بادشاہ آپکی بڑی قدر کرتا تھا
عالمگیر کے اکثر خطوط مولوی صاحب کے نام سے ہیں۔ اور آپ بھی آبائی طریقہ پر سنی المذہب
تھے۔ اور آخر عمر میں شاہ عبد الشکور گجراتی کے خاندان میں طریقہ قادریہ میں مرید ہوئے تھے
مرید ہونے سے یقین ہوتا ہے کہ آپ سنی المذہب تھے۔ آپکی نسبت امامیہ تصور کرنا خطا ہے
کیونکہ امامیہ و قادریہ باہم مخالف ہیں دو متضادین کا ایک مقام میں جمع ہونا ممکن نہیں
دونو فریق کا باہم مخالفت کرنا اعتقادًا تھا یا انسانیت کے خلاف ہے ہم سب اہل قبلہ میں
وجود واجب و رسالت کے مصدق ہیں اور سب قرآن مجید کو کلام الٰہی مانتے ہیں پس
سب کو چاہئے کہ بایکدیگر مثل شیر و شکر رہیں کوئی کسیکو برا نہ کہے جہانتک ہوسکے بھلائی
کرے۔ آپ اہل بیت کے مداح تھے اور ان کے فضائل میں اسقدر مبالغہ کرتے تھے
کہ بعض کے نزدیک امامیہ مشہور ہو گئے۔ آپنے بحیثیت دوستی جو کچھ لکھا یا کہا
ٹھیک و درست ہے مگر بحیثیت مذہب ایک کو دوسرے پر ترجیح دینا مناسب نہیں
ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است ؎

صاحب مشکوٰۃ النبوۃ نے لکھا ہے کہ آپ کی نعش مبارک میر مومن کے دائرے میں مدفون
ہوئی۔ اس دائرے میں خاص امامیہ فرقہ کے ہی لوگ مدفون ہوتے ہیں انتہی کلامہ۔
میرے نزدیک یہ پہلو الزامیہ بھی باطل ہے۔ کیونکہ بعض سنت جماعت بھی اسی دائرہ میں
مدفون ہوئے ہیں۔ دائرہ میں دفن ہونے سے امامیہ ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ ہاں
اگر کوئی دلیل خارج میں اس بات کے سوا ہو تو ممکن ہے۔ میر غلام علی صاحب آزاد
بلگرامی نے اپنی کسی تالیف میں آپکو امامیہ نہیں لکھا نہ کسی تذکرہ نویس نے بجز صاحب مشکوٰۃ النبوۃ

کے ساتھہ اتفاق کیا - آپ دوہرے اور کبت وغیرہ مین اپنا تخلص ترکمن لکہتے
ہین - شاید یہہ لفظ ترکمان کا مخفف ہے - یا ہندوون سے لیا ہے - کیونکہ دکن کے
ہندو تلنگی زبان مین مسلمان کو ترکلو کہتے ہین - آپکا یہہ تخلص دوہرہ کے مناسب ہے
آپ خوش مزاج و خوش طبع تہے - محبت پرست و وضعدار تہے - سراپا حلم و خلاق
تہے - بانی اجتماع و اتفاق تہے - شہر مین کیا امیر کیا فقیر سب آپسے مانوس تہے
آپ سب کے نزدیک باعث عزت و ناموس تہے - مسافر نواز و مہمان پرور تہے حسن سلوک
مین نامور تہے - ربیع الاول مین بارہ روز تک میلاد شریف کی مجلسین بڑی عظمت
وشان سے فرماتے تہے - عمدہ عمدہ کہانے پکواتے تہے - انواع انواع کی شیرینی
تیار کراتے تہے - عمائد شہر و مشائخ عصر کو دعوت دیتے تہے - اہل دعوت کی بڑی خاطر
و مدارات کرتے تہے - تبرکاً آپ آفتابہ و سیلابچی ہاتہہ مین لیکر سب بزرگون کے
ہاتہہ دہلاتے تہے - اسیطرح محرم شریف مین بہی دس روز تک شہدای کربلا کا بیان
فرماتے تہے - اقسام اقسام کے حلوے اور لذیذ میوے حاضرین مجلس پر تقسیم فرماتے تہے
آپ خوش الحان و خوش آواز تہے خود ہی مجلس مین مرثیہ و نوحہ اس طرز سے
بیان کرتے تہے کہ مجلسہ اسوقت کا سماں دکہلاتے تہے - کبہی شجاعت کے بیان مین
کبہی ہمت کے میدان مین سکندر اعظم ہوتے تہے - کبہی جرات و شہادت کے عرصہ مین
ثابت قدم - کبہی صولت و سیادت کے اظہار مین چست دم ہوتے تہے - کبہی
شہادت کے معرکہ مین سبقت - کبہی صبر و قناعت کے گوشہ مین مبادرت کرتے تہے
غرض کہ آپ جو حق بیان ہوتا تہا اسکو عمدہ طرح سے ادا کرتے تہے کوئی دقیقہ باقی
نہین چہوڑتے تہے - سامعین کے دلونپر بڑا اثر ہوتا تہا - زار زار روتے تہے -

چیخ چیخ کر آہین مارتے تہے - افسوس ہمکو آپکے مراثی و نوحات مین سے ایکدو نبند بہی نہین ملے اگر ملتے تو ہم شائقین کے ملاحظہ کے لئے گزارش کرتے - اس شہر مین آپکی ذات بابرکات غنیمت تہی - ہر قسم کے لوگ آپکی خدمت مین فیض یاب ہوتے تہے - جو طلبہ ہوتے تہے علم و فن حاصل کرتے تہے - جو شائق موسیقی ہوتے تہے گانے کے اصول و فروع مین لیاقت پیدا کرتے تہے - جو شاعری کے طالب تہے وہ شعر و شاعری مین مزہ پاتے تہے - جو درویشی تصوف کے جویا تہے وہ بہی آپ سے مستفیض ہوتے تہے - جو مصوری کے شائق ہوتے تہے وہ بہی آپکی خدمت مین تصویر کشی سیکہتے تہے - ایسا ہی فن مناظرہ مین اکثر طلبہ کتب مناظرہ آپ سے تحصیل کرتے تہے - خلاصہ کلام آپ جامع الکمال تہے - اسوقت شہر مین آپکی جامعیت کو کوئی عالم نہین پہنچتا تہا نہ کوئی شاعر - اکثر اُن کے خوشہ چین تہے - اولاد مین صرف ایک لڑکی تہی - اُسکو برادر زادہ سید فقیر اللہ سے منسوب کر دیا تہا - اور برادر زادہ کو بجائے فرزند سمجہتے تہے - اُس فرزند کو اپنا قائم مقام بنایا تہا - اور اپنی مِلک و دولت کا مالک کیا تہا جو کچہہ اثاث البیت تہا وہ سب اُس کے تفویض کیا تہا داماد لائق و اطاعت گزار تہا - عم بزرگوار کو بجائے والد سمجہتا تہا - کبہی طاعت کے دائرہ سے قدم باہر نہین رکہتا تہا -

آپ مشاعرہ مین جب غزل شروع کرتے تب سامعین آپکی خوش تقریر سے تازہ دل ہوتے تہے - آپ مجمع شعرا مین گویا ستارون مین چاند - اور حاضرین مجلس مین مثل شمع تہے - کیا خورد و بزرگ سب کے مرجع تہے - اہل جلسہ آپکو غنیمت جانتے تہے مجلس کی رونق و زینت تہے - صائب کا شعر آپکے حسب حال ہے اور آپکی ذات

اُسکا مصداق ہے ؎

وریں زمان کہ عقیم است جملہ صحبتہا ۔ کنارہ گیر غنیمت شمار عزلت را

آخر آپ ۱۶ رجب سنہ ۱۱۸۹ ہجری میں اس عالم فنا سے دارالبقا کو روانہ ہوئے۔ حیدرآباد دکن میں بیرون شہر آبادی کے دائرہ میں مدفون ہوئے۔ اب فقیر مولف آپکے فارسی و اردو دیوان سے اشعار ذیل شائقین کے مطالعہ کے لئے پیش کرتا ہون تاکہ ملاحظہ سے لطف و مزہ حاصل کریں اور میان عزلت کی لیاقت و قابلیت کا اندازہ جو کچھہ ہم نے لکھا ہے اشعار سے اسکی تصدیق ہو جائیگی۔

من اشعارہ الفارسی

عبادت سرکشان را پایۂ جبر و جر گر باشد ۔ کہ در سجدۂ عزلت شود ترا من مینا

ولہ

یار صاحب اعتبار از حلقۂ آغوش ماست ۔ یکقلم بی مصرع بالائے او صادیم ما

ولہ

شکوہ ما نیست کہ کشتی در رو سر گشتن ما ۔ میکشد تیغ ترا جاذبہ گردن ما

ولہ

محتسب بیکشی ما بود از حکم خدا ۔ از ازل جام چو ساغر کش شدہ جز و تن ما

ولہ

بشقہ ما کہ باشد فخر عاشق جو ریار آنجا ۔ چو فانوس خیالی گشتہ می قصد بدار آنجا

ولہ

از بسکہ اسیر پست پسند ہوس ما ۔ شد غنچہ صفت جز و تن ما قفس ما

ولہ

کے شب ہجرش تلاش ادرس یا شد مرا ۔ مشفقے چون بیکسی ارحم کہ بس یا شد مرا

ولہ

جنون ساماں تماشا ہی گشت جانبازان معنی را ۔ بود تحفت وان ہر گردبادی خاک مجنون را

ز جوش لالہ ہا ہر داغ و حوف شد سینۂ مجنون را ۔ ز باغم فتادہ دیدم یک بیابان وحشت مجنون را

ولہ

با خیال خط سبزش لب کخو با شد مرا ۔ چمن عضو بعضو سبز بر تن مو بمو با شد مرا

ولہ

چون گردباد عشق بر آورد کام ما ۔ گرد و ز دست طالع برگشتہ جام ما

دل صدپاره ام خوش گشت وگاهی هم بر دعزت
گلی هم ظرف از چاک گریبان بر جهان خندد

ستم آنقدر روان در دکر طفلان اگر سنگی
بمن تا خورده افتد منم سر بر دست خود

معجز نمود خط لبش چون نمود کرد
یعنی زنیلم آتش با قوت دود کرد

بوسه لعل بتان آبحیات آدم ست
ورنه آن آب بقا را آبحیوان گفته ام

پریشان کاکلی در خاطر دلگیر می آید
ز چاک سینه ام شب ناله زنجیر می آید

حق دل ادن من باز لف کرد آخر
چشم هجران مرا هائی هدف کرد آخر

روزی گذشت از لحدم مهر طلعتی
چون صبح میدمد ز غبارم صفا هنوز

پر گهر ساختیم از گریه بیابان امروز
کرده ام شام غم خویش چراغان امروز

یاسمن اندام من گلگون قبا میسر بدکیش
صبح عید شفق نام خدا میر بدکیش

قدر وسعت مشرب عزلت شناخا کسار
گرد باد از سیر صحرا میکند هر گام رقص

پرکن و خالی نما باقی همین ما نذر تو
میکند گریان بساقی شیشه و پیمانه عرض

این زمان عزلت چو هم آغوش گلگیر و شمع
ور لعل دارد جدائی هست هرجا اختلاط

گر شود منظور چشم ست او روی چراغ
متصل آید شمیم باده از بوی چراغ

زده ست نا بدلم برق آرزوی نجف
چو آفتاب ز سر میروم بسوی نجف

بسکه بی سامانیم فقر ست خوش خانه ام
چین قند از بوریا بر جبهه ویرانه ام

پس زمردن هم زسوز محبت نیستم فارغ
چو رنگ لاله دارد دامان قاتل داغ شد خونم

برنگ لاله دل را از عشق جو شحال میکردم
ز داغ سینه بر روی تمنا خال میکردم

قد او دیده طرح مصرع فریاد میکردم
ز فیض عالم بالا سخن ایجاد میکردم

ما دل خونین ز هند و دیده تر میبرم
نذر شاه کربلا این لعل و گوهر میبریم

فراموشت مبادا خاک قربان دو چشم خود | زہر قبرے کہ نرگس گل کند باشد مزار من

من اشعارہ الہندی

دل ہوا روشن تو سجدہ سو بسو کرنا پڑا
آب تر سے جیون گوہر وضو کرنا پڑا

سیہ روزی ہین ہمری قدر کو جنا کیا جانین
اندہیری رات مین تسکو کوئی پہچانتا ہیگا

نخیر آہ سحر ہین داغون کی جا نیکا علاج
خبر صبا کیا ہی جراغون کے بجہا نیکا علاج

کش عشق ہی سے کاٹتا ہون اس بیکسی کا غم
ہے عمر ہمنس مجھے رونیکا سدہ القفین ہین نفس

دل سسکتا ہے اے زلف و چشم حبابان الوداع
مرچلا دیوانہ اے زنجیر و زندان الوداع

تیری زلف کے شب کا بیدار مین ہون
تجہہ آنکھونکی ساغر کا میخوار مین ہون

کدہر بہتا پہرتا ہے اے گریہ غم
کہ آنکھون سے تیرا خریدار مین ہون

دیکہہ رنگین چمن کو دل مرا غمناک ہے
گل کے ہاتون خون بلبل کا گریبان چاک ہے

خاطر یاران مین ہے ہم خاکسارونکا غبار
صاف ہے شکوہ دلون مین کیا محبت خاک ہے

غضب ہے وہ صنم آنکھین دکہاتا نظر آتا ہے
یہ دل دینے کے عصیان کی سزا ہے حق دکہاتا ہے

عمر معتبر خان اورنگ آبادی

عمر تخلص۔ معتبر خان نام آپ کے اجداد کا وطن ہندوستان ہے۔ عالمگیری زمانہ مین اورنگ آباد آئے۔ اور آپکا مولد اورنگ آباد ہے۔ سن شعور کے بعد مدت تک ولی دکنی کی شاگردی کی۔ ولی کی عنایت و توجہ سے ولایت سخن کا والی ہوا میدان شعر گوئی مین ہمعصرون سے فائق ہوا۔ آپکے کلام نمکین سے اہل سخن مزہ پاتے ہین۔ مضامین رنگین سے تازہ روح ہوتے ہین۔ کلام سلیس ہے اسوقت کے

محاورہ کے موافق ہے الفاظ کی بندش و ترکیب درست ہے۔ آپ شیرین گفتار و خوش کردار تہے۔ آشنا پرست و درویش دوست تہے۔ مزاج میں خاکساری و انکساری تہی۔ عالمگیری منصبداروں میں ملازم تہے۔ آپکا انتقال ۱۱۸۱؁ ہجری میں ہوا۔ اورنگ میں مدفون ہوے۔

من اشعارہ الہندی

مست وہ ہے کہ روز محشر میں
گر نہیں میری صید کے مائل
اپنی آنکہوں اوپر نگاہ کرو
بس کرو زلف کو لپیٹ رکہو
ایک رسوا ہت ہے شہرت کو
تل میں دل لیکے یوں مکرتے ہو
مجہے رنگین کہا کیا سب یہ میں نہیں پوچہا
باغبیں صرصر سے ہوی ہے خزاں آخر کو دیکہہ

او نہہ ہے پوچہے یہہ غلغلہ کیا ہے
تل بنا ٹیکا مارا کیا ہے
آج مخمور میں پیا کیا ہے
کیا اسیروں کو مار ڈالوگے
جمع کر کیا اچار ڈالوگے
کہ گویا ان کلوں ہی تیل نہیں
او لہجا ہمیں ایکا وقت تہا میں نہیں پوچہا
عاقبت عاشق کی ہو ای گلبدن برا نہیں

عزیز۔ شاہ عزیز اللہ دکنی

عزیز تخلص۔ شاہ عزیز اللہ نام۔ دکنی المولد ہے یہہ نہیں معلوم ہوا کہ کس شہر کا ہے مگر ۱۱۶۵؁ ہجری میں زندہ تہا۔ اسکے بعد میں فوت ہوا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ خاندان مشائخ سے تہا۔ پیر پرست اولیا دوست تہا۔ چنانچہ صاحب نکات الشعرا نے لکہا کہ اپنے شیخ و بزرگ کا ایسا ادب کرتا تہا جہاں اسکا شیخ ہوتا تو

کبھی اسکی طرف پشت نہین کرتا تھا۔ پیر کے سامنے برہنہ پا نہایت ادب سے جاتا تھا
اور کبھی پیر کے سامنے آنکھہ اوٹھا کے نہین دیکھتا تھا۔ ہم کو بجز انکے تذکرہ سے انکے
دو شعر ریختہ دستیاب ہوے۔ ھو ھذہ

ڈرتا نہین ہون بانک کٹاری کے زخم سے کان نمک ہوا ہون تیرا حسن سبز دیکھہ	بانکی نگاہ دیکھہ تری ٹل گیا ہون مین نونی بیرہ کے جب سے لگی گل گیا ہون مین

عالی۔ نعمت خان

عالی تخلص۔ مرزا محمد نام۔ نعمت خان خطاب۔ آپ حکیم فتح الدین شیرازی کے
فرزند ہین۔ آپکی والد مع عیال شیراز سے ہند مین آئے۔ اور یہان سکونت اختیار کی
اور عالی کی ولادت ہندوستان مین واقع ہوئی۔ صغر سنی مین والد کے ہمراہ شیراز گیا
اور شیراز کی زمین مین نشو و نما پایا۔ اور سن شعور کے بعد وہین کتب درسیہ معقول و
منقول سے فراغت حاصل کی۔ ملا محمد شفیعای یزدی کی خدمت مین مشق سخن
کرتا تھا۔ تحصیل و تکمیل کے بعد شیراز سے ہند مین عالمگیری زمانہ مین آیا عالمگیر بادشاہ کے
ملازمین مین شریک ہوا۔ بادشاہ نے پانچ صدی منصب سے سرفراز فرمایا۔ حیدرآباد کے
محاصرہ مین شریک تھا۔ جب قلعہ گولکنڈہ فتح ہوا تب ایک قطعہ تاریخی بادشاہ کے
حضور مین پیش کیا۔ عطیہ خلعت سے ممتاز ہوا ؎

از نصرت بادشاہ غازی — گردید دل جہانیان شاد
آمد بقلم حساب تاریخ — شد فتح بجنگ حیدرآباد

پھر سنہ ۱۱۰۰ ہجری مین باورچیخانہ کا داروغہ ہوا۔ اور نعمت خان خطاب پایا۔

(شکر نعمت واجب واجب) تاریخ کہی۔ عالمگیر کے آخر عہد مین جواہرخانہ کا
داروغہ ہوا اور مقرب خان خطاب پایا۔ عالمگیر کے انتقال کے بعد محمد اعظم شاہ کی
رفاقت اختیار کی اور اُس کے قتل کے بعد شاہ عالم بہادر شاہ کی ملازمت مین رہا۔
سہ ہزاری منصب اور دانشمند خان خطاب سے بہرہ مند ہوا۔ شاہ عالم کے حکم سے شاہنامہ
تمہ یہ لکھنا شروع کیا۔ مگر موت نے اسقدر مہلت نہ دی کہ وہ نسخہ تمام کرے آخر شہر لاہور مین
۱۱۲۱ھ ہجری مین فوت ہوا۔ بعض بزرگان عمر رسیدہ سے سینہ بسینہ معلوم ہوا کہ عالی صاحب
ترجمہ نے حیدرآباد مین اس دار ناپایدار سے عالم بقا کے طرف رحلت کی۔ اور ہیرومن
استرابادی کے دائرہ مین مدفون ہوا۔ فقیر مولف نے دائرہ مین تلاش کیا مگر کہین قبر کا
پتا نہین ملا۔ اور بقول ناقلین کے قبر پر نام مرقوم ہے۔ مجھکو کوئی قبر ایسی معلوم نہین ہوئی
کہ جسپر صاحب ترجمہ کا نام کندہ ہو۔ والعلم عند اللہ بحقیقۃ الحال۔
تذکرہ نویسون کی تحریر سے اور صاحب ترجمہ کی تالیف سے یقیناً ثابت ہوتا ہے کہ
عالی عالمگیر کے ہمراہ دکن مین زمانہ دراز تک سکونت پذیر رہا ہے۔ اور عالمگیر کے فوت ہونے
کے بعد اعظم شاہ کی ملازمت مین تہا اعظم شاہ کے قتل کے بعد شاہ عالم
بہادر کے ملازمین مین منسلک رہا۔ بہادر شاہ کے عہد مین بمقام لاہور فوت ہوا چنانچہ تذکرہ ہوا
نورجہان کے باغ مین راوی ندی کے کنارے شہر مذکور مین مدفون ہوا۔ ہذہ ماخوذہ
مین تذکرہ گلزار اعظم وغیرہا۔
عالی عالم فاضل و ادیب کامل جامع فنون کمال و عجوبہ عدیم المثال تہا۔ انشا پردازی
مین بے نظیر ظرافت و بذلہ سنجی مین بے عدیل تہا۔ ہجوگوئی مین استاد۔ ہجو مین اُس کا
قلم شمشیر خون ریز اور صور رستخیز ہے۔ وقایع گولکنڈہ سے اُسکی شوخی طبیعت معلوم ہوتی ہے

ہجو بلیغ کرتا ہے۔ زور قلم سے شاہی فوج کو دباتا ہے۔ اور ابوالحسن تانا شاوالی گولکنڈہ کی تائید کرتا ہے وقایع کے دیکھنے سے نعمت خان کی لیاقت و قابلیت ظاہر ہوتی ہے کہ علوم عقلی و نقلی کا جامع تہا۔ عمدۃ الملک جعفر خان وزیر اعظم کے فرزند کامگار خان کے شادی کی ہجو مین ایک قطعہ عجیب و غریب لکہا ہے مشہور انام ہے عالمانہ نظم ہے۔ چونکہ قطعہ مذکور نہایت مشکل لاینحل تہا میر غلام علی آزاد بلگرامی نے خزانہ عامرہ مین اسکی شرح بتقاضائے احباب لکہی ہے۔ وہ قطعہ کیا ہے ہجو صریح ہے اور آزاد کی شرح طویل۔ فقیر مولف بخوف طوالت ہجو کی جہ سے صرف قطعہ کی اول بیت پر اکتفا کرتا ہون۔ فارجع الیہ ان کنت طالبا۔ ہو ہذا

بار دیگر کد خدا شد خان عالی منزلت — با کمال عز و تمکین با وقار زیب زین

ایک وقت نعمت خان نے زیب النسا بیگم کی سرکار مین جیغہ مرصع فروخت کیا۔ مدت گذر گئی مگر اسکی قیمت وصول نہین ہوئی ایک رباعی لکہکر پیش کی ؎

اے بندگیت سعادت اختر من — در خدمت تو عیان شدہ جوہر من
گر جیغہ خرید نیست پس کو زر من — ور نیست خرید نی بزن بر سر من

بیگم نے رباعی دیکہتے ہی پانچ ہزار روپیہ مع جیغہ مرصع مرحمت کیا۔ بیگم نہایت ہی قدردان و جوہر شناس تہی۔ خود دیوان کے دیباچہ مین لکہتا ہے کہ مین ابتدا حال مین طبابت کا شغل موروثی رکہتا تہا اسکے لحاظ و مناسبت سے حکیم تخلص اختیار کرتا تہا آخر چونکہ حکیم لفظ حلیم کی تصحیف ہے ترک کیا حسب ارشاد استادی دانشمند خان عالی تخلص اختیار کیا۔ ظریف الطبع و لطیف الوضع اسکے ہر فقرہ و ہر ایک مصرع سے ظرافت و خوش طبعی و شوخی عیان ہے۔ انشاپردازی مین شوخ و دلیر ہے۔ موقع و محل کا بڑا لحاظ رکہتا ہے۔ جامع فنون کمال و اعجوبہ عدیم المثال۔ جامع العلوم والفنون تہا۔ ہر ایک علم و فن کے اصطلاحات سے ماہر تہا۔ علم ہیئت و نجوم و رمل مین

علماً و عملاً قدرت کاملہ رکھتا تھا۔ تبریز و اصفہان و شیراز کے علما سے استفادہ کیا تھا باوجود جامعیت کمالات مستقل مزاج نہیں تھا۔ کبھی حکیم بنتا تھا۔ کبھی صوفی کبھی متکلم ہر ایک رنگ کا ہمرنگ آتا تھا۔ صاحب التالیف و التصنیف تھا۔ من تصانیفہ واقعات گولکنڈہ۔ و جنگ نامہ۔ و مضحکات و حسن و عشق وغیرہا۔ صاحب دیوان ہے

من اشعارہ الفارسی

فکر زلف خوبروے زار می سازد مرا
آخر آن ہندو پسر زنار می سازد مرا

خوش نمی آید دل آسودہ محبوب مرا
بد شود با ہر کہ گویم پیش او خوب مرا

چو یار محرم بزم شراب کرد مرا
نگاہ گرم رقیبان کباب کرد مرا

کار با طرفہ جفا پیشہ افتاد مرا
کہ نہ یادم کند و نی رود از یاد مرا

ز عیش رفت بباد آنچہ بود در گرہم
چو گل شگفتگی دل خراب کرد مرا

در تماشا طاقت آرد وصال دوستان مشتاق را
حلقہ صحبت نمی باشد کم از جام شراب

نیشکر بر بند بند خویش خنجر بستہ است
تا بدانی ہیچ نوشی در جہان بی نیش نیست

ترسم آن سیمین بدن باشد در آغوش رقیب
دیدہ ام تقویم را امشب قمر در عقرب است

زخم شمشیر چو بر سنگ رسد بر گردد
سخن تند بہ سنگدلان نادانی است

در غمت بخت سیاہی دارم و چشم تری
از سواد ہند تا سر حد جیحون از من است

مصیبتی است ملاقات مردم عالم
ہمین کہ دست ز دلہا بسر سلام شدہ است

فیض را افتادہ کوئے قناعت یافتہ است
سایۂ بال ہما نور سعادت یافتہ است

اہل غفلت را بدنیا نیک و بد معلوم نیست
خواب شب تعبیر خواہد یافت چون فردا شود

اہل سعادت از پی ایذا نمی شوند
بر تیر ہیچکس پر و بال ہما ندید

چون دل از کار شد از کام شدم شیرین کام
بیخودی فرصت تصویر بنقاش نداد

کشت امید مرا نشو و نما معکوس شد
بیبرم وصل او کاش بتقدیر بهم میشدم محروم

کوکب سوختہ میکرد دگر اندک بد وے
از عصائے خویش طفلی را جنیبت میکشم

گیر ونگہ چشم تو شاید بکمندش
بیاض گردنت از بوسہ جا نقطہ گمی خواہد

ہر کہ بیہمہ دین سخن عجم دوبارہ چون شود
آخر این شیشہ شکستند و بنا تم واندند

جان کشید از تن و جان نکشیدہ است ہنوز
رو بپائین میکشد قد ہمچو باران وانہ ام

کہ چون آئینہ حرفی از پس دیوار می گفتم
ہمچو آتش بدل سنگ تو جا می کردم

از رکابش وردوقت نیسواری بستم
رم کردہ تر از آہوی صحرا ست دل من

بستم ساعتے بسیار رسیہ انتخابم کن
از بہار می بر و باز بیا کہ ہمچنین

عاصی شیخ نور محمد برہانپوری

عاصی تخلص۔ شیخ نور محمد نام۔ چمنستان شعرا کے مولف نے لکھا کہ آپکے والد کاشغری الوطن ترکی گو تھے۔ وطن مالوفہ سے ہند مین وارد ہوئے۔ نواب جنتہ خان کاشغری کے ہمراہ دلی مین سکونت اختیار کی۔ نوابصاحب آپکے والد بزرگوار کے حال پر مہربان تھے۔ ہر وقت حسن سلوک سے سرفراز فرماتے تھے۔ مدت دراز تک آپکے والد نواب کی رفاقت مین رہے۔ جب نوابصاحب فوت ہوئے تب عاصی کے والد دلی سے شہر برہانپور خاندیس مین آئے۔ اسوقت نواب آصفجاہ اول مرحوم کے عم بزرگوار نواب نصیر الدولہ عبد الرحیم خان بہادر برہانپور کی صوبہ داری پر مامور تھے صوبہ دار صاحب کی خدمت مین ملازم ہوئے۔ مدت العمر نواب صاحب کی خدمت مین رہے

جو کام آپکے سپرد کیا جاتا تھا اُسکو حسن اسلوب سے انجام دیتے تھے۔ فانی المشرب طالب درویشی۔ رقیق القلب حلیم الطبع تھے۔ علم تصوف و حقائق معرفت مین بے نظیر تھے۔ مولوی رومی کی مثنوی کے مطالب کو عمدہ طرح سے بیان فرماتے تھے آپکے حلقۂ درس مین مشائخ و شائقین شریک ہوتے تھے۔
پس شہر برہانپور مین عاصی صاحب ترجمہ کی ولادت باسعادت واقع ہوئی جب آپ نے سن شعور کے میدان مین سبقت کی تب آپکے والد فردوس برین روانہ ہوئے۔ آپ مولوی شاہ غلام محمد صاحب کے مرید ہوے۔ مولوی صاحب و دیگر علما کی خدمت مین کتب درسیہ عربی و فارسی پڑہنے لگے۔ سولہ برس کی عمر مین فارغ التحصیل ہوئے۔ تحصیل کے بعد آپ کو شعر گوئی کا شوق ہوا۔ قدرۃً طبیعت موزون تھی۔ اور سخن سنجی سے دلچسپی بھی تھی۔ شعر گوئی شروع کی۔ اور کلام کی اصلاح میرزا محمد علی تسلیم برہانپوری سے لینے لگے۔ استاد کی توجہ سے تھوڑی ہی مدت مین شاعر ہو گئے۔ شباب کا عالم تھا مزاج مین چالاکی موجزن تھی۔ آپنے اپنے آقائے قدیم نواب نصیر الدولہ بہادر کی مدح مین ایک قصیدہ موزون کر کے پیش کیا۔ فقیر مولف کو آپ کے قصیدہ کے دو شعر دستیاب ہوے **ھو ھذہ**

سینہ ام از گریۂ شوقت مصفا گشتہ است	کردہ ام از آب این آئینہ را روشنگرے
مصرعِ شمعی ست نور افشان بہ بزم اہل دل	تا شدم در وصف او سرگرم معنی گسترے

نوابصاحب نے عاصی صاحب ترجمہ کو خلعت و انعام سے سرفراز فرمایا۔ اور کتبخانہ و قلمدان کی داروغگی پر معین کیا۔ آپ تا بہ زندگی نواب کے کتبخانہ کے داروغہ رہے نواب صاحب کے فوت ہونیکے بعد عالیجناب غفران مآب حضور آصفجاہ اول کی

خدمت مین ملازم ہوئے - ملازمت کے بعد حضور کی مدح مین ایک قصیدہ اور ایک
غزل پیش کیا - حضور آپکے کلام سنجیدہ وپسندیدہ سے بہت خوش ہوئے - اور آپکے
کلام کی احسنت ومرحبا کہہ کے داد دی - اور آپ کی غزل پر ایک غزل بداہتہً کہی -
اور اُسیوقت سنائی - عاصی نے سنکے عرض کیا کلام الملوک ملوک الکلام ہے - حضور نے
منصب مناسب مقرر فرمایا - علاوہ منصب وقتاً فوقتاً عنایت ومرحمت سے سرفراز فرماتے
تھے - حضرت آصفجاہ مرحوم کے بعد ناصر جنگ شہید ونواب صلابت جنگ کی خدمتمین
رہے حسب دستور رہاہوار منصب پاتے رہے آخر سنہ ۱۱۶۶ ہجری بقول بعض سنہ ۱۱۶۵ ہجری مین
نواب میر نظام علیخان اسد جنگ آصفجاہ ثانی کی خدمت مین مقرر ہوئے - نواب صاحب
نے میر عبدالحی خان صمصام الملک بہادر صوبہ دار برار کے ہمراہی مین روانہ کیا - آپ
چند مدت برار مین نواب کے ہمرکاب رہے -

مرقوم دیدہ کے مولف نے لکھاکہ مین نور محمد عاصی سے میر معروف حسین خان کے وسیلہ
پر ملاتھا وہ پھر میرے مکان پر تشریف لائے - بہت محبت وشوق سے ملے - لائق
شخص مین آپکی طبیعت سلیم وحلیم ہے آپکا کلام صاف وپاکیزہ ہوتاہے - خوب کہتے
مین آپکی زبان میر عزلت کی زبان سے زیادہ صاف ہے ایک غزل مین فقیر کو یاد کیا
ہے انتہی کلامہ -

جب آپ برار سے اورنگ آباد مین آئے تب آپنے نوکری ترک کی - اور درویشی
اختیار کی چند روز فقیرانہ اورنگ آباد مین رہے پھر وطن مالوفہ برہانپور کو روانہ ہوے
چند روز کے بعد عالم بقا کیطرف رحلت کی - یہہ واقعہ سنہ ۱۱۷۵ ہجری مین واقع ہوا
شہر مذکور مین مدفون ہوئے -

من اشعار انفاسی

ساقی اگر به مے ز رو بشکست آئینه را — سازد از جام نگاه خویش مست آئینه را

می نشیند پیش روی مست سحر با اعتقاد — شعله حسن کرد آتش پرست آئینه را

تا قیامت باز خواهد داشت چشم حیرتش — هست نقش از رخ چه بیند نقش چون بست آئینه را

از تغافل‌های او در سینه شد دل لخت لخت — کرد نگاه بیباکی آن ظالم شکست آئینه را

وله

آه دل خون شد از جدائیها — تا کی تسلیم کرده آشنائیها

داغ شد لاله تا بصحرا دید — گل شکفت به برهنه پائیها

وله

فتاده عکس رخش بی‌حجاب در ته آب — نمود جلوه صد ماهتاب در ته آب

چنان ز ہجر عاصی گریست ای ظالم — گرفت خانه مردم خراب در ته آب

وله

صورت خود دید در آئینه و از خویش رفت — ساقی مست جام لعل میگون خود است

مصرع خود را اگر سرو سهی موزون نوشت — غنچه هم در فکر بند و بست مضمون خود است

اعتبار دولت دنیا بچشم عشق نیست — دامن ما پر گهر از چشم پرخون خود است

رو نمی آرد دل عاصی بسوی هیچکس — تا جمال یار در خود دیده مفتون خود است

وله

بسکه داغ سجده بر لوح جبین کردیم طرح — از برای نام خود نقش نگین کردیم طرح

تا پیود خرقه را کردیم رنگ از خون دل — تا لباس خاکساری چنین کردیم طرح

تا کردم از آن کاکل مشکین سخنے طرح — گردید بهر طرف سواد ختنی طرح

در گلشن آئینه عکس تو جا کرد — از پرتو رخسار تو شد یاسمنی طرح

وله

با قد خم شد از درد کشیده آهی — تیر ناوک ز کمان جست خدا خیر کند

میروم در سفر عشق بچشم گریان — راه این بادیه آب است خدا خیر کند

حسن شانه دام بلا بود بدل
شانه با زلف تو پیوست خدا خیر کند

ولہ

دوراق سلم را چه پریشان کند آن زلف
با تا زنگاه زمژه شیرازه کند چشم

گر یکدم از لطف گزاری سوی عاصی
از دل بکند خانه و دروازه کند چشم

ولہ

زرد و آدا این گنبد میناست میدانی
سحابش از کف دریای اشک ماست میدانی

باشند بر فلک رنگ شفق قاتل کرچی بیچی
زخون کشتگانت این نشان پیداست میدانی

بخون عاشقان از بسکه بازی کرده ظالم
بدست نازکت رنگ زیباست میدانی

رباعیات

تا جلوه گر این آئینه آفاق است
هر کس بجمال خویشتن مشتاق است

از سوز نوای درد کس آگه نیست
این راز ز پرده دل عشاق است

ولہ

در عرصه دهر تا که پیداست سخن
روشن گر آئینه دلهاست سخن

از بسکه بهر کس خریدار نیست
از بیقدری چو ماه نو کاست سخن

ولہ

ای شکل هلال کرده ابرویت
آئینه ماه پرتوی از رویت

آسان نتوان ز بند عشقت رستن
آویخته دل بحلقه گیسویت

من رباعیاته الهندی

گر نسخهٔ توحید سے پایا ہے سبق
آ دیکھ ہر طرف کہ ہے جلوۂ حق

نادان نپاوے سخن عشق کی رمز
مانند قلم تا نکرے سینہ شق

ولہ

تجھ غم کی آگ دل میں کہا ہوں چھپا میں
ڈرتا ہوں تا فلک اڑے بہہ شرر کہیں

تجھ قد کی جب سے نقل کیا ہے چمن میں جا
دیکھا نہ تب سے سرو نے روئے ثمر کہیں

ولہ

سمجھے ہیں ہم کہ اب کہیں تم نے دل دیا
بیٹھے کہیں ہو بات کہیں ہے نظر کہیں

آتا تھا تیرے منہ کے مقابل ہو آفتاب	ولہ	ایسا گرا کہ تیغ کہیں اور سپر کہیں
کیا ظلم ہے اے شوخ پلکوں والے		آہستہ سیدو زخم ہیں ڈلکے آنسے
ترچھی وو نظر گذر گئی سینے سے		ورنہ نہ تیرے بہت ہیں دیکھے بھالے

عشرت خواجہ ابوالبرکات خان

عشرت تخلص۔ خواجہ ابوالبرکات خان نام۔ آپ نواب لشکر جنگ بہادر آصفجاہی کے خلف ارشد ہیں۔ آپکا مسقط الراس شہر اورنگ آباد ہے۔ آپکا نشو و نما بھی شہر کی آب ہوا میں ہوا۔ سن شعور و تمیز کو پہنچ کے کتب درسیہ عربی و فارسی ساتذہ شہر سے ختم کیں۔ آپکی طبیعت شعر و شاعری کی طرف مائل تھی۔ کلام موزوں کرنے لگے۔ سید سراج الدین سراج سے کلام کی مشق کرتے تھے۔ طبع رسا و ذہن ذکا سے بہات موصوف تھے۔ خوش خلقی و نیک سیرتی میں معروف تھے۔ آپکا کلام لطف فرہ سے خالی نہیں ہے۔ آپکی وفات تخمیناً ۱۱۸۰ھ ہجری میں ہوئی۔ بزرگان سلف کے مقبرہ میں دفن ہوئے۔ ھو ھذہ

شب کہ دل در گرہ کاکل مشکین تو بود		وارث عقدہ او شانہ رنگین تو بود
درد سر او دیہ از بخت سعید آشوزم		کہ بہ پیشانی من دست نگارین تو بود
یاد آن لذت آغوش کہ ہنگام وصال		حلقہ و گردن من ساعد سیمین تو بود

من اشعارہ الہندی

میں ہوا جب سے تیری نرگس فتان سے جدا		تب سیتی خواب ہوا دیدہ حیران سے جدا
رات دن آہ دل بیتاب کی صحبت برار		آہ سوزان سے جدا اور دیدہ گریان سے جدا

عشق کی آگ میں قائم ہوں گل شمع میں
سر کٹا پر نہ ہوا شمع شبستان سے جدا

وله

ہجر کی درد و محبت نے کیا از بس واس
سہہ میں آنکھیں کہیں اور دل علی ہذا لقیاس

وله

کیا ہوا حاصل تمہی توڑ کے اس مفلس کا دل
ہات آتا زر اگر تم توڑتے نرگس کا دل

وله

احتیاط جان کئے جب تک کہ دل پاک تھا
اب تو ہم گذرے سبھوں سے کس کی جان اور کس کا دل

وله

صافی آئینہ کب دل کے مقابل ہو سکے
آب دریا آب گوہر کیونکر شامل ہو سکے

وله

گلشن زمیں اگر سرو خراماں گذرے
اشک خونی سے گلستان میں طوفان گذرے

وله

مسی پان سے ہے لب پر بہار رنگ عنابی
خمارے سے ظاہر ہے قماش سرخ کمخابی
پلک مارتے آنکھوں سے ہو گئے غائب
ہمارے اشک خونیں کر گئے پرواز سرخابی

وله

ہمارے دل کو عشرت ہے ہمیشہ طاق ابرو میں
کہ جیوں محراب میں خوش ہے سدا شہ نور محرابی

وله

دیکھا ہوں جب سے باغ میں اس خوش نگاہ کو
نرگس نے کی ہے گل میرے سر بجائے آنکھ
عشرت مدام بد نظر رکھ یہی دعا
دل جائے جان جائے ہر گز نجائے آنکھ

عرفان - میر محمد قمر الدین

عرفان تخلص - محمد قمر الدین نام - آپ سید سعد اللہ جانشین مزار حضرت سید شاہ نور حموی کے پوتے ہیں اور میر ضیاء الدین حسین خان کے نواسہ - تذکرہ خزان وبہار کے مولف نے لکھا کہ آپ عالم و حافظ و قاری تھے - خدائے تعالی نے آپکو فی زماننا علم و فضل سے ایسا آراستہ کیا کہ آپ کا نظیر معدوم ہے - آپنے استاد محمد قدرت اللہ بلیغ کی خدمت میں دیوان ناصر علی و شوکت و اسیر و چار عنصر شروع سے تا بہ آخر ختم کیں اور اشعار کے مضامین رنگین و معانی دلنشین سے دل و دماغ کو تازہ کیا - ہر ایک

دیوان کے اشعار کا مالہ وما علیہ خوب سمجھا۔ اور شاعری کے میدان میں قدم رکھا۔ اپنے ہمسرون سے کئی قدم آگے بڑھ گئے۔ جو کچھ کہتا ہے خوب کہتا ہے انتہی کلامہ۔
آپکی رحلت قریب سنہ ۱۱۹۰ ہجری میں واقع ہوئی۔ شہر اورنگ آباد میں مدفون ہوئے۔ من کلامہ۔

گریبان گیر ما ہرگز نشد دست تمنائے	چو مجنون تا بکف آوردہ ام دامان صحرا را

علوی۔ مولوی سید علوی

علوی تخلص۔ سید علوی نام۔ آپ کنی المولد و المنشا ہیں۔ فارسی و عربی میں استعداد کامل رکھتے ہیں۔ عبد الحلیم خان حاکم شاہ نور بنکاپور کی خدمت میں ملازم تھے ملازمت کی وجہ سے وہان سکونت پذیر تھے۔ مولانا بلیغ جب شاہ نور میں بطریق سیر رونق افزا ہوئے تب آپنے مولانا کی خدمت میں نیازمندی کا رابطہ قائم کیا۔ اور اپنے کلام کو مولانا کی اصلاح سے درست کیا۔ تا بزندگی عبد الحلیم خان کی خدمت میں ملازم رہے۔ آخر سنہ ۱۱۸۵ ہجری میں فوت ہوئے۔ خوش خلق و نیک محضر تھے۔ **وهو هذه**

داغ شمع و آہ مینا چشم جام اشک مے		طرفہ طرحے انجمن دارم تماشا کردنی است
من برنگ جگر از سوز جگر در زندگی		جسم خود صرف کفن دارم تماشا کردنی است
این جواب آن غزل علوی کہ فرمودہ بلیغ		در دل لعلت بمن دارم تماشا کردنی است
بقربان مزاج نازک آن صندلی جسم	ولہ	کز آواز شکست رنگ دردسر کند پیدا

مستی عشق بہ پیرانہ سری بینکہ فزود
حلقہ قد دو تا نشاۂ دو بالا بخشید

عابد - میر زین العابدین

عابد تخلص - میر زین العابدین - اصفہانی المولد والوطن ہے - شہر حیدر آباد
مین بغرض تجارت آیا تہا - چند مدت دکن مین بسر کرکے وطن کو لوٹ چلا گیا - خزان و
بہار کے مولف نے لکہا کہ جب حضرت بلیغ حیدر آباد مین رونق افزا ہوئے تب عابد
آپکی خدمت مین حاضر ہوا تہا - اور اپنے چند اشعار حضرت کے ملاحظہ مین گزرانا تہا
انتہی کلامہ من کلامہ

تا نقاب از چہرہ آن طناز رو وا ساختہ است	شہرۂ حسنش بسے در شہر شور انداختہ است

رباعی منہ

عشاق ترا کعبہ و بتخانہ یکے ہست	با مہر تو آشنا و بیگانہ یکے ہست
عابد تو بہ گرد خانہا چند روی	ہر جا کہ روی تو صاحب خانہ یکے ہست

عروج - میر بہاء الدین حسین

عروج تخلص - میر بہاء الدین حسین خان نام - آپ ضیاء الدین حسین خان
رنگین اورنگ آبادی کے فرزند دلبند ہین - آپکی ولادت ۱۱۷۵ھ ہجری مین شہر اورنگ آباد
دکن مین واقع ہوئی - سن شعور کو پہنچکے کتب درسیہ مولوی میر انور الدین ال سے تحصیل کین
اور شاعری مین آپکو اولا میر عبدالقادر مہربان سے ثانیا مولوی بلیغ سے تلمذ ہے - اور مولوی
قدرت اللہ بلیغ سے چند کتب عروض و قوافی مین پڑہے - اور کلام فارسی ریختہ کی مشق
بہی آپ نے کی - اور مولوی صاحب کی جناب مین حسن عقیدت و صدق ارادت سے بیعت
بہی کی - صوفی المشرب پیر پرست تہے - شعر گوئی سے آپکو دلچسپی رہتی ہے - جو کچھہ کلام موزون

دیوانے مین سنجیدہ وپسندیدہ ہوتا ہے۔ تذکرہ گل عجائب مین المقالات الغرائب کے
مولف نے لکھا کہ آپنے ایک تذکرہ مسمی بہ خزان وبہار تالیف کیا۔ اسمین شعرائے متاخرین
کا ذکر کیا ہے۔ تذکرہ کے فراہم کرنے مین محنت شاقہ کا متحمل ہوا ہے ابھی تذکرہ کا
مسودہ بتبیضہ نہین ہوا تھا کہ آپ سنہ ۱۲۰۳ ہجری مین فردوس برین روانہ ہوئے۔ آپکے
فرزند بہاء الدین حسین خان ثانی نے مرحوم کے مسودات متفرقہ کو بہت جستجو و تلاش کرکے
مبیضہ کرایا۔ ان اوراق منتشرہ کا شیرازہ باندھا۔ تذکرہ کی خوبی دیکھنے سے معلوم ہوتی ہے
جو کوئی دیکھتا ہے واہ واہ کہتا ہے۔ آپکی محنت و جانکاہی کی داد دیتا ہے۔ آپکے بزرگان
سلف نسلاً بعد نسل علم و فضل کے زیور سے آراستہ ہوئے ہین۔ آپکے جد امجد قاضی مسعود
عالمگیری عہد مین عالم و فقیہ متبحر تھے۔ اسی علم و فضل کی وجہ سے آپکے جد امجد کو عالمگیر بادشاہ
غازی نے اورنگ آباد کی قضاءت پر مامور کیا تھا۔ اور خدمت قضا کا ضمیمہ خدمت احتساب
کو بھی کیا تھا۔ آپکے جد علامۂ عصر تھے۔ دونون خدمتون کا کام عمدہ طرح سے انجام
فرماتے تھے۔ جد امجد کی رحلت کے بعد آپکے والد ماجد خدمت مذکورہ پر مقرر ہوئے
اور اپنے والد کے خطاب سے مخاطب ہوئے۔ یعنے ضیاء الدین حسین خان عالمگیری زمانہ
کے بعد آپکے والد ماجد آصفجاہ اول کی خدمت مین آئے۔ حضرت نے آپکے والد کی بہت
خاطر و مدارات کی۔ اور خانسامانی و داروغگی کی خدمت عطا کی۔ صاحب ترجمہ والد کی
رحلت کے بعد اعلیحضرت آصفجاہ ثانی کے عہد مین ترقی مراتب کے اوج پر عروج کرتے رہے
آخر آپ کی رحلت سنہ ۱۲۳۰ مین واقع ہوی۔ اور اورنگ آباد مین جد امجد کے قریب اُس
مقبرہ مین جو نہر سول کے کنارے واقع ہے دفن ہوئے۔ **من اشعارہ الفارسی**

بخاکستر نشاند تاب رویت آتش گل را ۔۔ پریشان میکند سودای زلفت طبع سنبل را

شود از جلوهٔ حسن تو روشن دیدهٔ عاشق ‌‌ — سواد سایهٔ گل سرمه باشد چشم بلبل را

عروج از بسکه از زلف بتان فکر رسا داری — رگ اندیشهات پیچیده سازد موج سنبل را

وله

بهر محفل که آن تکلیف مستان میشود پیدا — شکست توبه از گبر و مسلمان میشود پیدا

شهادتگاه سر جوش نیرنگ دگر دارد — ز خاک کشتهٔ لعل تو مرجان میشود پیدا

وله

زینتے در کار نبود حسن تابان ترا — هست خورشید از رخت صبح گریبان ترا

نشئهٔ رنگ اغزاد گر شد حسن بے هوش ترا — باده گرد آتش زبان لعل تنگ جوش ترا

دامن افشان گذشت ز تربت نگار ما — موج بهار شد رگ سنگ مزار ما

وله

بپیچ کاکل مشکین خویش را ظالم — متاب اینقدر ای سنگدل رگ جان را

وله

نغمه پردازی من کرد چو آهنگ عروج — شور از حلقهٔ مرغان غزلخوان برداشت

وله

محفل روشندلان را نیست سامان احتیاج — در شب مهتاب کے باشد چراغان احتیاج

وله

عرصهٔ فرهاد رفت و دور مجنون هم گذشت — سکهٔ ملک جنون اکنون بنام من بود

کرد غمگین فکر فردا خاطر شاد مرا — بر سرم آراے فغان امروز جلاد مرا

شب که مخمور رنگ نقش چشم آن مخمور بود — خامهٔ بهزاد ما از ریشهٔ انگور بود

یاد چشم مست او رنگ دل ما بشکند — میزند جوش آن قدر این می که مینا بشکند

وسعت آباد جنون آئینه دار حسن کیست — صدمه بر مینا رسد گر تیشه خارا بشکند

قد ترا قیامت ناز آفریده اند — زلف ترا ز عمر دراز آفریده اند

اے فدائے مختصر قد تو بالائے پری — وے بقربان سراپایت سراپائے پری

من اشعار الهندی

کب لگ رہیگا ہم سے تو بیزار دیکھنا — بنتا ہے کان تلک ترا انکار دیکھنا

تیر مژگان مارتے ہو میرے سینہ مین — مگر مرضی نہین ہے مخلص کے جینے کی
روئے خوب اسکو دیا حق نے ہمین بخت سیاہ — اسطرف صبح وطن شام غریبان اسطرف
یون ظلم اے پیارے کر تو کیا کرے گا — اسے دل آتش لطف مین اک ہے تو بھی
یہ بھی اک عاشقون کا سودا ہے — شاخ ریحان ہو اگر آہ میری دود نہین

عاشق - میر کلان خان کابلی

عاشق تخلص - میر کلان خان نام - آپکا وطن اصلی کابل ہے - وطن سے ہند مین آئے وزیر الممالک نواب نظام الملک بہادر کی ملازمت مین رہے - نظام تخلص کرتے تھے مدت تک نواب کے سایہ عاطفت مین زندگی بسر کرتے رہے - مراد آباد کے سفر مین نواب صاحب کے ہمراہ تھے - جب نواب نظام الملک دکن کی طرف متوجہ ہوئے - تب عاشق فرخ آباد مین پہنچے - دولت جنگ کے سایہ عاطفت مین پناہ گزین ہوئے - اسوقت تخلص بجائے نظام عاشق اختیار کیا - آپکا کلام تسخیر قلوب مین سحر سامری کا کام کرتا ہے ہر ایک کے نزدیک مرغوب دل ہے - آپکا سنہ انتقال معلوم نہین ہوا - ھو ھذا

گر چنین غمزہ او دشمن ایمان باشد — کافرم گر بجہان نام مسلمان باشد
ہر گاہ بار رقیب برابر گذشتہ ایم — بیگانہ وار از سر آن در گذشتہ ایم
عاشق بگوی یار ز احوال ما مپرس — نیست سرگذشت کہ از سر گذشتہ ایم

عشق - مرزا جمال اللہ اورنگ آبادی

عشق تخلص - مرزا جمال اللہ نام - آپ مرزا داؤد کے فرزند ہین - اورنگ آبادی المولد ہین

طبع موزون و فکر رسا سے موصوف۔ اور متانت وضع و لطافت مزاج مین معروف تھا خوش سلیقہ و خوش طریقہ تھا۔ عالم شباب مین شعرگوئی کا شوق پیدا ہوا۔ میدان سخن مین خوب جولانی کرنے لگا۔ طبیعت کی چالاکی و شوخی دکھلانے لگا۔ کلام شستہ و مضمون برجستہ کی جوڑ ملانے لگا۔ رفتہ رفتہ مرتبہ سخن کو درجہ بلند پر پہنچایا سنہ ۱۱۷۸ ہجری مین زندہ تھا جبکہ میان نور العین واقف بٹالوی و عبد الحکیم حاکم لاہوری سنہ ۱۱۷۵ ہجری مین اورنگ آباد آئے اُن سے استفادہ کیا۔ واقف آپکے حق مین کہتا ہے

دیدیم کتب خانہ ہفتاد و دولت ٭ غیر از سخن عشق نشد منتخب ما

ظریف الطبع و شگفتہ جبین تھا۔ احباب سے نہایت خوش اخلاقی و محبت سے ملتا تھا۔ مرد خوش صحبت و با مروت تھا۔ سنہ ۱۱۹۵ ہجری مین فوت ہوا۔

من اشعارہ الھندی

اگر وہ قاتل جان بخش کھینچے تیغ ابرو کی
مین وہ تشنہ کام تیغ قاتل شمع کے مانند
اور ہر بلبل گذر جا گل سے اور ہر گل گلستان سے
سخن اوسکے دہان تنگ سے ہوتا ہے یون ظاہر

ولہ

ہماری ہر بن مو سے زبان شکر پیدا ہو
کٹی گردن سے میری اور زبان شکر پیدا ہو
جو تو گلزار سے گذرے تو کیا ہنگامہ برپا ہو
نزاکت سے نگہ گویا کہ چشم مور سے نکلے

عاشق۔ مرزا عاشور بیگ برہانپوری

عاشق تخلص۔ مرزا عاشور بیگ نام۔ آپکا اصلی وطن برہانپور ہے۔ آپ سنہ ۱۱۷۵ ہجری مین برہانپور سے اورنگ آباد آئے۔ اسوقت آپکا عالم شباب تھا۔ ذکی الطبع و ذہین تھے۔ علمی لیاقت بھی درست تھی۔ شعرگوئی کا شوق دلمین پیدا ہوا۔ طبیعت کی چالاکی سے

شعر ریختہ موزون کرنے لگے ۔ اور شاہ سامی اورنگ آبادی سے اصلاح لینے لگے چندہی روز مین آپکا کلام صاف و شستہ ہوگیا ۔ سنہ ۱۲۰۰ ہجری مین آپکا انتقال ہوا ۔

من اشعارہ الہندی

جو مست جام شیشۂ صہبائے سبز ہے	ولہ	برجا ہے اسکو ہوئی اگر یہہ خمار سبز
دشمنون کی کیا مگر آئی ہے موت	ولہ	چھیڑیون نے اب پڑنگا لے الحفیظ
چشم بیمار بتان گلشن مین دیکھہ	ولہ	نرگس حیران کو یرقان ہے
عشق کے کشور کا جو سلطان ہے	ولہ	ہر دم مہر و مہ قربان ہے

عاشق ۔ میر یحیی برہانپوری

عاشق تخلص ۔ میر یحیی نام ۔ عاشق علیخان خطاب ۔ برہانپوری المولد ہے کتب فارسیہ مین استعداد و قابلیت رکہتا تہا ۔ انشا پردازی مین یگانہ تہا ۔ بندگانعالی نواب آصفجاہ کی خدمت مین منصبدارون کے زمرہ مین ملازم تہا ۔ بلشکر ظفر پیکر مین زندگی بسر کرتا تہا ۔ سفر و حضر مین ہمرکاب رہتا تہا ۔ زبان ریختہ مین شعر گوئی کا شائق و عاشق تہا ۔ موزون الطبع و خوش فکر تہا ۔ جو کچہہ کہتا خوب کہتا تہا ۔ آپکے اشعار ایہام و تلازم شعریہ سے خالی نہین ہوتے تہے ۔ اکثر ایہام و تلازم شعریہ کا لحاظ کرتے تہے ۔ آپکا کلام اسی وجہ سے خواص و عوام مین مشہور ہے ۔ ارباب مذاق نہایت رغبت سے مطالعہ کرتے ہین ۔ آپکا انتقال سنہ ۱۱۸۷ ہجری کے قریب ہوا ۔

من اشعارہ الہندی

اوٹھا ہے ابر برق کیا طوفان لاویگا		کر و سبب یار مل سامان شیشہ و ارد کا

اب تو کچھہ باقی رہا نہین ولہ کیا مگر بیچون خدا

جیت میری ہے عشق بازی مین ولہ جیسے دلبر نے مجکو ہار دیا

جام کو لب سے آشنا مت کر ولہ نام اوسکا پیا کٹورا ہے

جس گھر مین جب تلک تھے ولہ ہیچ کہاتا تھا فقیر

گشت کو تو اال کرو موقوف ولہ آج کی رات جام بہرتا ہے

نشہ اوتری محبت کی ہماری ولہ کہا و سبزی خط سبزی کو پیاری

مین کہا تیرے بدل پر کیا بہلی لگتی ہے رکھہ ولہ ہنس کہا جوگی لپسر نے خاک لگتی ہے بہلی

مجھہ کلیجے مین برہ کی تجہ پلک ہول ہے ولہ ہے حال بیا کیا لکہون پیاری یہہ ہول ہے

ہر ایک پیانہ کے پیچھے چومتا تسپہ ہہنا وسکا ولہ گرنگ عاشق علیجان کو ستی مین بہاتی ہے

ہات پر ہات میرے دہر کے چلے آئے سات ولہ دیکہہ طالع کے مدد آج پڑی میرے ہات

جسوقت جان نکلی مجھہ پاس کوئی نہ آیا ولہ شمشیر تیری ایکدم بیٹھی تھی میرے سرپہ

جب نقش اُس صنم کا نقاش کھینچتا ہے ولہ بازو کے کھینچنے مین دو ہات اینچتا ہے

ہین شہید کربلا سب سرخ پوش ولہ مصطفیٰ کی آل کا کیا رنگ ہے

صاف دل آرسی سا کوئی نہین ولہ لیک منہ دیکھے آشنائی ہے

عجیب - محمد عبد اللہ حیدرآبادی

عجیب تخلص - محمد عبد اللہ نام - چھوٹے صاحب عرف ہے - آپ حیدرآبادی المولد ہین - فارسی مین مستعد طالب العلم ہین - شعرگوئی کا شوق ع لسین پیدا ہوا - زود طبیعت سے فکر کرنے لگے اور کلام کی اصلاح مولوی شمس الدین فیض المتوفی سنہ ۱۲۸۳ ہجری سے

لینے لگے چند مدت تک کہتے رہے۔ استاد کی اصلاح سے کلام درست و صاف ہو گیا فارسی و اردو زبان مین کہتے ہین۔ خوش مزاج و نیک سیرت ہین۔

من اشعارہ الفارسی

در عین گریہ چشم بر شمش	سلک گہر کنم مژۂ اشکبار را
از سوزش ہوائے دم سرد مردہ ام	پروائے باد نیست چراغ مزار را

من اشعارہ الہندی

عارض کی تازگی سے بڑہا رنگ یار کا	اس گل سے کہل رہا ہے شگوفہ بہار کا
او زہرہ وش جو کرتی ہو در پردہ چہیڑ چہاڑ	کافی نہین ہے اسکو پردہ حجاب کا

عدیل۔ محمد عسکری کنتوری

عدیل تخلص۔ محمد عسکری نام۔ آپکا اصلی وطن کنتور ضلع لکہنو ہے۔ آپنے سن شعور کے بعد وطن مین بقدر ضرورت فارسی مین استعداد حاصل کی طبیعت مین تیزی و چالاکی تہی۔ شعر گوئی کی دلمین رغبت کامل تہی مضامین تازہ کی تلاش اور معانی پاکیزہ کی خراش طبیعت مین تہی۔ آپنے زور فطرت و جولانی طبیعت سے شعرگوئی شروع کردی۔ اور میر کاظم حسین حبیب آپکے برادر بزرگ تہے۔ اُن سے صلاح لینے لگے۔ بہائی کی توجہ و اصلاح سے شاعر پختہ کلام ہو گئے ۱۲۹۵ہجری مین بہائی کے ہمراہ حیدرآباد دکن مین آئے۔ آتے ہی سررشتہ تعلیم مین ملازم ہو گئے چند ہی روز کے بعد ہوم سکریٹری گورنمنٹ نظام کے دفتر مین میر منشی کی خدمت پر ممتاز ہوئے۔ معلوم نہین فی الحال کہان ہین۔ آپکی عمر چالیس سے متجاوز ہے

خدائے تعالی سلامت رکھے۔

من اشعارہ الھندی

خنجر بکف وہ آئے ہین ایک اژدہام ہے — اللہ میرے قتل کی یہ دھوم دھام ہے
پرچ کر دیا ہے شیخ و برہمن کے جنگ نے — اسلام و کفر دونون کو اپنا سلام ہے
اٹھو بقول آتش مرحوم اے عندلیب — مین معتقد ہون اور میرا دل امام ہے

ولہ

کوئے جانان سے اڑاتی ہے صبا فریاد ہے — ابر رحمت رحم کر مٹی میری برباد ہے
رنگ آجائیگا رفتہ رفتہ طبع یار مین — پھر تعلیم لطافت حسن سا استاد ہے

ولہ

ہوئی ہے زخم کاری کی ہوس پھر سے مرے دلکو — نگاہ آرزو سے ڈھونڈتا ہے تیغ قاتل کو

عنایت محمد عنایت اللہ براری

عنایت تخلص - محمد عنایت اللہ نام - محمد عظمت اللہ کے فرزند ہین - آپکا اصلی وطن قصبہ برنیرہ بی بی ضلع امراوتی برار ہے - آپکے والد قصبہ مذکور کی مسجد کے موذن و پیش امام ہین - یہ خدمت آپکی موروثی ہے - آپ صحیح النسب و الحسب ہین - آپنے برار کے مدارس مین تعلیم پائی - مولوی حسن صاحب مرحوم آروی اسوقت برار کے ہائی اسکول مین صدر مدرس تھے - مولوی صاحب سے مدرسہ کے علاوہ پرایوٹ طور سے کسیقدر فارسی کتب درسیہ تحصیل کین - آکولہ کالج مین ریاضی وغیرہ کی تکمیل کی - اور منشی نور خان صاحب ہیڈ ماسٹر ٹرینیگ کالج سے شعر گوئی کی مشق کی - سلیم الطبع و مستقیم الوضع ہین - سنجیدہ مزاج خوش گفتار و خوش کردار ہین - فقیر مولف کے ہم وطن ہین - مگر مین دس برس سے اس شہر مین ہون کبھی آپ سے ملاقات کا اتفاق نہین ہوا - مین آپکی ملاقات کا مشتاق ہون بصدق

کل امر میں باوفا تھا۔ کسی وقت ہو جائیگی۔ فی الحال آپکی عمر تخمیناً قریب چالیس برس کی میانہ قد کشادہ پیشانی۔ آہو چشم۔ دراز بینی۔ گھنی داڑہی۔ گندمی رنگ ہیں خدا تعالےٰ آپکو خوش خرم رکھے۔ آپ فارسی و اردو دونوں زبانوں میں شعر کہتے ہیں۔

من اشعارہ الفارسی

خرام دید و نشستہ بگوشۂ گلزار		ہمہ نذر و چمن از نو شہر مسار اند
چہ دوست ہست بہ این حسن اندرین دنیا		کہ جملہ مردمان بے دام تا بعد ار اند

من اشعارہ الھندی

پھر گلوں سے ہو گیا ہے اندنوں گلزار سرخ		عندلیبو فصل گل آئی ہوئے اشجار سرخ
جب نظر مقتل عشاق پہ میری پہنچی	ولہ	خون سے سرخ تھے میدان ہزاروں لاکھوں

عراقی دکنی

عراقی تخلص مشہور ہے ولی دکنی کے معاصرین میں تھا۔ چنانچہ ولی کا شعر شاہد حال ہے

؎ تیرے سخن کی نغمہ رنگیں کا سن ولی ڈوبا عرق کے بیچ عراقی عراق میں

یہ قول لچھمی نرائن کا ہے۔ میرے نزدیک اس شعر سے عراقی دکنی کا ولی سے معاصر ہونا نہیں ثابت ہوتا۔ عجب نہیں کہ ولی کے نزدیک عراقی سے وہ شاعر جو عراق میں صوفی المشرب گذرا ہے مراد ہو۔ ہاں ریختہ کلام سے پایا جاتا ہے کہ ضرور کوئی شاعر ہندی نژاد ولی کا معاصر یا ولی کے بعد گذرا ہو۔ اسکا حال پردہ ظلمت میں ہے ہمکو معلوم نہیں چمنستان میں صرف اسکا ایک شعر ہے ہم بھی اسکو نقل کرتے ہیں۔

جسکے جاری نہیں ہیں سوال سدا ویراں ہے معمور ہو کبھو کہ بسے جس گانوں میں پانی نہیں

عاشق ۔ میر قاسم خان اکبر آبادی

عاشق تخلص ۔ میر قاسم خان نام ۔ آپکے والد یا جد خواجہ عبید اللہ خان صوبہ آلہ ہ
کے دیوان بادشاہی تھے ۔ خدمت سے معزول ہونے کے بعد نواب آصفجاہ مرحوم کی
خدمت مین آئے ۔ نوابصاحب نے آپکے حال پر بڑی عنایت و توجہ فرمائے ۔ منصب
جلیلہ و عطائے علم و نقارہ سے سرفرازی بخشی ۔ نوابصاحب نے متعدد مراتب سرکاری
خدمات کے لئے کہا آپنے قبول نہین فرمایا حضور بندگانعالی آپکی بڑی عزت و آبرو کرتے
تھے اور آپ بھی حضور سے نہایت خندہ پیشانی و بیباکی سے ملتے تھے ۔ حضور جو کچھہ سوال
کرتے تھے اسکا جواب نہایت استقلال و جرات بیباکانہ کے ساتھہ دیتے تھے ۔ آپکی تقریر سے
امراء دربار دنگ ہوتے تھے ۔ اہل دربار مین کوئی ایسا ذکی و تیزرائے زندہ دل و دلیر نہ تھا ۔
آپ سب کے نزدیک عزیز القدر و عزیز الوجود تھے ۔ بندگانعالی حضور بھی آپکی عظمت
و بزرگی کا بڑا خیال فرماتے تھے ۔ یہ جناب حضور کی قدردانی و مردم شناسی تھی آخر
آپ سنہ ۱۱۵ ہجری کے قریب فوت ہوئے ۔ میان عاشق صاحب جمعہ آپکے فرزند بھی
بندگان حضور کی سرکار مین خانسامانی کی خدمت پر مامور تھے ۔ ہونہار و ہوشیار تھے
چندہی روز مین سرکاری کامون مین صاحب اختیار ہوئے رفتہ رفتہ مرجع خلائق ہوگئے
اسی اثنا مین بحسب تقدیر آپ سے ایسا جرم ثابت ہوا کہ آپکی عظمت و شان سے بعید معلوم ہوتا ہے
وہ یہہ ہے کہ آپنے ایکروز حالت قہر و غضب مین اپنے ایک ملازم کو ایسی سخت سزا دی
کہ وہ ہلاک ہوگیا ۔ اس سبب سے آصفجاہی غضب جوش مین آیا ۔ آپ خدمات مفوضہ سے
معزول ہوئے ۔ سرکار کے نزدیک اعتبار و اعتماد کے لائق نہین رہے ۔ مگر ہمارے سرکار نظام کی

رحمدلی و ہمدردی ہزار ہا آفرین و تحسین کے لایق ہے۔ آپ معزول تو ہوئے مگر منصب
و معاش بدستور جاری رہا۔ نواب آصفجاہ بہادر کے انتقال کے بعد نواب نظام الدولہ
ناصر جنگ شہید کی مصاحبت میں رہے۔ نواب امیر الممالک صلابت جنگ کے عہد امین
ماہ ذیحجہ سنہ ۱۱۶۵ ہجری میں اورنگ آباد سے دلی گئے۔ اور وہان گوشہ نشین ہوئے۔ تا عمر
دلی مین رہے آخر سنہ ۱۱۸۱ ہجری مین فوت ہوئے۔ جناب آزاد بلگرامی و نجیبی و غیرہ اور اورنگ آباد کے
و سراج و ساحی و افتخار و غیرہ شعرا اورنگ آباد کے معاصر تھے تمام سے یارانہ تھا۔
آپ طباع و فہیم تھے شعرگوئی کا شوق تھا۔ آپکا کلام نزاکت و خوبی سے آراستہ تھا
اشعار درست و مضامین چست ہوتے تھے۔ ہم اب آپکے چند اشعار بطور نمونہ گزارش
کرتے ہین تا کہ شائقین مطالعہ سے محظوظ ہوویں۔

من اشعارہ الفارسی

ہر سال در بہار بکسب شرف جنون ۔۔۔ آید برہنہ پا بطواف دماغ ما
پیش من چون می نباشد میرم از درد خمار ۔۔۔ شیشہ چون خالی شود پر می شود پیمانم

نواب آصفجاہ بہادر کے آغاز سال شصتم کی مبارکباد مین یہہ قصیدہ لکھا۔

صراحی در بغل ارد قدح در دست می آید ۔۔۔ ز بزم جشن آصفجاہ ساقی مست می آید
ز فیض نوبہار سال شصتم اے بلند اختر ۔۔۔ تو ذو القرنینی و عالم ترا در دست می آید
مبارکباد سال نو ترا اے شاہ جم شوکت ۔۔۔ ز ماہی تا بمہ شاہا ترا در شست می آید
بگردون گرچہ می ساید سر خود ہمچو جمشیدی ۔۔۔ بچشم شرفہ کاخ بلندت پست می آید

بدامانش ز دم دست امید خویشتن عاشق
کہ زو بخشیدن ہر دو جہان یکدست می آید

عشرتی یزدی

عشرتی تخلص۔ سادات یزد سے۔ سید صحیح النسب تہا۔ وطن سے ملک دکن میں آیا۔ قطب شاہیہ زمانہ میں ترقی کے اوج پر عروج کیا۔ میر مومن استر آبادی کے سائہ عاطفت میں خوشحال و فارغ البال رہا۔ خوش نویسی میں لائق و فائق تہا نستعلیق خط نہایت ہی عمدہ لکہتا تہا۔ شعر و شاعری سے دلچسپی رکہتا تہا۔ موزون الطبع و شاعر خوش گفتار و نیک کردار تہا۔ اپنی خوش کلامی سے یاران ہم مشرب کو خوش و خرم کرتا تہا۔ آخر عین عالم شباب میں تیس برس کی عمر میں اس عشرت کدہ سے عالم بالا کو روانہ ہوا۔ سنہ وفات کسی تذکرہ نویس نے نہیں لکہا۔ مگر ہمکو ایک بیاض قدیمہ سے معلوم ہوا کہ سنہ ۱۰۳۷ ہجری میں فوت ہوا۔

من اشعارہ الفارسی

دوستان بوستان چون عزم می خوردن کنید
مقصد از کاخ و صفہ و دیوان نگاشتن
گلہائے رنگ رنگ درختان میوہ دار
دانی کہ چیست تا بمراد دل اندران
ورنہ چگونہ مردم عاقل بنا کنند

ولہ

اول ز یاران دور افتادہ یاد من کنید
کاشانہائے سر بفلک بر فراشتن
در باغ و بوستان ز سر شوق کاشتن
یک لحظہ دوستی بتوان شاد داشتن
از خاک خانہ کہ ببابد گذاشتن

عاشق ۔ مولوی سید عبد الودود

عاشق تخلص۔ سید عبد الودود نام۔ آپ سید غلام محی الدین نقوی سالک تخلص کے

صاحبزادے ہیں۔ آپکے بزرگان سلف کڑہ ضلع صوبہ الہ آباد میں سکونت پذیر تھے۔ آپکے اجداد سے ایک بزرگ بسبب تقرر جاگیر آل تمغا ضلع بردوان علاقہ بنگال میں آئے عوام و خواص کو احکام دینیہ و مسائل شرعیہ کی تعلیم دیتے تھے۔ چنانچہ مدت دراز تک آپکے خاندان میں درس تدریس کا سلسلہ جاری رہا۔ اور آپکے والد ماجد تک بدستور جاری تھا۔ بناءً علیہ انگریزی گورنمنٹ نے والد بزرگوار کو مدرسہ عالیہ میں مدرسی کی خدمت پر مامور فرمایا۔ عاشق صاحب ترجمہ کی ولادت ضلع بردوان میں واقع ہوئی۔ آپنے سن شعور و تمیز کو پہنچ کے کتب درسیہ عربیہ معقول و منقول مولوی امین احمد مدرس مولوی سراج الدین علیخان و مولوی غلام سبحان خان قاضی القضات سے ختم کیں۔ اور کتب فارسیہ کی بھی تکمیل اساتذہ مذکورہ سے کی۔ فارغ التحصیل و تکمیل کے بعد ۱۲۴۳ سنہ ہجری میں حسب الطلب حکام مدارس میں آئے۔ خدمت قضا پر مامور ہوئے چند مدت کے بعد قضائے ترچناپلی عرف تہر نگر پر مقرر ہوئے۔ تقریباً گیارہ برس خدمت قضا پر مامور رہے پھر صدر عدالت میں خدمت افتا پر مقرر ہوئے پچیس برس تک خدمت مفوضہ کا کام عمدہ طرح سے انجام دیتے رہے۔ آخر اس خدمت سے سبکدوش کیے گئے چنگل پٹہ کی صدر امینی پر مقرر ہوئے۔ پٹہ مذکور میں سکونت اختیار کی۔ پھر مدت کے بعد بسبب ضعف بدن وظیفہ یاب ہو کے تارک الخدمت ہوئے۔ صاحب التالیف و التصنیف تھے لیکن کثرت اشغال کی وجہ سے بجز دیوان مختصر و چند حواشی کتب متداولہ فارسی کی کوئی کتاب نہیں لکھی۔ آخر آپنے بارہ تاریخ ماہ ذیحجہ ۱۲۶۸ سنہ ہجری میں مدراس میں وفات پائی۔ شاہراہ میلاپور میں مغرب کے جانب متصل مقبرہ دلیرجنگ بہادر مرحوم دفن ہوئے۔ من اشعارہ

از مسائل مصحف رویش گنہ ننوشتہ اند	دست از جہان بشستہ زعشق وضو داریم ما

چنین چین ہا کہ دارم بر جبین قت کہن سالی ‫|‬ ولہ ‫|‬ بصد لب میکنیم تفسیر رنج ضعف پیری را
چنان ماندہ کہ ہمدم دور و نزدیک پروانہ ام ‫|‬ ‫|‬ چو در حسرت خویش بمانم ازین جہان تنہا
مرا عاشق باین ضعف بصارت سرمہ کیش شو ‫|‬ ‫|‬ چو میل سرمہ روشن میکند چشم تماشا را
نکند صبر این دل نادان ‫|‬ ،، ‫|‬ کار با سخت جاہل افتادہ است
برہنہ ز جنون خواہد از بدن پوشد ‫|‬ ،، ‫|‬ سرے کشد بعدم جامہ کفن پوشد
عروس فکر ز شوخی ہنوز عریان است ‫|‬ ‫|‬ ہزار بار اگر خلعت سخن پوشد
از بس ز جمع مال جہان من غنی ترم ‫|‬ ،، ‫|‬ دست زدم ز رعشہ دلیلم بران بود
بار دل را بردو اشکم چو ہر نور ور چشم ‫|‬ ،، ‫|‬ نقد را در وہم برود و خس سیلاب برد
منتظر را یک نظر انعام دہ ‫|‬ ،، ‫|‬ خشک مغزم روغن بادام دہ
درک دہنت محال عقل ‫|‬ ،، ‫|‬ در وصف لبت کجا رسائی
نیست در بازار عشقش غیر سودائے جنون ‫|‬ ،، ‫|‬ میخرم این مال عاشق میدہیم فرزانگی

عالی ۔ خواجہ کامگار خان

عالی تخلص ۔ خواجہ کامگار خان نام ۔ آپکے نسب کا سلسلہ خواجہ نقشبندی قدس سرہ سے پہنچتا ہے ۔ آپ اورنگ آباد دمی المولد ہیں ۔ آپکی تربیت و تعلیم شہر ندکور کی آب و ہوا میں ہوئی ۔ علمائے عصر سے کتب متداولہ درسیہ ختم کیں معقول و منقول میں عالم متبحر تھے ۔ فقیہ کامل تھے ۔ مسائل جزیہ کے استخراج کی قوت تامہ رکھتے تھے ۔ متقی و متشرع تھے ۔ عالمگیر بادشاہ نے آپ کو عدالت عالیہ کی داروغگی کی خدمت عطا کی تھی ۔ فیصلہ قضایا میں خوب غور و فکر فرماتے تھے ۔ اہل شہر آپ سے مانوس تھے ۔ نیکو سیرت

وخوش اخلاق تھے۔ شیخ نظام الدین اورنگ آبادی کے مرید و خلیفہ تھے۔ شیخ مرشد سے آپ اور آپکے بھائی خواجہ نور الدین حسن عقیدت رکھتے تھے۔ حضرت شیخ جب لاہور سے اورنگ آباد مین آئے۔ آپکے ہمسایہ مین فروکش ہوئے۔ اور ایک خانقاہ و مکان تعمیر فرمایا۔ اور ایک مسجد بھی بنائی۔ اور شہر مین ایک نہر بھی لائی تا بزندگی شیخ اُسی مقام مین رہے۔ جب رحلت کی تو اُسی مقام مین مدفون ہوئے بزار و تبہرک۔ آپنے شیخ کے ملفوظات کو جمع کیا اور اسکا نام احسن الشمائل رکھا۔ شعرگوئی سے دلچسپی تھی خوش فکر و نازک خیال تھے۔ آپکا کلام نزاکت و لطافت سے خالی نہین ہے۔ آپ صاحب دیوان ہین مگر آپکا دیوان نادر الوجود ہے۔ آپنے بمقتضائے موقع و محل احسن الشمائل مین اپنا کلام درج فرمایا ہے۔ اور تحفۃ الشعرا کے مولف نے بھی آپکا کلام اپنے تذکرہ مین کیا ہے۔ فقیر مولف انہین دونون کتابسے اشعار منتخبہ گزارش کرتا ہون۔ آپ مدت العمر اورنگ آباد مین خدمت داروغگی پر رہے۔ آخر ۱۰۹۵ ہجری مین خدمت داروغگی سے سبکدوش ہوئے اور عالم فنا کی کچہری مین پہنچے۔ اعزا و احبا کو سخت رنج والم ہوا۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

من اشعارہ الفارسی

این دل بغم خوردہ را در فکر جانان ساختند
چشم مارا درپئے نظارہ حیران ساختند

قدسیانِ عالمِ بالا بتعمیر لبش
خون دل خوردند تا لعل بدخشان ساختند

تا کہ حسن آن پری در دہر عالمگیر شد
حسن یوسف را درونِ چاہ زندان ساختند

ہر کہ غمزہ او خورد تا محشر نمرد
آب پیکانش مگر از آب حیوان ساختند

تا کمان ابروے او حلقہ شد چون ماہ نو
قامت خم گشتۂ عشاق قربان ساختند

ساکنان عالم قدس از ازل شکر خدا
طفل اشکم خاکبازی میکند تا روز حشر

ولہ

بہر عالی شہ نظام الدین برہان ساختند
چشم خود تا بر غبار خط وے انداختیم

ولہ

پریشان گیسوئے او را از ان زنار خود کردم
که از روز ازل چون حلقه زلفش پریشانم

ولہ

نگاہے یا ادائے کیست در کار سن عالی
با نداز تغافل میکند صد رخنه در جانم

عشق - حکیم عبد الباسط

عشق تخلص - عبد الباسط نام - حکیم الملک خان بہادر خطاب - گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپ مولوی محمد مہدی واصف کے فرزند دلبند ہین - آپکی ولادت باسعادت ۱۲۳۸ہجری مین شہر مدراس مین واقع ہوی - اور آپکی تربیت و تعلیم بہی یہین ہوئی - آپنے ابتدا مین والد ماجد اور اپنے ماموں حاجی زین العابدین کی خدمت مین کتب عربیہ و فارسیہ ختم کین - اور خان عالم خان بہادر فاروق تخلص سے کتب عربیہ کی تکمیل کی - اور حضرت فاروق سے اصلاح سخن بہی لیتے تہے - آپکی طبیعت شعر و شاعری سے زیادہ مناسب تہی - غزل و قصیدہ بمضامین دلکش بسرعت تمام موزون کرتے تہے آپکے کلام سے معلوم ہوتا تہا کہ مضامین کی طبیعت مین آمد تہی گویا تازہ تازہ مضامین آپ کے میدان خیال مین دست بستہ کہڑے ہوئے ہین - جب چاہتے تہے فی البدیہہ مضامین متفرقہ و معانی جدیدہ کا شیرازہ باندہ کے گلدستہ کیطرح اہل کمال و سخن سنجان نازک خیال کے جلسہ مین پیش کرتے تہے - بزرگان جلسہ آپکے کلام فصاحت انجام کی داد دیتے تہے - تحسین و آفرین کے ساتہہ واہ واہ کہتے تہے - آپ فن طبابت یونانی و انگریزی مین قدرت کاملہ و ملکہ تامہ رکہتے تہے - طب انگریزی حکمائے فرنگ سے اخذ کی تہی

زبان انگریزی کو مثل عربی و فارسی جانتے تھے۔ اکثر اوقات بیماروں کے معالجہ مین
صرف فرماتے تھے۔ اور آپ تواریخ و واقعات سلف سے زیادہ رغبت رکھتے تھے
اور زمانہ کے حالات سے واقف ہونا پسند کرتے تھے۔ بنائً علیہ آپنے ایک اخبار مسمیٰ بہ
تمیز الاخبار جاری کیا تھا۔ یہہ اخبار ہفتہ واری تھا۔ ہفتہ مین ایکبار طبع کر کے
تقسیم فرماتے تھے۔ فقیر مولف کو یہہ امر معلوم نہین ہوا کہ وہ اخبار کب تک جاری رہا
اور کب موقوف ہوا۔ آپ سر سالار جنگ مختار الملک بہادر مدار المہام سرکار عالی نظام کے
عہد مین مدراس سے حیدر آباد دکن مین تشریف لائے۔ صیغہ منصب مین ملازم ہوے
مدۃ العمر صیغہ مذکور مین مامور رہے۔ ہمیشہ بیماروں کے معالجہ اور طلبہ کی تدریس مین مصروف
رہتے تھے۔ آپ صاحب اولاد تھے۔ آپکے باقیات الصالحات سے خیرخواہ قوم جناب
ملا عبد القیوم صاحب و مولوی عبد الحی صاحب و مولوی عبد السلام مجذوب وغیرہ ہین۔ ملا صاحب
سنہ ۱۳۲۵ ہجری مین فوت ہوئے اور عبد السلام مجذوب بھی فوت ہوگئے۔ مولوی عبد الحی
سلمہ اللہ تعالی یادگار باقی ہین۔ ملا صاحب و مولوی عبد الحی صاحب کا تذکرہ آگے
ذکر کیا جائیگا۔ آخر عشق صاحب ترجمہ نے سنہ ۱۳۰۲ ہجری مین اس دار فانی سے بعالم
جاودانی رحلت کی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اور آپکی رحلت کی تاریخ آپکے
برادر زادہ مولوی عبد الواجد صاحب نے کہی ھو ھذہ

حضرت عشق آنکہ بفضل و شرف ۔۔۔ بود گرانمایہ و والا گہر
در شب پنجم ز ربیع نخست ۔۔۔ کرد ز دنیا سوی عقبی سفر
تشکل گریان بغمش خلق را ۔۔۔ ہم دل و ہم سینہ شد و ہم جگر
واجد ما سال وفاتش نوشت ۔۔۔ حادثہ عشق جہان ہنر
۱۳۰۲

من اشعارہ الفارسی

گفتم کہ دل ببردی تو بستم بخندہ گفت — این تازہ شاعریست کہ مضمون بسی گفت

اے نقش نام و پشت انگونہ خوش سواد — کز حرف حرف سرمہ بچشمم نگین کشد

وله

گرمی عشق تو زد زود در دل ناشاد آتش — خانہ ام کرد چو آتشکدہ آباد آتش

صد زبان میکند از شعلۂ پرسوز بلند — از غم سوختگان است بفریاد آتش

خستۂ عشقتم ای چارہ گرے بد تشخیص — رنج من گفتہ دگر یک مرض صد تشخیص

دست بردشت ز من بوعلی نبض شناس — طپش نبض مریض تو کند رد تشخیص

بزلف تو حال دل شیدا کہ کند عرض — سرگشتگی قیس بلیلی کہ کند عرض

بسکہ سیاہ ور ز سودای ابروت ہم تیغ — دلیل قوت ضعف ست قامتم تیغ

ز سموت سر تا بدار سبکروحی تنم — بس بود ہمچون سخن تار نفس پیراہنم

سینہ ہم بعد شہادت ہم شاہی از خون — شستہ ام راست مسخر شدہ ماہی از خون

چشم تو سوخت نشد از کشش عشاق بخون — نشود سیر سگے مرد سپاہی از خون

دیدہ کے دیدار تو از اشک دارد شستشو — چون قلندر مشربان بی نماز و با وضو

در دلم ابروان تیغ دو و نیام یک — تہمت ز بہر دو چشم تو تیغ یک نیام دو

رسم راہ آن صنم طرح نماز انگکنم — سجدہ نقش پا کنم کار یکی دو کام دو

عروجی سلطان فیروزشاہ بہمنی

عروجی تخلص۔ سلطان فیروزشاہ نام۔ آپ علاء الدین حسن گانگوے بہمنی بانی سلطنت بہمنیہ کے بیٹے ہیں۔ آپکی تربیت و تعلیم کا انتظام آپکے عم بزرگوار

محمود شاہ بہمنی نے عمدہ طرح سے کیا۔ تعلیم کے لئے۔ اساتذہ کملا مقرر کئے گئے
چنانچہ ملا فضل اللہ انجو شاگرد علامہ سعد الدین تفتازانی خاص عربی تعلیم کے لئے
مقرر ہوا تہا۔ آپ فطرۃً ہونہار معلوم ہوتے تہے۔ ذہین و فہیم تہے۔ سولہ برس کی
عمر مین ملا سے کتب عربیہ فارسیہ ابتدا سے انتہا تک پڑہین۔ معقول و منقول مین
علامہ ہوا۔ خاص آپکی طبیعت فلسفہ و حکمت کے ساتہہ زیادہ مناسب تہی۔ اور
اس فن سے بہت ہی دلچسپی رکہتا تہا۔ درس و تدریس کا شائق تہا۔ ہفتہ مین تین دن
طلبہ کو شوق سے پڑہاتا تہا۔ اور علما سے مسائل حکمیہ مین بحث و تکرار کرتا تہا۔
اسکی حلقۂ درس مین منتہی طلبہ شریک ہوتے تہے۔ بروز شنبہ تفسیر زاہدی و مطول
و بروز دوشنبہ ریاضی و ہندسہ مین شرح تذکرہ و تحریر اقلیدس۔ بروز چہارشنبہ
کلام مین شرح مقاصد وغیرہ پڑہاتا تہا۔ فصاحت بیانی و طلاقت لسانی سے طلبہ کو
خوب سمجہاتا تہا۔ طلبہ بادشاہ کی تقریر سے بہت خوش ہوتے تہے۔ طلبہ آزادی سے
سوالات و اعتراضات کرتے تہے۔ نہایت خوشی سے سنتا تہا۔ ہر ایک سوال کا
جواب و ہر ایک اعتراض کا رد ایسی خوبی سے ادا کرتا تہا کہ سائل و معترض کو
ساکت کر دیتا تہا۔ طلبہ سلمنا و صدقنا کہتے تہے۔ ۰۰۰ ہجری مین تخت نشین ہوا
پچیس برس تک عدالت و انصاف کے ساتہہ سلطنت کی۔ ایام سلطنت مین
اکثر معرکون مین کامیاب و فیروز رہا ہے۔

فرشتہ نے لکہا کہ فیروز شاہ صاحب ترجمہ سلاطین بہمنیہ مین از روئے علم و فضل
ممتاز تہا۔ میدان بہادری مین سرفراز۔ خاندان بہمنیہ اس کے وجود نامدار سے
بلند آوازہ ہوئی۔ سلطنت و دولت نے رونق تازہ پائی۔ لک کشائی مین

ہمہ تن مصروف رہتا تہا۔ مخالفین سے جدال و قتال مین کوتاہی نہین کرتا تہا۔ اسی بادشاہ کے عہد مین سلطنت بہمنیہ کا دائرہ بہت وسیع ہوگیا تہا۔ مملکت تلنگانہ و کرناٹک کے بالاگہاٹ و پائین گہاٹ کا کچہہ حصہ تصرف مین آگیا تہا۔ فوج و خزانہ کی حالت بہت درست تہی۔ یہہ بادشاہ صاحب ترجمہ نہایت ہی رحم دل تہا۔ مفرح القلوب کے مولف نے لکہا کہ فیروز شاہ صاحب ترجمہ صوفی مشرب غربا پرور فقرا نواز تہا۔ رقیق القلب اور رحم دل تہا ایک روز دولتخانہ کے دریچہ مین بیٹہا ہوا راستے کے گذرنے والون کو دیکہہ رہا تہا کہ ایک فقیر کشکول ہاتہہ مین لئے ہوئے جا رہا تہا۔ فقیر کو اپنے پاس بلایا اور اُسکی کشکول کا جہولی مین دیکہا کہ جوار کی روٹی کے چند ریزے ہین۔ دیکہہ کے بہت افسوس کیا کہ میری رعایا آسودہ حال نہین ہے۔ کوئی بجز نان جوار نہین کہاتا ہے۔ فوراً حکم دیا کہ کوئی فرد رعایا سے جوار کی زراعت نہ کرے بجائے جوار گندم بویا جائے۔ فقرا و معذورین کے لئے متعدد لنگر خانے شہر کے محلّون اور کوچون مین قائم کردئے۔ لنگر خانون سے فقرا کو روزانہ گیہون کی روٹی و حلوا دیا جاتا تہا۔ کبہی حلوے کے عوض گوشت دیتے تہے۔ فقرا فراغت سے بسر کرتے تہے۔ پہر حسب الحکم تمام دکن مین گندم کی زراعت ہوئی۔ گندم کی اسقدر کثرت ہوئی کہ تمام دکن مین گندم کا عام رواج ہوگیا۔ کیا امیر کیا فقیر گندم ہی کی روٹی چانول کی طرح کہانے لگے۔ پہر اول کی طرح فقرا کے توشہ دانون کو دیکہا ہر ایک کے توشہ دان کو کلچہ و حلوے سے معمور پایا۔ بہت خوش ہوا۔ اور خدا کا شکر ادا کیا۔

مورخین نے لکہا کہ راتکو بادشاہی دولتخانہ پر چار ہزار سوار اور آٹہہ ہزار پیادہ حفاظت کیلئے رہتے تہے۔ تمام رات جاگتے تہے۔ سرما و گرما مین برابر تکلیفین سہتے تہے۔ ایک رات جاڑے کے موسم مین دل مین خیال کیا کہ میری ایک جان کی آسائش کے لئے اسقدر جم غفیر کو

آرام سے محروم رکھنا نہایت بے رحمی ہے دیر تک افسوس کرتا رہا۔ اور خوف خدا سے
ڈرنے لگا۔ اور کہنے لگا واحسرتا ایسا نہو کہ خدائے تعالیٰ مجکو قیامت کے دن اس سختی کے
ارتکاب مین ماخوذ کرے۔ صبح برآمد ہوتے ہی رات کی چوکیداری موقوف کردی صرف گنتی
کے افراد رکھہ لئے۔ اور اُنکو بھی حکم دیا کہ ساعت گذرے بعد ایک ایک پہرہ بدلتا رہے
رعایا کے ساتھہ ہمدردی کرتا تھا۔ غربا کو ظالمون کے پنجہ سے رہا کرتا تھا۔ چنانچہ تہال
دختر زرگر کا قصہ ہمارے قول کی تصدیق کرتا ہے۔ لڑکی کو دیورائے والی بیجانگر کے ظلم سے
بچایا۔ آخر لڑکی بادشاہ کی ہمدردی دیکھہ کے خوشی سے مسلمان ہوگئی یہہ پورا قصہ فرشتہ مین
مذکور ہے۔ فیروز شاہ دوربین و دوراندیش تھا حفظ ماتقدم ضرور کرتا تھا۔ تحفۃ السلاطین
و فرشتہ کے مولفین نے لکھا کہ سنہ ۸۰۰ ہجری مین شہرت ہوئی کہ امیر تیمور گورگان ہند مین دوبارہ
آنیوالا ہے۔ فیروز شاہ صاحب جبکہ شہرت کے معلوم ہوتے ہی عاقبت اندیشی پیش بینی سے
حسب مشورہ وزرا امیر تقی الدین محمد و امیر فضل اللہ انجو و مولانا لطف اللہ سبزواری کو
مع تحائف نفائس و ہدایائے لائق امیر کی خدمت مین سمرقند روانہ کیا۔ اور ایک عرضداشت
بھی جسمین اطاعت و بندگی کا اظہار کیا تھا بھیجی۔ بہمنی کے سفرا دریا و صحرا طے کرکے
دارالسلطنت سمرقند مین پہنچے۔ امیر تیمور کی بارگاہ مین باریاب ہوئے۔ دربار مین سفیرون کی
بڑی تعظیم و تکریم ہوئی۔ چھہ مہینہ تک امیر کی خدمت مین مہمان رہے۔ جب سفرائے بہمنی نے
تحائف و عرضداشت امیر کی خدمت مین پیش کئے۔ تحائف نے قبولیت کا درجہ پایا
تب مقربین کے ذریعہ سے سفیرون نے عرض کیا کہ فیروز شاہ منجملہ بندگان سرکار کے ہے
اسکا عزم بالجزم ہے کہ جب آپ دارالخلافہ دہلی تشریف لائین یا کوئی شاہزادہ آئے تو
اسوقت از روئے بندگی کمر بستہ ہوکے دکن سے دہلی مین حاضر ہوگا۔ اور جان نثاری کے

مراسم بجالائیگا - امیر تیمور سفیر اکی تقریر سنکے فیروزشاہ صاحب ترجمہ کے حسن اخلاق سے بہت
خوش ہوا - جوش خوشی سے فرمایا کہ ہم نے فیروزشاہ کو گجرات و دکن و مالوہ کی سلطنت
عطا کی - اور لوازم شاہی یعنے چتر وغیرہ کے رکہنے کی اجازت دی - اور ایک فرمان اسی مضمون کا
فیروزشاہ کے نام سے بہیجا - اور فرمان مین فرزند خیرخواہ لکہا - اور ایک کمر زرین و شمشیر مرصع
و چار قبضہ ملوکانہ اور ایک غلام ترکی و چار اسپ نامی بہیجے - اور سفیرون کو انعام و اکرام کے
ساتہہ روانہ کیا - یہی فیروزشاہ صاحب ترجمہ اسلام کے سلاطین سے دکن مین پہلا بادشاہ
ہے جس نے ہندو راجاؤن سے لڑکیان لین اور انکو اپنی منکوحہ بنایا - چنانچہ بیجانگر کے
راجہ دیورائے سے لڑکی لی - دیورائے نے نہایت خوشی سے داماد کو بیجانگر بلایا بڑے
تجمل و عظمت سے شادی کردی - اسیطرح کہرلہ کے راجہ کی بہی لڑکی لی - راجہ نے خوشی سے دی
فیروزشاہ صاحب ترجمہ ہندو راجاؤن سے لڑکی لینے مین موجد ہے - اور اکبر بادشاہ ہند
بہمنیہ کا مقلد ہے - حضرت سید محمد الحسینی بندہ نواز گیسو دراز قدس سرہ اسی کے عہد مین
دہلی سے دکن مین آئے - آپکی آمد آمد سنکے بہت خوش ہوا - آپکے استقبال کے لئے اعیان
دولت و ارکان سلطنت کو بہیجا - جب آپ تشریف لائے نیازمندانہ ملا - آپکو قلعہ مین
معزز مکان مین رکہا - چونکہ فلسفی مزاج تہا حضرت سے اسکو دلچسپی نہین تہی - آخر حضرت سے
ناخوش ہوا - آپ قلعہ سے اٹہکر مع فقرا اس مقام مین آکر قیام پذیر ہوئے جہان آپ کا
مزار ہے - فیروزشاہ صاحب ترجمہ کا بہائی احمد شاہ آپسے حسن اعتقاد رکہتا تہا - آپنے
احمدشاہ کو سلطنت کی خوشخبری دی تہی - یہی وجہ ناخوشی فیمابین کا باعث تہی -

فیروزشاہ صاحب ترجمہ علما و طلبہ کی بہت قدر کرتا تہا - نہایت سادگی و خاکساری سے
ملتا تہا - اکثر اوقات رات کو علما و شعرا کے ساتہہ نشست و مکالمت کرتا تہا - اور حاضرین مجلس سے

کہتا تھا کہ آپ میرے ساتھ بے تکلفانہ رہیں۔ کسی قسم کا لحاظ نہ کریں باہم یارانہ مل کے خوشی کے ساتھ بسر کریں۔ اور مجھکو ایسا سمجھیں کہ میں بھی آپ سب میں ایک فرد ہوں میرے ساتھ ہم پیالہ و ہم نوالہ رہیں۔ اور اس بات کی تاکید کرتا تھا کہ اس مجلس میں کوئی صاحب دنیوی معاملات کی بابت گفتگو نہ کرے۔ نہ کوئی کسیکی شکایت کرے۔ تمام بادشاہ کے حکم کی تعمیل کرتے تھے۔ کبھی کسی نے خلاف حکم نہیں کیا۔

فیروزشاہ شعر و شاعری کا شیفتہ تھا۔ حدائق السلاطین کے مولف نے لکھا کہ بہمنیہ سلاطین میں بے نظیر فرد تھا۔ علوم و فنون میں آپ ہی اپنا نظیر تھا۔ اکثر زبانوں میں ملکہ تامہ رکھتا تھا ہر ایک زبان میں اہل زبان سے بیساختہ مکالمہ کرتا تھا۔ سامعین ناظرین دونوں میں تمیز نہیں کرسکتے تھے۔ کہتے تھے صاحب ترجمہ اہل زبان کے افراد سے ایک فرد فرید ہے ہر ایک زبان کے محاورات و اصطلاحات سے خوب واقف تھا۔ خاص زبان عربی و فارسی و ترکی کی مملکت میں حکمرانی کرتا تھا ہر ایک زبان میں ناظم و ناثر تھا۔ متقدمین شعرائے عرب و عجم کے اشعار و قصائد بیشمار حافظہ کے خزانہ میں محفوظ رکھتا تھا۔ سخندان و سخن سنج تھا۔ کبھی کبھی سرور و فراغت کے وقت میں کلام موزون کرتا تھا۔ اولاً اپنا تخلص عروجی قرار دیا پھر شاہی زمانہ میں فیروزی رکھا۔ صاحب دیوان تھا۔ اب دیوان نادر الوجود ہے۔ مورخین نے چیدہ چیدہ اشعار تمثیلاً لکھے ہیں فقیر مولف بھی تذکروں سے ذیل میں گزارش کرتا ہے۔ آپ کا کلام شیرین و دل نشین ہوتا ہے اشعار کے مضامین سے جوش محبت معلوم ہوتا ہے۔ فقیر مولف نے صاحب ترجمہ کے حالات محبوب الوطن تذکرہ سلاطین دکن میں شرح و بسط سے لکھا ہے۔ ان کنت فارجع الیہ۔ ملحقات کے مولف نے لکھا کہ احمد شاہ کے جلوس کے بعد فیروزشاہ صاحب ترجمہ

دس روز تک بیماری کی حالت مین صاحب فرش رہا۔ آخر پندرہ تاریخ ماہ شوال
۸۲۵ھ ہجری مین بہشت برین روانہ ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔
فرشتہ نے لکھا کہ مرحوم کا جنازہ شاہانہ شان و عظمت کے ساتھ اٹھا کے آباؤ اجداد کے
پہلو مین دفن کئے الخ۔ لیکن مفرح القلوب کے مولف نے لکھا کہ فیروز شاہ صاحب ترجمہ
کو حسب الوصیت اسکے تیار کئے ہوئے گنبد مین جو شاہ کمال ہیر کے لئے تعمیر کرایا تھا۔
دفن کیا گیا۔ مدت سلطنت ۲۵ سال۔ جلوس ۸۰۰ھ ہجری۔ مدفن گلبرگہ۔

من اشعارہ الفارسی

کرشمہ جنبش آہو رست مژگان درازش را ——— ستم کر دست واجب بر زبان تعلیم نازش را
صحبت چاک کرد دل سینہ ہر گہ کہ در بر مے ——— بخود مخصوص می بینم تغافلہائے نازش را
مبادا آسیب نقصان یاد از سوز دلم تاری ——— بدل چون رہ دہم اندیشۂ زلف درازش را
نیابد لذتے زاہد ز وصلت از متاع خلد ——— ہمان بہتر کہ در دامن کنی اجر نمازش را
فیروزی قامت و رخسار آن خورشید تابان را ——— بسرو و لالہ می سنجد کہ بیند امتیازش را

ولہ

بدان مشابہ ز غم دہر بر دلم تنگ است ——— کہ دل بلذت سودائے عشق در جنگ است
گل امید شگفت از نسیم وعدہ و لے ——— ز آفتاب غم انتظار بے رنگ است
بقطع راہ محبت مخور فریب امید ——— کہ غایت ابدش ابتدائے فرسنگ است
بجز سرود محبت نکرد زمزمہ ائے ——— کہ ہر چہ خارج این پردہ ننگ آہنگ است
ولے بہ سینہ لبالب ز دوستی دارم ——— کہ پیش اہل جہان بے بہا تر از سنگ است
دماغ طبع عروجی چہ دلکشا چمنے است ——— چمن مگو کہ آن آسمان فرہنگ است

ولہ

در آتش ہر زہ فکر زائل نکنی ——— اندیشہ بہر خیال مائل نہ کنی

این نقد خزینہ و ناع است بگوش	تا صرف سخنہای باطل نہ کنی

عطا - سید تفضل حسین

عطا تخلص - سید تفضل حسین نام - آپ قصبہ جایسی کے سادات صحیح النسب والحسب سے ہین - سن شعور و تمیز کے بعد آپ تحصیل علوم مین مصروف ہوئے چند دنت وطن مالوفہ مین اساتذہ سے کتب متداولہ پڑہتے رہے ابہی تحصیل سے فارغ نہین ہوئے تہے کہ دل مین تکمیل تحصیل کا شوق پیدا ہوا - وطن سے شہر لکہنو مین آئے علمائے لکہنو کی خدمت مین کتب درسیہ سے فارغ ہوئے - اور تلاش معاش کے لئے لکہنو سے برآمد ہوئے اور بہوپال مین پہنچے - نواب جہانگیر محمد خان کی خدمت مین ملازم ہوئے - چند دنت نوکری مین بسر کرکے حیدرآباد دکن مین آئے - اسوقت نواب سراج الملک بہادر وزارت کی مسند پر جلوہ افروز تہے دارالانشا مین مقرر ہوئے - نواب سراج الملک کے بعد نواب مختار الملک سالار جنگ بہادر اول مرحوم کی خدمت مین عزت و آبرو کے ساتہہ رہے - آخر آپ نے ۱۲۷۵ ہجری مین اس دار فنا سے عالم بقا کی طرف رحلت کی - انا للہ وانا الیہ راجعون - آپ شاعر نازک خیال خوشفکر تہے - آپکا کلام شستہ و پاکیزہ ہے اہل زبان کے کلام سے پہلو بہ پہلو ہے -

من اشعاره الفارسی

دل نمیدانم چہ شد دلبر نمیدانم چہ شد	گشت برقی جلوہ گر دیگر نمیدانم چہ شد
نے خروشی نے فغانی نے طپش نے اضطراب	امشب احوال دل مضطر نمیدانم چہ شد
بارگ جانم سر سے سید آشنا پنہان غمزہ	خون روان دیدم ولے نشتر نمیدانم چہ شد

عشق را سوزی نہان و در دل نشانی ہیچ نیست
بادہ می بینم بجا ساغر نمیدانم چہ شد

ایکہ می پرسی عطارا سن چہ گویم حال او
بیم جانی داشت بر بستر نمیدانم چہ شد

ولہ

کشادم چشم بر روئے تو و ز عالم نظر بستم
باین بستن کشادن تنگ الفت خوبتر بستم

سرے با شوخی مژگان او دارم حذر از من
دل آسودہ را بردم بنوک نیشتر بستم

طبیب مہربان بگذر ز من و ز فکر مرہم ہم
ببین من ریزۂ الماس بر داغ جگر بستم

چو بشکست آئینہ زنجیر کردم ربط با نقش
جنون دست اگر بکشاد و من بند دگر بستم

کجا کے سست گردد عہد من از سختی ہجران
کہ من پیوند الفت با جفا جو سخت تر بستم

بدست غیر داد او دست تا بہر حنا بستن
حنا بر پنجۂ مژگان من از خون جگر بستم

چو دیدم سخت انداز است آن ناوک فگن رفتم
بروئے سینہ از داغ جگر تا رگ سپر بستم

دل آرا نامہ آمد رفتم از خود در جواب او
دل مشتاق را بر بال مرغ نامہ بر بستم

عطا خو کردہ ام با ہجر شوق از من چہ میخواہد
کہ من وقت دعا خود بر دعا راہ اثر بستم

علی - ناصر علی سرہندی

علی تخلص - ناصر علی نام - آپ جب علی حالی پنجابی کے فرزند ہین - آپ کی ولادت سرہند مین واقع ہوئی اور نشو نما دلی مین ہوا - تربیت و تعلیم بھی دلی مین پائی - اور کتب درسیہ بھی اسی شہر مین تحصیل کین - نقشبندیہ طریقہ مین جناب شیخ محمد معصوم بن مجدد ثانی قدس سرہ کی خدمت مین مرید ہوا - مثنوی مین شیخ کی خوب تعریف کی

چراغ ہفت کشور خواجہ معصوم
منور از فروغش ہند تا روم

ردا از ماہتاب شرع بر دوش
چو صبح از پاکی باطن نقب پوش

اوائل حال میں سیف خان حاکم سرہند کا ملازم ہوا۔ جب سیف خان کی تبدیلی الہ آباد پر ہوئی
خان موصوف کی رفاقت میں الہ آباد آیا۔ سیف خان شاہجہان بادشاہ ہند کا تیسرا بخشی و اسلام خان
والا کا داماد ہے۔ سنہ ۹ ہجری میں عالمگیر کے عہد میں کشمیر کا صوبہ دار ہوا۔ چند مدت صوبہ داری پر
مامور رہا بعد میں صوبہ داری سے دست بردار ہو کے گوشہ نشینی اختیار کی۔ آخر احباب کے
اصرار سے گوشہ نشینی سے برآمد ہو کے سنہ ۱۰۸۶ ہجری میں بعطیہ منصب و خطاب الہ آباد کی نظامت
پر مقرر ہوا۔ آخر سنہ ۱۰۹۵ ہجری میں فوت ہوا۔ ناصر علی صاحب ترجمہ سیف خان کی وفات کے
بعد سنہ ہجری میں ہند سے بیجاپور دکن میں آیا۔ اور نواب ذو الفقار خان بن نواب
اسد خان وزیر عالمگیر سے ملا۔ چنانچہ اسی موقع پر آزاد بلگرامی نے کہا ہے۔

بعد سیف آخر علی را ذو الفقار آمد بکار — لافتی الا علی لا سیف الا ذو الفقار

ناصر علی نے ملاقات کے روز ایک غزل نواب ذو الفقار خان کی خدمت میں پیش کی
وہ یہ ہے

اے شان حیدری ز جبین تو آشکار — نام تو در نبرد کند کار ذو الفقار
دشمن کشی جہانی و یکدست پروری — فتح و ظفر او بخشی ہست اندر قطار
تسخیر داستان آیی نمودہ — اے نو بہار خلق تو بر بوی گل سوار
ترسم کہ بوئے گل ز فراقش جنون کند — آن دل کہ بردہ زمن آن زابمن سپار
مرغ دلم بہ نیم نگہ صید کردہ — اے طائران عرش حلقہ تنگ ترا شکار
یاران چند در فن خود منشی خود اند — این جمع را بیک نظر عاطفت سپار
ناصر علی ترا ز تو خواہد مراد و بس — وی ابر فیض بر ہمہ عالم گہر ببار

نواب نے ایک زنجیر فیل و دس ہزار روپیہ و خلعت عنایت کیا اور کہا بس کہ میں صلہ کی

طاقت نہین رکہتا ہون - میر آزاد خزانۂ عامرہ مین لکہتے ہین کہ ذوالفقار خان نے صرف مطلع پر اکتفا کیا - کہ قابل صلہ یہی ایک شعر ہے - جب نواب ذوالفقار خان ۱۱۰۳ہجری مین کرناٹک دکن روانہ ہوا ناصر علی بہی نواب کے ہمرکاب ہوا - چند روز وہان رہا شاہ حمید درویش کا معتقد ہوا شاہ موصوف کی مدح مین کہتا ہے ؎

نوبت جام حمید الدین رسید	ہین کہ ہنگام ساقی شیرین رسید
انجمن افروز یکجائی بود	جام او خورشید ربانی بود
رہزن ہر خانہ گردد آفتاب	گر جمال او بر اندازد نقاب

شاہ حمید کنجی مین ایک مجذوب کامل تہے شاہ صاحب کے فوت ہونے کے بعد علی دوست خان ناظم ارکاٹ نے آپکی مرقد پر ایک گنبذ بنوا دیا - یزاریتبرک - ناصر علی کی ممدوحون مین سے شاہ عادل بن خواجہ شریف خان عالمگیری بہی ہے خواجہ عالمگیری زمانہ مین صدارت کل کی خدمت پر مامور تہا - شاہ عادل تارک الدنیا تہا - ناصر علی نے اسکی مدح مین ایک قصیدہ لکہا تہا اسکا مطلع یہہ ہے ؎

کہ بود نقطہ سہو القلم فکر حکیم	منم آن طفل نظر کردہ استاد قدیم

اور غضنفر خان سے بہی محبت رکہتا تہا - اور غضنفر خان ذوالفقار خان کے رفیقون مین تہا - کنجی کی حکومت پر مامور تہا - کنجی ایک شہر ارکاٹ سے بارہ کوس کے فاصلہ پر ہے ہنود کے معابد سے ایک ہے - غضنفر خان کی مدح مین کہا ؎

بشنود گر کوہ آواز غضنفر خان ما	ہمچو فیل بے جگر بگریزد از میدان ما

آخر الامر دکن سے دلی مین گیا بے نیازانہ زندگی بسر کرتا تہا - توکل و قناعت پر قائم تہا - کسی سے التجا نہین کرتا تہا - اسی مقام مین ۱۱۰۸ہجری مین بہشت برین کو روانہ ہوا

عمر تقریباً ساٹھہ برس کی تھی۔ سلطان المشائخ نظام الدین دہلوی کے مرقد کے سایہ مین
مدفون ہوا۔ اُسکی رحلت کی تاریخ سرخوش نے لکھی۔ ؎

سرخوش ز خرد سال وفاتش پرسید ۔ گفت آہ علی بعالم معنی رفت

اور سرخوش نے کلمات الشعرا مین محمد عارف سے نقل کیا ؎ آہ آہ از رحلت ناصر علی۔
میر غلام علی آزاد خزانہ عامرہ مین لکھتے ہین دونون تاریخون مین ایک ایک عدد سال مذکور سے
زائد برآمد ہوتا ہے اکثر مورخین ایک سال کا فرق کرتے ہین یہہ غلطی سہو پر محمول نہین ہو سکتا
سرخوش مرزا قطب الدین کے حوال مین لکھتا ہے کہ آپ ناصر علی کے بعد بیس روز گذرے
تھے کہ گذر گئے۔ محمد عاکف نے جبل جنۃ مثواہ تاریخ نکالی۔ اب ثابت ہوتا ہے کہ ناصر علی کی
وفات ۱۱۰۸ ہجری مین واقع ہوئی دونون مادون مین ایک ہی تاریخ واقع ہوئی ہے۔
قائل کی تاریخ مین شبہ ہے کیونکہ اُس نے تا جنۃ سے چارسو لیا حالانکہ پانچ لینا چاہیے
کیونکہ اصحاب جمل کے نزدیک حروف مکتوبی کا اعتبار کیا جاتا ہے نہ تلفظ۔ بخلاف
اہل عروض کہ اُن کے نزدیک تلفظ کا لحاظ ہے اول کا مدار وزن پر ثانی کا مدار ذکر پر۔
بعض کا قول ہے مکتوبی معتبر ہے نہ ملفوظ اور بعض کہتے ہین لفظ معتبر ہے نہ ملفظ۔
سید عبد اللہ بھی کہتا ہے کہ اول قول معتبر ہے اور قول ثانی نادر۔ انتہی قول خزانہ عامرہ
مرزا بیدل نے رنگ ناز شکست تاریخ کہی یہہ تاریخ مطابق ۱۱۰۸ ہجری ہے۔
خوشگو تذکرہ مین لکھتا ہے کہ ناصر علی کی مزاج مین سودا غالب تھا چنانچہ مجھسے بھگونت رائے
قلندر داماد راجہ چندربھان منشی نے نقل کی کہ مین اور ایک شخص دیگر آپکے ہمراہ رتھہ مین
سوار ہوکے دلی کے بازار سے گذر رہے تھے۔ کہ ہم نے بازار مین ایک سبزی فروش کو دیکھا
کہ اپنی بیوی جمیلہ پری پیکر سے لڑ رہا ہے اور اُسکو گالیان دے رہا ہے۔ ناصر علی یکایک

بے دہڑک رستہ سے کود پڑا۔ ہم سمجھے کہ قضائے حاجت کے لئے اُترا ہوگا۔ لیکن آہستہ
سبزی فروش کے پاس گیا۔ اور اُسکو نہایت نرمی و خوشامد سے کہنے لگا۔ کہ آپ کا
ایسی نازنین پری پیکر کو گہوڑون اور گدہون کے حوالے کرنا نہایت ظلم و بزدلی ہے۔
اگر آپ اس پری پیکر سے بیزار ہین تو مجہہ آدمی زادے کے حوالے کیجئے۔ مین حیوانات سے
بہتر ہون۔ سبزی فروش اور رستہ سے گذرنے والے آپکے حسن کلام ظرافت التیام سے
حیران ہوئے۔ پس اُسیوقت آپکے کلام کی بدولت میان بیوی کا جہگڑا رفع ہوگیا۔ تہی کالا
سرخوش کلمات الشعرا مین کہتا ہے کہ مین نے ناصر علی کی زبان سے سنا کہ کہتا تہا کہ مین نے
مدت العمر اس شعر سے بہتر کوئی شعر نہین کہا ؎

چو تو ساقی شوی در دور تنگ ظرفی نماند ۔ بقدر بحر باشد وسعت آغوش ساحلہا

وہی کہتا ہے کہ فقیر نے اُس سے کہا کہ بعض اعزہ کہتے ہین کہ ملا ندیم کشمیری کا مسودہ
ناصر علی کے ہاتہہ مین آگیا ہے اُسکو اپنے نام سے مشہور کرتا ہے۔ کہا شاعری کا امتحان
کیجیے۔ کوئی غزل طرح کیجیے۔ اُسوقت غزل آب ایستادہ است۔ آفتاب ایستادہ است
سامنے تہی۔ اول فقیر نے اس میدان مین قدم رکہا مطلع یہہ ہے ؎

تن ز اشکم تا بگردن غرق آب ایستادہ است ۔ سر بروے تن عیان ہمچو حباب ایستادہ است

ناصر علی نے حسن مطلع کہا اور مدعیون کو اس عبارت سے جواب دیا ؎

اہل ہمت را نباشد تکیہ بر بازوی کس ۔ خیمۂ افلاک بیچوب طناب ایستادہ است

کسی شخص نے ناصر علی کی مثنوی کے مطلع مین تصرف کیا تہا۔ سرخوش نے اسکے جواب مین کہا ہے ؎

علی آن پیشوائے خوش خیالان ۔ چو شد در مثنوی گلگشن را افشان
رسا بندش پایۂ معنی بمعراج ۔ بود این مطلع او درۃ التاج

الٰہی ذرۂ دردے بجان ریز — شرر در پنبہ زار استخوان ریز
درین مطلع نمود از احمقیہا — یکے از پیران جاہل دخل بیجا
کہ باشد پنبہ نرم و استخوان سخت — کجا این نرم را نسبت بآن سخت
بتغییر حروف چند فی الفور — درستش کرد در زعم خود این طور
الٰہی ذرۂ دردے بتن ریز — شرر در پنبہ زار موے من ریز
من این حرف از زبانش چون شنفتم — چو گل خندیدہ بر رویش بگفتم
چرا این حاجت از حق خواہی اے یار — توانم کرد من ہم اینقدر کار
کہ ریشتی خس ز آتش برفروزم — ہمہ موی سر و ریشت بسوزم
سزائے آنکہ در شعر بلندی — کند زینگونہ دخل ناپسندی
مناسب تر درین ہنگامہ افتاد — براہل سخن این شعر استاد
چراغے را کہ ایزد برفروزد — ہر آنکو پف کند ریشش بسوزد

میر آزاد خزانہ عامرہ مین لکھتے ہین کہ ناصر علی روز چہار شنبہ آخر صفر سرہند مین سیر باغ کو گیا۔ حضرت شیخ معصوم خلف مجدد قدس سرہ بھی رونق افروز تھے۔ سیر کرتے ہوے ناصر علی کے پاس آئے۔ دیکھا کہ شیشہ و پیالہ سامنے رکھا ہوا نہایت ہی غصہ ہو کر فرمایا ناصر علی یہہ کیا ہے۔ ناصر علی نے کہا شراب ہے ملائکہ نوش فرماتے ہین۔ شیخ چلتے ہوئے۔ صوفیان کرام و علماء عظام نے ناصر علی کی تکفیر کی اور قتل کا محضر تیار کیا۔ میر محمد زمان راسخ وغیرہ اعزہ نے ناصر علی کو ہمراہ لیکر سرہند سے دلی روانہ کیا۔ میر صاحب کی توجہ سے نجات پائی۔ میر آزاد لکھتے ہین کہ استادی میر طفیل محمد نے مجھہ سے نقل کی کہ مین نے شاہجہان آباد مین ناصر علی کی ملاقات کا ارادہ کیا۔ رستہ مین ملاقات ہوی۔ رتھہ مین سوار ہو کر بیگم کے باغ مین

واقع چوک جاتا تھا مجکوبھی باغ کی تکلیف دی ہم باغ مین گئے۔ پھر مین نے دیکھا کہ ناصر علی اور اُن کے دوست آپسمین آنکھون سے اشارہ کررہے ہین۔ مین سمجھ گیا۔ اور مین نے کہا کہ میرا مشرب حریفان ہم مشرب سے دور ہے۔ وہان سے نکل کر دور بیٹھا شیشہ و پیالہ آیا۔ ساقی نے شیشہ سے شراب پیالہ مین ڈالی اور قلقل شیشہ سے پھاگ و کف ظاہر ہوا ناصر علی نے فی البدیہہ کہا ؎

کدامین مست را مشب سر جنگ ست یا زاہد　　　که مینا ہم ز جوش می زره زیر قبا دارد

جب جلسہ ختم ہوا نامی نوش کا سامان اٹھائے مین رخصت کے لئے گیا۔ اور کہا بدیہہ کو فقیر کی بیاض مین لکھدیجیے بیاض حاضر ہے۔ اسیوقت لکھدیا۔ بدیہہ کی پیشانی لکھا تھا۔ بدیہہ ناصر علی ستانہ مین نے بیت مذکور بیاض مین دیکھی۔ کہتے ہین کہ آخر ناصر علی نے شیخ معصوم قدس سرہ کی خدمت مین توبہ کی اور طریقہ باطن مین استفادہ کیا انتہی ما فی خزانہ عامرہ

نقل میر صاحب سرو آزاد مین لکھتے ہین کہ سید جعفر روحی رنبیرپوری نقل کرتا ہے کہ ہم چند احباب ناصر علی کی زیارت کو گئے۔ اور سب ہم صحبت تھے۔ ایک دوست ناصر علی کی قبر کیطرف متوجہ ہوا۔ اور کہا آپکا وہ قول کیا ہوا ؎

خاک گردیدیم و میر قصد ہنوز افغان ما　　　خم شکست اما نمی ریزد می جوشان ما

مین نے کہا آپکی زبان پر یہہ ناصر علی کا افغان رقص کررہا ہے۔ تمام دوست خوش ہوئے انتہی کلامہ۔ ناصر علی صاحب دیوان ہے دیوان مطبوع ہوگیا ہے شعرگوئی مین طرز خاص کا موجد ہے۔ مثنوی لطافت معانی و نزاکت بیانی مین شکر ریز ہے۔ تازہ تازہ خیال سے لبریز ہے۔ ہم مثنوی و دیون سے چند اشعار بطور نمونہ لکھتے ہین۔ **من اشعارہ الفارسی**

خودنمائی است گذشتن ز لباسے که تراست — وله — ورنه پیراهن از خویش چو تصویر بر آ

گوارا نیست عشرت طبع ناپرهیزگاران را — وله — چه لذت از نشاط عید باشد روزه خواران را

سرمه آواز درائے کاروان وحشت است — وله — ناقه ها بستند از چشم غزالان زنگها

درچنین دریا نکردم لب بحرفے آشنا هرگز — ،، — چو ماهی شد زبانم آب از شرم تشنگا تیها

بود دنیا و دین پشت و رخ آئینه هستی — ،، — بزرگ آید وجود خویشتن در چشم شاهان را

قد آرا خلعتے در عالم امکان نمی باشد — دل تنگی نیاز آور و دامن جامه زیبان را

یک شهر چشم خوش نگهان فرش راه اوست — ،، — آنجا که سرمه گرد کند جلوه گاه اوست

چشم بربند اگر مسیطلبی رزق حلال — ،، — مرغ بسمل خورش باز نظر دوخته است

خشم اهل کرم از لطف بخیلان بهتر — ،، — تشنه را آتش یاقوت به از آب بقاست

خوئے نازک بدل من چه ستمها که نکرد — ،، — شیشه بر شیشه زدن کار چه خارا نکرد

ما و تو اے پریوش و کیش هم نامیم — ،، — گر از تو بهتری نیست از ما بتر نباشد

آشیان گم کرده چون من گرفتارش مباد — ،، — سخت بے رحم است میترسم که آزادم کند

انتقام دادخواهان قیامت شد تمام — ،، — می فشاند چشم قاتل سرمه بر سوزم هنوز

کلاه سلطنت خسروان شکست نداشت — ،، — نمیزدند اگر پشت پا فقیرانش

دوش یک لحظه بخواب آئینه بازم شدم — ،، — طپش دل چه ستم کرد که بیدار شدم

بود ایک جنبش ابروئے تیغ قاتلم — ،، — میتوان از سایه شمشیر کردن بسملم

ز معنیهائے بغیش بسے نتوان بیا خفتن دل — ،، — بود گر صد پری در شیشه باشد بیجهان خالی

نشاط اینجهان هرچند کمتر بیشتر حاصل
بطفلان عید روز جمعه آید بود افسوسے

عاصی - مرزا محمد نصیر بیگ خان ایرانی

عاصی تخلص - مرزا محمد نصیر بیگ خان نام - آپ علی بیگ خان ایرانی کے فرزند ہین - آپکے والد نواب آصف جاہ ثانی کے زمانہ مین شہر حیدرآباد مین ملک التجار تھے خوش خلق و نیک صورت تھے - حضور پرنور مین دوسو سواران ایرانی مغلیہ کے افسر تھے - جاگیر و منصب مناسب سے سرفراز تھے - میر عالم کی دیوانی مین آپکا بڑا عروج تھا دیوانی امورات کے اخراجات کی اجرائی آپکی کوٹھی سے ہوتی تھی - میر عالم کے انتقال کے بعد علی بیگ کا بھی انتقال ہوا - علی بیگ باغ و مکان متصل دروازہ پل قدیم تھا - اُسکو سید الملک بہادر نے خرید کیا - اور اُسمین اور جدید عمارات بنوا کر سکونت اختیار کی - اور محلہ حسینی علم مین مرزا محمد نصیر خان مذکور خلف مرحوم کے مکانات تھے نصیر بیگ خان والد کے بعد افسری رسالہ و جاگیر و منصب پر مقرر ہوا مشار الیہ نہایت عقیل و ہوشیار تھا - علوم عربی و فارسی مین خوب لیاقت حاصل کی - اور نجوم و رمل و ہیئت مین بھی یگانہ ہوا - اور شعر گوئی مین بھی بے نظیر تھا قصائد غرا موزون کرتا تھا مضامین دلچسپ معانی دلپسند کا باہم ایسا شیرازہ باندھتا تھا کہ مجلس شعرا مین گلدستہ ہوتا تھا تمام اساتذہ روزگار آپکے کلام کی تحسین و تعریف کرتے تھے - آپ سنہ ۱۲۶۱ ہجری مین زندہ تھے - معلوم ہوتا ہے کہ آپکا انتقال مین ساٹھہ و ستر کے ہوا ہے

من اشعارہ المثنوی

آنکہ مداح انس و جان باشد	شاہ شاہان خدایگان باشد
شاہ خاقان نشان کہ بردارد	قیصر روم پاسبان باشد

حکم رانی که گر نماید حکم — حکم او بر فلک روان باشد
سرور دهر ناصر الدوله — تا جهان هست در جهان باشد
رایت عدلش گر بلند شود — قاف تا قاف در امان باشد
صعوه را در زمانهٔ معدلتش — چنگل باز آشیان باشد
در زبان تو ای سپهر رکاب — گر جهان مأمن امان باشد
جمع شد عالم از پریشانی — گرچه ز یقین مهوشان باشد
ذکر نام تو در جهان بادا — تا جهان جهانیان باشد

وله

گرفت از رخ خود زلف عنبر افشان را — نمود از پس شب آفتاب تابان را
اگر ز لعل لبت قطره‌ای بنوشد خضر — هزار بار زند طعنه آب حیوان را

وله

ندیدم از کسی این جور و کین را — خدایا رحم ده آن نازنین را

وله

نسیما اگر دوست داری خدا را — بگو از من آن بیوفا دلربا را

وله

تا یکی خورم بیچاره روز و شب غم دنیا — مطربا بزن بربط ساقیا بده صهبا
شد کنارم ز سرشک مژه خونین امشب — بسکه یاد آمدم آن صحبت دیرین امشب
در تمنای رخ و طرف بناگوشش بود — دیده ام تا بسحر بر مه و پروین امشب

وله

گرفتم که آن ماه گاهی برآید — کجا کام دل از نگاهی برآید

وله

شاد باش ای دل بغم دیده که جانان آید — باز در این تن افسرده جان آید

وله

خدا را ای صبا روزی گذر بر کوی جانان کن — بیان احوال زارم به آن سرخیل خوبان کن
ای زده آتش بدل آفت جان گیتی — نخل غم من آمدی سرو روان گیتی
ای بت شوخ نازنین ناوک غمزه‌ات کمین — کرده بقصد من کمین سخت کمان گیتی

خوش دل آنکسے کہ او با تو بود بگفتگو بندہ آن تغافلم عاصی کہ بہر بسملم	بہر خدا بیا بگو غنچہ دہان کیستی آمد و گفت قاتلم سوختہ جان کیستی

حرف غین معجمہ

غیور محمد صفدر خان بہادر غیور جنگ

غیور تخلص - محمد صفدر خان نام غیور جنگ اشجع الدولہ خطاب ہے۔ آپ حیدر یار خان شیر جنگ بہادر منیر الدولہ منیر الملک کے فرزند ہیں۔ آپ نواب سالار جنگ مختار الملک اول کے جد اعلیٰ ہیں۔ نسب کا سلسلہ شیخ اویس متولی اوقاف مدینہ منورہ سے اور شیخ کا سلسلہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے منتہی ہوتا ہے۔ گل رعنا مولف نے لکھا کہ شیخ اویس مذکور مع فرزند شیخ محمد علی بتقاضائے آب خورش مدینہ منورہ سے برآمد ہو کے راہ دریا سے جہاز پر سوار ہو کے ہندوستان کیطرف روانہ ہوئے۔ اولا دریا کے کنارے کوکن میں پہنچے۔ پھر وہاں سے بیجاپور دکن میں آئے۔ علی عادلشاہ والی بیجاپور کے دربار میں باریاب ہوئے۔ عادلشاہ نے آپکی تعظیم و تکریم کی اور مہمان نوازی کے مراسم ادا کئے اور شیخ محمد علی کو جو علم و فضل کے زیور سے آراستہ تھا۔ دبیری کی خدمت پر مامور فرمایا۔ ملا احمد ناعطہ نے جو عادلشاہی سلطنت کا مدار المہام تھا دیکھا کہ شیخ محمد علی شریف زادہ و ذی استعداد و لائق ہے اپنی دختر نیک اختر کو شیخ سے منسوب کر کے امیرانہ تکلف سے شادی کردی۔ پس محمد علی بن شیخ اویس کو ملا احمد کی لڑکی کے بطن سے دو لڑکے پیدا ہوئے۔ ایک مسمی محمد باقر دوسرا محمد حیدر ان دونو صاحبزادون کا نشوونما بیجاپور کی آب و ہوا میں ہوا۔ اور تربیت و تعلیم بھی یہان کے

علما و فضلا سے پائی۔ دونون عالم شباب مین علم و ہنر کے پیرایہ سے پیراستہ ہوے۔ عادلشاہ نے محمد باقر کو میر سامانی اور شیخ حیدر کو بخشی گری پر مقرر فرمایا۔ دونون بہائی خدمات مفوضہ کے مہمات عمدہ طرح سے انتظام کرتے تہے۔ شیخ علی خان عرف چندا صاحب جو امراے عادلشاہیہ سے تہے اُن کی دو ہمشیرہ ناکتخدا تہین۔ ایک شیخ محمد باقر سے منسوب کی گئی۔ دوسری ملا یحیی مخاطب مخلص خان سے منسوب۔ پہر چندا صاحب نے دونون کی شادی نہایت تجمل و شان کے ساتہہ کر دی۔ شیخ محمد باقر و شیخ حیدر دونون بہائی سکندر عادلشاہ کے زمانہ تک بیجاپور مین میر سامانی و بخشی گری پر مامور رہے۔ آخر مصطفی خان وزیر سکندر عادلشاہ سے باہم ناموافقت ہوئی۔ بنا، علیہ دونون بہائیون نے عالمگیر بادشاہ ہند کی خدمت مین عرضداشت بہیجی۔ اور اسمین ملازمت کی درخواست کی۔ بادشاہ نے آپکی درخواست منظور کی۔ اور دونون کو فرمان طلب بہیجا۔ دونون حضور بادشاہ مین پہنچے قدم بوسی سے مشرف ہوئے۔ بادشاہ نے شیخ محمد باقر کو منصب دو ہزاری پانصد سوار و دیوانی دار الخلافہ شاہجہان آباد و کشمیر سے سرفراز فرمایا۔ اور شیخ حیدر کو منصب ہزار و پانصدی سیصد سوار و دیوانی شاہزادہ محمد اعظم سے ممتاز۔ مدت تک دونون بہائی خدمات مفوضہ پر مامور رہے بادشاہ دونون کے کام سے خوش ہوتا تہا۔ دونون خوش خلاق و پسندیدہ صفات سے موصوف تہے۔ امراے حضور خاص نواب اسد خان بہادر وزیر اعظم اور اُن کے نور دیدہ نواب ذو الفقار خان امیر الامرا سے نہایت موافقت و رابطہ نیازمندی رکہتے تہے۔ پس محمد باقر نے وزیر اعظم کے توسل سے بادشاہ کے حضور مین عرضداشت پیش کی کہ ہندوستان کی آب و ہوا ہمارے مزاج کو ناموافق ہے ہم امیدوار ہین کہ دکن مین مقرر ہو جائین۔ بادشاہ نے از روے عنایت شاہانہ دونون بہائیون کو دیوانی دکن نظام شاہی عادلشاہی پر مقرر فرمایا

آپ حسب الحکم ہند سے رخصت ہو کے دکن مین آئے۔ چند مدت خدمات مقررہ پر کام کرتے رہے۔ کمال عزت و آبرو سے زندگی بسر کئے۔ آخر خدمات سے مستعفی ہو کے دکن مین آئے۔ چند مدت خدمات مقررہ پر کام کرتے رہے۔ کمال عزت و آبرو سے زندگی بسر کئے۔ آخر خدمات سے مستعفی ہو کے بلدہ اورنگ آباد مین سکونت پذیر ہوئے مدت زندگی تک جاگیر ذات بحال و برقرار تھی۔ اور نوکری سے معاف رہے جاگیر کی آمدنی پر قانع و صابر تھے۔ آمدنی جو کچھ ہوتی تھی اُسمین گذرا وقات کرتے تھے۔ آخر شیخ محمد باقر نے سنہ ۱۱۲۸ ہجری مین اس دار ناپائدار سے عالم بقا کی طرف رحلت کی۔ شیخ مرحوم عالم فاضل جامع معقول و منقول تھے فرقۂ امامیہ کے مجتہد و صاحب التالیف والتصنیف تھے وزیر اعظم امیر الامرا و دیگر امرائے عصر آپ سے حسن اعتقاد رکھتے تھے۔ آپکی تصنیف سے تلخیص المرام فی علم الکلام کتاب ضخیم ہے آپنے اسمین اصول خمسہ یعنی توحید و عدل و نبوت و امامت و معاد و دیگر مسائل حکمت شرح و بسط کے ساتھہ لکھے ہین۔ آپ کتاب کے دیباچہ مین لکھتے ہین کہ مولا محمد فصیح تبریزی نے کتاب کو شروع سے تا بہ آخر مطالعہ کر کے روضۃ الانوار و زبدۃ الافکار نام سے نامور فرمایا۔ انتہی کلامہ۔

آپکے فرزند شیخ محمد تقی عالمگیری عہد مین سہ صدی منصب و بہادر شاہی زمانہ مین پانصدی پچاس سوار سے سرفراز تھے۔ اور فرخ سیر کے زمانہ مین اورنگ آباد مین داروغہ جنریہ ہوئے۔ جب آصفجاہ بہادر دکن مین آئے تب تمام قلعجات دکن کے پیادون کے داروغہ ہوئے۔ آخر آپ سنہ ۱۱۴۵ ہجری مین فوت ہوئے۔ آپکے فرزند حیدر یار خان منیر الملک بہادر جو سنہ ۱۱۱۳ ہجری مین پیدا ہوئے تھے آصفجاہ بہادر کی ملازمت مین منصب صدی سے دو صدی و نیابت داروغگی فیلخانہ پر مامور تھے۔ والد کے انتقال کے بعد

سہ صدی منصب پر ترقی پائی - پھر نادرشاہی جنگ کے بعد پانصدی و خطاب خانی
سے ممتاز ہوئے - اور آصفجاہ بہادر و ناصر جنگ پدر و پسر کے معرکہ کے بعد صدی اضافہ
سے سرفراز - اور ترچناپلی کے فتح ہوتے ہی باضافہ دو صدی منصب ہشتصدی صد سوار سے
سربلند ہوئے - اور صلابت جنگ کے زمانہ مین رفتہ رفتہ ہفت ہزاری منصب ہفت ہزار سوار
و ماہی مراتب خطاب منیر الملک و میر سامانی سرکار والا سے معزز ہوئے - بعد ازان دیوانی دکن
پر مقرر ہوئے - آپکے فرزند نواب غیور جنگ شجیع الدولہ صاحب جمہ کی ولادت چہارم
جمادی الآخری ۱۱۴۳ھ ہجری مین واقع ہوئی - نواب آصفجاہ بہادر کے عہد مین منصب دو صدی
و نیابت قبلخانہ سے سرفراز تھے - مظفر جنگ کے زمانہ مین باضافہ سہ صدی منصب پانصدی
ششصد سوار و کوتوالی بلدہ اورنگ آباد پر ممتاز تھے - آخر منصب چار ہزاری و خطاب
غیور جنگ بہادر و شجیع الدولہ سے بلند آوازہ ہوئے - گیان رائے ہنر تخلص نے آپکے
خطاب یابی کی تاریخ کہی - اس مصرع سے تاریخ بر آمد ہوتی ہے ع خطاب شجیع الدولہ سال او
نواب آصفجاہ ثانی کے عہد ہمایون مین [illegible] منصب شش ہزاری سوار سے سربلند ہوئے
آپ یعنی غیور صاحب جمہ علم و فضل کی صفت سے موصوف خوش خلق و حلیم مروت
مین معروف تھے شعرگوئی و شعر فہمی مین ممتاز تھے - کبھی کبھی کلام موزون فرماتے تھے - آپکا
کلام نزاکت و لطافت سے مملو ہوتا تھا - مضامین دلنشین و معانی شیرین سے مالا مال ہوتا
جو کچھہ فرماتے تھے خوب مرغوب ہوتا تھا - علم دوست و ہنر پرور تھے - علما و شعرا کے ساتھہ
ہمدردی فرماتے تھے - حالت غمی و خوشی مین حسن سلوک کرتے تھے - شعرا و علما آپکے
کلام کی داد دیتے تھے - بیجا و تکلفانہ نہین ہوتی تھی - آپکی تعریف و توصیف بدون
مبالغہ کرتے تھے - آخر آپنے ۱۲۰۵ھ ہجری مین بقلعہ پانگل اس دار ناپائدار سے

عالم بقا کے طرف رحلت کی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپکے یادگار باقیات الصالحات چار فرزند تھے۔ ایک اکرام الملک مرحومی جنگ محمد نقی خان خانساماں۔ دوسرے اشجع الملک شوکت الدولہ منیر جنگ حسن زمان خان داروغہ باورچیخانہ و ناظم اورنگ آباد سوم امیر الامرا سیف الدولہ غیور جنگ ثانی بدیع الزمان خان مدار المہام سرکار عالی نظام دائما و عالم چہارم امین الملک تعلقدار فیلخانہ۔ مرحوم صاحب جد مختار الملک مدار المہام اول کے جد اعلی تھے۔ فقیر مولف نے محبوب انجمن تذکرہ امرا و وزرائے دکن میں آپ کے بزرگان سلف کے حالات مفصل و مشرح لکھے ہیں عنقریب میں مطبوع ہو کے ناظرین شائقین کے ملاحظہ میں گذرے گا۔

من اشعارہ الفارسی

سحر چو برق بت سرخ پوش رفت گذشت
بیک کرشمہ او عقل و ہوش رفت و گذشت

طریق عشق ز پروانہ می توان آموخت
کہ سوخت جان عزیز و خموش رفت و گذشت

وله

جلوہ برق تجلی سخت اندازی نمود
چشم تا بر ہم زدم و دیدم قیامتہا گذشت

وله

در خلوت جنون کہ دلم آرمیدہ است
خود را ز دار و گیر حوادث کشیدہ است

حاشا کہ آشنائے شکایت شود لبم
از قسمت است آنچہ بہ یاران رسیدہ است

از میکدہ برون نروم تا ظہور حشر
ساقی مرا بساغر و مینا خریدہ است

زاہد ترا بمیکشی ما چرا حسد
ما را خدا برائے ہمین آفریدہ است

صد بار سینہ را بتمنا سپر کنم
شوخی بناز خنجر مژگان کشیدہ است

ہر چند بسکہ ساختن درد سر است
مغموم مشو ز زمانہ ہم در گذر است

تسکین دلم نما بداین حرف غیور
آدم مشو کسے کہ اصلش ز حجر است

غواص - محمد غوث خان

غواص تخلص - محمد غوث خان نام - آپکا اصلی وطن احمدنگر ہے - آپ وطن سے اورنگ آباد مین آئے اور سکونت پذیر ہوگئے تھے - سرکاری کسی محکمہ مین مامور تھے خوشحالی و فارغبالی سے زندگی بسر کرتے تھے - ذی استعداد و لائق تھے - شعرگوئی کے شائق تھے خوش طبع و خوش فکر تھے - جو کچھہ موزون فرماتے تھے پسندیدہ و مرغوب ہوتا تھا - آپ شعراء بارہوین صدی سے ہین آپکا سنہ وفات معلوم نہین ہوا -

من اشعارہ الهندی

ترا منہ دیکھہ بلبل پھول سے بیزار ہو جائے — اگر گل تجھہ تلک پہنچے گلے کا ہار ہو جائے

غازی - غازی الدین اورنگ آبادی

غازی تخلص - غازی الدین خان نام - اورنگ آباد دکن کے رہنے والے ہین - علم و فضل سے آراستہ تھے شعرگوئی مین بھی چست و چالاک تھے - کلام سنجیدہ و دلکش ہوتا ہے - طرز کلام و لب لہجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ بارہوین صدی کے بزرگ ہین - کسی تذکرہ نویس نے آپکی نسب و حسب اور تاریخ ولادت و وفات کے نسبت کچھہ نہین لکھا - فقیر مولف نے بہت کوشش کی مگر کہین پتا نہین لا - من اشعارہ الهندی

تمہین مژدہ ہے دیوانو سفر پہر بہار آئی — کہ بوئے گل سحر دوش ہوا پر ہو سوار آئی

حرف الفاء

فخر الدین - میر فخر الدین اورنگ آبادی ثم مدنی

فخر الدین تخلص - میر فخر الدین نام - آپ ترمذی الاصل سادات حسینی سے ہین حاجی عبداللہ جنید ثانی کے نواسہ سید محمد حیات درویش کے داماد - جنکا تکیہ اورنگ آباد مین متصل دروازہ بارہ پلہ ہے - صاحب مردم دیدہ نے لکہا ہے کہ آپکے نسب کا سلسلہ سادات حسینی ترمذی سے پہنچتا ہے - اور حسب کا شجرہ حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر سے ملتا ہے آپ عارف باللہ جامع کمالات مجمع حسنات تہے - علوم ظاہری و باطنی مین کامل تہے صوفی روشندل و عامل تہے - اورنگ آباد مین آپکی ذات بابرکات عدیم المثال تہی - اکثر مشائخ و فقرا آپکی خدمت مین فیضیاب ہوتے تہے - خوش گفتار و خوش کردار - زندہ دل خندہ جبین - الا مشرب پاکیزہ دین تہے - آغاز جوانی مین سپاہ تہے - فن سپاہگری مین استاد تہے ہوشیار و چالاک مستعد و بیباک تہے - فن بنوٹ مین خوب مہارت رکہتے تہے چند مدت تک اسی فن مین رہے - آپ آصفجاہی زمانہ مین اورنگ آباد دکن مین آئے - جناب شاہ سید محمد حیات کرمانی قادری جو کملاء عصر سے تہے - اُنکی خدمت مین پہنچے بحکم الفقر فخری حضرت شاہ صاحب کے مرید ہوئے ریاضت شاقہ و محنت شدیدہ کے بعد فائز المرام ہوئے - پیر شاہ صاحب نے آپکے نسب و حسب سے واقف تہے اور لیاقت سے بہی ماہر - اپنی دختر نیک اختر سے شادی کردی اور خلافت کی خلعت بہی مرحمت کردی - آپ شاہ صاحب کے قائم مقام ہوئے - عبد الحکیم حاکم تخلص لاہوری تذکرہ مردم دیدہ مین لکہتا ہے کہ مین ۱۱۶۵ ہجری مین شہر اورنگ آباد مین آیا - شاہ مسافر کے تکیہ مین فروکش ہوا - اُسوقت اورنگ آباد مین اکثر علماء و فضلا مشائخ و شعرا موجود تہے - مین اکثر کی ملازمت سے مشرف ہوا - مشائخ مین عارف باللہ عاشق رسول اللہ شاہ فخر الدین ترمذی کو پایا - جامع علوم ظاہری و باطنی ہے

واقف حقائق و معارف تھے۔ ذاکر و شاغل و اسمار الٰہی کے زبردست عامل تھے
مین نے آپسے کئی اسماکی اجازت لی ہے۔ لاہور مین حسب ہدایت سامی پڑھونگا
انشاء اللہ تعالیٰ شاہ کی برکت سے کامیاب ہونگا۔ اور نہ آبادمین آپکی ذات
بابرکات جامع کمالات و مجمع حسنات ہے۔ اکثر مشائخ و فقرا آپکی خدمت مین
مستفید ہوتے ہین انتہی کلامہ۔
آپ صوفی زندہ دل۔ عارف کامل تھے۔ خوش گفتار خوش کردار پاکیزہ رو پسندیدہ خو تھے
فقرا نواز غربا پرور تھے آپکا تکیہ مسافرونکا فرودگاہ اور بیچارون کا پناہ تہا۔ آپ
حسن خلق مین مشہور و معروف تھے۔ فضل و کمال سے موصوف تھے۔ قانع و صابر
و عابد و ذاکر تھے۔ مزاج مین تواضع و خاکساری۔ اور تحمل بردباری کی وہ شان تھی
کہ آپنے کبھی بزرگی کا اظہار نہین کیا اور نہ کبھی غصہ و غضب فرمایا۔ کیا بادشاہ کیا
امیر سب آپکے نزدیک مساوی درجہ مین تھے۔ کیا وزیر و کیا فقیر مین مابہ الامتیاز
نہین فرماتے تھے۔ اکثر خلائق آپکی عنایت سے کامیاب ہوتے۔ آپ محبت و
عشق کی دریا مین غریق۔ شوق و ذوق کی آگ مین حریق تھے۔ چہرہ سے بزرگی
عیان تھی خرقہ سے ولایت نمایان۔ شان کبریائی کا ظہور تہا۔ آپکا ہر رگ و ریشہ
نور علی نور تہا۔ زبان پر انا البرق کا حرف تہا۔ دل مین انا العشق کا ذکر تہا۔
تکیہ کی دیوار سے شعلۂ طور نمودار تہا۔ وہان آپ تھے اور دیدار یار تہا۔ آپ سچے
درویش تھے۔ جاہ و حشمت سے نفور مال و دولت سے دور تھے۔ آپکو صحبت امرا سے
سخت وحشت تھی۔ عیش و لذت سے نفرت تھی۔ مدت العمر آپنے کبھی امرا سے
سوال نہین کیا اور نہ ان سے کسی چیز کی درخواست کی۔ جو کچھ چاہا خدا سے چاہا

توکل مین ثابت قدم و راسخ دم تھے استقلال کے دائرہ مین ایسے جمے کہ مر کر اُٹھے ثابت قدمی مین ایسے رہے کہ نام کر گئے۔ آپ موزون الطبع تھے فارسی و ہندی دونون زبان مین شعر کہتے تھے۔ دونون زبانون مین صاحب دیوان ہین۔ کلام شستہ و برجستہ ہے۔ حقیقت و وحدت کی معانی سے آراستہ و پیراستہ ہے۔ شاعری آپکی مذاق و لطف سے بھی خالی نہین ہے۔ آپکے اشعار کے سننے اور دیکھنے سے وجد و حال پیدا اور دلمین جوش و خروش ہویدا ہوتا ہے۔ کلام با محاورہ اہل زبان بلاغت و فصاحت مین سحر البیان ہے۔ افسوس کہ ہمکو آپکے دونون دیوانون مین سے ایک بھی نہین ملا ہان دونون دیوانون کے منتخبات اشعار ہاتھ آئے ہین ہم خاتمہ پر لکھتے ہین۔

حضرت شیخن صاحب مرحوم جو عارف کامل تھے اور آپکی حالت سے واقف و ماہر تھے آپکی عیادت کو آئے اور خلافت کا خرقہ آپکو مرحمت فرمایا۔ کسی تذکرہ نویس نے آپکی سنہ ولادت و وفات کی نسبت کچھہ نہین لکھا۔ اور نہ آپکی تعلیم و تربیت کا ذکر کیا اور نہ نسب نامہ بیان کیا۔ شاید ٹھیک طور سے معلوم نہوا ہوگا۔ ہمکو صاحب مرحوم دیدہ کے قول سے اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ آپ ۱۱۷۵ھ ہجری مین زندہ تھے۔ اُسوقت آپکی عمر تخمیناً ستر برس کی تھی۔ آپنے نواب آصفجاہ مرحوم کا زمانہ دیکھا۔ اور نواب صلابت جنگ و ناصر جنگ شہید کا بھی پورا زمانہ پایا۔ اور نواب نظام علیخان اسد جنگ آصفجاہ ثانی کا بھی زمانہ حکومت دیکھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپکا انتقال تقریباً سنہ ۱۱۹۰ھ مین ہوا۔ تکیہ مین مدفون ہوئے۔ سالانہ عرس ہوتا ہے۔ اُنکی اولاد مین یہان مولوی فخر الدین صاحب ترمذی وظیفہ یاب زندہ ہین۔ اور مولوی میر لد صاحب ترمذی و مولوی معین الدین صاحب ترمذی فوت ہو چکے ہین۔ مرحومین کے اولاد بھی

موجود ہین - فخر الدین کے صاحبزادے عظیم الدین جوان صالح سرکار عالی مین تحصیلداری
کی خدمت پر مقرر ہین - پدر و پسر خیر خواہ سرکار عالی ہین - امانت دار و خدمت گزار ہین
ہمدردی ہین ہمہ تن مصروف نفع رسانی خلق مین مشغوف ہین - ہمدردی مین چرچش
و غمخواری مین سراپا خروش ہین - ذی عقل و ذی ہوش - حق پسند و حق نیوش ہین -
خاندانی طریقہ کے پابند - بزرگون کے اقوال و افعال پر کاربند ہین - ہان زمانہ کے ساتھہ
ہین - کبھی ادہر دو قدم کبھی ادہر دو ہاتہہ ہین - زندہ دل تازہ ہوش ہمہ تن دیدہ و گوش
ہین - مردہ فروش نہین حق بات سے خاموش نہین - اس زمانہ مین غنیمت ہین - خلیق
و لئیق فقیر مولف کے رفیق ہین نہایت اخلاص و محبت سے ملتے ہین - خاطر و تواضع سے
پیش آتے ہین - آپکے برادران مرحومین خوش اخلاق تھے - اُن کے بھی باقیات الصالحات
ہین - فخر الدین صاحب تعلیم و تربیت کے قدردان بچون کو علوم مروجہ مین تعلیم
دے رہے ہین خدا اُن کے بچون کو کامیاب - اور بزرگون کے سایہ مین سبز و شاداب
کرے آمین ثم آمین -

من اشعارہ الفارسی

ہستم گر عاشق روئے تو حیرانم چرا		ور نیم آشفتہ زلفت پریشانم چرا
گر نہ خال عارضت بر دل نمود افسونگری		چون سپند از آتش تو رقصانم چرا
گر نگاہ ناز ساقی بر دلم می ریز نیست		ہمچو چشم مست او مدہوش و غلطانم چرا
فخر دین گر طرۂ گیسوی جانان و انشد		بوئی عطر فتنہ می آید دل از جانم چرا
گمان مبر کہ تہی کاسہ ام برنگ حباب	ولہ	ز فیض بحر محیط است دیدہ ام سیراب
سر پا درد شوا بدل اگر خواہی دوا ہست	ولہ	بہ می خانہ رخود بگذر کہ خوش دار الشفا ہست

شرر آسا پئے نظارہ چشم معرفت بکشا — نثار یک تجلی شو غرض از جلوه ها اینست
سراپا گوش شو کنه حدیث عشق را بشنو — زبانی هر نفس در پئے انشا ها اینست
گہے سوئے حرم پوئی گہ اندر دیده می جوئی — تو خاطر محو کن خود را که قرب خدا اینست

وله

چو نسیم یک نفس هم رنگ و بوئے گل مشو مائل — طلوع شمس را مقصد بقدر نور ضیا اینست
دلم خون گشت از چشم ترم غلطید بر دامن — شهید عشق را شاید که دشت کربلا اینست
اسیر زلف را از یک نگاه ناز بسمل کن — طپیدنهائے بحر سے جان بہ جنبید مبتلا اینست
دلا گر فخر دین خواهی بهر تارے ز گیسویش — دو صد زنار به بر دوش تسلیم رضا اینست

وله

تا دل به حقیقت آشنا شد — بیخود شد از خودی جدا شد
بیخودیش او حیرت افزود — آئینه حسن صاف حق نما شد

وله

عارض بهزار حسن بنمود — چون زلف سیاه گره کشا شد
گل گشت و فغان ز بلبلان خواست — مل گشت و در خم و شیشه ها شد
ساقی شد و انجمن بیاراست — مستان و هزار ماجرا شد
چون یار ز رخ نقاب برداشت — مستیم سپرس تا چها شد
هر سو که عنان کشید رفتیم — رقصان رقصان پئے مدعا شد
اے یار چه جائے وعظ و پند است — خاموش که هر چه شد بجا شد

وله

عمریست چو آئینه صفا معراجیم — دوری زیار خدنگ غمزه را آماجیم
گو هست ز ما شهود شش اما بوجود — چندانکه خدا غنیست ما محتاجیم

وله

نقطه مشکین خال عارضش چون مردمک — در نگاه دیده و دل بین سویدا کرده ام
باوجود صد جراحت مین از آن کان نمک — ساده لوحی بین تمنای دلا سا کرده ام

تا حریم خلوت دل گشت ماوای کسے | نیست گنجائش درا کے می شود جای کسے
میرمم از سایۂ خود بسکہ وحشی خصلتم | خو گرفتم تا بوسعت گاہ صحرای کسے

من شعراء الہندی

یار ہر شان عیان تھا مجھے معلوم نہ تھا | بے نشانی مین نشان تھا مجھے معلوم نہ تھا
لکھے مصحف ہر چند تھے آیات کبیر | ناز کشاف بیان تھا مجھے معلوم نہ تھا
مجز دین عمر سون تھا جسکے بدل سرگردان | اس تعین مین نہان تھا مجھے معلوم نہ تھا

ولہ

جب سے ان مجھ دلکا نصیبہ عشق ہے تقدیر سون | ہر نفس ہے شعلہ زن تجھ شوق کی تاثیر سون
ابر مین تیری ہوا مین اے بہارستان حسن | آسمان مین دہوم ہے مجھ آہ کے توفیر سون
برگ گل پر ہر سحر شبنم نہین اے گلعذار | آسمان ہے زار میرے نالۂ شبگیر سون
ایک سبک دل عشق مین پیدا کیا دیوانگی | پائے بند ہین نہین سے تجھ زلف کی زنجیر سون
جیب جان صد چاک ہے تجھ شوق مین اے گلبدن | کیا چلے اب ہیچ حسن گریبان گیر سون
ناز کے خنجر کا بسمل ہون تغافل مت کرو | جان جاتا ہے میرا ایک آن کی تاخیر سون
آرزو مندی لکھنے مین قلم ہے سینہ چاک | شوق کا طومار میرا بسکہ ہے تحریر سون
مجز دین اب یار پر قربان کر تون ننگ و نام | عشق نے فارغ کیا تجھ عقل کی تدبیر سون

فقیر میر شمس الدین عباسی دہلوی

فقیر تخلص - میر شمس الدین نام - عباسی النسب - دہلوی المولد ہے سر آمد ارباب کمال تھا - عالم فاضل ادیب کامل تھا - جامع علوم و فنون واقف معقول و منقول - ماہر فروع و اصول - مدت تک آپکی درس تدریس شعر و شاعری کا بازار دہلی مین گرم رہا -

بعد ازان لکھنو مین رونق افزا ہوئے۔ اور وہان سے ۲۹ ذیحجہ سنہ ۱۱۸۰ ہجری مین بارادۂ زیارت
حج بیت اللہ اورنگ آباد دکن مین آئے۔ آتے ہی حضرت آزاد کو مطلع کیا۔ فی الفور آزاد
ملاقات کو گئے دوسرے دن آپ آزاد کے دولتخانہ پر آئے اور ملاقات کی۔ اور نواب شیر افگن خان
باسطی کا دیوان جو نواب نے آزاد کے لئے ہدیہ بھیجا تھا دیا۔ لچھمی نراین شفیق اورنگ آبادی شاگرد
آزاد نے آپکے خیر مقدم کی تاریخ کہی اور پیش کیا بہت خوش ہوئے اور آفرین کہا ؎

وارد این شہر ذی الحجہ شد — شاعر و دانشور روشن ضمیر
سال تاریخ قدوم او شفیق — گفت آمد میر شمس الدین فقیر

شہر مین ایک ہفتہ تک مقیم رہے۔ ہر روز آپ آزاد کے دولتخانہ پر آتے تھے اور آزاد بھی جاتے تھے
باہم خوب جلسہ رہتا تھا۔ ایکروز مولوی عبد القادر مہربان اورنگ آبادی نے حضرت آزاد کا
عربی قصیدہ بدیعیہ میر معز الیہ کو سنایا۔ میر صاحب قصیدہ کو سنتے تھے اور داد دیتے تھے
اور فرماتے تھے اس طرح کا کوئی قصیدہ شعراء خلف و سلف سے فقیر کے گوش زد نہین ہوا۔
بعد ازان ۶ محرم سنہ ۱۱۸۱ ہجری آپ اورنگ آباد سے بندر سورت روانہ ہوئے۔ اور ۲۸ ماہ محرم
کو سورت مین پہنچے اور اپنے پہنچنے سے مطلع فرمایا۔ اور سورت سے جہاز پر سوار ہو کے بیت اللہ
روانہ ہوئے وہان پہنچ کے حج و زیارت سے فارغ ہو کے بصرہ مین آئے اور کشتی مین
سوار ہو کے عازم ہند ہوئے۔ رستہ مین کشتی دریا مین غرق ہو گئی آپکی عمر کا بھی پیمانہ لبریز
ہوا یہہ سانحہ آخر سنہ ۱۱۸۳ ہجری مین واقع ہوا میر غلام علی آزاد نے تاریخ رحلت کہی ؎

رفت از عالم سخنور شیرین ہائے — خوابید بخاک شاعر رنگین ہائے

آزاد نوشت مصرع تاریخش
گو آہ فقیر میر شمس الدین ہائے

من اشعارہ الفارسی

بزم بادہ مرا گفت خواہمت روزی — بنائے وعدہ شناسم کہ بودہ است برآب

وله: غافل ز نور ہستی مطلق شدیم حیف — ما را چو سایہ عمر بخواب عدم گذشت

وله: از قامت آن سرو قیامت گذشت — درین نشاۂ برپا قیامت گذشت

وله: از ہستی من دود برآورد بیکدم — آتش نکند آنچہ بمن نالۂ نی کرد

وله: زاہدان را نہ بانگ نے چہ اثر — سیر این کوچہ را کجا کردند

وله: ہر لحظہ چون عصاکش کور از روئے دل — دست مرا گرفتہ بکوئے دگر برد

وله: بیک تغافلت از سینہ دود آہ برآید — کہ ہست زہرہ کہ از عہدۂ نگاہ برآید

وله: نیست حرف عشق در دفتر ما و مجنون منحصر — رفتہ رفتہ حرف ما ہم داستانے می شود

وله: آمی بزد برآتش ما ہیچ ہمدمے — در کوئے یار سخت غریبانہ سوختیم

وله: جائے رحم است بہ بلبل اگرم دست دہد — از گلستان جہان رسم خزان بردارم

وله: خوبان بما فقیران عیب جنون بگیرید — دیوانہ ایم لیکن دیوانۂ شمائیم

وله: مشت غبار خود را از کوئے یار بردیم — از خاطر رقیبان آخر غبار بردیم

وله: رو بدنیا ہر کہ آرد از خدا شرمندہ ہست — از رحم زین روئے کودک سرنگون آید برون

وله: نظر ور ابر تنگ ز آفتاب خیرہ نگردد — زحکمت است اگر روئے در نقاب گرفتہ

وله: ز کوئے یار دور افتادہ ام اے نالہ آوازی — ندارد ذرۂ ہم وصل وا شوق پروازی

رباعی

در روز جدائی ہست خود بینی — جز آہ ہم نیست ہمدم ویرہی

داغ است مرا یار بدل نزدیکی — اشک است مرا مصاحب رنگینی

فانی - خواجہ احمد شیراز دیداری نزیل بیجاپور

فانی تخلص - خواجہ احمد نام - دیدار متعلقہ شیراز اسکا وطن ہے - صوفی مشرب و عالم فاضل جامع العلوم والفنون تہا - کتب معقول و منقول شاہ فتح اللہ شیرازی سے ختم کین تحصیل سے فارغ ہونے کے بعد وطن سے بیجاپور دکن مین پہنچا - علی عادل شاہ کی خدمت مین ملازم ہوا - عادلشاہ کی بارگاہ مین اسقدر تقرب حاصل کیا کہ مقربین مصاحبین مین شریک ہوا - بادشاہ کو استاد شاہ فتح اللہ کا مشتاق بنایا - بہت ساز ر بہیجکر فتح اللہ کو دکن مین بلایا - تاریخ بیجاپور مین لکہا ہے کہ شاہ فتح اللہ کے پہنچنے مین بیجاپور تک چالیس ہزار ہون صرف ہوے تہے - جو کچہہ فانی کی کتب درسیہ باقی رہگئین تہین انکو یہان فتح اللہ سے ختم کین انتہی کلامہ - علی عادلشاہ کے فوت ہونیکے بعد شاہ فتح اللہ کو اکبر بادشاہ نے بلایا - فی الفور اکبر کے حضور مین پہنچا - اور خواجہ احمد فانی احمدنگر مین جاکر برہان نظام شاہ کی سرکار مین ناظر سلطنت ہوا - شیخ حسن نجفی جو احمدنگر مین تہا اسکا معتقد ہوا پہر کتب خواندہ کو دوبارہ نجفی سے پڑہین - اور تصوف مین خوب مہارت پیدا کی نظام شاہ کے نبیرہ کے عہد حکومت مین برار کا صوبہ دار رہا - اور پہر اس کے فوت ہونیکے بعد تارک الدنیا و مجرد ہوگیا - اور گوشہ نشینی اختیار کی ۶۹ سال کی عمر مین ۱۰۱۶ ہجری مین فوت ہوا - کلمہ خداشناس سے اسکی تاریخ فوت ہوتی ہے - گلشن راز کی شرح - اور حواشی نفحات الانس - اور فصل الخطاب و شرح خطبہ بیان آپکے تالیفات مین - اور صاحب دیوان تہا - **من اشعارہ**

یک جرعہ کہ از حریف مستت برسد	پس چاشنی دم الستت برسد

وله	
این جام نهاده اند بر طاق بلند	پا بر سر خویش نه که دستت برسد
در آئینه خال پشت چشم ار بینی	یک چشم بپوشی و بدیگر بینی
کورت بنیاد هر آنکه بیند ز قفا	این ست مثال خیر و شر گر بینی

فدائی رضا طلب خان دہلوی

فدائی تخلص۔ رضا طلب خان نام۔ آپکا مولد و منشا شہر دلی تہا۔ آپکے بزرگ شاہجہانی زمانہ مین بلخ سے وارد ہند ہوئے تہے۔ بادشاہی منصبدارون مین شریک تہے۔ آپکے والد شفا طلب خان بلخی عالمگیری زمانہ مین شفاخانہ کے مہتمم تہے آپ بہی بادشاہی منصبدار۔ ہندوستان سے نادری ہنگامہ کے بعد بندگانعالی نواب غفران مآب آصفجاہ بہادر اول کے ہمراہ ہند سے دکن مین آئے۔ قلعداری فوجداری رائچور پر مقرر ہوئے۔ عمر رسیدہ زمانہ دیدہ تجربہ کار و ہوشیار۔ نجیب و شریف صحیح النسب والحسب۔ میدان شعرگوئی مین چالاک تحریر و تقریر مین شوخ و بیباک تہے آپکا کلام رنگین مضامین وخیالات دلنشین سے سجایا ہوا گلہائے معانی و شگفتہ بیانی سے کہلا ہوا ہوتا تہا۔ خوش فکر و سخن سنج تہے۔ تیز فہم و ظریف الطبع تہے۔ آپکی وفات سنہ ۱۱۷۹ ہجری مین واقع ہوئی۔ رائچور مین مدفون ہوئے۔ من اشعارہ

گفتم که بود منتخب آن مصرع قامت	ابروش نشان داد که این بیت دگر هم
جائیکه نه بینی نه تمیز ست انصاف	زنهار ز قامت نکنی بلکه گذر هم

فقیر۔ میر ہاشم اورنگ آبادی

فقیر تخلص۔ میر ہاشم نام۔ آپکا اصلی وطن اورنگ آباد ہے۔ سید صحیح النسب

خاندان شاہ سامی سے تھے اور شاہ سامی سے قرابت قریبہ رکھتے تھے۔ جوان صالح خوش رفتار و خوش کردار تھے۔ مستعد طالب العلم تھے۔ درسیہ کتب کی تحصیل مین مشغول تھے۔ آپکے بزرگ مشاہیر مشائخ سے ہین۔ پیری مریدی کا سلسلہ آپکے خاندان مین جاری۔ اکثر اہل دکن آپکے خاندان کے معتقد تھے۔ آپکو طالب علمی مین شعرگوئی کا شوق پیدا ہوا اکثر بزرگ مانع ہوئے کیونکہ شاعری کی دہت آدمی کو اور کامون کے لائق نہین رکھتی۔ مگر جسکو اسکی چاٹ لگی وہ کسی کے روک سے باز نہین رہتا۔ علی ہذا القیاس وفقیر مشق سخن کرنے لگے۔ ذہین وطباع تھے چند ہی روز مین خوب کہنے لگے۔ جناب شاہ سامی سے اصلاح لیتے تھے۔ لچھمی نرائن کہتے ہین کہ مجھسے محبت و اخلاص رکھتے تھے کبھی کبھی میرے غریبخانہ پر بھی آمد و رفت کرتے تھے انتہی کلامہ

لچھمی نرائن کی تحریر سے معلوم ہوا کہ آپ ۱۱۷۵ہجری مین زندہ و سلامت تھے پھر قریب ۱۲۱۲ہجری مین فوت ہوئے۔ آپکے اشعار مین سے ہم کو صرف ایک ہی شعر ملا مگر وہ شعر ایک دیوان کے برابر ہے۔ وہ یہہ ہے۔ **من اشعارہ**

اُٹھا ہے جوشش حسرت عجب جون شہید اپنے وہ قاتل شوخ شاید ان جانب سے گذرا

فکری۔ خواجہ محمد رضا بیگ صفاہانی

فکری تخلص۔ خواجہ محمد رضا نام۔ تیغی بیگ صفاہانی کا فرزند ہے۔ علم حساب وسیاق مین بے نظیر تہا۔ شعرگوئی مین کامل۔ شعر خوب کہتا تہا کلام مرغوب دل و بامزہ ہوتا تہا۔ خوش مذاق و ظریف الطبع تہا آخر عمر مین تمام علائق کو ترک کرکے اصفہان سے حیدرآباد دکن مین وارد ہوا۔ عبداللہ قطب شاہ کے دربار مین باریاب ہوا

حکیم شفائی اصفہانی اور فکری مین خوب چوٹین ہوتی تہین۔ حکیم شفائی فکری کی ہجو کرتا تہا الفاظ رکیکہ ہجو مین درج کرتا تہا۔ اور فکری جواب ترکی بترکی دیتا تہا حکیم کے نسبت صریح الفاظ فواحش استعمال کرتا تہا دونون صاحب دیوان تہے۔ ہر ایک کا کلام دوسرے کی ہجو سے بہرا ہوا ہے۔ مین ہجاجات کے اشعار نقل کرنا خلاف تہذیب جانتا ہون۔ اسوجہ سے قلم انداز کیا۔ مگر وہ اشعار جو ہجو سے خالی ہین ذیل مین ہدیۂ ناظرین کرتا ہون۔ آخر آپنے سنہ ۱۰۳۷ ہجری مین اس عالم فانی سے عالم جاودانی کو رحلت کی۔ میرمومن کے دائرہ مین دفن کئے گئے مین اشعارہ الفاسیہ

آنقدر درد تو دارم کہ بمیزان قیاس / گر بسنجند ز کوہین فزون می آید
آنقدر خون ز لب لعل تو دارم در دل / کز درونم نفس آلودہ بخون می آید

وله
ہر کرا آتش سودائے سر زلف تو سوخت / نافۂ مشک توان چید ز خاکستر او

وله
بنزد تو زغیر و من زغیرت / بخون دیدہ تازہ نوشتہ

وله
وقت کشتن بکشم آہ ازان می ترسم / کہ با آئینۂ تیغ تو غبارے برسد
رنگ حناست بر کف پائے مبارکت / یا خون عاشقانست کہ پامال کردہ
رنگین نگفتن تا بوسم از کہ میتو بترسم / گر یاد بدعا رازی کہ در دل داشتم عمرے

فدوی - فدوی خان دکنی

فدوی تخلص - فدوی خان نام - دکنی الاصل ہے کسی تذکرہ نویس نے آپکے اصلی وطن و ولادت و وفات کی نسبت کچھہ نہین لکہا - ہان میرعزلت کی بیاض سے اسقدر معلوم ہوا کہ سنہ ۱۱۶۲ ہجری مین حیدرآباد مین آصفجاہی منصبدارون مین

معزز و مکرم تہا۔ شاعر خوش بیان و رنگین زبان تہا۔ ظریف الطبع و لطیف المزاج تہا۔ دوست پرست و صحبت پرور تہا۔ آپکا کلام ایہام و تلازمہ سے پاک و صاف ہے۔ آپکا انتقال بارہوین صدی کے شروع ہجری مین ہوا۔ من اشعارہ الہندیہ

مین دیا جان کے تئین جان کے جانان اپنا	جانمن جان جہان تہا مجہے معلوم نہ تہا
چپ عمر گنوایا مین ملا عشق سے دل	عشق یون فیض رسان تہا مجہے معلوم نہ تہا
سہم مژگان سے کیا تن کو مشبک میرے	شوخ دل ابرو کمان تہا مجہے معلوم نہ تہا

ملا فرج اللہ شوستری

ملا فرج اللہ نام و تخلص ہے مشاہیر فضلاء شوستر سے تہا۔ عالم العیب فاضل ادیب تہا۔ شاعر عالی فطرت بلند قدرت تہا۔ صاحب سلافۃ العصر نے آپکا حال نہایت شرح و بسط سے لکہا ہے میر رضا اکثر مقاطع مین آپکا ذکر کرتا ہے ازانجملہ یہ ہے

ہمین ز خاک فرج کامران شد صائب — کہ فیض ہم بظہوری ازین جناب رسید

ملا وطن مالوفہ سے حیدرآباد دکن مین آیا۔ سلطان عبداللہ قطب شاہ والی حیدرآباد سے ملا۔ عزت و آبرو سے سرفراز۔ جاہ و حشمت سے ممتاز ہوا مدت العمر قطب شاہ کے ظل عاطفت مین رہا۔ آخر سنہ ہجری مین فوت ہوا۔ آپ صاحب دیوان ہین اسمین تخمینا چار ہزار اشعار ہون گے۔ آپ عربی مین بہی خوب شعر کہتے ہین۔ سلافہ مین آپکے اکثر اشعار مذکور ہین۔ من اشعارہ الفارسی۔

مغان کہ دانہ انگور آب می سازند	ستارہ می شکنند آفتاب می سازند
در ہوائے بادہ گلرنگ بیتابیم ما	سالہا شد کز ہواداران این آبیم ما

ازرہ بہ بانگ ہرزہ درایان نمی‌روم — کی میدہد فریب صدای جرس مرا
گر زیر سپہریم عجب نیست کہ دریا — در زیر حباب است و فزون تر ز حباب است
ہمیشہ میخورم از خود شکست پنداری — کہ نیمہ ز دلم شیشہ نیمہ سنگ است
بے رخت از رنگ خود گل چون گیاہ افتادہ است — بو میان غنچہ چون یوسف بچاہ افتادہ است
ذرہ از بالا روی خورشید تابان کی شود — مور گر بر تخت بنشیند سلیمان کی شود

فتوت مستعد خان اورنگ آبادی

فتوت تخلص مستعد خان نام آپکا مولد و مسقط الراس اورنگ آباد ہے۔ ابتدا مین کتب درسیہ والد ماجد سے ختم کین اور پہر علمائے اورنگ آباد سے تکمیل کی۔ علم و فضل مین باپ سے زیادہ تہا اور انشا نویسی و شعر فہمی و شعر گوئی مین والد سے کم نہین تہا۔ نہایت دار الانشا مین والد ماجد کی خدمت پر مامور تہا۔ نواب آصف الدولہ بہادر کی عنایت و قدر دانی سے اقتدار الدولہ سیف جنگ کے خطاب اور حضوری صدارت کی خدمت سے ممتاز ہوا تہا۔ اور نواب نظام الدولہ آصفجاہ ثانی کے زمانہ مین بہی بدستور خدمات بالا بر بحال برقرار رہا۔ آصفجاہ ثانی بہی فتوت کے حال پر مہربان تہے۔ خوش فکر و درست خیال تہا۔ اور منشی باکمال تہا نظم و نثر لکہنے مین لائق و فائق تہا۔ لچہمی نرائن گلزار عنا مین لکہتے ہین کہ مین حسب طلب حضور آصفجاہ ثانی اورنگ آباد سے حیدر آباد گیا حسن اتفاق سے مستعد خان فتوت سے ملاقات ہوی نہایت حسن اخلاق سے ملے۔ چونکہ ہمارے درمیان موزونیت و سخن سنجی کا تعلق تہا اس وجہ سے باہم خوب صحبت و موافقت ہوی۔ مین اکثر انکے دولتخانہ پر جاتا تہا

وہ بھی میرے غریب خانہ پر آتے تھے۔ دیر تک باہم جلسہ رہتا تہا۔ دیوان صائب
اکثر آپکے مطالعہ مین رہتا تہا۔ ایکروز دیوان دیکہہ رہے تھے۔ ایک غزل نکلی جسکا
مطلع یہہ تہا ؎

بت اگر بت گر نماید سر زبان حاصل ز سنگ	من بتے دارم کہ او ہر دم تراشد دل ز سنگ

فرمایا مشکل زمین ہے۔ اگر اسمین فکر کرین تو طبع آزمائی ہو گی۔ مین نے اسی دن
ایک غزل موزون کی۔ اس کے سترہ شعر تھے۔ اور میر اولاد محمد ذکا بلگرامی نے بھی
اورنگ آباد سے لکھکر بھیجی۔ انہی کلامہ۔ لچھمی نرائن اور ذکا ہر ایک کی غزل مین سے اشعار
لکھے جاتے ہین۔ اور مستعد خان نے اس زمین مین نہین کہی۔

غزل لچھمی نرائن

می تراشد اعتقاد آخر مرا دل ز سنگ	برہمن مقصود خود را میکند حاصل ز سنگ
حرف صوفی نیست گر ہنگامہ ساز انجمن	بیک قلم گویا تراشیدند آن محفل ز سنگ
ناقصان را سختی دوران باصلاح آورد	آب تیغ کند آخر می شود کامل ز سنگ
سخت حیرانم کہ می گردد چسان صحبت برآر	منکہ دارم دل ز مینا او کہ دارد دل ز سنگ

غزل میر اولاد محمد ذکا

نیست از بس دل طپیدن ناپسند قاتلم	می نہد بار گران بر سینۂ بسمل ز سنگ
در عدالت خانہ حکام سرکار جنون	وا می میرائے کہ وزن و بشد کامل ز سنگ
می شود بے شبہ مخصوص سر اصحاب عقل	ہر بلائے را کہ ساز د آسمان نازل ز سنگ
کار فرمائی کہ باشد بی زبان ہیچ است	سعی خوب چون کوہکن ناحق مکن باطل ز سنگ

مستعد خان خوش مزاج و ظریف الطبع تہا۔ علوم و فنون ادبیہ حکمیہ مین مہارت کامل

و ملکہ راسخ رکھتا تھا۔ خوش صحبت مرد مہذب یار باش دوست پرور و مہمان نواز تھا
جب آخر سنہ ۱۱۸۱ ہجری میں نواب آصفجاہ ثانی حیدرآباد سے ارکاٹ روانہ ہوئے
فتوت بھی ہمرکاب تھا ارکاٹ کے قریب منکر میں یکایک مرض اسہال میں مبتلا
ہوکر فوت ہوا۔ ایک فقیر کے تکیہ میں مدفون کیا گیا۔ لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی
نے رحلت کی تاریخ کہی ہے

مستعد خان امیر دانشمند		شہیر بالانشین بزم سخن
سال فوتش شفیق کرد رقم		ہائے از فوت مستعد زمن

آپکے اشعار میں سے ہمکو صرف ایک بیت ملی وہ یہ ہے۔ منہ ۱۱۸۱ھ

اے مو تراشش دست تو باشد بہ یرنی		اصلاح کردہ خط پروردگار را

فدا۔ شیخ احمد اورنگ آبادی

فدا تخلص۔ شیخ احمد نام۔ قوم نواعط سے ہیں۔ اورنگ آبادی الاصل ہیں۔ علم
و فضل سے آراستہ فن و ہنر سے پیراستہ۔ شعرگوئی میں یگانہ اور کلام کی شیرازہ بندی
میں مشہور زمانہ تھا۔ آپکے کلام سے رنگینی مضامین پیدا اور جادو بیانی ہویدا ہے
آپ سخنور سخن پرور شاعر نامور تھے۔ آپ ۱۱۶۹ ہجری میں فوت ہوئے شہر اورنگ آباد
میں دفن کئے گئے۔ من اشعارہ الفارسی

دیدن روئے ترا ہرکہ تمنا می کرد		حیرت آئینہ را کاش تماشا می کرد
دلم از داغ جنون سر و خرامان شدہ است		کاش می آمد و از دور تماشا می کرد
تا کہ گلزار قدم خندہ فروشم کردند	ولہ	ہمچو گل خرقۂ صد پارہ بدوشم کردند

دامن از قافلہ اشک بے حشاں کردند دست در دامان یار از زبن داریم ما	از لب لعل کسی تکنہ گوشم کردند چین پیشانی بروئے آستین داریم ما

فکر محمد باقر کانپوری

فکر تخلص۔ محمد باقر نام۔ سید علی عرف آپ میر محمد حسین کانپوری کے فرزند ہیں آپکا مولد کانپور ہے نو برس کی عمر میں والد ماجد کے ہمراہ حیدر آباد دکن میں آئے اپنے نانا حکیم سید مہدی علی مرحوم اور مولوی ابو تراب صاحب جعفری کی خدمت میں کتب درسیہ عربی و فارسی سے فراغت پائی اور فن شاعری میں جناب سید جلال الدین اشک لکھنوی متقیم حیدر آباد کی شاگردی کی۔ طبیعت میں جوش و خروش قدرتی تھا میدان شاعری میں خوب سبقت کی۔ اپنے ہمسروں میں ممتاز ہو گئے آپکی عمر فی الحال تقریباً پچاس سے زیادہ ہوگی۔ آپکی تالیف سے مثنوی معراج الاشعار۔ و تذکرۂ شیدا فارسی و روضۂ رضوان۔ و دیوان کامل وغیرہ ہیں منہ اشعارہ الہندی

آہیں کرتے کرتے ہجر یار میں ہم مر گئے سرخ پوشاک پہنکر ستم ایجاد آیا کبھی گلزار میں گلچین کبھی صیاد آیا مر گیا دیکھکر اسکو میں شب فرقت میں جان پر کھیل کے بیٹھا جو شب فرقت میں	ولہ	نہی ہوا منہ کی چراغ زندگی گل ہو گیا آج مریخ کے جامے میں وہ جلاد آیا ایک جلاد گیا دوسرا جلاد آیا ملک الموت کے برقع میں پریزاد آیا کبھی سمجھا نیکو مجنون کبھی فرہاد آیا

	انکار پر نکرنا تھا اقرار دید کا کچھ حضرت کلیم نہ سمجھے کلام دوست	

فیاض - محمد فیاض الدینخان حیدرآبادی

فیاض تخلص - محمد فیاض الدینخان نام - آپ حاجی عزیز الدینخان کے
فرزند ہین - آپکا وطن اصلی حیدرآباد دکن ہے آپکی ولادت اسی شہر فیض بہر مین ہوئی
نشو ونما بہی اسی زمین کی آب وہوا مین ہوا - نشو ونما کے بعد سن شعور مین مولوی میر
شمس الدین فیض المتوفی سنہ ۱۲۸۳ ہجری کی خدمت مین کتب درسیہ عربی و فارسی تحصیل
کین اور دیگر علماء شہر سے بہی فیضیاب ہوئے ہین میرا خیال ہے کہ آپ مدرسہ دار العلوم
کے بہی سندیافتہ تہے - کتب درسیہ فارغ ہونے کے بعد آپکو شعر گوئی و سخن سنجی کا
شوق دلمین پیدا ہوا - آپکی طبیعت مین موزونیت خداداد تہی - اور چستی و چالاکی
بہی طبیعت کا جزو اعظم - ہم عصرون مین آپکی ذہانت و فطانت مسلم الثبوت
تہی - آپنے زور فطرت سے شعر کہنا شروع کیا - جناب فیض کی خدمت مین اصلاح
لیتے رہے اور چند سال تک مشق کا سلسلہ برابر جاری رہا - استاد کی فیض صحبت
اور توجہ کی برکت سے آپکا کلام شستہ و پختہ ہوگیا - رفتہ رفتہ آپ درجہ استادی کو
پہنچے - اکثر شائقین آپکی خدمت مین مستفید ہوتے تہے - آپ صاحب دیوان
ہین - فقیر مولف کو آپکا دیوان نہین ملا مگر چند اشعار متفرق بدست ہوئے ہین
انکو ذیل مین ہدیہ شائقین کرتا ہون تاکہ مطالعہ سے لطف و مزہ اٹھائین - اور
آپ صاحب التالیف و التصنیف تہے - فارسی مین مختصر رسائل لکہے ہین - منجملہ
غرائب حسابی - لطائف فارسی - دیوان فارسی - دیوان اردو وغیرہ ہین - آپ
خاندانی شریف و معزز ہین - آپکے بزرگ اس ریاست مین خدمات جلیلہ پر ممتاز رہے ہین

آپ سرکار عالی نظام کے دفتر صرف خاص کے مددگار معتمد تھے۔ خوش خلق و پاک طینت۔ دیانت و امانت مین بے مثل ہمدردی اہل وطن مین بے بدل تھے۔ وضعداری کے پابند۔ اطیعو اللہ و اطیعو الرسول کے مضمون پر کاربند۔ مولف فقیر ۱۲۹۶ ہجری مین طالب علمی کی حالت مین مولوی محمد زمان خان شہید مرحوم کے مکان پر پرورش تھا۔ اسوقت آپکو دیکھا تھا۔ پھر جب مین ۱۳۰۰ ہجری مین بسیاحت مندرجہ شہر حیدرآباد مین آیا۔ آپکو دیکھا بجنسہ اسی لباس و صورت مین پایا۔ طرز و روش مین ذرا بھی فرق نہین تھا۔ مگر اسوقت شباب کا عالم تھا۔ اب زمانہ شیب تھا۔ آپکا استقلال وضع کی پابندی تحسین کے لائق ہے آپنے بزرگان سلف کا طریقہ بدستور بحال رکھا کبھی اپنی طرز و روش مین نوجوانان حال کی پیروی نہین کی۔ ثابت قدم و راسخ دم تھے آخر ۱۳۰۴ ہجری مین عالم فانی سے ملک جاودانی کے طرف روانہ ہوئے انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اور آپ شرف جنگ خطاب سے فراز تھے

من اشعارہ الہندی

بہے جب آنسوؤن کے ساتھ لخت دل ہوا اپنا
کلیجے سیکڑون کھائے ہین تیرے غم اسپہری
ہمارے داستان پر کان وہ رکھتا نہین شاید
نکل آتا ہے جب مذکور انکی سحر جہری کا
زبان پکڑے کوئی کسطرح سے فیاض پھر اسکی

تخم فرقت بھو پانی ہمارا ایک کرتا ہے
نہ پھرتی اسکی نیت ہے نہ اسکا پیٹ بھرتا ہے
کوئی در پر وہ اس گل پیرہن کے کان بھرتا ہے
تو بیمار محبت ایک ٹھنڈی سانس بھرتا ہے
ٹھکانا بیکی نہین اک بات کہتا ہے مکرتا ہے

فرحت - لالہ خوشحال چند برہانپوری

فرحت تخلص - لالہ خوشحال چند نام۔ قوم کا یتہ سری باستب۔ ساکن برہانپوری

شاعر خوش گو و ناظم پسندیدہ خو تھا۔ نیک سیرت انسان طینت تھا۔ لالہ صاحب کے کلام تازہ سے دلوں کو فرحت اور انکی رنگین مضامین سے مسرت حاصل ہوتی ہے آپ نے ۱۲۷۱ھ ہجری میں انتقال کیا۔ آپ خوش اخلاق و بامروت تھے۔ طریقہ صلح کل کے سالک اہل اسلام و اہل اصنام سے اختلاط و آمیزش رکھتے تھے۔ اور ہر ایک کی بہتری چاہتے تھے۔ جہاں کہیں فتنہ و فساد کی آگ شعلہ زن ہو اسکو صلح کے پانی سے بجھاتے تھے۔ من کلامہ

در دلم جز مہر مہرویان نمیگیرد قرار	قالبم گوئی ز خاک کوے ایشان یختند
ہر کجا گل چہرگان واوند ترتیب چمن	نرگس چشم مرا گشتند حیران ساختند

فرح - فرح بخش ارکاٹی

فرح تخلص۔ فرح بخش نام۔ ارکاٹ مدراس کا رہنے والا تھا۔ خوش کلام و خوش بیان تھا ظریف الطبع و لطیف المزاج تھا۔ آپکے کلام سے شوخی و تازگی ظاہر ہے۔ نزاکت و لطافت کی چمک باہر ہے۔ آپ سنجیدہ مزاج و وضعدار تھے۔ کسر نفسی سے متواضع و خاکسار تھے۔ امرا و شرفا کی مدح کرتے تھے جائزے و صلے خوب لیتے تھے۔ آزادانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ آخر ۱۲۰۸ھ ہجری میں اس محنت سرا سے وطن باقی کے مسافر ہوئے۔ من اشعارہ

ہمارے قتل کی تدبیر بے تقصیر ہوتی ہے … نگاہ پاک کی شاید یہی تاثیر ہوتی ہے

فضلی - شاہ فضل اللہ نقشبندی اورنگ آبادی

فضلی تخلص۔ شاہ فضل اللہ نام۔ سید عطاء اللہ اورنگ آبادی کے فرزند ہیں نقشبندی مشرب تھا

اورنگ آبادی مولداً حنفی مذہباً۔ درویش کامل و عارف صاحب دل تھے۔ جامع علوم وفنون و حاوی حقائق و معارف تھے۔ ایک مدت تک حسب بشارت وارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نواب غازی الدینخان فیروز جنگ بہادر مرحوم کے لشکر مین رہے۔ ہمیشہ حضر و سفر مین ہمرکاب رہتے تھے۔ اسی سبب سے نوابصاحب باوجود قلت فوج غنیم پر غالب و مظفر ہوتے تھے۔ نواب عضد الدولہ بہادر کو ایک قرآن شریف حضرت امام رضا علیہ السلام کے ہاتھ کا لکھا ہوا امیرالامرا حسین علیخان کے کتب خانہ سے بدست ہوا تھا وہ قرآن شریف نوابصاحب نے آپکو دیا تھا۔ صاحب تحفۃ الشعرا لکھتے ہین کہ فی الحال یعنی ۱۱۶۵ ہجری مین وہ قرآن مجید دولت آباد کے قلعہ مین موجود ہے۔ شاہ فضل اللہ کے صاحبزادے میان محمد نے اُسکو ہدیہ کیا تھا۔

آپکے چہرہ سے درویشی کے آثار نمایان تھے۔ صاحب تصنیف التالیف تھے کئی رسائل آپکے یادگار موجود ہین۔ رسالہ زاد الزاد سلوک مین قصہ برہ بھو کا و قصہ پریم لوکا بزبان ہندی۔ اکثر اشعار ایہام آپکے طبعزاد ہین فارسی کلام بھی صاف و شیرین ہے آپکا انتقال ۱۱۸۴ ہجری مین ہوا۔ اورنگ آباد مین مدفون ہوئے

من اشعارہ الفارسی

مہربان از آہ باشد ماہ ما
گنج باد آورد شد این آہ ما

زندگی گر قد کشد خواہید دید
آفتابے می شود این ماہ ما

دیدن و برگرد سر گردیدنش
شکر شد گشتنت خاطر خواہ ما

ولہ

آنچنان دل یگانہ یار است
کہ دل از نقطہ دوست بیزار است

ہر کجا آن مسیح لب باشد
ہر کہ بیمار نیست بیمار است

زلف و خالش بدلبری یکسان — اینچه کم حسن وانچه بسیار است
در نگاه تو شیشه است و پری — در نگاهم همه پریزار است
دل ما بر چشم و گردش چشم — این چه کفرست واین چه زنار است
صبح محشر بخواب نوشین است — در سحر هر که چشم بیدار است
همچو من عشق باز و تو معشوق — این چه آئینه واین چه دیدار است

وله

تا خط ندمیده است بود حسن او هیچ — اسلام بجز دوستی آل عبا هیچ
بی جلوهٔ رخسار تو است جان گلستان — گل هیچ چمن هیچ نوا هیچ صبا هیچ
معنی توحید بروئیت نگشاید — سجاده و تسبیح و مصلی ورد او هیچ

وله

یار می رفت و گریه می کردم — چشم و رو هم تمام آنسو بود

وله

بکثرت گرچه رو دارم ولیکن وحدت آئینم — ز وسعت مشربیها بر دعای جمله آمینم
تجرد مشربیها آنقدر دارد سبکروحم — که گر در خاطر خود بگذرم ناگاه سنگینم
تبسم رنگ جمعیت سخن گلدستهٔ الفت — نگاهش حاصل دنیا ادا سرمایهٔ دینم
دعای اهل عصیان در گرو دارد اجابتها — چه باشد گر باه عاصیان تضمینم
ترا بهر همسری دارم برهمن را نیاز آرم — مسلمان گروه عشقم نه با آنم نه با اینم
خدا داند بمن هم شور محشر در میان باشد — غلام آل طه بندهٔ اولاد یاسینم
بیا فصلی تماشا کن بهار بید لیهار را — چو شاخ گل بیکرنگی برنگ شعله رنگینم

ابیات ایهام زبان ہندی

نگہ سون اپنے عرق کون دور نگر — حسن کا عطر مجکو لینا ہے
دو بھوان دیکھہ کر کہا مین یون — دو گھڑی رات دنین آئی کیون

بہوت عاشق ہین مار کہاتے ہین	ولہ	مجکو تری فراق مین دن کاٹین لگے
جبتلک ہی جنس گہر مین بیچ کہاتا تہا فقیر	ولہ	اب تو کچہہ باقی رہا نہین ہے مگر یہی چون خدا
طبیب عشق سین پوچہا زلیخا نے علاج اپنا	ولہ	کہا تجہہ پر بہلا ہے سورۂ یوسف کا دم کرنا
اے کبوتر جا کہو یوسف کون کوئی سون نکل		چاہ تیری مین زلیخا ہو رہی ہے باولی

فکری رازی

فکری تخلص - المعروف بلا رازی - آپکا اصلی وطن ری ہے - علامۂ زمان و فہامۂ جہان تہا - ادیب شاعر ناظم و ناثر تہا سخاوت و بذل مین شہرۂ آفاق تہا - خوش اخلاق و اشفاق تہا - شاہ طہماسپ صفوی کے زمانہ مین تہا شاہ موصوف کی مدح مین اکثر قصائد لکہے ہین - اور بہت سے صلے پائے - بمصداق - قرار بر کف آزادگان نگیرد مال جو کچہہ ملتا تہا چند ہی روز مین فقرا و غربا کو نذر کر دیتا تہا - ذخیرہ نہین کرتا تہا - آخر ایران سے احمدنگر مین آیا - شاہ طاہر کی وجہ سے بڑی عزت و آبرو پائی - تہوڑی عرصہ مین اسقدر مال و دولت حاصل کیا کہ متمول ہو گیا - بیجاپور بہی گیا وہان بہی مالا مال ہوا - پہر وہان سے حیدرآباد گولکنڈہ آیا - یہان بہی چند روز قطب شاہ کا مہمان رہا - کئی ہزار ہون لیکر احمدنگر گیا - پہر وہان سے وطن مالوفہ کو مراجعت کی -

من اشعارہ الفارسی

رخصت گل گل شد از می ترک سیر باغ و بستان کن	بگیر آئینہ در دست و تماشائی گلستان کن
نمی گویم ہلم راخون مکن یا جان مکاہ از غم	دل و جانم فدایت ہرچہ خواہد دلت آن کن
ازان نرگس کہ بالائی گل غلطید از مستی	ببین ہر سر کہ ہشیار است و راست غلطان کن

فاروق - خانعالم خان

فاروق تخلص - محمد معروف نام - خانعالم خان بہادر خطاب ہے - آپ نسباً فاروقی ہین - گلزار اعظم کے مولف نے لکہا کہ آپ محمد جان جہان خان بہادر کے فرزند ہین - آپکی ولادت ۱۲۰۲ہجری مین اسرزمین مدراس واقع ہوئی - نشو ونما کے بعد سن شعور کو پہنچ کے تحصیل علم مین مشغول ہوئے - علوم وفنون متفرقہ والسنہ جداگانہ مثلاً فارسی وعربی وترکی وانگریزی وغیرہا مین استعداد کامل حاصل کی - علما وفضلا کی خدمت مین مستفید ہوئے - تہوڑے ہی مدت مین علمائے ماہرین کے زمرہ مین شمار کئے گئے - پہر آپکی طبیعت شعر وشاعری کے طرف مائل ہوئی - ہر ایک زبان مین کلام موزون کرنے لگے - مضامین تازہ تازہ کا شیرازہ باندہنے لگے - ریختہ مین آپکو ظفری ونامی سے تلمذ ہے اور فارسی شعر کی بہی صلاح مذکورین سے لیتے رہے - فقیر مولف کو یہہ نہین معلوم ہوا کہ نظم عربی وترکی وانگریزی مین کس بزرگ استاد سے اصلاح لیتے تہے - اور آپ علوم ریاضی وفن موسیقی مین بہی استعداد تامہ رکہتے تہے - خوش اخلاق متشرع ودیندار تہے صوم وصلوۃ کے پابند ۱۲۴۵ہجری مین واعظ رام پوری کے مرید ہوئے اور حضرت واعظ سے خلافت کا خرقہ بہی زیب بدن کیا - مدۃ العمر مدراس مین اہلانہ زندگی بسر کرتے رہے اور خاص وعام کو درس وتدریس ہدایت وتلقین سے سرفراز فرماتے رہے اکثر اہل مدراس آپکی توجہ سے درجہ فضیلت کو پہنچے - آپکی ذات بابرکات منبع کرامات وحسنات تہی - علم دوست تہے علما وطلبہ کی بہت قدر کرتے تہے - آپکی درسگاہ مین علما وطلبہ کا مجمع رہتا تہا - اکثر آپ کی مجلس مین علم وفضل کا مذاکرہ ہوتا تہا - شعر وشاعری کا بہی

دور چلتا تھا۔ آخر آپ اس عالم فانی سے فردوس بریں روانہ ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہہ واقعہ سنہ ۱۲۳۳ ہجری کے بعد تیرہویں صدی ہیں واقع ہوا سنہ وفات دستیاب نہیں ہوا۔

من اشعارہ الفارسی

دور از تو زیستن چه بود آرزو مرا — دم همچو خنجرے گذرد از گلو مرا

ولہ — عجب نبود پسر گر قبله روئے پدر گردد — کہ دارد چشمش یوسف پیر کنعان بر زمین دا

باشد ز فیض بوسهٔ شکر دهان ما — شان عسل شکستهٔ شان بیان ما

ولہ — در عشق او چو دانهٔ افشانده بر زمین — باشد امید سود قرین زیان ما

ولہ — ظهور حسن کجا حاجت نقاب کجا — عنان برق کجا و کف سحاب کجا

ولہ — بهر حبابش گره عنبر سارا بندد — گر فتد پرتو آن زلف گره گیر در آب

ولہ — چشم پر خون مرا روز سیه پیش آمد — لعل و تازه مسی رنگ سیه پوشی ریخت

ولہ — مگر ندامت پروانه سوختن دارد — که شمع میگزد شعله بار بار انگشت

بعهده جلوهٔ حسنت خط شعاع از رشک — زند بدیدهٔ خورشید نور بار انگشت

ولہ — چون فقیر که کند سلسله را دستاویز — شانه گردید بآن زلف مسلسل محتاج

دیدهٔ اهل دول بین چه قدر تاریک است — که بود در شب مهتاب بمشعل محتاج

ولہ — مالداران جهان سرمست غفلت گشته اند — نقش بنیاد رو درم اینجا طلسم خواب شد

ولہ — بهر نظارهٔ خاک شهیدان کشیده سر — این گردنیست کز ره آنجو رسند بلند

ولہ — ز خاکستر نشانها بر تن سیندوستے دیدم — هجوم قمریان بر سرو موزون نست پنداری

ولہ — ز خود بر خرمن هستی برات آتش آوردم — اگرچه چون خار و خس بردم سوئے آن شعله خود دستے

سبوئے هر چه بخشد دستیاری ناشنا در برا — ز بیران الغریق بحر محتاج مجو دستے

بہر جنبش کند زنجیر دل صد چاک عاشق را
درین میخانہ ام فاروق مست قلقل نغمہ

بود تا زنگاہش را چو سوزن در رفو دستے
چو مینا بر سر ہوشم زند ہر جوش گلو دستے

فائق - مولوی سید خیر الدین

فائق تخلص - سید خیر الدین نام - گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپ معصوم خان کے فرزند ہیں آپ سنہ ۱۱۸۵ ہجری میں مدراس میں پیدا ہوئے - محمد خیر الدین فائق کے نام و تخلص سے آپکے تولد کی تاریخ برآمد ہوتی ہے - آپ سن شعور و عقل کو پہنچ کے کتب درسیہ فارسیہ مقام ارکاٹ میں جناب مولانا امیر الدین علی سے ختم کیں پھر آپ مدراس میں آئے شاہ امین الدین علی و مولوی حافظ حسین و ملک العلما مولوی علاء الدین لکھنوی سے علوم معقول و منقول میں سند حاصل کی پس فارسی عربی کے تحصیل کے بعد آپکو شعر گوئی کا شوق پیدا ہوا - مولانا باقر آگاہ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے - اور کلام موزون کرکے مولانا کی خدمت میں بغرض اصلاح پیش کرتے تھے - چند روز کی مداومت میں استادی کے مرتبہ کو پہنچے - اور خوش کلامی خوش فکری میں مشہور ہوئے - آپ مضامین تازہ کو نہایت خوبی کے ساتھ آراستہ کرتے تھے - آپکے کلام کی بندش چست و ترکیب درست ہوتی تھی - آپ کلام موزون کو شائقین سخن کی خدمت میں بغرض اصلاح پیش کرتے تھے - اور اساتذہ کی اصلاح کو مانتے تھے - اسی وجہ سے آپکے کلام کو قبولیت عامہ کی صفت حاصل ہوئی - اور آپ استادی کے درجہ کو پہنچے - آپ ہمیشہ طلبہ کی تعلیم و ترتیب کلام میں مصروف رہتے تھے - اکثر آپکے فیض تلمذ سے واقف معانی رنگین ہوئے - آخر آپ سنہ ۱۲ ہجری میں مدراس سے شہر حیدرآباد دکن میں آئے - مہاراجہ چندو لال مدار المہام کے دربار میں باریاب ہوئے

مہاراجہ نے آپ کو پانسو روپیہ ماہوار مقرر کرکے خدمت مدرسی عطا کی۔ آپ حیدرآباد میں بکمال خوشی و خرمی کے ساتھ زندگی بسر کرتے رہے۔ اور طلبہ و شائقین سخن کو درس و تدریس و تربیت سخن سے سرفراز فرماتے رہے۔ آخر آپ نے سنہ ۱۲۴۲ ہجری میں اس دار ناپائدار سے عالم بقا کی طرف رحلت کی انا للہ وانا الیہ راجعون

من اشعارہ الفارسی

الٰہی نغمہ سنجی بخش چون بلبل زبانم را
برنگ گل بہار آرائے محفل کن بیانم را

وله
آخر رساند تشنگیم تا بجو مرا
یعنی ز آب تیغ تو تر شد گلو مرا

وله
عجب نبود اگر فرزند بہتر از پدر باشد
کہ عطر صندل افزون تر ز صندل میبود پیدا

وله
در گلو رشتۂ زنار فگند بحرم را اشک
رام با این نشد از ابت بیگانۂ ما

وله
حجاب دیدن روئے تو می شود اشکم
بلے بموسم باران شود نہان مہتاب

وله
نشار خوش میدہد در موسم پیری شراب
خواب را کیفیتی باشد بزیر مہتاب

وله
چشم گل میگو پیدا ز شبنم چو ابر نوبہار
کرد تاثیرش بباطن نالہائے عندلیب

وله
صاف مشرب را نباشد تہمت آلودگی
دامن گوہر ز موج خود نگردد تر در آب

وله
بسکہ از وضع جہان بیگانگیہا رو نماست
ہر کرا دیدیم چون آئینہ صورت آشناست

وله
حیرت زدۂ عالم امکان وجودم
دارم ز زبان در دہن خویشتن انگشت

وله
سیاہ رو شود آنکس کہ عیب بین گردد
چو خامہ بر سخن ہیچکس منہ انگشت

وله
بر مزارش گنبدے گردد بنا از گردباد
ہر کہ در رقصت ہلاک گرد دامان میشود

وله
سرخی چشم من از گریہ نباشد فائق
آفتابے ز نظر رفت و شفق باقی ماند

وله
مظہر رحمت حق جرم سیہ کاران است
سر کشد روشنی صبح ز جیب شب تار

جذبۂ حسن تو اینست کہ از بالِ نگاہ — وله — طائر مردمکم سوئے تو دارد پرواز

ہستیم با فنا ہم آغوش است — وله — رمز این نکتہ بر شرار نویس

کجا فائق تواند سیر باغ از ناتوانیہا — وله — کہ موج بوئے گل می افکند بیرون ز دیوارش

ز دردِ عشق او یارب کتابے در بغل دارم — وله — کہ آہ من بود چون مد بسم اللہ عنوانش

داغ دل افروخت آخر خط مشکین کسے — وله — شام چون گردید فائق می شود روشن چراغ

تماشائے زر افشان چہرۂ او کردہ ایم — وله — پنجۂ مژگانِ ما از اشک شد اختر بکف

زخم من چون ماہ نو دارد ببالیدگی — وله — خوردہ ام از باد ابروئے کسے شمشیر شوق

ماجرائے بر دلِ زارم گذشت از آب اشک — وله — مشت خاکے بود آنہم رفت در سیلاب اشک

بسان آبلہ در ہر قدم بکوچہ یار — وله — نہادہ چشم بہ رہ زار زار گریہ کنم

در دست خویش دارد دل داغدار من — وله — این مہر نام تست نباید بکار من

داشتیم در دل تمنائے کہ از خود بگذرم — وله — بیعتے کردم بحمد اللہ با دست سبو

طبع نازک سخن سخت کجا بردارد — وله — حکم شمشیر کند چین خط پیشانی

کسے بر نقش من از بیکسی حیفی نخورد آخر — وله — بہم آوردن مژگانِ من شد دست افسری

فرحت - محمد صبغۃ اللہ

فرحت تخلص - محمد صبغۃ اللہ نام - آپ محمد جعفر قوم نائط کے فرزند ہیں - گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپ کی ولادت سنہ ۱۲۳۳ ہجری میں بسر زمین مدراس ہوئی - نشو و نما بھی یہاں کی آب و ہوا میں ہوا - سن شعور کے ابتدا میں کتب درسیہ فارسی والد ماجد و حاجی احمد حسین صاحب سے ختم کیں - ذکی الطبع و ذہین و فہیم تہا - شعر گوئی

و سخن سنجی کے میدان مین قدم رکھا۔ اور کلام کی اصلاح ابوطیب خان والا و مولوی عبد[illegible]
سے لیتا تہا۔ محاورات و اصطلاحات فارسی سے واقف تہا۔ چراغ ہدایت و مصطلحات
وارستہ وغیرہا کا حافظ تہا۔ اکثر یاران ہم طرح کے اشعار پر اعتراض کرتا تہا۔ اور اہل زبان
کے محاورہ سے استدلال کرتا تہا۔ معاصرین بہی آپکے طبع زاد پر اعتراضات کرتے
تہے اگر اعتراض صحیح ہوتا تہا تو تسلیم کرتا۔ والا معترض کو باسناد اہل زبان رد کرتا تہا
سنہ ۱۲۶۲ ہجری مین بسفارش میر مجلس شعرا مشاعرہ اعظم مین شریک ہوا۔ اور نواب کے
لازمین کے زمرہ مین بہی مقرر ہوا۔ آپکی رحلت کی تاریخ دستیاب نہین ہوئی آخر قیاسًا
سنہ ۱۲۷۰ ہجری مین فوت ہوئے۔

من اشعارہ الفارسی

گر بود صد پیرہن چون بوے گل برتن مرا ‖ ذوق عریانی برون آرد ز پیراہن مرا

ولہ

آب تابان روشندلان از سنگ پیدا مے کنند ‖ گشت از آئینۂ فرحت این سخن روشن مرا

ولہ

گر نیست ضعف ما زغم آن عارض تابان ‖ در دست چرا شمع گرفتہ است عصا را

ولہ

از صدا افتاد چون دریا بہ پیش نالہ ام ‖ از زبان موج کرد اقرار استادی مرا

ولہ

آورد خط ہجوم برخسار ماہ من ‖ لشکر کشید شب بہ شبخون آفتاب

ولہ

کن گریہ وقت صبح کہ یابی وصال دوست ‖ زین راہ شبنم آمدہ مقرون آفتاب

ولہ

چیست حشمت را تغافل زین دل پر اضطراب ‖ میکشان را مے بہ چون لذت دیگر کباب

ولہ

شرم حسن تو گر گرد عرق آلودش ‖ شمع باچرب زبانی کہ خموش است بشب

ولہ

تا بکف چو رشتۂ عشرت ز دست رفت ‖ رنگ رخ پریدہ کسے را شکار نیست

ولہ

قامتم شکل نگین از ناتوانی حلقہ گشت ‖ میزند آن شمع رو آغوشم استغنا عبث

نکشد داغ دل لالہ ز مرہم منت — وله — وردِ خونین جگران نیست بدرمان محتاج

از نگہ مہر او شاد بود جان صبح — وله — دعوی من صادق است از لب خندان صبح

بر دفع رنج بباغ چو آن نازنین کشد — وله — خنجر ز خار بر تن خود یاسمین کشد

مرد از حاضر جوابی صاحب تمکین شود — وله — میرسد در گوش ما را این صدا از کوہسار

در گلشن زمانہ چو سوسن بصد زبان — وله — فرحت نیافتم بگفتن زبان ہنوز

شوعم اندوہگین چون دامن افشان بگذرد یارم — وله — نشیند بر دلم گردی کہ بیخیزد ز دامانش

کم نگردد عزت پاکان ز آسیب جہان — وله — آب گوہر فصل تابستان بود بر حال خویش

بریدن از ہمہ عالم سرشت مردان است — وله — برہنگی است سر آئینہ کار عالم تیغ

بے تو رسد رنج ز دیدار گل — وله — میل کشد در نظرم خار گل

فرحت چو گشت ماہ رخم مہربان غیر — وله — وا دیم ربط دیدہ گریان و آستین

خوردہ ام خنجر زبس از دست آن خورشید رو — وله — نیست چاک سینہ ام چون صبح محتاج رفو

بنحوی غلطم ز حسرت دیگرے پائے تو گر بوسد — وله — شوعم قربان بدہ رنگ حنا را حکم پا بوسی

فغان - اشرف علیخان

فغان تخلص۔ اشرف علیخان نام۔ بہار و خزان کے مولف نے لکھا کہ آپ شعرائے ریختہ گو سے ہیں۔ کبھی کبھی فارسی میں بھی کلام موزوں فرماتے ہیں انتہی کلامہ
گل عجائب کے مولف نے لکھا کہ آپ اورنگ آبادی المولد ہیں۔ اہل مناصب کے زمرہ میں منصب مناسب سے سرفراز تھے۔ شاہ سراج اورنگ آبادی سے اصلاح سخن لیتے تھے
سنہ ۱۱۹۵ ہجری تک زندہ تھے۔ وفات کی تاریخ و سن دستیاب نہیں ہوا۔

من اشعارہ الفارسی

فصل گل می رود چہ چارہ کنم — کو گریبان کہ پارہ پارہ کنم

ولہ — قاصدا یا چہ دیدہ می آئی — کہ گریبان دریدہ می آئی

دست را کے دراز کردم من — کہ تو دامن کشیدہ می آئی

ولہ — زتپیدن نیم بسمل باندہی ایدل — تو شاید اضطرابے کردہ باشی

ولہ — چون نظر می کنم بنجدۂ خویش — گریہ بے اختیار می آید

ولہ — اے ہمہ نقصان زما مرنجید — مہمان دو روزہ شمائیم

ولہ — گر نہ نالم چون کنم ای آشنای دیگران — قہرت براے جان ما مہرت براے دیگران

ولہ — اے فلک پیش تو منظور اگر انصاف ست — دادۂ انچہ بپرویز بفرہاد دیدہ

فتوت - خواجہ عنایت اللہ خان

فتوت تخلص - خواجہ عنایت اللہ نام - گل عجائب کے مولف نے لکہا کہ آپ نواب لشکر جنگ کے خلف الصدق ہین اور خواجہ ابو البرکات خان عشرت کے برادر - آپکا مسقط الراس شہر اورنگ آباد ہے - مولد و منشا ہی شہر مذکور ہے - سن شعور و تمیز کے بعد آپنے علمائے شہر سے کتب درسیہ عربی فارسی کی سند حاصل کی انشا پردازی مین ہمسرون سے فائق و سابق ہوئے - اسیطرح سخن سنجی مین ہی لائق - آپکو سخن سنجی مین سید سراج الدین سراج تخلص اورنگ آبادی سے تلمذ ہے آپکی طبیعت مضامین رنگین و معانی شیرین کے ایجاد مین بحر مواج ہے اردو و فارسی دونون زبان مین کلام موزون فرماتے ہین - آپکے کلام سے شعرائے معاصرین لطف و مزہ پاتے ہین - مشاعرہ مین آپکے اشعار پر

تحسین و تعریف کا آوازہ بلند ہوتا ہے انہی کلامہ آپ صیغۂ منصب مین ملازم تہے فراغت سے زندگی بسر کرتے تہے سنہ ۱۱۹۵ ہجری تک زندہ تہے۔ بارہوین صدی کے شروع مین فوت ہوئے۔

من اشعارہ الفارسی

آتش ہجر تو اے ظالم نفس در سینہ سوخت
دل بیاد اختلاط آنست و دیرینہ سوخت

ولہ
ز ضعف طاقت از خود کے رسم تا گرد جولانش
نگر گردم ہمان ساعت بگرد دور دامانش

ولہ
کرامات نگاہ مست او از چشم خود دیدم
ہمیشہ بوئے می آید از خاک شہیدانش

ولہ
وارستگی نمود مرا تا فراغ پا
بر عرش می نہم ز علو می دماغ ما

ولہ
مرا ز حلقہ بگوشان خدا حساب کنند
غلام حضرت شاہم بشہوار قسم

من اشعارہ الہندی

کہلے ہین داغ سب دل کے گلستان اسکو کہتے ہین
ہزار ٹکڑے ہوا سینہ خیابان اسکو کہتے ہین

کیا رہا اے دل دوانے دشت مین جانیکا لطف
لیگیا مجنون اپنے ساتہہ ویرانے کا لطف

نرم سے شعلہ صفت گر وہ زرہ پوش اٹہے
دل سوزان سے مرے آہ شرر جوش اٹہے

یہان تلک تجہ سے ہے فرہاد کو ربط قلبی
دمبدم نالہ مرے دل سے ہم آغوش اٹہے

دور مین اس ساقی کیفی کے می نوش نہین ہم
مدتین گذری کہ ہین مشہور مدہوش نہین ہم

یہہ سبکروحی تجہے معلوم ہے باد صبا
خاک پر جون نقش پا ہین خانہ بردوش نہین ہم

باغین جا خوب ہے تاک کے سایہ تلے
دلکو آخر گم کئے انگور کے خوشہ نہین ہم

تجہ نگہ کے وہاں سے پانی ہو جو نہین پیہ چہپے
اے ستمگر جا ملے ہین ابرہ پوش نہین ہم

اس لب لعل کا گر عکس پڑے آنکہون مین
وائے اشک مرا جون گل مرجان پہولے

ٹک ذرا زلف کے لٹ جان فتوت کہو لو
کیا سجا ہوئے جو یہہ شام غریبان پہولے

فیروز - ملا فیروز

فیروز تخلص - ملا فیروز نام - آپ ملا کاؤس آتش پرست کے فرزند ہیں - آپکا مولد و منشا دارالامارہ بمبئی ہے - آپنے کتب درسیہ فارسی و عربی والد ما جد اور دیگر علما سے تحصیل کین - ملا کاؤس عالم فاضل و شاعر کامل تھا - متعدد زبانین جانتا تھا - فارسی عربی انگریزی گجراتی وغیرہ - عالیجناب آصفجاہ ثانی کے عہد مین بمبئی سے حیدرآباد دکن آیا - حضور کے دربار مین باریاب ہوا - تحائف و نذرانہ پیش کیا - حضور نے نذرانہ و تحفہ خوشی سے قبول فرمایا - اور آپ کے لئے مہانداری کے لوازم ادا کرنیکا حکم فرمایا - عمدہ طرح سے مہانداری کی گئی - یہین میر زا ابن شفیق نے آپسے آتش پرستی کے بابت نظم مین سوالات لکھہ کے بھیجے - ملا نے بھی سوالات کے جوابات نظم مین دے - ملا و شفیق باہم ملے چند مدت باہم خوب مذاکرہ علمی رہتا تھا - یکایک خوشی و معاشرت کے عہد مین ملا ہیضہ وبائی مین مبتلا ہوکے ملک عدم کو روانہ ہوا - احباب کو سخت افسوس ہوا - ملا فیروز صاحب ترجمہ نے کتب درسیہ فارسی عربی والد ماجد سے ختم کی تھین عالم شباب کا آغاز تھا آپکو تکمیل علوم و محاورات فارسی کی تحصیل کا شوق پیدا ہوا آپ جوش شوق سے ایران روانہ ہوئے - چند مدت وہان رہے علما و فضلا کی صحبت مین مستفید ہوا - اور ایران زمین کے بلاد و رستاقات مین خوب سیاحت کی - اور اپنے برادران قوم جو ایران کے دیہات مین تھے انکو تلاش کیا اور اُنسے ملا - ان کے ساتھہ حسن سلوک کیا - جو مفلس و نادار تھے مال و زر سے ان کی اعانت کی سیر و سیاحت و کسب کمال سے فارغ ہوکے وطن مالوفہ بمبئی مین پہنچا - ملا کے برادران قوم نے اسکے خیر مقدم مین

بہت خوشی منائی۔ متعدد خوشی کے جلسے منعقد کئے گئے۔ ملّا نے یہان آ کے
ایک مدرسہ اپنی قوم کے بچون کے لئے قائم کیا۔ اور مدرسہ کے خرچہ کا بار اپنے سر پر
اُٹھایا۔ اور اپنے ذاتی سرمایہ سے معتد بہ رقم مدرسہ کے اخراجات کے لئے وقف کر دیا
فی زمانا اسکا مدرسہ و کتبخانہ قائم ہے۔ فقیر مولف مدرسہ و کتبخانہ دیکھنے کے لئے بمبئی
متعدد مراتب گیا۔ کتبخانہ مین اکثر کتب قدیمہ فارسی دیکھنے مین آئین۔ ملا ایران سے
مراجعت کرنیکے بعد گورنر بمبئی سے ملا۔ گورنر صاحب آپکی ملاقات سے بہت خوش ہوئے
ملّا کے لئے سرکار کمپنی سے وظیفہ مقرر کرایا۔ ملا نے وظیفہ کے شکریہ مین بطرز شاہنامہ جارج نامہ
منظوم کیا۔ اور اسمین ولیم جارج بادشاہ فرنگ کے واقعات درج کئے۔ جارج نامہ تین جلدون
مین ہے۔ تقریبًا چالیس ہزار ابیات ہین۔ ختم کرنے کے بعد گورنر صاحب منعم و محسن
کی خدمت مین گذرانا گورنر صاحب بہت خوش ہوئے۔ ملا کی بہت تحسین و تعریف
کی۔ آخر ملا سنہ ۱۲۴۹ ہجری مین تخت ہستی سے دخمہ نیستی مین جاگزین ہوا۔ اب مین
چند اشعار جارج نامہ سے گذارش کرتا ہون ـــ

جو بلک سوئے پونہ شد رہگرا	وله	که در دست خود آورد پیشوا
روان گشت از جای خود سیندیہ	وله	نکرده درنگ ہیچگونہ نره
بپونا بیاورد فوج و سپاه	وله	باہنگ پیکار باکینہ خواہ
سپاہی کش اندر جہان کس شمار	وله	نداشت جز پاک پروردگار
ہمان آلہ و ساز و سامان جنگ	وله	ز ہندوستان و ز بوم فرنگ
ز اندازه افزون برون از شمار	وله	ستوہیده گاو زمین زیر بار
ازین سو دو سالار روزان سوبکے	وله	نکردند آزرم ہم اندکے

بہ پیش اندر از پیل بستہ رده	وله	پیادہ پس پیل صف بر زده
بہ پشت پیادہ سواران کین	وله	بجنبتہ ز سم سواران زمین
جہان گر شد از بانگ آوای کوس	وله	ز گرد سواران ہوا آبنوس
بتاریکئے گرد و تیغ یلان	وله	درخشندہ چون برق بر آسمان
نم خون بماہی ز دشت نبرد	وله	فرو رفت و بر شد بخورشید گرد

فیض میر شمس الدین محمد

فیض تخلص - میر شمس الدین نام - آپ دہلوی الاصل ہین آپکے جد امجد مولوی رحمت اللہ خان دہلوی نواب غفران مآب آصفجاہ بہادر مرحوم کے زمانہ مین دلی سے حیدرآباد دکن مین آئے - حضور کی قدردانی سے منصب مناسب پر متقرر ہوئے - آپ درس و تدریس سے عوام کو مستفید فرماتے تھے - آپکے والد ماجد میر بدرالدین خان کا تولد حیدرآباد دکن مین ہوا اور اسی ملک مین تعلیم و تربیت پائی - آپکے والد ماجد بھی موزون منصب پر ممتاز تھے - اور آپکو سرکاری تعلق بھی تھا - اسی تعلق کے وجہ سے سنہ ۱۱۹۰ ہجری مین بلدۂ ایلچپور برار مع عیال و اطفال گئے - وہان آٹھہ نو برس تک رہے سنہ ۱۱۹۵ ہجری مین جناب فیض کی ولادت باسعادت ایلچپور برار مین واقع ہوئی - ہم برار کو مبارکباد دیتے ہین کہ وہان ایسا آفتاب طلوع ہوا جسکے فیض ضیا نے تمام دکن کو درخشان کردیا - فقیر مولف کا بھی مولد و منشا برار ہے - حضرت فیض میرے برادر ہم وطن تھے - مجھے اسبات سے ناز ہے کہ حضرت فیض نے تمام دکن کو اپنے فیض علم سے سیراب فرمایا - فقیر مولف نے دکن کے بزرگان سلف کیا امیر و فقیہ کیا جم غفیر کو زندہ کیا - اور فیض نے اپنے نور کے نمونے بیٹے

کوہستان دکن کو بدخشان بنادیا۔ ولادت کے بعد آپکے والد حیدرآباد دکن مین آئے بدستور قدیم اپنے موروثی مکان مین سکونت پذیر رہے آپکا نشوونما یہین کی آب ہوا مین ہوا۔ آپکے والد ماجد نے ایک حافظ مقرر کیا۔ آپکی تعلیم شروع ہوئی آپ بارہ برس کی عمر مین حافظ قرآن ہوئے حفظ قرآن کے بعد علوم متداولہ و فنون متعارفہ کی تحصیل کیطرف متوجہ ہوئے آپنے عین عالم شباب مین علوم ظاہری کی تحصیل سے فراغت پائی عالم فاضل و ادیب کامل ہوئے۔ ایسی حالت مین آپکو سخن سنجی و شعرگوئی کا شوق دلمین پیدا ہوا طبیعت مین موزونیت و جولانی موجزن اور دماغ مین ذکاوت و نازک خیالی شعلہ زن تھی۔ طبیعت کی جولانی اور دماغ کی صفائی سے شعر موزون کرنے لگے۔ آپ کی طبیعت شعر و سخن سے ایسی مناسب تھی اور کلام کو ایسی خوبی و خوشنمائی سے موزون فرماتے تھے کہ اسوقت کے بڑے بڑے اُستاد ذہی استعداد دیکھکر حیران ہوتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ یہہ آفت کا پتلا ہے ہونہار ہے عنقریب رنگ کھلائیگا۔ بیشک بزرگون کا فرمانا آپکے حق مین فال خیر تھا۔ آیندہ وہی ہوا جو بزرگون نے فرمایا تھا۔ آپ کلام کی اصلاح شاعر نامور حافظ تاج الدین مشتاق دہلوی شاگرد میر درد سے لیتے تھے۔ رفتہ رفتہ مرتبہ استادی کو پہنچے۔ دکن مین ہر طرف آپکے جواہر چمکنے لگے اور قدرشناس جوہری عزت و اعتبار کی کسوٹی پر پرکھنے لگے۔ آپکے جواہرات بے بہا کی قیمت بڑھنے لگی ہر ایک یہی کہتا تھا کہ نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز شہر کے تمام امرا اور روسا آپکی تعظیم و توقیر کرتے تھے ہزارہا آپکی شاگردی کے سلسلہ مین شریک ہوتے تھے۔ آپکو سرکار سے بدستور قدیم موروثی منصب مقررتھا سرکار کی قدردانی سے کسیقدر اضافہ بھی ہوا تھا اور آپکے فرزند بھی مناصب مناسب پر ممتاز تھے۔ آپکا کلام تازہ معانی اور شگفتہ مضامین سے نمونۂ گلزار ہے

عالم عالم نزاکت و رنگا رنگ لطافت سے رشک بہار ہے۔ نہایت صاف و شستہ پاکیزہ و شایستہ ہے۔ ہر ایک شعر لخت جگر ہر ایک مصرع نور بصر ہے ہر ایک فقرہ شکر ریز اور ہر ایک کلمہ دلاویز ہے آپکے کلام سے درد و میر کا انداز نمایاں اور ناسخ و مشتاق کا رنگ عیان ہے۔ آپ نازک خیالی مین بلند پرواز اور شیرین مقالی مین شہباز تھے۔ آپ اہل زبان مین سرمو فرق نہین اُن کے جلسۂ صحبت مین ہم نوالہ اور مجلس عشرت مین ہم پیالہ تھے مشاعرہ مین اُن کے پہلو بہ پہلو ہم پلہ زانو بزانو ذی مقابلہ تھے۔ آپکے کلام کی لطافت و نزاکت نے اہل زبان سے تسلیم کی سند اور خاص و عام سے قبولیت کی تصدیق لی تھی۔ تلامذہ اور اساتذہ آپکے کلام کو نوٹ کی طرح عزیز رکھتے ہین بلکہ تعویذ جان سمجھتے ہین۔ جناب حکیم مظفر الدین صاحب مزاج نے شائقین پر بڑا احسان کیا کہ مغفور کا دیوان مطبوع کرایا حق اُستادی کو ادا فرمایا جزاہ اللہ تعالی خیراً۔ آپ فی البدیہہ گوئی مین مشہور تھے ایکروز آپکے ایک شاگرد نے ایک مصرعہ پڑھا اور کہا کہ حضرت ثانی مصرع خیال مین نہین آتا ہے ع دانے نہ آپ سبحہ و سمرن کے دیکھیے۔ آپنے بغیر تامل اُسوقت کہا ع منکے ڈھلے ہوئے مری گردن کے دیکھیے۔ مولوی احمد علیخان بن مولوی محمد اکبر علیخان واعظ نے ایک مصرع آپکی خدمت مین بھیجا ۵ سکندر طالع جمشید سطوت + اور لکھا کہ یہہ تاریخی مصرع ہے اسمین لفظ طالع کا اضافت کرنا جائز ہے یا نہین مستدلاً جواب بھیجیے آپنے اُسیوقت مولوی محمد فیاض الدینخان فیاض شاگرد رشید کو ارشاد کیا کہ مولویصاحب کو لکھو کہ طالع کا کسرہ فصاحت کی کسر شان ہے اسلئے کہ سکندر طالع جملہ ہے اور جملہ موصوف نہین ہوتا ہے۔ مقام وصل کا خواہان۔ اور شاعر فصل کا جویان ہے اگر اس مصرع کو اسطرح کہین تو ٹھیک درست ہو جائیگا ع سکندر طالع جمشید طینت

ایک روز علام مصطفی متخلص سخن نے آپ سے پوچھا کہ حضرت کیا بات ہے کہ قرآن شریف
مین رحمۃ و نعمت کا لفظ بعض مقام مین تائے مدورہ اور بعض مقام مین تائے
دراز سے آتا ہے جیسے نعمۃ اللہ و رحمۃ اللہ نعمت ربک رحمت ربک۔ آپ نے اسیوقت
فرمایا چونکہ رحمت و نعمت کا لفظ اسم اللہ کی طرف مضاف ہوتا ہے۔ شان ایزدی نے
کہ وہ منان و منعام ہے اسبات کو نہین پسند کیا کہ نعمت و رحمت کو کوتاہ اور کم کرے
کیونکہ تائے مدور کے اعداد پانچ اور تائے دراز کے اعداد چار سو ہوتے ہین۔ اسلئے مع اضافت
تائے دراز و بغیر اضافۃ تائے مدورہ لکھا جاتا ہے۔ میان سخن اس سخن کے سنتے ہی پھڑک گئے
آپ تاریخ گوئی مین بھی بے نظیر تھے۔ آپکے مطبوعہ دیوان مین بہت سی تاریخین ہین
ہم اسمین سے دو چار بطور نمونہ لکھتے ہین تاکہ شائقین لطف اٹھائین۔

تاریخ رحلت مہاراجہ راجہ چندولال مدار المہام — مرد با خدا بود راجہ چندولعل
١٢٦٢

تاریخ بنائے مسجد عبد الشکور .... ہست بیت المقدس این مسجد
١٢٦٥

تاریخ تولد نواب ظفر جنگ بہادر .... شد باد قارا اقبالمند
١٢٨٣

تاریخ جلوس اعلیحضرت ناصر الدولہ بہادر — مرد میدان سکندر ثانی
١٢٨٤

آپ خوش اخلاق و خوش اشفاق تھے۔ پاکیزہ سیرت و پسندیدہ صورت۔ صاحب مروت
و سخاوت۔ صوفی المشرب صافی المذہب۔ صلح کل کے سالک ولایت درویشی کے
مالک تھے۔ ظریف الطبع لطیف الوضع خوش مزاج و زندہ دل تھے۔ ضعیف تھے مگر دل مین
جوانی کا جوش۔ بڈھون مین بڈھے جوانون مین جوان بچون کے ساتھ بچے تھے ہر ایک
کیا پیر کیا جوان کیا طفل ابجد خوان سب آپ سے خوش تھے اور آپکی صحبت سے مستفید
ہوتے تھے۔ مزاج مین کسر نفسی زیادہ تھی تکلف ظاہری سے متنفر تھے مکان مین فرش بوریا

ہوتا تھا۔ اسی پر امرا و غربا آتے تھے اور بیٹھتے تھے آپ بمصداق الفقر فخری فقیری پر نازاں فقرا و کملا کے خواہاں تھے۔

حکایت مشائخ میں سے کوئی بزرگ آپکے پاس آئے اور آپکے سامنے اپنی شیخی اور بزرگی ظاہر کرنے لگے اور جوش غضب سے فرماتے تھے کہ ابھی شیر کی شکل میں جلوہ دکھاتا ہوں زمین سے آسمان تک آگ لگاتا ہوں۔ آپنے نہایت انکساری سے فرمایا کہ شاہ صاحب یہ کیا کمال ہے شیر حیوان درندہ اور آگ عنصر سوزندہ ہے انسانی شکل و نورانی ہیئت میں جلوہ فرمائے۔ شاہ صاحب دم بخود ہوئے اور اپنے فعل پر نادم۔ فیض کی بردباری پر آفرین شاہ صاحب کی شعلہ باری پر نفرین۔

حکایت ایکروز کوئی اور بزرگ آپکی خدمت میں آئے بطور تمسخر یہ کہنے لگے کہ آپکے تخلص فیض کا قافیہ کیا ہوگا۔ آپنے اسوقت فرمایا ؎ آنکہ بنائے نمود وجود نیست یہہ بزرگ بھی شرمندہ ہوئے۔

آپ خوش اعتقاد و سنی المذہب تھے آپکو حضرت حافظ محمد علی صاحب خیرآبادی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت اور خلافت حاصل تھی۔ اکثر لوگ حسن اعتقاد و حسن ارادت سے آپکے مرید ہوتے تھے آخر آپ ۱۲۸۳ھ ہجری میں اس دار فانی سے بہشت بریں کو رونق افزا ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپکے تلامذہ نے بہت سی تاریخیں لکھی۔ دیوان مطبوعہ میں موجود ہیں ہم چند مادے یہاں ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

ع احیدر آباد سے بس گیا فیض ۔ جناب فیض واصل حق ۔ فیض از ینجا نمود عزم جنان
۱۲۸۳ ۱۲۸۳ ۱۲۸۳

گولی پورہ کے دروازہ کے باہر بیرون شہر مدفون ہوئے۔

آپکے باقیات الصالحات دو فرزند مولوی میر ضیاء الدین احمد عرف پاپا میاں ۔ مولوی

میر عماد الدین محمد وصف تخلص لائق و فائق تھے افسوس کہ چند سال ہوئے کہ دونون فوت ہو گئے۔ میر ضیاء الدین حسین صاحب کا ایک صاحبزادہ مسمی یادگار باقی ہے سرکار عالی کے منصبدارون مین ملازم ہے۔ اور قاضی غلام نبی صاحب صدیقی القادری کمل پوش آپکے خلیفہ ہین۔

آپ صاحب التالیف و التصنیف تھے منجملہ طریق الفیض شرح عوامل۔ شمس النحو۔ شمس الصرف شمع منظومہ صرف۔ رسالۂ ناسخ و منسوخ۔ شرح کلمۃ الحق۔ شرح میر شمس الدین عروض و قافیہ مفید الاحکام حلت و حرمت۔ خزانۃ الامثال در اصطلاحات لغات اردو۔ جدول الصف النہار فیض جاری مطبوع۔ چونکہ آپکے دونون دیوان فارسی و اردو دکن مین دائر و سائر ہین لہذا ہر ایک دیوان سے بطور نمونہ چند اشعار پر اکتفا کیا گیا۔ من اشعارہ الفارسی

جالیش سجادہ نقادہ بہ میخانہ جائے ما — تقوی برائے زاہد و مستی برائے ما
گوید ہر آنچہ شارع میخانہ آن کنیم — اینست در شریعت ما اتقائے ما

ولہ

ناوک عشق از کمان دیگر است — مرغ جانم را گمان دیگر است
مطلبم از کاروان مصر نیست — یوسفم در کاروان دیگر است
بر در کعبہ نیاز سر فرو — سجدہ گاہم آستان دیگر است
فیض مطلق شو مقید تا کجا — بے نشانم را نشان دیگر است

من اشعارہ الہندی

کفر جو تھا دین مرا ہو گیا — بت ہی نصیبون سے خدا ہو گیا
کیسی دوا مجکو مسیحانے دی — درد محبت کا سوا ہو گیا
موت کدہر آتی ہے دیوانی ہے — فیض تو پہلے ہی فنا ہو گیا

حرم میں دیر میں جب کوئی روبرو آیا — وله — مجھے یقین ہوا بس یہی کہ تو آیا

کسی کا کوئی بھی ممنون نہیں ہے کر انصاف — ادھر سے میں نکل آیا اُدھر سے تو آیا

اُڑائیں جیب کی لاکھوں ہی دھجیاں میں نے — مگر نہ قبضہ میں دامان آرزو آیا

نہیں فرق کچھ دیر میں اور حرم میں — وله — جو بت چاہتے ہیں خدا چاہتا ہے

تقاضا وحدت کا مگر فیض اُن سے — خدا سے کوئی خو نہیں چاہتا ہے

فدا - شیخ احمد ناعطہ

فدا تخلص - شیخ احمد نام - اورنگ آبادی الاصل قوم نواعط سے ہے۔ تحفۃ الشعراء کے مولف نے لکھا کہ خوش فکر و موزون الطبع تھا۔ فارسی عربی میں مستعد طالب علم تھا شعر گوئی کا فریفتہ تھا۔ اکثر اوقات سخن سنجی میں صرف کرتا تھا۔ کلام دلچسپ و مرغوب کہتا تھا۔ سنہ ۱۱۵۷ ہجری میں زندہ تھا تقریباً سنہ ۱۱۶۰ ہجری میں فوت ہوا من کلامہ

دست در دامان یار نازنین داریم ما — چین پیشانی بروئے آستین داریم ما

دیدن روئے ترا ہر کہ تمنا میکرد — وله — حیرت آئینہ را کاش تماشا میکرد

دلم از داغ جنون سرو چراغان شدہ است — کاش می آمد و از دور تماشا میکرد

ناز گلزار عدم خندہ فروشم کردند — وله — ہمچو گل خرقۂ صد پارہ بدوشم کردند

دامن از قافلہ اشک بدخشان کردند — از لب لعل کسے نکتہ بگوشم کردند

فائز - آقا میرزا قاسم علی

فائز تخلص - آقا میرزا قاسم علی نام - یشتی الاصل و النسل ہیں - جامع العلوم والفنون تھے - فارسی انشا پردازی میں نظماً و نثراً وحید عصر تھے - اور خوشنویسی میں فرد فرید جمیع اقسام خطوط

یعنی نستعلیق و شکستہ و نسخ وغیرہا کے خطاط کامل تھے۔ خاص خط نستعلیق مین استاد و ثانی میر عماد تھے
آپ اکثر اوقات درس و تدریس مین مشغول رہتے تھے۔ حیدرآباد مین اکثر امرازادے آپ کے
حلقۂ درس مین شریک ہوتے تھے۔ نواب مختار الملک مدار المہام ولی کو بھی آپسے تلمذ تھا۔ آپ خوش اخلاق
و صوفی مشرب تھے۔ سلیم الطبع حلیم الوضع۔ سرکار عالی کے صیغہ منصب مین ملازم تھے شعر و شاعری کے
شیفتہ تھے۔ جو کہتے تھے مرغوب قلوب ہوتا تھا۔ آپکا کلام نزاکت و لطافت سے خالی نہین ہے آپ کے
ہر ایک شعر سے بلاغت و فصاحت مترشح ہوتی ہے۔ صاحب دیوان تھے مگر آپکا دیوان مرتب نہین ہوا تھا کہ آپنے
دسوین تاریخ جمادی الاول سنہ ۱۳۰۲ ہجری مین دارالبقا کیطرف رحلت کی میر مومن استرآبادی کے دائرہ مین
مدفون ہوئے آپکے فرزند ارجمند میرزا محمد تقی صاحب یادگار باقی ہین بمصداق الولد سر لابیہ باپ کے قدم بقدم
ہین۔ شاعری اور تاریخ گوئی مین مہارت کامل رکھتے ہین عربی و فارسی مین دستگاہ و خوشنویسی آپکی میراث
ہے۔ خوش خلق و نیک محضر پسندیدہ سیر ہین فقیر مولف سے نہایت محبت رکھتے ہین سلمہ اللہ تعالی۔ کتبخانہ
آصفیہ مین ملازم ہین۔ من اشعار صاحب ترجمہ

دردا کہ علاج جنم ز مسیحا شدنی نیست	این عقدہ بغیر از لب دوا شدنی نیست
افسوس کہ از بام نگاہش بفتادیم	چون اشک کہ افتاد اگر پا شدنی نیست

فطرت میرزا معز الدین محمد موسوی خان

فطرت تخلص میرزا معز الدین محمد نام موسوی خان خطاب ہے۔ آپ سادات قم و خاندان
امام ہشتم سے ہین۔ میر محمد زمان مشہدی کے نواسہ۔ آپکے نانا مشہد مقدس مین تمام علما
کے سرآمد تھے آپکی ولادت سنہ ۱۰۵۰ ہجری مین ہوئی۔ افضل اہل زمانہ تاریخ ولادت ہے
نشو و نما کے بعد ابتدائے عقل و شعور سے تحصیل علوم مین مشغول ہوا کتب ابتدائیہ سے وطن
مالوفہ مین فارغ ہو کے عالم شباب کے شروع مین اپنے والد ماجد میرزا محمد سے برہم ہو کے

دار السلطنت اصفہان مین آیا دو سال کامل آقا حسین خوانساری کے حلقۂ درس مین شریک
رہا۔ کتب عقلیات و نقلیات کو ختم کیا درجۂ کمال کو پہنچا سنہ ۱۰۸۲ ہجری مین ہندوستان
مین رونق افزا ہوا۔ اسوقت ہند مین عالمگیر حکمرانی کرتا تہا۔ بادشاہ کی ملازمت مین
مشرف ہوا۔ بادشاہ علم دوست نے آپکو بسبب جوہر ذاتی و نسبی الطاف شاہانہ سے سرفراز فرمایا
اور شاہنواز خان صفوی کی دوسری لڑکی سے شادی کر دی۔ اور اسکو اپنا ہم زلف بناکے
سربلند کیا۔ اور دیوانی عظیم آباد پٹنہ پر مامور فرمایا۔ لیکن وہان بزرگ امید خان ناظم
بن امیر الامرائے شایستہ خان اور میرزا مین باہم موافقت نہین ہوئی۔ بزرگ امید خان
اپنی خاندان کی بزرگی پر نازان تہا۔ نازک دماغی سے آسمان پر قدم رکہتا تہا۔ اور میرزا صاحب
بہی بادشاہ کی ہم زلفی و کمال فضل کی وجہ سے ناظم کی فرمان برداری مین نہین جہکاتا
تہا دونون کی نااتفاقی سے انتظام مین خلل واقع ہوتا تہا۔ آخر ناچاقی کی خبر بادشاہ کو
معلوم ہوئی میرزا کو حضور مین طلب کیا۔ میرزا حسب الحکم حضور مین آیا۔ سنہ ۱۰۹۹ ہجری مین
موسوی خان خطاب دیوانی تن سے سرفراز ہوا جب آپ وزارت دکن و دیوانی تن
و ہزاری منصب سے سرفراز ہوئے تب مرزا افضل سرخوش نے شاہجہان آباد
سے ایک رباعی موزون کرکے بہیجی ہو ہذہ

ایام بکام دوستان را گشتہ	کار مرزا معز بسامان گشتہ
چیزے کہ بجا شد بعالم این بود	کان سید پاک موسوی خان گشتہ

ایک سال کام کرتا رہا۔ پہر کل ممالک دکن کی دیوانی پر مقرر ہوا۔ دو برس تک دیوانی دکن
کا انتظام عمدہ طرح سے کیا آخر باجل طبعی دکن مین فوت ہوا یہ واقعہ سنہ ۱۱۰۱ ہجری مین واقع ہوا
کلمات الشعرا مین سرخوش لکہتا ہے کہ آپکی رحلت کی خبر سے تمام اہل سخن رنج و ماتم مین

مبتلا ہوئے میان ناصر علی فقیر کے سامنے زار زار رونے لگا۔ حیف دانا مردن افسوس نادان زیستن۔ فقیر کے دل پر ایسا سخت صدمہ گذرا کہ بیان سے خارج ہے فقیر نے دو قطعہ مرحوم کی تاریخ مین لکھے ایک موافق تخلص ثانی دوسری موافق خطاب خانی ھو ھذا

معز الدین محمد موسوی حیف	ولہ	ز عالم سوے ملک معنوی رفت
کشید آہ و بگفتا عقل تاریخ		معز الدین محمد موسوی رفت
دریغا رخت ہستی زین سرا بست		معز موسوی خان سخندان
ز حیرت خواست دل تاریخ سالش		خرد گفتا کجا شد موسوی خان

مرزا خوش خیالی و معنی یابی و شعر فہمی انشا پردازی مین بے نظیر تہا مستعدان زمانہ اس بات متفق ہین کہ اسوقت تک کوئی فرد مرزا کی لیاقت و کمالات کے برابر عجم سے ہند مین نہین آیا۔ فضیلت و دقت آفرینی وجدت طبع و خورده بینی مین ید بیضا دکہلاتا تہا۔ علم معقولات مین رستمی کا نقارہ بجاتا تہا۔ چنانچہ خود کہتا ہے ؎

من مرغ خوش ترانہ بباغ فضیلتم — طبع مرا بزمزمہ شاعری چہ کار

اور آپ اکثر فرماتے تہے کہ مین علم معقولات و تحقیق مین ایسی لیاقت و قدرت رکہتا ہون کہ کوئی معقولی و صوفی معقولات و تصوف مین مجہہ سے آگے نہین بڑہ سکتا ہے لیکن جب فنافی اللہ کا ذکر آتا ہے۔ مین عاجز ہوتا ہون۔ اس لیے کہ حرف فنا سے نہ انکار کر سکتا ہون نہ اقرار۔ بزرگان دین و مشائخ کے حالات مین پڑہا ہون کہ جمیع اولیا و مشائخ ذات حق مین فانی ہوتے ہین مین بظاہر اُن کے اور اپنے درمیان فرق نہین پاتا ہون۔ میری طرح وہ کہاتے پیتے ہین سمجہ مین نہین آتا کہ وے کیونکر فانی ہوتے ہین اور مین فانی نہین ہوتا ہون مرزا معز صاحب ترجمہ اوائل مین فطرت تخلص فرماتے تہے اور آخر مین موسوی اختیار کیا

تبدیل تخلص کے بابت فرماتے تھے کہ تخلص آخر سے میری نسب و حسب و خطاب خانی کا اظہار ہوتا ہے انتہی کلامہ

هذه من بوارق طبعه

شده‌ام خاک و هنوز از عشق او آتش بجان دارم ‌‌ ‌ در آغوش کفن جسمی چو تب در استخوان دارم

وله

صدرا ه معصیت نا شد پریشانی مرا ‌ ‌ داشت عریانی نگه ز آلوده دامانی مرا

شمیمهٔ غنچه پریشان کند دماغ مرا ‌ ‌ بود فتیلهٔ خود آستین چراغ مرا

کار ما پیوسته در بند از کشاد ناخن است ‌ ‌ عقده همچو گوهر خانه زاد ناخن است

ما طائر عشقیم و قفس بال و پر ماست ‌ ‌ چون بوی گل چیده هم سفر ماست

عیب صاحب هنران جوش تنک ظرفیهاست ‌ ‌ آب یاقوت چو زد موج رگ یاقوت است

چو سوز عشق را کامل کنی عیب هنر گردد ‌ ‌ شود یاقوت هر سنگی که لبریز شرر گردد

عاجز شد از رفاقت ما رهنمون ما ‌ ‌ استاده آب تیغ و روانست خون ما

بحر و کان را نا رسا افتاده استعداد فیض ‌ ‌ گوهر آب دیده و یاقوت خون دل نشد

شوق قیس به برقع از دل بتیاب کم نشد ‌ ‌ این مه گرفت و شوخی مهتاب کم نشد

ندارد آفتی چون غنچه از صرصر چراغ من ‌ ‌ برنگ لاله در آغوش ناخن خفته داغ من

آتشیم ورنه پا بود و لے همچو سپند ‌ ‌ گام اول نفسم سوخت ازین راه مپرس

مرد حق در عین دنیاداری از دنیا بریست ‌ ‌ ملک در دست سلیمان نیست در انگشتری است

تن سیه مست غرور از بادهٔ خود پرورست ‌ ‌ شیشه تا موج شکستن میزند بال پریست

عشق در مصر جنون لاف خدائی میزند ‌ ‌ حسن اگر یوسف شود در کسوت پیغمبریست

ذوق عشق آئینه دار راز دلها می شود ‌ ‌ چون بجود بالد خموشی ناله پیدا می شود

حسن سعی کوهکن از نقش شیرین ظاهر است ‌ ‌ کار چون نیکو بود کارفرما مے شود

مبتلا ہوئے میان ناصر علی فقیر کے سامنے زار زار رونے لگا۔ حیف دانا مردن افسوس
نادان زیستن۔ فقیر کے دل پر ایسا سخت صدمہ گذرا کہ بیان سے خارج ہے فقیر نے
دو قطعہ مرحوم کی تاریخ مین لکھے ایک موافق تخلص ثانی دوسرا موافق خطاب خانی ھو ھذہ

معز الدین محمد موسوی حیف	وله	ز عالم سوی ملک معنوی رفت
کشید آہ و بگفتا عقل تاریخ		معز الدین محمد موسوی رفت
دریغا رخت ہستی زین سرا بست		معز موسوی خان سخندان
ز حیرت خواست دل تاریخ سالش		خرد گفتا کجا شد موسوی خان

مرزا خوش خیالی و معنی یابی و شعر فہمی انشا پردازی مین بے نظیر تھا مستعدان زمانہ اس بات
متفق ہین کہ اسوقت تک کوئی فرد میرزا کی لیاقت و کمالات کے برابر عجم سے ہند مین نہین
آیا۔ فضیلت و دقت آفرینی و جدت طبع و خوردہ بینی مین ید بیضا دکھلاتا تھا۔ علم معقولات
مین رستمی کا نقارہ بجاتا تھا۔ چنانچہ خود کہتا ہے ؎

من مرغ خوش ترانہ بباغ فضیلتم — طبع مرا بزمزمہ شاعری چہ کار

اور آپ اکثر فرماتے تھے کہ مین علم معقولات و تحقیق مین ایسی لیاقت و قدرت رکھتا ہون
کہ کوئی معقولی و صوفی معقولات و تصوف مین مجھسے آگے نہین بڑھ سکتا ہے لیکن
جب فنا فی اللہ کا ذکر آتا ہے۔ مین عاجز ہوتا ہون۔ اس لیے کہ حرف فنا سے نہ انکار کر سکتا ہون
نہ اقرار۔ بزرگان دین و مشائخ کے حالات مین پڑھا ہون کہ جمیع اولیا و مشائخ ذات حق
مین فانی ہوتے ہین مین بظاہر اُن کے اور اپنے درمیان فرق نہین پاتا ہون۔ میری طرح
وہ کہاتے پیتے ہین سمجھ مین نہین آتا کہ وے کیونکر فانی ہوتے ہین اور مین فانی نہین ہوتا ہون
مرزا معز صاحب ترجمہ اوائل مین فطرت تخلص فرماتے تھے اور آخر مین موسوی اختیار کیا

تبدیل تخلص کے بابت فرماتے تھے کہ تخلص آخر سے میری نسبت حسب خطاب خانی کا اظہار ہوتا ہے انتہی کلامہ ھذہ من بوارق طبعہ

شدم خاک و ہنوز از عشق او آتش بجان دارم / در آغوش کفن جسمی چو تب در استخوان دارم

وله

صد را معصیت نا شد پریشانی مرا / داشت عریانی نگہ ز آلودہ دامانی مرا

شمیم غنچہ پریشان کند دماغ مرا / بود فتیلۂ خود آستین چراغ مرا

کار ما پیوستہ در بند از کشاد ناخن است / عقدۂ ما ہمچو گوہر خانہ زاد ناخن است

ما طائر عشقیم و قفس بال و پر ماست / چون بوئے گل چیدہ ہم سفر ماست

عیب جا حب ہنران جوش تنک ظرفیہاست / آب یاقوت چو زد موج رگ یاقوت ست

چو سوز عشق را کامل کنی عیب ہنر گردد / شود یاقوت ہر سنگے کہ لبریز شرر گردد

عاجز شد از رفاقت ما رہنمون ما / استادہ آب تیغ ورو انست خون ما

بحر و کان را نارسا افتادہ استعداد فیض / گوہر آب دیدہ و یاقوت خون دل نشد

شوق قیس ببرقع از دل نتیاب کم نشد / این مہ گرفت و شوخی مہتاب کم نشد

ندارد آفتے چون غنچہ از صرصر چراغ من / برنگ لالہ در آغوش ناخن خفتہ داغ من

آتشم در تہ پا بود و لے ہمچو سپند / گام اول نفسم سوخت ازین راہ مپرس

مرد حق در عین دنیا داری از دنیا بری ست / ملک در دست سلیمان نیست در انگشتری است

تن سیمین مست غرور از بادۂ خود پرورست / شیشہ تا موج شکستن میزند بال پریست

عشق در مصر جنون لاف خدائی میزند / حسن اگر یوسف شود در کسوت پیغمبریست

ذوق عشق آئینہ دار راز دلہا می شود / چون بجود نالہ خموشی نالہ پیدا می شود

حسن سعی کوہکن از نقش شیرین ظاہر است / کار چون نیکو بود کارفرما می شود

حق شناسی حیرت افزائے دل آگاہ شد	جادۂ بالید آنقدر بر خود کہ سدّ راہ شد
حیرتم بر قفع کشائی شاہد مقصود گشت	عقدۂ دل عاقبت پیکان تیر آہ شد
نہان نگذاشت افسون غمش در پردۂ ناموسی	پری در شیشہ رسوا سوخت چون شمعی بفانوسی
شب از پروانہ شرح انتہائے شوق پرسیدم	کف خاکستری افشاند بر دامان فانوسی

فیضی - ابو الفیض ملک الشعرا

فیضی تخلص - ابو الفیض نام - عربی الاصل النسل ہے - آپکے بزرگان سلف یمن مین متوطن تھے - آپ کے جداد مین ایک بزرگ وطن سے قطع تعلق کرکے سیر سیاحت کرتے ہوے سندہ سندہ مین آئے - قصبۂ ریل علاقہ سندہ مین سکونت پذیر ہوئے - اور قصبہ مین کسی شریف زادی سے شادی کر لی - دسوین صدی ہجری کے شروع مین شیخ خضر فیضی کے جد بزرگوار سندہ سے ناگور مین آئے - اور یہان ایک شریف خاندان مین شادی کر لی - اُسی شریف منکوحہ سے شیخ مبارک پیدا ہوئے - فیضی آپ ہی کا فرزند با اقبال ہے - شیخ مبارک علامۂ عصر تھا علوم معقول و منقول مین کامل تھا - آپکے تبحر علم کی تصدیق اُس تفسیر سے ہوتی ہے جسکو آپنے تالیف کیا ہے اسکا نام منبع العیون ہے یہہ تفسیر چار جلدون مین ہے - آپ صابر و قانع تھے - دنیوی عزت و مرتبہ سے نفرت کرتے تھے - شیر شاہ کے عہد مین آپکو اعلیٰ خدمت صدارت کی ترغیب دی گئی - آپنے قبول نہین فرمایا - آپ اگرچہ حنفی المذہب تھے لیکن تعصب تقلید سے پاک - صلح کل کے پیرو - کافر و مسلمان سے ملتے تھے - اور مہدوی فرقہ سے آمیزش و محبت رکھتے تھے - عوام مین حاسدین نے مشہور کیا کہ شیخ رافضی مہدوی ہے شیخ ناگور سے گجرات اور گجرات سے آگرہ مین پہنچے - میر رفیع الدین حسینی کے ہمسایہ مین

جمنا کے کنارے سکونت اختیار کی اور یہاں ایک شریف خاندان میں شادی کی۔
خداتعالی نے کثرت اولاد عطا کی۔ اکبر اولاد فیضی صاحب ترجمہ ہے۔ فیضی ۹۵۴ھ ہجری
میں پیدا ہوا نشوونما کے بعد ابتدائے شعور سے والد ماجد کی خدمت میں تعلیم شروع کی۔
عالم شباب میں فارغ التحصیل ہوا۔ درجہ کمال کو پہنچا لیکن بدقسمتی سے مدت تک زمانے کے
مصائب میں مبتلا رہا جب ۹۷۴ھ ہجری میں فیضی کے والد ماجد نے گوشہ نشینی کو ترک کیا
درس تدریس کی مسند پر جلوس کرکے عوام الناس کے افادہ میں مصروف ہوئے تب حاسدین نے
اکبر بادشاہ ہند کو اس بات پر آمادہ کیا کہ شیخ مبارک مہدیہ کو مع تمام خاندان سزا دینا چاہیے
بلکہ بادشاہ کو مجبور کرکے شیخ کے گرفتاری کا فرمان جاری کردیا۔ پس شیخ بامر لاچاری
مع فرزندان فیضی و ابوالفضل گھر سے برآمد ہو کے چند مدت تک ادھر ادھر پوشیدہ ہوتے
رہے اور ملایان متعصب نے ایک فتوی بھی تیار کرایا کہ شیخ کو سزائے قتل دینا چاہیے
چوطرف جاسوس تلاش میں سرگرم ہوئے۔ آخر ۹۷۴ھ ہجری میں فیضی دربار اکبری میں باریاب
ہوا۔ بادشاہ نے اسکی قدردانی و قدر افزائی خوب کی اور اسکو متعدد خدمات سے سرفراز فرمایا
فیضی نے تمام حالات گذشتہ ایک قصیدۂ طویل میں لکھا ہے۔ **من اشعارہ**

سحر نوید رسان تا صبا سلیمانی	رسید ہمچو سعادت کشادہ پیشانی
مبشران سعادت ندا کنان کہ بخوان	نجات نامۂ خود اے حزین زندانی

پورا قصیدہ ابوالفضل نے آئین اکبری میں مذکور کیا ہے۔ فقیر مولف طوالت کیوجہ سے
صرف دو ہی شعر پر اکتفا کرتا ہے۔ ان کنت مشتاقا فارجع الیہ۔
پھر فیضی کا اقتدار و تقرب روز بروز ترقی کے اوج پر عروج کرنے لگا۔ فیضی عالم فاضل
طبیب حاذق فلسفی مزاج۔ شاعر ماہر تھا دربار کی خدمت پسند نہیں کرتا تھا۔ افادہ عام کے

مشاغل مین مصروف رہتا تہا۔ شہزادون کی تعلیم و تربیت اسی کے متعلق تہی ۹۹۰ سنہ ہجری
مین بادشاہ نے آگرہ۔ کالپی و کالنجر کی صدارت فیضی کو عطا کی اور ۹۹۳ سنہ ہجری مین
جب اکبر نے عساکر ظفر مظاہر یوسف زئی افاغنہ کی تنبیہ کے لئے روانہ کیا تب فیضی
کو بہی اس مہم پر مامور فرمایا۔ اور ۹۹۶ سنہ ہجری مین ملک الشعرا خطاب سے سرفراز کیا۔
اور ۹۹۷ سنہ ہجری مین فیضی کو کشمیر کے سفر مین ہمراہ لیا۔ کشمیر کی تعریف مین ایک قصیدہ
لکہا جسکا مطلع یہہ ہے ؎

ہزار قافلۂ شوق می کند شبگیر — کہ بار عیش کشاید بہ خطۂ کشمیر

جب ۹۹۹ سنہ ہجری مین اکبر نے دکن کے فتح کرنیکا عزم جزم کیا حکام دکن مثلاً راجے علیخان
فاروقی والی خاندیس و برہان نظام شاہ والی احمدنگر وغیرہا کے طرف فیضی کو سفارت پر مقرر فرما کے
بہیجا۔ فیضی اگرچہ اس خدمت کو ناپسند کرتا تہا لیکن طوعاً و کرہاً قبول کیا اُس نے سفارت کا
کام اُس خوبی سے انجام دیا کہ راجے علیخان و برہان شاہ حلقہ بگوش بن گئے۔ فیضی نے
برہان پور مین دربار منعقد کیا تخت پر شاہی تلوار و خلعت اور فرمان شاہی رکہا۔ راجے علیخان
پیادہ پا آیا۔ کہڑے ہوکے تین دفعہ نہایت ادب سے تسلیمات ادا کیا۔ فیضی نے فرمان شاہی
ادب سے ہاتہہ مین لیکے کہا کہ حضور نے آپکے نام فرمان بہیجا ہے۔ راجے علیخان نے فرمان کو
سر پر رکہا اور تین تسلیمات بجالایا۔ خلعت و تلوار کو بہی لیکر تسلیمات بجالایا۔ پہر برہانپور سے
احمدنگر مین آیا۔ برہان نظام شاہ سے ملاقات کی اور سفارت کے کام کو انجام دیا۔ سفارت کے
مہمات سے فارغ ہوکے ایک عرضداشت مفصل لکہہ کے حضور مین بہیجی۔ عرضداشت مین
تمام ممالک دکن کی پوری حالت لکہی۔ رستون کے انتظامات اور شہرون کے عمارات و قلعون
کی حالت بتلائی۔ اور زمین و زراعت و صنعت و حرفت کا ہی ذکر کیا ہے۔ اور علما و شعرا

کے بھی حالات اور نقلیں و حکایتیں بھی موقع و محل پر بیان کرتا ہے۔ چنانچہ عرضداشت میں ظہوری و ملک قمی کی ملاقات کا ذکر کر کے دونوں کے نسبت لکھا کہ میں یہاں دو شاعر صوفی مشرب سے ملا۔ دونوں خوش محضر و نیک سیر ہیں۔ قدمبوسی حضور کے مشتاق ہیں اور دونوں کے قصائد و غزلیں بھی بھیجیں۔ آخر سنہ ۱۰۰۱ ہجری میں سفارت کے کام سے فارغ ہو کے حضور میں پہنچا۔ اکبر بادشاہ اسکے کام سے بہت خوش ہوا۔ انعام و صلہ سے سرفراز فرمایا۔ سنہ ۱۰۰۳ ہجری میں بادشاہ نے چاہا کہ نظامی کے خمسہ کا جواب لکھا جائے چنانچہ فیضی نے نلدمن کا قصہ شروع کیا۔ چار مہینہ میں ختم کر کے پیش کر دیا۔ اُس میں چار ہزار شعر ہیں چنانچہ خود کہتا ہے ؎

کانگیختہ ام بہ آتشین آب	این چار ہزار گوہر ناب

مرکز ادوار۔ و سلیمان و بلقیس۔ ہفت کشور۔ نلدمن۔ اکبرنامہ۔ ان میں سے دو کتابیں ختم ہوئیں۔ ایک نلدمن دوم مرکز ادوار۔ باقی مثنویاں ناتمام رہیں۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ نلدمن خوش خط لکھوا کے کتب خانہ میں رکھیں۔ اور نقیب خان کو حکم ہوا کہ وہ پڑھ کر سنایا کریں۔ موارد الکلم اخلاق میں غیر منقوط حروف میں لکھی۔ یہہ نسخہ کلکتہ میں مطبوع ہو چکا ہے۔ پھر ایک تفسیر مسمی سواطع الالہام ہے۔ یہہ بھی مطبوع ہو چکی ہے۔ اکثر شعرا و علما نے کتاب پر تقاریظ لکھے ہیں۔ یہہ تفسیر غیر منقوط حروف میں سنہ ۱۰۰۲ ہجری میں تمام ہوئی۔ مُلا حیدر کاشانی نے پوری قل ہو اللہ سے تاریخ نکالی۔ یعنے بحساب جمل اس سورہ کے حروف شمار کئے جائیں تو ۱۰۰۲ ہجری برآمد ہوتے ہیں۔ ظہوری و ملک قمی نے قصیدے اور رباعیاں لکھیں۔ حاسدین رشک سے کہتے تھے فیضی نے یہہ بیفائدہ کام کیا۔ آج تک کسی نے ایسی تفسیر نہیں لکھی فیضی نے یہہ لغو کام کیا یہ بدعت ہے۔ فیضی نے جواب دندان شکن دیا۔

کہ خود کلمۂ توحید لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ از سر تا پا غیر منقوط ہے۔

صاحب دیوان ہے۔ دیوان میں تخمیناً نو ہزار سے زیادہ اشعار ہیں دیوان کا نام طباشیر الصبح ہے۔ مجموعۂ قصائد ایک مختصر مجموعہ ہے۔ لطیفۂ فیضی آپکے مکاتیب و خطوط کے مجموعہ کا نام ہے۔ حسب الحکم بادشاہ لیلاوتی۔ رسالہ حساب میں ہے فیضی نے سنسکرت سے فارسی میں ترجمہ کیا ہے۔

شعر شاعری کے طرف فطرۃً راغب تھا۔ کسی سے کلام کی اصلاح نہیں لی جو کچھ کہتا تھا زور طبیعت سے واقع ہوتا تھا اہل زبان کے ساتھ آمیزش و اختلاط رکھنے سے کلام میں اہل زبان کا محاورہ جلوہ افروز ہونے لگا۔ زیادہ مزاولت سے کلام صاف و شستہ ہوتا گیا۔ عربی میں فاضل ادیب ماہر لبیب ہونیکی وجہ فارسی اشعار میں صنائع و بدائع لفظی و معنوی سے بہت کام لیتا ہے۔ اشعار کے ہر ایک شعر سے بلاغت و فصاحت مترشح ہوتی ہے فارسی میں عربی لغات کو ایسی خوبی سے شامل کرتا ہے غیر مانوس نہیں معلوم ہوتے۔ شعرائے اہل زبان سے اکثر سبیل جوال کہتا تھا اور اُن سے مراسلت و مکاتبت کا سلسلہ بھی جاری رکھتا تھا۔ اور اہل زبان نے فیضی کے کلام کی داد دی ہے اور ادب کے ساتھ یاد کیا ہے چنانچہ مرزا صائب نے فیضی کی غزل پر غزل کہی ہے ؎

این آن غزل کہ فیضی شیرین کلام گفت — در دیدہ ام خلیدہ و در دل نشستہ

اور علی نقی کمرہ نے اصفہان سے ایک قصیدہ فیضی کی مدح میں لکھ بھیجا۔ فقیر مولف قصیدہ سے چند اشعار گزارش کرتا ہے ؎

مرا فکند بر نظم اصور ہم پرتو فیضی — ابوالفیض آن گزین اکبر و شیخ کبیرین
ظہیر قدوۂ پیشنیان حتی ظہیر الدین — امیر زبدۂ اہل زبان حتی امیر من

اگر ہستم مجیر اندر سخن او ہست خاقانی	وگر من مستجیرم آستان او مجیر من
کیم با او رسد در شاعری دعوائے ہمچشمی	کہ در این خانقاہ من مرید و اوست پیر من
زمین ہند با قرب ورش نعم النعیم دل	ہوائے خلد دور از حضرتش بئس المصیر من

ابتدا مین فیضی تخلص کرتا تھا۔ آخر مین فیاضی اختیار کیا۔ چنانچہ کہتا ہے۔

زین پیش کہ سکہ ام سخن بود	فیضی رقم نگین من بود
اکنون کہ شدم بعشق مرتاض	فیاضیم از محیط فیاض

فیضی نے ایک مثنوی مین اسبات پر فخر کیا ہے کہ میرے کلام مین لفظ سگ مثل دیوان حافظ نہین ہے ہو ہذا

منم فیضی کہ در میدان معنے	چو من چابک سوارے تیز تگ نیست
بجلد شعر من از پوست تا مغز	بجائے مردم ناپاک رگ نیست
بدان می ماند این پاکیزہ گفتار	کہ در دیوان حافظ نام سگ نیست

شیخ محمد یحیی الہ آبادی کتاب اعلام الانام مین کہتا ہے کہ شاید فیضی کے مطالعہ مین حافظ کی یہہ بیت نہین گذری۔ اسمین لفظ سگ آیا ہے۔ وہ بیت یہ ہے

شنیدہ ام کہ سگان را قلادہ می بندی — چرا بگردن حافظ نمی نہی رسنے

سرو آزاد مین میر غلام علی آزاد بلگرامی کہتے ہین کہ خواجہ حافظ کے دیوان کے بعض نسخون مین بجائے حافظ لفظ عاشق واقع ہوا ہے اور مقطع اسطرح ہے ؎

مزاج دہر تبہ شد درین بلا حافظ — کجاست فکر حکیمی و رائے برہمنی

آزاد کی تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ اصل دیوان مین شعر متنازعہ فیہ نہوگا۔ اور فیضی کے پاس دیوان کا وہ نسخہ ہوگا جسمین یہہ شعر نہوگا ورنہ فیضی ایسی غلطی کبھی نہین کریگا۔ مگر عنا کے مولف نے

لکہا کہ ایک وقت عرفی شیرازی فیضی کے دولتخانہ پر ملاقات یا عیادت کے لئے آیا۔ دیکہا کہ فیضی کے پیچہے چند کتے پہر رہے ہین۔ عرفی نے پوچہا کہ نام این مخدوم زادہا چیست؟ فیضی نے جواب یا عرفی ہے۔ اس نے جواب مین کہا مبارک ہو الخ۔ اس نقل سے ثابت ہوتا ہے کہ سگ پرور و سگ پرست تہا۔ اور فیضی کا اپنے دیوان کو خواجہ حافظ کے دیوان کا نظیر قرار دینے سے محقق ہوتا ہے کہ فیضی کو کتے کے نام سے نفرت کلی ہے۔ پس دونون روایت مین معارضہ ہے۔ بمصداق اذا تعارضا تساقطا۔ جب دونون قول باہم متعارض ہون تو ساقط ہوتے ہین ایک بہی اعتبار کے لائق نہین رہتا۔ فقیر مولف کے نزدیک عرفی و فیضی کی نقل باہم سوال و جواب بہ نسبت اسمائے سگان الخ کی بنیاد تصنع پر ہوگی حاسدین نے اس قسم کی نقلین فیضی کی اہانت و ذلت کے لئے بنا کے مشہور کئے ہون گے۔

اخلاق وخصائل کا ذکر

فیضی خوش طبع شگفتہ مزاج متین و ظریف تہا۔ خوش خلق و صاحب مروت و مہمان نواز تہا امیر و فقیر سے بے تکلفانہ ملتا تہا۔ ہر ایک کے ساتہہ جہانتک ممکن ہوتا تہا ہمدردی و مساعدت کرتا تہا۔ فیاض و سخی دل تہا غربا دوست مہمان نواز تہا۔ علما و شعرا و صاحبان کمال کی نہایت قدر کرتا تہا۔ عرب و عجم کے شعرا و علما کے لئے اسکا دولتخانہ فرودگاہ تہا۔ عرب و عجم کے اہل کمال جب ہند مین آتے تہے اسیکے مکان پر فروکش ہوتے تہے۔ مہمان کی خاطرداری مدارات مین حسن سلوک کرتا تہا۔ مہمان عزیز کو حضور بادشاہ مین پیش کر کے عہدہائے جلیلہ پر مامور کراتا تہا اور حجاج و زائرین کو انعام و صلہ دلوا کے رخصت کرتا تہا۔ اور بلاد و امصار کے علما و شعرا سے مراسلت کا دروازہ کشادہ رکہتا تہا۔ اور ہر ایک عالم و شاعر کے لئے انعام و صلہ بادشاہی بہیجتا تہا۔ بلکہ اکثر علما و شعرا کے وظائف حضور سے مقرر کراوئے تہے۔ اور بادشاہ کی خدمت مین

اکثر علمائے نامور کے بلانے کی تحریک و ترغیب کرتا ہے۔

ملا عبدالقادر بداونی فیضی و ابوالفضل کو برے الفاظ کے ساتھہ یاد کرتا تھا۔ مرتد و ملحد کے خطابات سے مخاطب کرتا ہے اور فیضی ملا صاحب کے ساتھہ حسن سلوک کرتا ہے اور حضور مین سفارش کر کے وظیفہ و جاگیر دلاتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ ملا دیندار و مومن پاک دل ہے فیضی نے سنہ ہجری مین احمدنگر سے بادشاہ کو ایک خط لکھا۔ اسمین ملا صاحب کی بہت تعریف لکھی کہ ان کے علم و فضل و دیانت کا اظہار کر کے آخر مین عرض کرتا ہے کہ مین گویا حضور مین حاضر ہو کے ملا صاحب کے اوصاف حمیدہ عرض کر رہا ہون اگر نہ عرض کرتا تو گنہ گار ہوتا۔

دیکھو ملا صاحب فیضی کو زندیق و کافر کہتے ہین۔ واقع مین فیضی حکیمانہ خیال رکھتا تھا۔ اور صلح کل کے طریقہ پر چلتا تھا۔ ملایان متعصب سے دور رہتا تھا۔ شیعہ و سنی کے مناظرہ کو مکروہ سمجھتا تھا نہ اسے شیعہ سے کام تھا نہ سنی سے بلکہ ملاؤن کی بحث و تکرار پر قہقہہ مارتا تھا۔

متعصب ملاؤن نے ابتدا مین اکبر کو اپنا ایسا مطیع بنا لیا تھا۔ جو یہہ کہتے تھے اکبر تسلیم کرتا تھا بدعتی و رافضی کشی کا ہنگامہ گرم تھا اکثر بدعتی و رافضی و زندیق و ملحد ہونے کے جرم مین قتل ہو چکے تھے۔ جب فیضی و ابوالفضل بادشاہ کی مقاربت مین پہنچے تب دونون نے بادشاہ کے ذہن نشین کیا کہ یہہ متعصبین اصل مذہب بیخبر مین اسلام کی اصل حقیقت سے واقف نہین ہین انکا کام یہی ہے کہ ہر ایک کی تکفیر کرنا۔ اس کے سوا کچھہ نہین سمجھتے دونون کی کوشش کی بدولت بدعتی و رافضی کشی کا ہنگامہ موقوف ہوا اور متعصبین ملاؤن کا زور توڑ دیا پس اکبر کو دونون کے مشورہ سے ایسا موقع ملا کہ آزادانہ حکومت کی بنیاد قائم کر دی جسمین ہندو مسلمان یہود و نصاریٰ سے آزادی سے زندگی بسر کرنے لگے۔ ہر ایک اپنے مذہب کے فرائض آزادی سے ادا کرنے لگا کوئی کسیکا مانع و مزاحم نہین ہوتا تھا۔

وفات

سنہ ۱۰۰۳ ہجری مین فیضی کو دمہ کا عارضہ لاحق ہوا۔ بیماری کے شروع مین یہہ رباعی لکھی

دیدی کہ فلک چہ زہرہ نیرنگی کرد — مرغ دلم از قفس شب آہنگی کرد

آن سینہ کہ عالمی درو می گنجید — تا نیم نفس بر آورم تنگی کرد

اسی مرض لاحقہ کے ساتہہ اور بہی امراض تہا بہ حال ہوئے اطبائے یونانی و مصری برابر معالجہ کرتے جاتے تہے مگر کسی کا علاج مفید نہین ہوتا تہا۔ روز بروز مرض بڑہتا گیا۔ حکیم مصری جو مشہور طبیب تہا بادشاہی حکم سے اُس نے نہایت توجہ و غور سے علاج کیا۔ لیکن موت کا کیا علاج کرے۔ وقت موعود قریب پہنچ گیا تہا۔ مرنے سے دو تین دن قبل مزاج مین بیہوشی جاری ہوگئی تہی۔ کبہی کبہی ہوش مین آجاتا تہا۔ تمام اہل بیت کو مایوسی ہوگئی۔ اکبر بادشاہ کو خبر دیگئی۔ بادشاہ عیادت کے لئے آیا۔ ابوالفضل نے بہائی کو ہوشیار کیا اور بادشاہ کی تشریف آوری کی خبر دی۔ فیضی نے حالت سکرات مین آنکہین کہولین اور آداب وتسلیم بجا لائی اکبر خدا کے سپرد کرکے واپس ہوا۔ ابوالفضل نے بیمار کی خدمت کے لئے رخصت لی۔ پہر عین نزع جان کے وقت نصف شب اکبر کو خبر دیگئی۔ بیقراری و اضطراری کی حالت مین آیا۔ فیضی کا سر ہاتہہ مین تہام کر دو تین دفعہ پکارا شیخ جیو! مین حکیم علی کو علاج کے لئے لایا ہون آپ بات کیجئے۔ شیخ نے کچہہ جواب نہین دیا۔ پس اکبر نے سر سے دستار پہینکدی۔ اہل بیت کو تسلی دیکر مراجعت کی۔ آخر بمصداق کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ بماہ صفر سنہ ۱۰۰۴ ہجری مین اس عالم ناپائدار سے عالم بقا کی طرف رحلت کی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون اعزہ و احبا خاص بادشاہ و ارکان سلطنت کو سخت رنج و غم عائد حال ہوا۔ تمام اعیان دولت و ارکان سلطنت و علما و مشائخ جمع ہوئے۔ اُس خزانہ علم کو تغسیل

و تکفین کر کے بزرگان سلف کے مقبرہ میں دفن کئے ۔

من اشعارہ الفارسی

گر سیه اینچنین شود چشم تو بر هلاک ما — از پس مرگ عاشقان سرمه کنند خاک ما
در هوس شکر لبی فیضی خسته داد جان — روح قدس ببین که شد واسطهٔ هلاک ما

وله
خال منما کشتهٔ آن نرگس مستانه را — کس نیندازد به پیش مرغ بسمل دانه را

وله
آزاد دلان در خم امید نمانند — مرغان بهشتی نه شناسند قفس را

وله
گر بدانی قدرے لذت یکتائی را — بدو عالم ندهی گوشهٔ تنهائی را
هست هر ذره از ریگ روان مجنونے — که سر کرده قدم بادیه پیمائی را

وله
بروای محتشم از مجلس رندان کاینجا — سر خاقان شکنند کاسهٔ فغفور امشب

وله
کدام ساقی بدمست گرم خونریز است — که بوی می بدماغم ز بوی خون کم نیست

وله
امشب وداع یار ز مرگم علامت است — شام وداع نیست که صبح قیامت است

وله
دل بجوئے تو گرفتار و تو بے پرواست — از کبابم خبرے گیر که آتش تیز است

وله
دل خوبان شهر مائل تست — سنگ آهن ربا مگر دل تست

وله
خاک هستی همه برباد فنا رفت ببین — آب فرعون چه شد و آتش نمرود کجاست

وله
خاکبیزان ره فقر بجائے نروند — گوئی این طائفه اینجا گهرے یافته اند

وله
وصلت چو عمر رفته میسر نمی شود — یکبار شد میسر و دیگر نمی شود

وله
اے سنگ تراش دل ترا یاد کند — وز سنگدلیهائے تو فریاد کند

وله
رویت افروخت از عتاب امروز — طرفه گرم است آفتاب امروز

وله
وقت است کز خرابهٔ دنیا برون رویم — زین دیر زنده همچو مسیحا برون رویم

مہ رس از قید دلہا در کمند عنبرین مویان — کہ می بینم سلیمانہا بزیر پر پریزادان

وله — شرط است جان بباد رخ یار باختن — شطرنج غائبانہ بدلدار باختن

وله — خواہی من دیوانہ را شیرین شود شور جنون — سنگ ستم تنہا بزن دشنام ہم چندے بدہ

تو اے پروانہ این گرمی زشمع محفلے داری — چو من در آتش خود سوز اگر سوز دلے داری

شدی فیضی شہید یار شرمت باد اگر نالی — بمحشر این خونبہا بس کہ چون او قاتلے داری

شستند پاک از دل ما نقش و رنگ بعضے — پیران سادہ لوح و جوانان سادہ روئی

فطرت - میر ابو تراب

فطرت تخلص - میر ابو تراب نام آپکا وطن مشہد ہے - صاحب استعداد و ذکی الطبع تھا طبع رسا و فکر صفا سے کلام موزون کرتا تہا وطن مالوف سے ہند مین وارد ہوا سیر و سیاحت کرتے ہوئے حیدر آباد دکن مین پہنچا - قطب شاہ کے دربار مین باریاب ہو کے منصب مناسب سے سرفراز ہوا - مدت تک آرام سے بسر کرتا رہا آخر سنہ ۱۱۰۱ ہجری مین فوت ہوا - میر مومن استر آبادی کے دائرہ مین دفن کیا گیا ایک رباعی جو اُس نے حالت نزع مین کہی تہی - اسکی لوح مزار پر کندہ کرائے مین ھو ھذہ

فطرت بتو روزگار نیرنگی کرد — نہ واخت بمہر و خارج آہنگی کرد
آن سینہ کہ عالمی درو می گنجد — اکنون ز تر دد نفس تنگی کرد

اسیطرح فیضی کی رباعی بہی ہے - معنیً بجنسہ فطرت کی رباعی ہے مگر الفاظ مین تہوڑا فرق ہے

رباعی فیضی

دیدی کہ فلک چہ نیرنگی کرد — مرغ دلم از قفس شتاب آہنگی کرد
آن سینہ کہ عالمی درو مے گنجید — تا نیم نفس برآوردم تنگی کرد

شاعری مین توارد ہوا ہے - اکثر شعرا مین توارد ہوتا ہے - صاحب دیوان ہے مگر دیوان نادر الوجود ہے

حرف ف

فربی ۔ سید شاہ ابوالحسن

فربی تخلص ۔ سید ابوالحسن نام ۔ آپ سید عبداللطیف نقوی کے صاحبزادے ہیں آپکی ولادت ۱۱۷۱ھ ہجری مین شہر بیجاپور دکن مین ہوئی ۔ چار برس کی عمر مین پدر بزرگوار کے ہمراہ سیر و سیاحت کے لئے وطن سے برآمد ہوا دو سال کامل شاہنور مین اور چھہ سال ارکاٹ مین سکونت پذیر ہوا پھر وہان سے بلدہ ویلور مین آیا ۔ اور سکونت پذیر ہوا ۔ محمد حسین بیجاپوری سے کتب فارسیہ اور محمد فخرالدین ناعطی سے کتب حقائق اور محمد ساقی سے کتب صرف نحو کی سند حاصل کی ۔ کمتر مدت مین ذی استعداد و صاحب سواد ہوگیا ۔ اور کتب بینی کے طرف راغب ہوا کثرت مطالعہ سے ایسی لیاقت پیدا کی کہ نثر عربی و فارسی نہایت فصیح و بلیغ لکھنے لگا ۔ اور سخن سنجی مین بھی مہارت کاملہ حاصل کی آپ صوفی صاف مشرب درویش پاکیزہ مذہب تھے ۔ اور آپکی طبیعت کا زیادہ میلان تصوف کی طرف تھا ۔ جب کبھی آپ غزل یا قصیدہ یا مثنوی مین فکر فرماتے تھے تو حقائق و معارف کے مضامین خوش اسلوبی کے ساتھہ اشعار مین درج کرتے تھے ۔ آپنے اولاً حضرت محمد فخرالدین ناعطی کی بیعت کی اور قادریہ طریقہ کی خلافت کا خرقہ زیب تن فرمایا ۔ ثانیاً حضرت سید محمد علی قدس سرہ سے تمام سلاسل کی خلافت کا خرقہ پہنا اور حضرت ہی کی خدمت مین اذکار و اشغال مین مشغول ہوئے ۔ پھر آپنے حضرت خواجہ رحمت اللہ قدس سرہ سے سلسلہ قادریہ و نقشبندیہ و چشتیہ و رفاعیہ کی اجازت حاصل کی ۔ اور حضرت شیخ مخدوم ساوی قدس سرہ کی خدمت مین بھی اذکار و اشغال سے

مستفید ہوئے۔ آخر ریاضات شاقہ کے بعد مرجع خاص و عام ہوئے۔ اکثر طلبائے صراط مستقیم آپکی ہدایت سے درجہ کمال کو پہنچے۔ آپکے مریدان با اخلاص رازنا الحق سے آگاہ اور لی مع اللہ کے رمز سے واقف ہوئے۔ آخر آپنے اس دار ناپائیدار سے بہشت برین کی طرف رحلت کی۔ یہ واقعہ ۹۳ہجری مین واقع ہوا۔ قلعہ و یلور کے خندق کے کنارے مدفون ہوئے۔ مولانا آگاہ آپسے حسن ارادت رکھتے تھے۔ اور آپکے دست مبارک پر بیعت کی تھی۔ آپکی رحلت کی تاریخ کہی۔ ھو ھذہ

بوالحسن آنکہ از نم فیضش	چمن دین چو باغ خلد شگفت
قرعۂ کوشش عرشیان گردید	آن گہر ہا کہ در معارف سفت
با نہانش عیان نکردہ ظہور	با عیانش نہان نماندہ نہفت
از پئے واروان شہد غیب	خس و خاشاک غیر از دل رفت
کرد زین طاق تنگ عزم رحیل	تا شود با جہان مطلق جفت
در حریم بقا بشاہد قدس	دوش بر دوش شاد و خندان جفت
بود جان جہان ازین معنی	از سفر کردنش جہان آشفت
فکر تاریخ رحلتش کردم	غاب قطب البلاد ہاتف گفت

من اشعارہ الفارسی

اے آہ برق سیرم بگذر زہر رہ کردی	از حال دل خبر دہ یک بار جان ما را
ز زلف او پس از چندین شب تار	بدست خویش تارے دارم امشب
قزلی حشم آہ بانالہ روان شد	رسم است کہ ہر قافلۂ بے جرسی نیست
نیست فوارہ اے پری پیکر	آب بر خاست بہر تعظیمت

قدر - خواجہ منعم خان

قدر تخلص - خواجہ منعم خان نام ہے۔ گل عنا کے مولف نے لکھا کہ آپ ہمدانی الاصل ہیں
آپکے جد اعلیٰ خواجہ علی ہمدانی حضرت سید علی ہمدانی کے ارشد خلفا سے ہیں۔ خواجہ کی نسب کا
سلسلہ حضرت خواجہ احرار سے بچند واسطہ منتہی ہوتا ہے۔ خواجہ علی مع پسر خواجہ ابراہیم ہمدان
سے سیر کرتے ہوئے کشمیر میں وارد ہوئے۔ کشمیر کی سیرابی و شادابی دیکھکے وہان فروکش
ہوگئے پدر و پسر زندگی وہان سکونت پذیر رہے۔ پیری مریدی کا سلسلہ جاری کیا
اہل کشمیر آپ سے حسن عقیدت رکھتے تھے۔ امیر خان صوبہ کابل خواجہ ابراہیم سے ارادت کامل
رکھتا تھا۔ ہمیشہ حسن سلوک سے خدمت کرتا تھا۔ خواجہ ابراہیم کا فرزند خواجہ عبد الغفور
کشمیر سے برآمد ہوکے کابل میں امیر خان کی خدمت میں پہنچا۔ امیر خان نے مرشد زادے کی
بہت خاطر و مدارات کی۔ اور آپ کی تشریف آوری غنیمت سمجھکے آپکو کابل کی دیوانی پر مقرر
کرنے کی بادشاہ کے حضور میں درخواست کی۔ درخواست منظور ہوئی۔ خلعت دیوانی و خطاب
خانی حضور سے سرفراز ہوا۔ مذکور الیہ چار سال تک دیوانی کا انتظام خوبی کے ساتھ انجام دیکر
امیر خان کے ہنگامہ میں شہید ہوئے۔ آپکی تعمیرات سے کابل کا پل سر مسجد ہے۔ عبد الغفور کے
فرزند خواجہ عبد اللطیف کابل سے شاہجہان آباد میں آئے۔ اور وہان سے اورنگ آباد میں میر الامرا
حسین علیخان کے پاس فروکش ہوئے۔ آپکے خلف الصدق خواجہ عبد الغنی خان والد خان قدر
صاحب ترجمہ صوبہ حیدر آباد کی کچہری دیوانی میں مدت تک مامور رہے۔ آپکی رحلت کے بعد
نواب صمصام الملک دیوان دکن نے نہایت قدر دانی سے قدر صاحب ترجمہ کو نواب آصفجاہ ثانی
کی خدمت میں باریاب کرکے والد مرحوم کی جگہ مقرر کرا یا ۱۱۹۲ سنہ ہجری تک دیوانی پر مامور تھے

انتہی کلامہ۔ آپ طبع سلیم و ذہن مستقیم سے موصوف تھے۔ کلام و خط شفیعائی کی مشق حضرت شاہ معین الدین علی تجلی سے کرتے تھے۔ خوش مذہب خوب مشہر تھے۔ سراپا اخلاق و اشفاق تھے اعزہ و احبا کے ساتھہ حسن اخلاق سے ملتے تھے۔ فرحت و عشرت سے زندگی بسر کرتے رہے آخر آپ سنہ ۱۲ ہجری کے آغاز مین بہشت برین روانہ ہوئے۔

من اشعارہ الفارسی

یار می آید و نثار رہش — وله — دُرِ غلطان اشکبار من است

زینہار چو ما غریبان شو و مشتاب گریہ ہر شب — ول — فلک را انجم زرہ بپوشد قمر زہالہ سپر نہد

ماہ نو باکمال آرائش — وله — نعل شبرنگ خوش خرام تو باد

من ز شادی چو عید میدانم — وله — چون بہ بر گلعذار می آید

قدر از بہر گریہ و زاری — « — کوہ و صحرا بکار می آید

من اشعارہ الہندی

موشگافی خوب نین اے شانہ اس لٹ کی — وله — بال سے باریک ہے یہ بات کاکل کی قسم

پیتا ہے بسکہ لہو ہر شب یہ بلبلون کا — وله — دہوتی ہے شبنم آکر صبح وہ منہ غنچہ

کوہ کن کی مفت جان کٹی تیشہ سے — وله — ہات شیرین کے لگا تو بہی نہ تا رو مین

ساقی گیا ہے روٹھہ کے ہم سے ہزار حیف — وله — آئی ہے کیون تو دہوم سے اب کے بہار حیف

بلبل کو فصل گل مین اسیری ہوئی نصیب — وله — رکہتا ہے کس قفس مین یہ صیاد دیکہنا

شیرین کا بیستون مین تو کہینچا ہے نقش پا — وله — تیشہ لگے گا سر ہی مین فرہاد دیکہنا

آنکہون مین مرے پہرتی ہے سچ آہ کسو کی — „ — دیکہا تہا مین تصویر سر راہ کسو کی

بلبل ہوئی ہے دام مین صیاد کے اسیر — „ — غنچون کے کان کہولنے باد صبا چلی

پھر داغون کی ہوسی ہے دیکھ لے اسے بیوفا	ولہ	عشق کے دفتر سے رکہتا ہون مین یہ فرمان دل
تخت شاہی ہے زمرد کا دوا کے لئے	ولہ	مینہ برسنے سے نہین سبز ہے برنگ صحرا

قدرت - محمد قدرت اللہ خان

قدرت تخلص - محمد قدرت اللہ خان نام - آپ محمد کامل صدیقی کے صاحبزادے ہین -
آپکی سند کا سلسلہ حضرت امیرالمومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے منتہی ہوتا ہے - خود صاحب ترجمہ نے
تذکرہ نتائج الافکار مین لکہا کہ میرے بزرگان سلف بلاد عرب سے ہند مین آئے - ہند کے شہرون
مین پہرتے پہرتے بلدہ قنوج مین سکونت پذیر ہوئے - پہر میرے اجداد سے ایک بزرگ سلطنت
تیموریہ کے آخر عہد مین قصبہ گوپامو مین پہنچے - قصبہ کو وطن بنا لیا - اور وہان کے شرفا
و معززین سے موافقت پیدا کی - آرام سے زندگی بسر کرنے لگے - اور حکام نے صاحب فضیلت
و ذوی لیاقت دیکہ کے صدارت کی نیابت پر مقرر فرمایا - اور معاش کافی جاری کر دی سلطنت
تیموریہ کے انقراض کے بعد ہمارے خاندان مین نیابت صدارت کی خدمت قائم رہی - ہمارے ہی
خاندان سے یکے بعد دیگرے خدمت پر مامور ہوتا رہا پس سنہ ۱۱۹۹ ہجری مین قصبہ گوپامو مین
قدرت صاحب ترجمہ کی ولادت ہوئی - آپ تا بہ عقل و شعور مین تحصیل علوم و فنون کیطرف
متوجہ ہوئے اور دل مین عزم جزم کیا تا وقتیکہ تحصیل سے فارغ نہین ہون گا کسی سررشتہ
مین نوکری نہین کرونگا - پس صاحب ترجمہ نے مولوی محمد مستقیم کی خدمت مین کتب نحو
و صرف تمام پڑہین - اور کتب فارسیہ شیخ غلام جیلانی و شیخ بدر عالم سے ختم کین - اور
مولوی خوشدل سے سخن سنجی کی نقدی حاصل کی - اور جناب مولوی سید شاہ غلام نصیر الدین
سعدی بلگرامی کی خدمت مین شرف بیعت سے مشرف ہوا بسلسلہ قادریہ مین اشغال و اذکار کی

سندلی ۱۲۲۷ ہجری میں حضرت خوشنود کی خدمت میں علم فرائض و حساب میں لیاقت پیدا کی ۱۲۳۲ ہجری میں نواب رضوان مآب کی خدمت میں باریاب ہوکے خطاب خانی و خدمت تولیت مقبرہ نواب پر مقرر ہوا۔ مقبرہ کا انتظام کمال امانت کے ساتھہ کرتا رہا۔ پھر مشاعرہ اعظم کی مجلس میں حکم بنایا گیا تاکہ شعرا کے باہم اعتراضات کا فیصلہ کرے۔ آپ سلیم الطبع و منصف مزاج تھے۔ عابد و زاہد متقی و پرہیزگار تھے۔ اکثر عبادت الہی میں مصروف رہتے تھے۔ صاحب دیوان ہے آپکا دیوان ضخیم ہے۔ آپکا کلام نہایت شیرین و دلنشین ہے۔ سخن سنجان منصف کے نزدیک مقبول ہے۔ اور آپنے ایک تذکرہ شعرا مسمی بہ نتائج الافکار تالیف کیا۔ نہایت صحت و صداقت کے ساتھہ لکھا ہے۔ مدراس میں نواب صاحب کی عنایت سے ۱۲۵۸ ہجری میں مطبوع ہو چکا ہے۔ آخر آپ اس عالم فنا سے عالم بقا روانہ ہوئے۔ آپکی وفات کی تاریخ و سنہ معلوم نہیں ہوا۔

من اشعارہ الفارسی

اے از فروغ نور تو روشن چراغہا — وز پرتو جمال تو در سینہ داغہا

وله

فزود حسن چو از ساغر شراب ترا — سزد از این دل بریان من کباب ترا

بحال پیریم اے ترک نوجوان رحمے — اگرچہ منع کند عالم شباب ترا

وله

گر بگورستان گذر افتد من رنجور را — نالہ ام بیدار سازد خفتگان گور را

وله

خدمت اہل صفایم شرف نواز کرد — فیض شاگردی رساند آخر باستادی را

وله

طفل بدخوئیکہ بستم رشتہ الفت باو — می کشد ہر سو برنگ کاغذ بادی مرا

وله

فارغ بعدم بودہ ام از فکر جہانی — آوردہ درین دہر تماشائے تو ما را

وله

بر چرخ نیست رنگ شفق بلکہ در غمت — شد اشک ریز دیدہ پرخون آفتاب

قدرت زار کہ از نالہ نمی بست زبان — من ندانم چہ بلا شد کہ خموش است امشب

وله
کارم شود تمام بیک ناله چون سپند
جان بر لبم حیات مرا اعتبار نیست

وله
بر تهی دستان نظر اہل ہمت را بود
سر فرو بردن بساغر نیست از مینا عبث

وله
دود حسرت ز دل خویش بر آورد رقیب
من گرفتم چو ازان لب نے قلیان گستاخ

وله
اگر آن ابر نیسان بر سر من بیحجاب آید
ببارم گوہر مقصد بکف در جیبم آب آید

وله
دل ستم زده در وصل یار می نالد
چو بلبل که بفصل بہار می نالد

وله
آتش سینه بے کینه ہدف کرد آخر
نقد جانے که مرا بود تلف کرد آخر
شور آوارگیم برده سبق بر مجنون
زنده دیوانهٔ من نام سلف کرد آخر
از صفائے رخ زیبائے تو افتاد چو عکس
از دم سرد خود آئینه کلف کرد آخر

وله
در یاد چشم مست تو اے نور دیده ها
از دیده خون ناب چو صہبا گریستم

وله
دل خسته و آه سرد دارم
یکجان و ہزار درد دارم
پوشیده چسان کنم غم دل
چشم تر و رنگ زرد دارم

وله
در کنج قفس خوشش با سیر گلزارم
در کار تو اگر این مشت پر من

وله
ساغر می شبانه باکه زدی
بارخ لاله رنگ آمدهٔ
برنخیزی ز کوئے او قدرت
چقدر پا بسنگ آمدهٔ

وله
برنمی خیزد صدائے از نوای مجروح عشق
کشتهٔ تیغ نگاه سرمه دار کیستی

وله
اے چرخ چنین ذلیل و خوارم کردی
آشفته و زار و بیقرارم کردی
میخواستی از روز ازل خواری من
آخر بستمگری دو چارم کردی

قیس ـ محمد صدیق حیدرآبادی

قیس تخلص ـ محمد صدیق نام ـ آپکا اصلی وطن حیدرآباد دکن ہے آپکے بزرگ

اکثر سرکار عالی نظام مین وقایع نگاری اور اخبار گوئی کی خدمات پر متقرر تھے۔ چنانچہ آپکے نانا محمد عاقل خان نائب مخبرین کے افسر تھے۔ اور آپکے خالو شیر محمد خان ایمان اعظم الامرا ارسطو جاہ کے مصاحب تھے اور شعرا مین استاد الشعرا مشہور تھے۔ آپنے نشو و نما کے بعد سن شباب مین بقدر ضرورت فارسی عربی پڑھکے تحریر و تقریر کی استعداد حاصل کی اور موروثی وقایع نگاری و تاریخ دانی کا کمال پیدا کیا۔ اور شعر گوئی بھی شروع کی۔ کلام کا اصلاح خالو ئے بزرگوار سے لیا کی۔ چندمدت مین لائق ہو گئے۔ آپکا کلام دلکش و دلچسپ ہوتا ہے مضامین پاکیزہ کے زیور سے جلوہ تازہ دکہلاتا ہے۔ رنگینی معانی و تبیرین بیانی سے کرشمہ نمایان کرتا ہے۔ شاعر نازک خیال خوش مقال ہے۔ خواجہ میر درد و میر تقی میر کی وضع و طرز کی پیروی کرتا ہے ظریف الطبع و لطیف المزاج تہا۔ صاحب دیوان ہے اور دیوان کا نام پیشکار رکہا تہا۔ آپنے ایک دیوان ریختی شاہجہان آباد کی بیگمات کی بول چال مین لکہی۔ فقیر مولف کو آپکا دیوان ریختی ملا تہا افسوس کہ وہ موسی ندی کی طغیانی مین غرق آب ہوا۔ نہین تو اُسمین سے چند اشعار ہدیۂ ثنا نقین کرتا۔ آپکو مہاراجہ بہادر چندو لال نے دو روپیہ روزینہ مقرر کر دیا تہا اور نواب امیر کبیر شمس الامرا بہادر نے بہی خاص اپنی سرکار سے دو روپیہ یومیہ معین فرمایا تہا آپ خوشی خرمی سے زندگی بسر کرتے رہے خوش اخلاق و خوش فکر تہے۔ آخر سنہ ۱۲۳۰ ہجری مین جان بحق ہوئے۔

من اشعارہ الھندی

کان کا ہلتا ہے دُر یون اُس بت مغرور کا
جام مے مین عکس ہے کیا اُس رخ پر نور کا
بسکہ ملنے کرنیکو مین راہ فنا آمادہ ہون

جسطرح جہولے ہے گہوارے مین بچہ حور کا
گود مین لیکر پری بیٹھی ہے بچہ حور کا
کاغذ گل خود ہون سیماب آتش دادہ ہون

بریں جو وہ سیم بر نہیں ہے ‏— اپنی بھی ہمیں خبر نہیں ہے
بستے ہیں اُسی سے کعبہ و دیر ‏— کس جا پہ وہ جلوہ گر نہیں ہے
ہستی سے عدم کو کوچ کرنا ‏— اتنا تو بڑا سفر نہیں ہے
وہاں تیغ پہ ہاتھ رکھا ‏— یہاں ڈھونڈا تو تن پہ سر نہیں ہے
نالہ کر کر کے تھک گئے ہم ‏— ہوتا اُسکو اثر نہیں ہے
اے برق تجلئے جہاں سوز ‏— جی کا تو ہمیں خطر نہیں ہے
سودا زلفوں کا ہے اگر قیس ‏— ہمکو تو یہہ دردسر نہیں ہے

ولہ

کان میں کہدو کوئی شانے کے ‏— سانپ ہیں یارے سرہانے کے
حشر بھی ہو گیا نہ آئے تم ‏— پاؤں پوجے تمہارے آنیکے
مژدہ ترہیں دیکھیو اے برق ‏— خار و خس اپنے آشیانے کے
کبھو بڑھتے ہیں اور کبھو گھٹتے ‏— یہی اسلوب ہیں زمانے کے
قیس کہتا تھا اپنی چھاتی دیکھ ‏— صدقے ہاتوں کے اس نشانے کے

ولہ

یوں نمایاں زلف کے حلقہ سے خال یار ہے ‏— حلقۂ پرکار میں جیوں نقطۂ پرکار ہے

قدرت۔ غلام ابراہیم خان

قدرت تخلص۔ غلام ابراہیم خان۔ نام آپ دلاور خان نصرت کے فرزند ہیں عنایت اللہ خان کشمیری کے نواسہ۔ سادات صحیح النسب سے ہیں۔ آپکی ولادت دکن میں ہوی۔ پرورش تربیت بھی اسی میں پائی۔ سن شعور کے بعد کتب درسیہ الد ماجد کے سایۂ مرحمت میں ختم کیں۔ خوش فہم و خوش فکر تھے۔ شعرگوئی کے میدان میں قدم رکھا

جو کچھ کلام موزون کرتا تھا والد ماجد کے ملاحظہ مین گزرانتا تھا۔ والد کی صلاح سے رفتہ رفتہ کلام رنگین ایجاد کرنے لگا۔ شعرا مین بلند آوازہ ہوا۔ ابتدائے جوانی سے مزاج مین بے پروائی تھی۔ باپ کی دولت و حشمت پر اعتماد تھا تلاش معاش کی ذرا بھی فکر نہین کی۔ والد متوفی سنہ ۱۱۴۹ ہجری کے بعد قطع تعلق کر کے اوسی مین خانہ نشین ہوا تھوڑی مدت مین باپ کا ذخیرہ خورد برد کیا۔ جب کچھ باقی نہین رہا تب قانع و متوکل بنگیا۔ فن موسیقی اور ستار بجانے مین استاد تھا۔ حالت قناعت مین بھی فن آپکا رفیق تھا۔ اکثر امرا زادے جو لہو لعب کے طرف زیادہ راغب ہوتے تھے آپکی خدمت مین آیا جایا کرتے تھے اور آپکے ساتھہ حسن سلوک کرتے تھے۔ آخر آپ گھر فروخت کر کے اورنگ آباد دکن مین آئے اور یہان سنہ ۱۱۸۰ ہجری مین فوت ہوئے۔ خوش مزاج و زندہ دل تھا۔ آشنا پرست و رنگین خیال۔ راگ و رنگ کا شائق۔ آواز رباب و چنگ کا عاشق۔ زندگی عیش و عشرت مین بسر کرتا تھا۔ حریفان ہم مشرب کی خوب خاطر و مہمانی کرتا تھا۔ آزادانہ مشرب و درویشانہ مذہب رکھتا تھا۔ من اشعارہ الفارسی

اے خوش آن دل کہ بدلدار سری پیدا کرد
صفت آئینہ کہ صاحب نظری پیدا کرد

تا توزہ کردہ از ناز کمان ابرو
بسملم بستم بال و پری پیدا کرد

جفائے او بدل ما ہمیشہ دمساز ست
بغیر سنگ کہ با شیشہ محرم راز است

کرد غارت بنگاہے دل و دین قدرت
این دو صید آنقدر انداز بیک تیر گرفت

باین شوخی صبا گر قدرہ فصل بہار آرد
گریبان چاک سازد غنچہ تصویر در گلشن

قاری۔ خواجہ محمد فاضل گجراتی

قاری تخلص۔ خواجہ محمد فاضل نام۔ آپ گجراتی الاصل ہین۔ شریف و نجیب ہے۔

شریف و نجیب تھے۔ جوان صالح لائق و فاضل قاری خوش الحان۔ عالم شباب مین وطن سے اورنگ آباد و دکن مین آئے۔ نواب سید نصیر الدولہ نصیر جنگ صوبہ دار اورنگ آباد کے توسل سے بندگانعالی نواب آصفجاہ کے حضور مین باریاب ہوئے۔ نواب صاحب کی سفارش سے ملازمین کے زمرہ مین شریک ہوئے فراغت و خوشحالی سے زندگی بسر کرنے لگے۔ اور جناب حضرت شیخ صاحب کی خدمت مین مثنوی شریف پڑہی۔ مزاج مین صلاحیت و آدمیت بے انتہا تھی۔ صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے ہمیشہ شرع کے طریقہ پر قائم و مستقل رہتے تھے۔ ہر ایک کیا امیر کیا فقیر سب کے ساتھہ خوش اخلاقی سے ملتے تھے۔ فانی المشرب تھے درویشی خاکساری کو بہت پسند کرتے تھے۔ فطرۃً موزون الطبع تھے۔ طبیعت کی رسائی و ذکاوت ذہن کی صفائی سے کبھی کبھی شعر کہتے تھے۔ آپکا کلام صوفیانہ عشق و محبت کے بیان سے لبریز۔ و ہر ایک شعر کا مضمون شور انگیز ہوتا ہے۔ نزاکت و عذوبت مین شکر ریز۔ آخر آپنے ۱۱۷۶ہجری مین عالم فانی سے رحلت کی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

من اشعارہ الفارسی

کسے کند چو نظر نو بہار چشم ترا	کشد بہ پردۂ دل خار خار چشم ترا
سیاہ مستی عاشق دگر دو بالا شد	چو دیدہ میکدۂ روزگار چشم ترا
چو عندلیب نواز است نغمۂ مستی	کسے کہ کرد تماشا بہار چشم ترا

حرف کاف فارسی و عربی

کافی۔ نواب میر عباس علیخان حیدر آبادی

کافی تخلص۔ میر عباس علیخان نام۔ آپ مشاہیر امرائے حیدر آباد سے تھے۔

نواب شاہ سیار الملک کی اقارب قریبہ سے اور بیگن پلی کے جاگیرداروں میں سے تھے
آپکے بزرگوں نے قدیم زمانہ میں کارنمایاں کئے تھے۔ سرکار عالی سے جاگیر اور صلات
سے سرفراز۔ آپ خاندانی رئیس شریف ہیں فارسی عربی و ہندی میں عمدہ لیاقت
رکھتے تھے۔ اور شعرگوئی میں یگانہ و بے مثل تھے۔ آپنے اکثر غزلیں طرحی و غیر طرحی
لکھیں اور چند قصائد حضور بندگانعالی اور مہاراجہ چندو لعل بہادر کے مدح میں
کہے اور حضور میں پیش کئے۔ شہر میں آپکی لیاقت و قابلیت کی شہرت ہوئی۔ ہر طرف
آپکی طبیعت کے جواہر چمکنے لگے۔ حضور بندگانعالی نے آپکو خانی و بہادری خطاب سے
ممتاز فرمایا۔ اور مہاراجہ بہادر نے بھی آپکو تقرب سے سرفراز اور دو سو روپیہ ماہوار منصب
مقرر کیا۔ آپ اکثر اوقات مہاراجہ کے خدمت میں حاضر رہتے تھے۔ خوش مزاج و خوش
اخلاق صاحب مروت و محبت تھے۔ فقرا دوست و غربا پرور تھے۔ امیر نامور و فیض
گستر تھے۔ آخر سنہ ۱۲۳۷ ہجری میں عالم باقی کو روانہ ہوئے۔

من اشعارہ الہندی

نہیں معلوم لگی کسکی جگر میں شمشیر
نہ فقط ہے ترے مژگاں ہی کو خاصیت تیر
خلق کی سمت سے بھاگے ہے دل وحشت دوست
یہ نہیں ہے مہ نو قتل عزیزاں کے لئے
کیوں نہو اُس چشم نازک کو گراں بار نظر
اُس حیا پیشہ کا مفتوں ہے دل نالاں میرا
شب جو نقشہ چشم میں اُس شعلہ رو کا پھر گیا

ولہ

آج پھر لال ہے قاتل کی کمر میں شمشیر
ہے خم گوشۂ ابرو بھی اثر میں شمشیر
جادۂ شیر ہے آہو کی نظر میں شمشیر
چرخ دوں پیشہ نے باندھی ہے کمر میں شمشیر
کام جسپر نشتر کا کرے تار نظر
دیکھنا آئینہ کا ہے جسکو بھی عار نظر
اب تلک جیوں موئے آتش دیدہ ہے تار نظر

لگادی سوزش داغ جگر نے آگ سب تن میں	ہوا آخر یہ شعلہ برق سوزاں اپنے خرمن میں
بھرا اس چشم میں کس شوخ کا تھا شوق نظارہ	کہ جیون سیماب تڑپے ہے عزیز اشک دامن میں

کالا - میاں محمد کالا پہاڑ

کالا تخلص - میاں محمد کالا پہاڑ - دکنی الاصل ہے - سپاہی جری و بہادر تھا - ریاست نظام شاہیہ و عادلشاہیہ میں اکثر معرکوں میں کارنمایاں کر کے نیک نام ہوتا تھا - اور کار ہائے دست بستہ کو ادنی توجہ میں حل آسان کرتا تھا - بہادری و دلاوری میں ثابت قدم و راسخ دم تھا - غنیم کے مقابلہ میں کبھی پس پا نہیں ہوتا تھا - ہمت و جرأت سے غنیم کو پس پا کر دیتا تھا - فن بنوٹ میں استاد تھا سپاہگری کے رموز سے خوب واقف تھا اکبر بادشاہ کا معاصر تھا - علی عادل شاہ کے زمانہ میں زندہ تھا - فارسی تحریر و تقریر میں ہوشیار تھا - فارسی زبان میں اہل زبان کے ساتھہ خوب بامحاورہ تکلم کرتا تھا - موزون الطبع تھا کبھی کبھی شعر کی فکر کرتا تھا - آخر ۱۰۰۲ ہجری میں فوت ہوا - من اشعارہ الفارسی

گر عشق عنان دل نگیرد	دلم گوئی بلا منزل نگیرد
دوانم اشک را ہر دم بکوشش	مردم زغم رخ نگو بیت

کمتر - فقیر کمتر شاہ دکنی

کمتر تخلص - کمتر شاہ نام - آپ فقرا دکن سے ہیں صوفی المذہب فانی الذات تھے عارف باللہ عاشق رسول اللہ و حقائق و معارف سے آگاہ تھے - آپکو شعر گوئی کا شوق تھا اور مرثیہ خوانی کا ذوق - فصیح البیان و بلیغ اللسان تھے جو کچھہ موزوں فرماتے تھے

وہ سنجیدہ و پسندیدہ ہوتا تہا۔ آپکے کلام کی فصاحت و لطافت اسدرجہ تہی کہ اہل زبان دیکہکے متعجب کرتے تہے۔ کلام شستہ و پاکیزہ و برگزیدہ ہوتا تہا۔ سامعین کو لطف و مزہ آتا تہا۔ آپکا حافظہ تو غضب تہا اساتذۂ سلف و خلف کے ہزارہا اشعار حفظ تہے۔ اکثر مراثی و مثنویات بہی نوک زبان تہین۔ باوجود این لیاقت کسر نفسی خاکساری اسقدر تہی کہ ہرکس و ناکس کے سامنے عاجزی و انکساری ظاہر فرماتے تہے۔ غرور و تکبر سے منزلون دور رہتے تہے۔ خوش اخلاق و خوش اشفاق تہے۔ شہر حیدرآباد کے امرا و فقرا آپکو چاہتے تہے آپ جب کبہی کسیکے گہر آنکلتے تہے تو صاحب خانہ آپکو چار روز مہمان رکہتا تہا۔ رخصت کرنا نہین چاہتا تہا آپ شہر مین عزیز رہا تہے۔ آخر آپ اسی شہر مین ۱۲۲۵ھ ہجری مین عالم بقا کو روانہ ہوئے من اشعارہ الہندی

ہر مین جو آج اپنے وہ زہرہ جبین نہین	وہ کیا نہین کہ ہم یہہ جانا کہ ہم نہین

کامل۔ میر کامل برہانپوری

کامل تخلص۔ میر کامل نام۔ آپکا مولد و منشا برہانپور ہے۔ آپنے وطن مالوفہ مین علمائے کرام سے کتب درسیہ پڑہین مستعد طالب علم تہے۔ شاعری کا عشق تہا اس فن مین کامل تہے۔ خوش دل و خوش فکر تہے۔ عین عالم شباب مین ۱۱۴۰ھ ہجری مین بہشت کیطرف روانہ ہوئے

من اشعارہ الفارسی

غنچہ چون در باغ دعوی آن دہان تنگ کرد	گل بخندید از تعجب گفت بلبل واہ واہ
شاہد امشب در چراغان روغن گل ریختند	جنگ با پروانہ دارد فوج بلبل واہ واہ

کلان۔ میر کلان اورنگ آبادی

کلان تخلص۔ میر کلان نام۔ اورنگ آبادی المولد ہے۔ شریف زادہ ہے سن شعور مین شعرگوئی کا شوق ہوا حاجی میر علی اکبر ناں فرخ آبادی کی خدمت مین اصلاح لیتا تہا خوش فکر و خوش مذاق تہا اکثر کلام ریختہ مین موزون کرتا تہا خوب کہتا تہا۔ جوان صالح و با اخلاق تہا۔ لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی کے دوستون مین سے تہا۔ سرکار عالی نظام خلد اللہ ملکہ کے اہل مناصب کے زمرہ مین ملازم تہا آخر ۱۱۹۳ ہجری مین فوت ہوا من کلامہ

ابتدا کیسی محبت تہی تمہاری ہم سے ظلم اور سختی روا کیون ہے کلان پر اے سجن	ہو گئی ہو آج بیرحم کس خطا کے واسطے کیا کیا حق نے تمہین پیدا جفا کے واسطے

کمتر۔ مرزا مغل اورنگ آبادی

کمتر تخلص۔ مرزا مغل نام۔ اصل وطن اورنگ آباد ہے آپکے والد ماجد عالمگیری زمانہ مین سمرقند سے اورنگ آباد دکن مین آئے۔ نواب غازی الدین خان فیروز جنگ کے توسل سے بادشاہ کے حضور مین باریاب ہوئے منصب مناسب سے سرفراز ہوئے۔ مشہور ہے کہ نوابصاحب موصوف کے قرابتدارون مین سے تہے۔ مرزا کی ولادت دکن مین ہوئی۔ اور اسی ملک کی آب و ہوا مین تربیت و پرورش پائی۔ عالم شباب مین موروثی خدمت منصب پر ممتاز ہوا علمی لیاقت بقدر ضرورت تہی فارسی و تحریر و تقریر مین مستعد طالب علم تہا موزون الطبع و خوش فکر تہا۔ شعرگوئی کا شوق دلمین پیدا ہوا فارسی و ہندی مین کلام موزون کرنے لگا کلام کی اصلاح شاہ سراج اورنگ آبادی سے لیتا تہا۔ کلام شیرین و رنگین ہے۔ لطافت و متانت سے خالی نہین ہے۔ چمنستان شعرا کے مولف نے لکہا کہ ۱۱۸۱ ہجری تک زندہ رہا آخر ۱۱۹۳ ہجری مین فوت ہوا مجہے آپکے فارسی اشعار دستیاب نہین ہوئے انتہی کلامہ

من اشعارہ الہندی

نہو لیجے کبھی ساقی بہ حالت بیحجابی کا — چہ گانا منہہ پیالے کا گلابی تا گلابی کا
ذرہ تو لگ گلے ساقی ہے موسم بیحجابی کا — کہ جاری فیض بارش سے ہے چشمہ گلابی کا
مجھے اسباب پر کمتر تعجب سخت آتا ہے — ہرے شیشے پہ پہنا قہقہا کر کر گلابی کا
یہی سامان ہے ساقی میرے خانہ خرابی کا — چھنا لینا پیالے کا پٹک دینا گلابی کا
گلابی پاؤن پڑتی تھی ہر اک دم جا کی جہنک جہنک — تو کیا بہولا ہے ساقی وہ زمانہ بیحجابی کا

کوکبی۔ قباد بیگ گرجی

کوکبی تخلص۔ قباد بیگ نام۔ گرجی الاصل ہے۔ شاہ عباس ماضی بادشاہ ایران کا غلام تہا۔ علم و فضل کے زیور سے آراستہ تہا۔ زمانہ دراز تک بادشاہ کی ملازمت مین رہا آخر ایران سے حیدر آباد دکن مین آیا۔ قطب شاہ والی حیدر آباد کے دربار مین باریاب ہوا قطب شاہ نے اسکی بہت خاطر و مدارات کی اور اسکو صیغۂ منصب مین مامور فرمایا۔ کوکبی صاحب ترجمہ بسبب عنایت قطب شاہی حیدر آباد مین متوطن ہوگیا سنہ ۱۰۳۲ ہجری تک زندہ رہا۔ آخر سنہ مذکور مین عالم بقا کو روانہ ہوا۔ میر کے دائرہ مین مدفون ہوا۔ موزون الطبع تہا کبھی کبھی شعر موزون کرتا تہا۔ جو کچھ کہتا ہے خوب ہوتا ہے **من اشعارہ**

ہر چہ ہم رنگ معشوق بود معشوق است — نقص عشق است کہ پروانہ بمہتاب نسوخت
با کائنات کردم از آن دوستی کہ یار — در ہر دلے کہ جلوہ کند در دل من است

کم گو۔ عبد الرحیم کشمیری

کم گو تخلص۔ عبد الرحیم نام۔ آپکا وطن اصلی کشمیر جنت نظیر ہے۔ حافظ قرآن

وستفید طالب علم تھے۔ فارسی عربی مین لیاقت و مہارت تمام رکھتے تھے۔ آپکو شعر گوئی سے دلچسپی تھی۔ اکثر اوقات سخن سنجی مین صرف کرتے تھے۔ آپ کا کلام دلچسپ برجستہ ہوتا ہے اور آپکو سرخوش سے تلمذ ہے۔ آپ عالمگیری لشکر کے ہمراہ اورنگ آباد دکن مین آئے لشکر مین کسی خدمت مناسب پر ملازم تھے۔ آخر آپنے ۱۱۳۳ ہجری مین بلدہ اورنگ آباد مین دار فانی سے بملک جاودانی رحلت کی من کلامہ

ریخت باران بلا بر تن غم پرور ما		چہ بلا بود کہ دنیا ورد فلک بر سر ما
زخضر عمر فزون ست عشق باز انرا	وله	اگر ز عمر شمارند روز ہجران را
نہ نرگس ست عیان بر سر مزار مرا	وله	سپید شد برہت چشم انتظار مرا
گرفته زخم دلم در دہن خدنگ ترا	وله	بلذتی کہ مکد طفل شیر خوار انگشت
نہ عینک است کہ بر دیده دارم از پیری	وله	برای خط جوانان دو چشم من چارست
گاہے بگوش زنده دلان نغمہ رسان	وله	زان پیشتر کہ بانگ برآید فلان نماند
اشک من طالب آن نرگس جادو باشد	وله	ہمچو طفلی کہ دوان در پی آہو باشد
چون تار عنکبوت زہجر تو شد تنم	وله	در گوشہ خرد بہ از انست مسکنم
بناز گشت جہانی بہ بت ستمگر من	وله	ہنوز بر سر نازست ناز پرور من
چون سایہ ہم بہر سو روان شوی		باشد کہ رفتہ رفتہ بما مہربان شوی
زنجیری کہ عشق انداخت در پای من قمری		قضا و آخر ترا ہم حلقہ در گردن ای قمری

کلیم - ابو طالب

کلیم تخلص - ابو طالب کنیت نام ہے ہمدانی المولد کاشانی المنشا ہے نشو و نما کے بعد

عالم شعور کے ابتدا میں شیراز گیا۔ اور وہان کے علما و فضلا سے علوم و فنون کی تحصیل کی۔ تحصیل سے فارغ ہونے کے بعد تلاش معاش میں سفر اختیار کیا۔ جہانگیر کے زمانہ مین ہند آیا۔ شاہنواز خان صفوی کے مکان پر فروکش ہوا۔ خان موصوف نے کلیم کے ساتھ مہمان نوازی کے مراسم کریمانہ طور سے ادا کئے ابھی جہانگیر کے دربار مین رسائی نہین ہوئی تھی کہ وطن کی محبت و کشش دامن گیر ہوئی۔ ۱۰۲۸ھ سنہ ہجری مین وطن مالوفہ کی طرف مراجعت کی چنانچہ کہتا ہے۔ ؎

طالب ز ہوا پرستی ہند	برگشت و بسوئے مطالب آمد
تاریخ توجہ عراقش	توفیق رفیق طالب آمد

۱۰۲۸

ہندوستان سے وطن مالوفہ مراجعت کی۔ لیکن وہین ہندوستان کی حسرت و تمنا شکن تھی چنانچہ کہتا ہے۔ ؎

ز شوق ہند زان سان چشم حسرت بر قفا دارم	کہ رو ہم گر براہ آرم نمی بینم مقابل را
اسیر ہندم و زین رفتن بیجا پشیمانم	کجا خواہد رساندن پرفشان مرغ بسمل را
بہ ایران میرود نالان کلیم از شوق ہمراہان	بپائے دیگران ہمچو جرس طی کرد منزل ہا

وطن مین پہنچ کے دو ڈھائی سال سے زیادہ نہین ٹھیرا۔ پھر ہندوستان مین آیا۔ اولاً دکن مین آیا۔ ابراہیم عادلشاہ والی بیجاپور کے پاس جارہا تھا کہ راہ مین جاسوسی کے شبہ مین گرفتار ہوا۔ قلعہ شاہدرک مین قید کیا گیا۔ قید خانہ مین عادلشاہ کی مدح مین ایک قصیدہ لکھا معلوم نہین اسکا قصیدہ عادلشاہ کے ملاحظہ مین گذرا یا نہین؟ غالباً قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قصیدہ عادلشاہ کے ملاحظہ مین نہین گذرا۔ اگر گذرتا تو عادلشاہ کی عنایت و قدردانی سے مالا مال ہوجاتا۔ اور شاہجہان کے دربار مین پہنچنے کی

تمنا کرتا - آخر چند روز کے بعد قید خانہ سے رہا ہو گئے شاہجہان کے دربار کا عزم جزم کیا - اور ایک قصیدہ میر جملہ شہرستانی کی مدح مین موزون کیا - اسمین اپنا تمام حال و قید خانہ کے مصائب کا ذکر بھی کیا - قصیدہ کے اشعار مندرجہ ذیل ہین ھو ھذا

فلک قدرا نمی پرسی کہ گردون
چرا آزردہ ما را بے محابا

چرا آزردہ بیمار غمی را
کہ می آمد بدرگاہ مسیحا

بعزم سیر بیجاپور گشتم
رہے با اخترے چون شب و یلدا

بچنگ راہداران فتادیم
چہ گویم تا چہا کردند بر ما

ہمہ اندر تجسس ہوشگافان
ہمہ در شکنج کاوش ذہن دانا

یکے گوید کہ دزد اند باشند
بزندان چندگہ زنجیر فرسا

دگر گوید کہ جاسوس فلانند
کہ از تفتیش ما گشتند بینا

یکے می گوید اینان را بکاوید
کہ شاید نامہ گردد ہویدا

زبس تفتیش از ہم می کشودند
اگر در بار ما بودے معما

کنون در چنگ ایشان مبتلایم
نمی دانیم چارہ جز خدا را

ز بہر پاس ہندوہاے با تیغ
چو مو استادہ دائم بر سر ما

عجب دارم کہ با این منع جادہ
چسان بے خواست آید با بہ اینجا

اشارت کن کہ چون اقبال گردیم
بخاک آستانت جبہہ فرسا

جب دکن سے آگرہ مین پہنچا - میر جملہ شہرستانی کے مکان پر فروکش ہوا - میر جملہ دوست پرور مہمان نواز تھا - کلیم کی بہت تعظیم و تکریم کرتا تھا مہمان عزیز کو عزیز سمجھتا تھا - میر کی وجہ سے دیگر امرا بھی کلیم کی تعظیم و تکریم کرنے لگے - ابھی وہ زمانہ نہین آیا تھا کہ شاہجہانی دربار مین

باریاب ہو جائے - پس چند روز کے بعد میر جملہ و دیگر امرا کے توسل سے شاہجہان بادشاہ
ہند کے دربار مین باریاب ہوا - اور ملک الشعرائی کے خطاب سے سربلند ہوا ۱۰۴۴ سنہ ہجری مین جب
شاہجہان نے تخت طاؤسی ایک کرور روپیہ خرچ کرکے تیار کرایا اور جشن نوروز کے دن
آگرہ مین اسپر جلوس فرمایا تب کلیم نے تہنیت مین ایک قصیدہ لکہکے پیش کیا - قصیدہ کا
مطلع یہہ ہے ؎ -

خجستہ مقدم نوروز غرۂ شوال ‖ فشاندہ اند چہ گلہائے عیش بر سر سال

شاہجہان نے قصیدہ کے صلے مین کلیم کو روپے کے وزن مین تلوایا - پانچہزار پانسو روپئے
وزن مین ہوئے یہ سب روپئے اسکو دئے - کلیم کے خطاب ملک الشعرائی سے شیدا وغیرہ رشک
وحسد سے کہتے تہے - خوشا حال گذشتگان کہ ملا لیا کی ملک الشعرائی نہین دیکہی اور جہان سے چلے
گئے - کلیم حاسدین کے رشک حسد کی کچہہ پروا نہین کرتا تہا - بادشاہ سے اکثر صلات وجائزے
پاتا تہا - سیر چشم وسخی المزاج تہا جو کچہہ پاتا تہا فقرا و اہل کمال پر تقسیم کر دیتا تہا - اپنے
پاس کبہی ذخیرہ نہین کرتا تہا - ایکوقت سلطان روم نے اعلیحضرت شاہجہان کو لکہا کہ
آپ صرف ہندوستان کے بادشاہ ہین نہ کل جہان کے کیا وجہ ہے کہ آپنے اپنا لقب شاہجہان
مقرر کیا لقب تبدیل کیجئے یا وجہ سے آگاہ فرمائیے - بادشاہ متفکر ہوا - اور وزرا سے مشورہ
کرنے لگا - کہ کیا جواب دینا چاہیے یا لقب کو بدلنا - اس موقع پر کلیم نے ایک مدحیہ
قصیدہ لکہکے حضور مین پیش کیا - اور اسمین ایک شعر ایسا موزون کیا کہ سلطان روم کا
جواب دندان شکن ہے - ھو ھذا

ہند و جہان ز روئے عدد چون برابر است ‖ شاہا خطاب شاہجہان زان مقرر است

بادشاہ نہایت ہی خوش ہوا - اور اسی بیت کو سلطان کے جواب مین بہیجا - اور کلیم کو اشرفیون مین

تلوایا اور اشرفیاں وزن شدہ اسی کو عطا کین ۔

جب جنگ فیلان کے تماشا گاہ مین شاہزادے عالمگیر نے ایک مست ہاتی سے مقابلہ کیا کلیم نے اس واقعہ کے بیان مین ایک مثنوی موزون کرکے پیش کی ۔ صلہ وانعام وافر پایا ۔

اس واقعہ کی حقیقت یہ ہے کہ ایکروز شاہجہان بادشاہ ہند جنگ فیلان کے تماشے مین مشغول تہا اور شہزادے بہی گہوڑون پر سوار سیر کر رہے تہے یکایک ایک مست ہاتی مقابلہ کے ہاتی سے علیحدہ ہوکے عالمگیر کے طرف حملہ آور ہوا ۔ عالمگیر نے چالاکی سے ایک نیزہ ہاتی کے سر پر مارا ہاتی نے غضبناک ہوکے گہوڑے کو دانتون مین دبالیا عالمگیر زمین پر گر پڑا لیکن گرتے ہی چالاکی و چستی سے کہڑا ہوا اور ہاتی پر حملہ کیا ۔ اور راجہ جیسنگہ نے بہی ہاتی پر نیزہ کے دو تین وار کئے ۔ اور اسی اثنا مین مقابلہ کا دوسرا ہاتی بہی آگیا پس اس مست ہاتی نے فرار کا راستہ اختیار کیا ۔ شاہجہان شاہزادے کی دلیری دیکہہ کے بہت خوش ہوا ۔ اور شاہزادے کا پیار کیا ۔ اور اسکو اشرفیون مین تلوایا ۔ اور اشرفیان فقرا پر تقسیم کین ۔ مثنوی کے اشعار مندرجہ ذیل مین

بہانی گوش رباب ہوش ‌‌ ‌ یکے قصہ وا رہم بن دار گوش

حدیثے سراسر بیان وقوع ‌ ‌ بگویم ہمہ از زبان وقوع

ز مردم من این نقل نشنیدہ ام ‌ ‌ من از دل شنیدم دل از دیدہ ام

دو ید از قضا آن دو فیل مہیب ‌ ‌ یکے سوئے شہزادہ اورنگ زیب

بمردی ز چابک سر موش شد ‌ ‌ ز راہ چنین سیل یک سو نشد

یکے نیزہ برق سان تافتہ ‌ ‌ نظر از رگ غیرتش یافتہ

ز قدرت چنان زد بہ پیشانیش ‌ ‌ کہ جست از قفا برق رخشانیش

وران کوہ پیکر نہان شد سنان ‌ ‌ دگر بار در رفت آہن بہ کان

زخرطوم انداخت پیچان کمند
قضا و اسپ شہزادہ در پیل بند

گرفت اسپ شہزادہ بر وے سوار
زبیم آب شد زہرۂ روزگار

چو در اسپ سامان جولان ندید
چو شہبازے از خانۂ زین پرید

ہمان دم کہ بر خاک پا را فشرد
روان دست جرأت بشمشیر برد

علم کردہ شمشیر بر وے دوید
گران سوئے فیل غنیمش رسید

درین سن اگر بودے افراسیاب
ہمی گشت از دیدن فیل آب

در آغاز و انجام آن گیر و دار
ہمی دید شاہنشہ کامگار

ازان شیردل چون بدید آن جگر
ابر فرقش بیفشاند گنج و گہر

نظر کردۂ شاہ آفاق شد
بمردانگی در جہان طاق شد

سنہ اول جلوسی مین جب شاہجہان بادشاہ نے دربار عام کی تعمیر کا حکم دیا تب حسب الحکم دربار عام تعمیر ہوا۔ اسوقت صاحب ترجمہ نے ایک رباعی لکھکے پیش کی نوازش و مرحمت شاہانہ سے سرفراز ہوا۔ ھو ھذا

این تازہ بنا کہ عرش ہمسایۂ اوست
رفعت حرفے ز رتبۂ پایۂ اوست

باغیست کہ ہر ستون سرش سرویست
کاسائش خاص و عام در سایۂ اوست

سنہ دوم جلوسی شاہجہانی مین ایک سفید ہاتی مائل بسرخی جو عجائب زمانہ سے تہا بادشاہی سرکار سے لائے کلیم نے اسکی تعریف مین ایک رباعی لکھی۔ صلہ و انعام سے سربلند ہوا ھو ھذا

بر فیل سفیدت کہ بینا د گذرند
شد بخت بلند ہر کہ بر او دیدہ فکند

چون شاہجہان بر وبر آمد گوئی
خورشید شد از سفیدۂ صبح بلند

جب خانجہان لودی عرف پیر لنے بغاوت کا بازار گرم کیا۔ اور دریا خان افغان

بادشاہی ملازم بہی اسکا مددگار ہوا بادشاہی فوج کے مقابلہ مین شکست کہاکہ دونون مقتول ہوئے اور دونون کے سر بلدہ برہانپور مین بادشاہ کے ملاحظہ مین لائے۔ شادیانے بجوانیکا حکم صادر ہوا۔ ارکان دولت نے تہنیت کی نذرین پیش کین۔ کلیم صاحب ترجمہ نے بہی ایک رباعی منظوم کرکے بادشاہ کی خدمت مین پیش کی۔ انعام وصلہ سے سرفراز ہوا ھو ھذا

این مژدۂ فتح از پئے ہم پیدا بود	این کیف دوبالا چہ نشأ افزا بود
از کشتن دریا سپہ راہم رفت	گویا سر او حباب این دریا بود

کلیم تاریخ گوئی مین بہی بے نظیر تہا اکثر احباب کے وفات وتہنیت کی تاریخین لکہی ہین چنانچہ ملک قمی کی رحلت کی تاریخ کہی ھو ھذا

ملک بادشاہ ملکِ معنی	کہ نامش سکۂ نقدِ سخن بود
چنان آفاق گیر از ملک معنی	کہ حدِ ملکش از قم تا دکن بود
بجستم سال تاریخش ز ایام	بگفتا او سر اہل سخن بود

کلیم فن شاعری مین جامع الکمالات والفضائل تہا۔ کلام کے تمام اقسام کو ایسی خوش اسلوبی وخوبی کے ساتہہ موزون کرتا تہا کہ ہر ایک مضمون سے نیا رنگ نمود ہوتا تہا۔ واقعہ کا ایسا خاکہ کہینچتا تہا کہ بعینہ واقعہ ناظرین کے سامنے تماشا گاہ بنجاتا تہا۔ اسکی مثنویان زیادہ مشہور ومتداول ہین لیکن مثنویان مختصر چہوٹی چہوٹی ہوتی ہین۔ مثنوی لکہنے مین ایسی کامل قدرت رکہتا تہا کہ فوراً واقعہ سانحہ کو موزون کردیتا تہا۔ قصائد مین تمہید عمدہ طرح سے قائم کرتا ہے اور ممدوح کی مدح کے طرف ایسی خوبی کے ساتہہ گریز کرتا ہے کہ قاری وسامع کو لطف ومزہ حاصل ہوتا ہے۔ غزلیات مین تغزل وتشبیہ استعارہ ونازک خیالی وایجاد تازہ معانی کثرت سے لاتا ہے۔ مبالغہ وتمثیل سے بہی کام لیتا ہے۔ فقیر مولف آخر مین اقسام کلام سے

متعدد اشعار متفرق تذکروں سے انتخاب کرکے گزارش کرتا ہے تاکہ ناظرین کو ہر ایک کے مضمون سے لطف حاصل ہوجائے۔ مثنویات سے اگرچہ تفصیلاً جنگ فیلان و مقابلہ و مقاتلہ عالمگیری کی مثنوی صدر میں مذکور ہوچکی ہے۔ لیکن مثنوی قحط دکن عجیب و غریب ہے جسکو کلیم نے سنہ ۱۰۴۰ ہجری کے قحط کی بابت لکہی ہے خاص اہل دکن کے مطالعہ کے لئے گزارش کرتا ہوں تاکہ ناظرین نظر عبرت سے دیکہیں۔ مجہے افسوس اس بات کا ہے کہ مثنوی کا کامل نسخہ میرے پاس موجود تہا۔ حیدرآباد کی طغیانی میں نذر سیلاب ہوگیا۔ اب تذکرۂ بہارستان سخن سے جسقدر اشعار ملے میں لکہتا ہوں؛

از مثنوی قحط دکن

نشان از ابر باران آنچنان رفت ‌ ‌ که گوئی برج آبی ز آسمان رفت

ز خشکی شد چنان ایام مجبور ‌ ‌ کز اہل فسق شد تر دامنی دور

بشکل نان چنان مشتاق بودند ‌ ‌ که نقش پاے ہم را می ربودند

حدیث گوشت بے نام و نشان بود ‌ ‌ دہان گر گوشتے دیدے زبان بود

چو شکل نان جو قرص ماہ پیداست ‌ ‌ ز تاثیر نظر بر آسمان کاست

نظرہا قرص مہ را کرد تاراج ‌ ‌ بنان شب فلک ہم گشت محتاج

اگر از خانہ بر خاستے دود ‌ ‌ بسان کعبہ در شہرت نشان بود

عجب نبود از تنگی حال ‌ ‌ که مادر شیر بفروشد باطفال

بنوعی رغبت بر مردن فزون بود ‌ ‌ که دیدار طبیبان بد شگون بود

ز بس در کوچہ فرش از مژہ افتاد ‌ ‌ نشان از کوچہ تابوت میداد

فغان اندر دہان نوحہ گر بود ‌ ‌ که در کوئے خموشانش گذر بود

بعض مؤلفین نے کلیم صاحب کے اخلاق و عادات و فضائل و کمالات کی بابت لکھا کہ وہ خوش اخلاق و پسندیدہ اوصاف فیاض دل صافی الطبع و سلیم المزاج تھا معاصرین شعرا سے محبت و اخلاص رکھتا تھا۔ عند الملاقات انکی تعظیم و تکریم کرتا تھا۔ شعرا و غیر شعرا کو خیر و نیکی کے ساتھہ یاد کرتا تھا۔ رشک و حسد سے کوسون دور رہتا تھا۔ بعض نے کلیم کی ہندسے اول مرتبہ مراجعت کی بابت لکھا کہ اسنے اسوجہ سے وطن مالوفہ مراجعت کی تھی کہ وہ ابو طالب آملی کی ملک الشعرائی سے رشک کرتا تھا الخ۔ اور دوسرے یہہ بھی لکھا ہے کہ نور جہان بیگم اکثر اسکے اشعار پر اعتراض و نکتہ چینی کرتی تھی۔ چنانچہ کلیم نے ایکروز یہہ شعر موزون کیا اور دلمین سمجھا کہ اسمین کہین اعتراض کا موقع نہین ہے سوچ سمجھہ کے بیگم کے پاس بہیجا ؎

ز شرم آب شدم آب را شکستی نیست
بحیرتم کہ مرا روزگار چون بشکست

بیگم نے شعر کے نیچے لکھا { یخ بستہ شکست }

مراجعت کی اصل وجہ یہہ ہے کہ کلیم کو کامیابی نہین ہوئی تھی۔ شباب کا عالم تھا بمقتضائے جوانی کامیابی کی امید پر منتظر پڑے رہنا گوارا نہین کیا۔ اور یہہ پہلا ہی سفر تھا کہ عزیز و قریب سے جدا ہوا تھا۔ اعزہ کی محبت و کشش نے بھی مراجعت وطن پر مجبور کیا ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب

جب شاہجہان نے سیر کشمیر کا ارادہ کیا۔ کلیم بھی بادشاہ کے ہمرکاب گیا کشمیر کی آب و ہوا کی تازگی و سیرابی دیکھہ کے نہایت ہی خوش ہوا اور بادشاہ سے درخواست کی کہ حضور مجکو یہان سکونت کی اجازت عطا کرین۔ مین یہان فراغت سے فتوحات شاہجہانی کو نظم کرونگا بادشاہ نے درخواست منظور کی۔ کلیم فراغت سے کشمیر مین رہنے لگا۔ پہر سنہ ۱۰۵۵ ہجری مین جب شاہجہان کشمیر گیا تو کلیم نے ایک قصیدہ خیر مقدم مین لکھہ کے پیش کیا بادشاہ نے دو سو اشرفی اور خلعت سے سرفراز فرمایا۔

کلیم کی وفات

آخر کلیم نے بمصداق کل من علیہا فان اس دار فانی سے بعالم جاودانی بتاریخ ۱۵ ماہ ذیحجہ سنہ ۱۰۶۱ ہجری میں رحلت کی غنی کشمیری نے رحلت کی تاریخ کہی ہے طور معنی بود روشن از کلیم + کشمیر میں محمد قلی سلیم کی قبر کے قریب مدفون ہوا۔

من بوادر قطعہ

عزتی دیگر بود در گوشۂ صحرا مرا
میگذارد ہر کجا خاری است سر در پا مرا

مرگ را دشمن نیِ از برائے زندگی ست
میکند آخر کفن آلودۂ دنیا مرا

ولہ

دست ہر کس بسان سبحہ بوسیدن خطا است
ہیچکس نگشود آخر عقدۂ کار مرا

نشاء از بادہ ندیدیم و طرب از مستی
خاک محنت زدہ بودہ گِل ساغر ما

ولہ

عریان تنی خوش است ولی زیب دیگر است
جیب دریدہ دامن درخون کشیدہ را

ولہ

ہر کرا ایام پیش آورد زودش بر نشاند
این پشیمانی ز مد و جزر دریا روشن است

ولہ

اشک را در چشم از لخت جگر نتوان ساخت
طفل خود سر بود رنگ ہمنشینان برگرفت

ولہ

حسن اگر بے پردہ باشد عشق از و دیوانہ نیست
بر چراغ روز بال افشانی پروانہ نیست

ولہ

دل ترک آشنائی ما زود کرد و رفت
زان شد پسند یار کہ عیب وفا نداشت

ولہ

در خم زلف تو دلہا چہ بہم ساختہ اند
چون نسازند بپائے ہمہ یک زنجیر است

ولہ

اے مست ناز گر ہمہ باید بخاک ریخت
یکبار ساغر از کف ما میتوان گرفت

ولہ

اے گلبن تازہ خار جورت
اول در پائے باغبان برفت

ولہ

کس را تف حیرانی من نیست درین بزم
کانجا کہ توئی دیدہ بغیر سے نگران نیست

ولہ

تو بیزبانی ما را حریف حرف نہ
بلاد ما برسای شوخ تازبانی ہست

وله
چرا ننالد بلبل که بیوفائی دهر — امان نداد که گل خنده را تمام کند

وله
مقبول روزگار نگشتیم و ایمنیم — ما را که بر نداشت چسان بر زمین زند

وله
هرگه که سنگ حادثه از آسمان رسد — اول بلا بمرغ بلند آشیان رسد
آخر همه کدورت گلچین و باغبان — گردد بدل بصلح چو فصل خزان رسد

وله
هوا داران گروه دیگر اند و عاشقان دیگر — نگیرد جای بلبل گل اگر صد باغبان دارد
ز رشک طالع تر دامنان داغم درین گلشن — که شبنم بستر از گل بلبل از خار آشیان دارد

وله
چه خواری کز وفاداری ندیدم — کنم صد شکر کز عالم بر افتاد
کلیم از دست بیداد که نالم — بکشت من گذار لشکر افتاد

وله
کمینه ایکاش باعث میشدی بر قتل ما — خون ناحق گشته زود از یاد قاتل میرود

وله
اگر جدا ز توئی را حلال میدانم — خدا به تیغ تو خون مرا حرام کند

وله
در بدر نتوان بدنبال خریداران دوید — خوب شد اسباب ما را یکقلم سیلاب برد

وله
ما طفل بوده ایم و شب جمعه دیده ایم — هرگز بصبح شنبه مستان نمیرسد

وله
بااین دو دیده ز حسنت چه میتوان دید — هزار دیده نداریم صد هزار افسوس

وله
اگر چه از مژه روبیم غبار رهگذارش — بچشم من نرسد توتیای خاک درش

وله
بخانه چند نشینی سری به بستان کش — چو چشم خویش می باده در گلستان کش

وله
خنده بر بخت زنم یا بوفاداری دوست — گریه بر خویش کنم یا بگرفتاری دل

وله
شوقم از بسکه ساخته امیدوار تو — بی وعده انتظار بهر رهگذر کشم

وله
این همسفران پشت بمقصود روانند — شاید که بانم قدمی پیشتر افتم

وله
خودنمائی شیوهٔ من نیست چون دیوار باغ — گل بدامن دارم اما خار بر سر میزنم

روز عیدم شیوهٔ من غم ز خاطر بردن است | وله | تازه سازد داغ مردم چون محرم نیستم
ای گوشهٔ عزلت ز تو آب رخم افزود | وله | نشناسم اگر قدر ترا دربدر افتم
قمری ریخته بالم به پناه که روم | وله | تا بکی سرکشی ای سرو خرامان از من
ز شوق شاهد معنی همیشه همچو دوات | وله | براه عالم بالا است چشم حیرت من
ماییم کهنه دلقی دلگیر از دو عالم | وله | سر چون جرس کشیده در جیب پاره پاره
معشوق خورد سال در آید بقید ضبط | وله | سروی که قد کشید ز بستان برآمده
خدا کار هر کس چنان ساخته | وله | که گویی بغیری نپرداخته
بناله ام دل صد مرغ می کشید اینجا | وله | مرا بروی چه از دام خود رها کردی
ز گوش این نکته پیر مغان برون نخواهد شد | وله | که مستی خاکساری آورد پرهیز مغروری

من غزلیاته

گیرد که گفتار زبان طلب ما | وله | قفلی زند اندیشهٔ خواهش بلب ما
ما خانه ز برق نفس افروختگانیم | در بر نکند خلعت مهتاب شب ما
آن زهر سرشتیم که در میکده کام | می تلخ نگردد مگر از یاد لب ما
سیمای اصالت بود از ناصیه ظاهر | از جبهه ما پرس حدیث نسب ما
طالب نفسی تازه کن آنگاه باهنگ | بیتی دو بخوان زین غزل منتخب ما
بتت بویا کند گلهای تصویر نهالی را | وله | بیا بیدار سازد خفتگان نقش قالی را
من و اندیشهٔ بوس و کنار او محالست این | مگر بینم بخواب این آرزوهای خیالی را
ترا باید ز خویش آموختن علم و فاداری | چه حاجت با معلم صاحب ادراک عالی را
هنوز اندک شعوری دارم ای ساقی ز من مگذر | بچشم مست خود تکلیف ده این جام خالی را

گھے ابر تر و گاہے ترشح کو نہ کہ باران
جز حرف عشق نیست سر سبزی بیان ما
از بار عشق گرچہ دوتائیم یکدیم
پیری رسید و مستی طبع جوان گذشت
وضع زمانہ قابل دیدن دوبارہ نیست
از دست برد حسن تو بر لشکر بہار
در راہ عشق گریہ متاع اثر نداشت
طبعی بہم رسان کہ بسازی بعالمی
درکیش ما تجرد عنقا تمام نیست
بدنامی حیات دو روزی نبود بیش
بے دیدہ راہ اگر نتوان رفت پس چرا

بہا در چشم من نگر ہوائے برشگالی را
ولہ
چون شمع یک سخن گذر دبر زبان ما
از راستی دو خانہ ندارد کمان ما
ولہ
ضعف تن از تحمل رطل گران گذشت
او پس نگر و سر کہ ازین خاکدان گذشت
یک نیزہ خون گل ز سر ارغوان گذشت
صد بار از کنار من این کاروان گذشت
یا ہمنے کہ از سر عالم توان گذشت
در فکر نام ماند اگر از نشان گذشت
آن ہم کلیم با تو بگوئیم چسان گذشت
چشم از جہان چو بستی از و میتوان گذشت

کاظم - صوفی شاہ

کاظم تخلص - صوفی شاہ نام - آپکا مسقط الراس شہر اورنگ آباد ہے آپ مشاہیر مشائخ دکن کے خاندان سے ہیں صوفی مشرب صلح کل مذہب ہیں۔ گوشہ نشین صابر و قانع تھے - اہل شہر آپکی تعظیم و تکریم کرتے تھے - آپ سخن فہم و سخندان تھے کبھی کبھی موزون فرماتے تھے آپکا کلام شور انگیز و عشق آمیز ہوتا ہے - آپ بارہوین صدی کے آخر تک زندہ تھے - رحلت کی تاریخ معلوم نہین ہوی - **من اشعارہ الفارسی**

بو ز رداغ جنون زیب بہار مرا
خاست شعلہ سر انگشت ہائے خار مرا

ز جیب خندهٔ گل صبح سر برون آورد — فرو گشود گره بند قبائے یار مرا

دل خراب مرا حرف غم کشد سوے می — ہوائے ابر فزون میکند خمار مرا

بنائے حیرت عشقم صفا سرشت من است — آب آئینه کرد گل غبار مرا

شدم نزار ز داغ فسردگی کا ظلم — ز پنبه بستر و بالین بود شرار مرا

وله

سوئے آئینه آن شیرین تکلم رو اگر آرد — چو طوطی بال افشاند خطش بر قند گویائی

تبسم می کند از جوش جمعیت درین گلشن — برنگ غنچه ہر کس گره یکمشت زر دارد

وله

دل خورم کجا در ناله و از حزین دارد — شکستی شیشهٔ تصویر کے اندر کمین دارد

چه عیش از جلوه مهر جہان تاب بردارم — چو شبنم جمله تن ندر نگه یک چشم تر دارم

دولت بیدار ما را نیست آسیب زوال — بخت ما در سایهٔ بال ہما خوابیده است

می چکد از ناله ام خون تبسم غنچه وار — از نمکدان که یارب زخم دل خندیده است

شاہد معنی سربسته بتنگ آمد — لذت بوسه دہد مہر خموشی ما را

اکنون نمید بد برخ ساده روئے خوش — آئینه را نمود خطت تیره روزگار

گرامی - میر عبد الرحمن

گرامی تخلص - میر عبد الرحمن نام وزارت خان خطاب ہے۔ آپ میر کے معین الدین احمد المخاطب امانت خان کے فرزند ہیں عالمگیری عہد میں ہمیشہ خدمات بادشاہی میں سرگرم رہتے تھے۔ عالمگیری عہد میں مختلف خدمات پر مامور رہے۔ خدمات مفوضہ کا انتظام عمدہ طرح سے انجام دیتے رہے بادشاہ آپکی خدمت و کارگذاری سے بہت خوش ہوتا تھا۔ آپکو وزارت خان خطاب سے سرفراز فرمایا تھا۔ بہارستان سخن کے مولف نے

لکہا کہ گرامی میرے جد میر کاظم خان کے برادر ہین۔ عالی ہمت بلند حوصلہ تہے۔ خوش خلقی و خوش وضعی سے موصوف۔ غربا پروری و مہمان نوازی مین معروف تہے۔ سخن سنجی و سخن فہمی مین کامل۔ تحریر و تقریر مین منشی فاضل تہے۔ طبع سنجیدہ و فکر پسندیدہ سے ہمیشہ اشعار تازہ و پاکیزہ موزون فرماتے تہے۔ آپکی طبیعت مین مضامین دلنشین کی آمد تہی بدون غور و فکر جو کہتے تہے خوب مرغوب ہوتا تہا۔ معاصرین شعرا آپکے کلام کو مانتے تہے اور آپکی نازک خیالی کی داد دیتے تہے۔ آپ اپنے امثال و اقران مین بے مثل و بے نظیر مانے جاتے تہے۔ آخر آپ عارضۂ فالج مین مبتلا ہوکے سنہ ۱۲۲۴ ہجری مین شاہ عالم بہادر شاہ کے آخر عہد مین بہشت برین روانہ ہوئے

من اشعارہ الفارسی

تا قافلہ سالار جنون فال سفر زد
بر صبح بناگوش بتان تا نظر افتاد
شد فصل گل و دامن ساقی نگرفتم
یک صبحدم بسیر گلستان گذشتہ
خود را بردم آن تیغ جوہردار خواہم زد
صورت یار کہ کشد نقاش
چہ ستم بر قدح و جور بمینا کردم
با رفیقان ز خود رفتہ سفر دست نداد
چون ابر ہر کجا کہ رسیدم گریستم

وله

دیوانہ ما دامن صحرا بکمر زد
آئینہ خورشید ز چشم سحر افتاد
ہنگامہ مستی بہار دگر افتاد
شبنم ہنوز بر رخ گل آب میزند
برائے دادن جان دست و پا بسیار خواہم زد
نقش زلفش بہ پیچ و تاب کشند
فصل گل آمد و من توبہ بیجا کردم
سیر صحرائے جنون حیف کہ تنہا کردم
دامن بروئے خویش کشیدم گریستم

بر عکس بود خاصیت زعفران عشق
تا رنگ خود در آئینہ دیدم گریستم

گوہر - محمد باقر خان

گوہر تخلص - محمد باقر خان نام. گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپ بزرگان مدراس وا کابر قوم نوا عط سے ہین - نواب والاجاہ کے دربار مین معزز و مکرم تھے - آپنے ایکروز ایک قصیدہ میمیہ نواب کی مدح مین لکھکے حضور والاجاہ مین پیش کیا - قصیدہ مین ایک بیت ایسی تھی کہ اُس سے ایک موضع التمغا کی طلب معلوم ہوتی تھی وہ بیت یہہ ہے

توان چون سرو گشتن کامیاب از وضع آزادی ... دہد گر بر لب جو موضعی در وجہ تمغا یم

نواب نے قصیدہ سُننے کے بعد کریمانہ عنایت و مرحمت سے ایک موضع عطا فرمایا - چنانچہ الی یومنا ہذا موضع مذکور انکی اولاد و آل پر جاری و بحال ہے - حیدر علیخان کے ہنگامہ مین تعلقہ نیلور کی فوجداری پر مامور تھے ایک سال تک فوجداری کا انتظام عمدہ طرح سے کیا - پھر وہان سے معزول ہو کے حضور مین پہنچے - چند ماہ کے بعد ۱۲۰۰ ہجری کے آخر مین فوت ہوئے - مسجد آغا مقیم واقع میلاپور مین مدفون ہوئے - آپ فن شاعری مین بے نظیر تھے - آپکا کلام نہایت ہی رنگین و شیرین ہوتا ہے - نازک خیالی و شیرین مقالی مین سنجیدہ - آپ مضامین تازہ کے ایجاد و تلاش مین موجد تھے - **من اشعارہ الفائقہ**

سرکشد تار نگہ از ریشہ ورگہائی من	گرد نیرنگی جنبش جملہ تن بینا ترا
مکن ز گوشۂ دستار زلف را بیرون	ز عطر فتنہ پریشان مکن دماغ مرا
با بر ریشہ دوانید سیل زاری ما	نسب بہ برق رسانید بیقراری ما
چہ ریزہ ہائے زمرد ز دیدہ می بارد	کہ شیشۂ دلم آنشوخ سبز رنگ شکست
ز دستگیریت اے ماہ آہ خور سندم	کہ ناتوانی من منت عطا نکشید

سخاوت پیشه هنگام عطا منت نهد بر خود | وله | ز خجلت شیشه آری پیش ساغر سرنگون آید

همیشه زخم دلم لب بخنده وا دارد | وله | که ناوک تو بدل الفت رسا دارد

چه طرفه رسم در اقلیم بے نیازی هاست | | که شاه پرور درویش التجا دارد

بیتوان رفت بقربان کمانداری او | وله | تیر او شیوهٔ دلجوئی ما میداند

بچاک سینهٔ من لعل یار میخندد | وله | فغان که بر گل زخمم بهار میخندد

میان تابست آن شیرین دا در خواهش قلم | وله | بذوق تیغ او چون نیشکر من هم کمر بندم

چرا زاهد کند منع سبو آزاده دامانی | وله | عجب ترسا قیم خورشید و دامان تری ایم

بهار آمد بگلشن بزم عشرت ناک میخواهم | وله | عروس نو زغالی رو و مان تاک میخواهم

آواره عروج و نزول هم براه دوست | | چون گرد باد سر بهوا سینه بر زمین

گل۔ مولانا علی گل استرآبادی

گل تخلص ۔ مولانا علی گل نام۔ سادات استرآباد سے ہین نشو و نما کے بعد وطن مالوفہ مین علما و فضلا سے کتب درسیہ عربیہ تحصیل کین۔ علم و فضل سے آراستہ علوم حکمیہ و نقلیہ سے پیراستہ ہوئے۔ مدت تک ایران مین طلبہ کو درس و تدریس دیتے رہے۔ آپ شعر و شاعری مین بھی استاد کامل تھے۔ آپکا کلام نازک خیالی و شیرین مقالی مین ڈوبا ہوا ہوتا ہے فصاحت و بلاغت مین تلا ہوا۔ آپ ایران سے قطب شاہیہ زمانہ مین میر مومن استرآبادی کی خدمت مین حیدرآباد دکن مین وارد ہوئے۔ میر موصوف نے ہم وطنی کے لحاظ سے آپکی بڑی عزت و آبرو کی۔ اور پادشاہی منصبدارون مین معزز عہدے پر ملازم کرایا آپ دکن مین مدت تک خوشحال و فارغبال رہے آخر میر موصوف کے انتقال کے بعد

سنہ ۱۰۳۳ ہجری مین فوت ہوئے میر کے دائرہ مین مدفون ہوئے ۔ مین اشعار فارسی

آزار دل سوختہ زار بدست		اے شوخ ستم بر دل افگار بدست

گلشن شیخ سعد اللہ برہانپوری

گلشن تخلص ۔ شیخ سعد اللہ نام ۔ برہانپوری المولد گجراتی الاصل ہے نتایج الافکار کے مولف قدرت اللہ خان قدرت نے اپنے تذکرہ مین لکھا کہ آپکی نسب کا سلسلہ زبیر بن العوام صحابی رض سے پہنچتا ہے ۔ آپکے اجداد مین اسلام خان احمد آباد گجرات مین وزارت کی خدمت پر مامور تھا جب احمد آباد گجرات پر اکبر بادشاہ متصرف ہوا ۔ اور گجراتی سلاطین کی سلطنت منقرض ہوئی ۔ آپکے اجداد مین سے ایک بزرگ برہانپور مین آئے اور وہان سکونت پذیر ہوئے ۔ آپکی ولادت شہر مذکور مین واقع ہوئی ۔ نشو و نما و سن شعور کے بعد وہان کے علما سے کتب درسیہ عربی و فارسی تمام کرکے عالم شباب مین حرمین شریفین کی زیارت و حج کے لئے پیادہ پا گئے ۔ زیارت و حج سے فارغ ہو کے ہند مین مراجعت کی بائیس برس تک احمد آباد گجرات و اورنگ آباد دکن و برہانپور خاندیس وغیرہ بلاد دکن مین سیاحت کرتے رہے ۔ پھر چالیس یا پینتالیس برس کی عمر مین دکن سے براہ وطن مالوہ دلی گئے وہان متوطن ہو گئے ۔ توکل و قناعت کے طریقہ مین ثابت قدم و راسخ دم تھے ۔ قدسی سیرت فرشتہ صورت ۔ متدین صوم صلوٰۃ کے پابند ۔ دلی مین حضرت شاہ گل متخلص بو حدت سرہندی مجددی کے مرید اور میرزا عبد القادر بیدل کے شاگرد ہوئے ۔ شیخ سے منقول ہے کہ وہ نقل کرتے تھے کہ مجکو میرزا بیدل نے گلشن تخلص عطا کیا ۔ اور مین نے اس لحاظ سے کہ گل و گلشن مین باہم نسبت و تعلق ہے اختیار کیا ۔ شاید میرزا نے دو تین مقام مین

میرے اشعار مین تغیر و تبدیل کی ہو۔ انتہی نقلہ۔
آپ عالم فاضل منشی کامل تھے نثر و نظم پر قادر۔ آپکی نثر رنگین اور نظم دلنشین ہوتی تھی
موسیقی ہندی مین اسقدر ماہر تھے کہ آپکو امیر خسرو ثانی کہتے تھے۔ خوشگو نے اپنے تذکرہ
مین بیان کیا کہ آپکا مزاج وارستہ و بے تکلف تھا ایکروز آپ کسی امیر کے دولتخانہ پر گئے
امیر موصوف کتب لغات کا شائق تھا۔ کسی غریب کی سفارش کیلئے گئے تھے۔ امیر کی
ڈیوڑھی کے اندر کفش پانون سے نکال کے رومال مین لپیٹ کے بغل مین لئے ہوے مسند پر
بیٹھے۔ آخر بغل کے بستہ کو بھی نکال کے تکیہ کے قریب رکھا امیر شائق کتب نے پوچھا حضرت
کیا یہہ کشف اللغات ہے آپنے فرمایا نہین کفش اللغات ہے اور کھولکے اسکا منہ دکھلادیا
تمام اہل مجلس آپکی بے تکلفی و حسن کلامی سے حیران ہوئے انتہی کلامہ
شاعر پرگو تھا اشعار غزلیات و قصائد و مثنویات و رباعیات تخمیناً ایک لاکھ بیس ہزار
تھے۔ اکثر اوقات شعر گوئی مین مصروف رہتے تھے۔ کثرت اشعار کا بھی یہی اندازہ ہے۔ اور ریختہ مین
بھی آپ اچھے شاعر تھے۔ ہمکو آپکے اردو اشعار نہین ملے۔ آخر آپ پینسٹھہ برس کی عمر
مین مرض اسہال سے اکیس روز بیمار رہکے روز یکشنبہ اکیس تاریخ جمادی الاول ۱۱۴۰ سنہ ہجری
اور بعض نے ۱۱۴۱ سنہ ہجری مین شہر دلی مین فوت ہوئے۔ خوشگو صاحب تذکرہ نے آپ کی
رحلت کی تاریخ کہی ہے جائے گلشن بہ بہشت آمدی۔

گنا بیگم المعروف بہو بیگم

گنا بیگم تخلص و نام ہے۔ علی قلیخان والہ داغستانی کی دختر نیک اختر ہے۔ نواب
اعتماد الدولہ غازی الدینخان بہادر نبیرۂ آصفجاہ کی حرم محترم۔ نہایت حسین جمیلہ تھی

غایت نزاکت و لطافت سے بہو سیری مشہور تہی۔ یعنی اُسکا جسم لطیف وزن مین نو سیر تہا عظمت و شان و لیاقت و وقار مین ہم سنگ کوہ تہی۔ خوش مقال و نازک خیال تہی گلستان خوش بیانی کی گل رعنا چمنستان خوبی کی سرو بالا تہی۔ شعرائے معاصر کے ساتہہ ہم طرح غزلین کہتی تہی۔ من اشعارہ الفارسی

تا کشیدی از نزاکت سرمۂ دنبالہ را	شد عصائے آہوسی چشم بیمار ترا
جگر پر سوز و دل پرخون گریبان چاک و جان برلب	قضا را شرم می آید ز سامانیکہ من دارم

گہن - میر بدر الدین ✤

گہن تخلص - میر بدر الدین نام آپ شاہ عبد الہادی کے خلف بصدق اور نگ آبادی الموطن ہین - غلام قادر سامی اورنگ آبادی کے شاگرد - فارسی عربی مین مستعد طالب العلم تہے شعر گوئی کا دلمین شوق پیدا ہوا - ہندی و فارسی مین شعر کہنے لگے - شاہ سامی استاذ سے کلام کی اصلاح لیتے تہے - معدن طبیعت سے مضامین رنگین کے جواہر و گنجینۂ خیال سے معانی دلنشین کے لالی بے بہا ایجاد کرتے تہے - دوہے اور کبت بہی موزون فرماتے تہے بہا کا زبان سے خوب واقف تہے - خوش مزاج و شگفتہ جبین تہے آخر آپ ۱۲۰۳ ہجری مین فوت ہوے

من اشعارہ الہندی

ارے اے باغبان بلبل کبہی لینے پہ دل مت کہہ	کہ وہ خود عشق گل مین خون دل سے ہات دہوتا ہے
بجائے سبز بختو سرخ رو ہوی جو گل ہندی	یہان اُسکا صنم کے پاؤن پر سر رکہ کے سوتا ہے
گہون گر جو ہری مین اپنے دلکو تو عجب نہین ہے	پلک کے تار مین آنسو کے موتی کو پروتا ہے
جہان فانی ہے یاد حق ستی ہشیار رہ دائم	گہن تو عمر کو اپنے عبث غفلت مین کہوتا ہے

حرف لام

لطف - مرزا علی خان دہلوی

لطف تخلص - مرزا علیخان نام - آپ استرآبادی الاصل ہین آپ کے بزرگان سلف وطن سے ہندمین آئے اور شہر دہلی مین متوطن ہوئے آپکی ولادت دلی مین ہوئی اور نشو و نما بھی دلی ہی مین ہوا - عالم شباب مین علما کی خدمت مین کتب درسیہ علوم متداولہ سے فراغت حاصل کی علامۂ دہر و فہامۂ عصر ہوئے - شعر و شاعری کا شوق ہوا فارسی و اردو مین کلام موزون کرنے لگے رفتہ رفتہ استادی کے درجہ کو پہنچے - کلام شستہ و سنجیدہ ہے ہر ایک مصرعہ و فقرہ برجستہ و شایستہ ہے آپ میر تقی میر کے شاگرد تھے - آپ کا ہر ایک شعر شیرینی مین شکرپارہ رنگینی مین گل تازہ ہے آپکی طبیعت نہایت لطیف تھی دماغ مین نازک خیالی موجزن تھی - طبیعت رسا و فکر والا سے جو کچھ موزون فرماتے تھے وہ سنجیدہ و پسندیدہ ہوتا تھا - آپ دلی سے بنگالہ گئے چند مدت وہان گذارے پھر بندگانعالی آصفجاہ ثانی کے زمانہ مین حیدرآباد دکن مین آئے - شہر مین آپکی شہرت ہوئی اُسوقت کے شعرا مثلاً شیر محمد خان ایمان آپسے ملنے کو آئے آپ نہایت خوش اخلاقی سے ملے اور اپنا کلام سنایا سب خوش ہوئے آپنے قصائد بندگانعالی کی مدح اور اعظم الامرا کی توصیف مین لکھے اور حضور مین گذرانے - حضور مین پسند ہوئے بندگانعالی نے نہایت قدردانی سے چارسو روپیہ ماہوار اور ایک پالکی سے سرفراز فرمایا - اعظم الامرا نے بھی آپکی بڑی تعظیم و توقیر کی آپکو مصاحبون مین شریک فرمایا - جب اعظم الامرا کے بعد میر عالم وزیر ہوئے تو انکو بھی اپنے کلام جادو بیان سے مسخر کیا - میر عالم نے بھی آپکو مصاحبت مین رکھا - آپ خوش اخلاق

وپسندیدہ شمائل وحمیدہ خصائل تھے سلیم الطبع وحلیم المزاج۔ ظریف و لطیف تھے۔ نذلہ سنجی ولطیفہ گوئی مین بے نظیر تھے۔ محفل کی زیب و زینت۔ یاران ہم مشرب کو آپکی صحبت مین لطف و مزہ آتا تھا۔ آخر آپ سنہ ۱۲۳۹ ہجری مین عالم اخروی کے مسافر ہوئے۔ آپکے دو بھائی ایک مرزا علی رضا دوسرا حاجی مرزا جان تھے دونون شہر مین سوزخوانی کرتے تھے۔ ایک بمرض موت فوت ہوا دوسرے کو چورون نے شہید کیا۔ صاحب گلشن بیخار نے لکھا کہ آپ نے ایک تذکرہ اردو مین شعرا و ریختہ گویونکا لکھا ہے تذکرہ نادر الوجود ہے فقیر مولف کو دستیاب نہین ہوا۔ **من اشعارہ الهندی**

آپ تو بات مین بگڑتے ہین
واہ کیا منہ سے پھول جھڑتے ہین

او میان تیغ والے اور یک زخم
کب سے ہم ایڑیان رگڑتے ہین

طرفہ یہان دیکھے رسم صیادی
مرغ بسمل کے پر جکڑتے ہین

ہمنشین زخم دل کے کچھ ٹانکے
آج تو خود بخود ادھڑتے ہین

لطف تو اور آستان علی
جہان ملایک جبین رگڑتے ہین

ولہ
ہوگئی زنجیر پا اپنی یہہ زلف پرشکن
ورنہ دل تجھی کو دیتا کیا کوئی دیوانہ تھا

ولہ
ہے کون سبزہ رنگ خرامان کہ رشک سے
جون شمع سبز جلتا ہے ہر سرو باغ کا

ساقی لگا دی خم مرے منہ سے کہ بار بار
احسان کون کھینچے سبو اور ایاغ کا

ولہ
فرہاد سا نہ رنگ نہ مجنون سا حال ہے
کس منہ سے آسے بھیجئے پیغام محبت

ولہ
ہوتے ہین بعد قتل طلبگار حق سعی
ملک بتان مین دیکھی نئی خون بہا کی طرح

کیا کم ہے سلطنت سے سگ کوئے یار گر
قانع ہو استخوان پہ ہمارے ہما کی طرح

خوبی کا تیرے بسکہ اک عالم گواہ ہے
اپنے بغیر دیکھے ہے حالت تباہ ہے

لالہ - سرونجی رائے اورنگ آبادی

لالہ تخلص - سرونجی رائے نام - قوم کہتری سے تہا سرکاری کچہری مین متصدی تہا فارسی مین مستعد و لائق تہا حساب سیاق مین خوب مہارت کہتا تہا - موزون الطبع تہا فارسی اور اردو مین شعر کہتا تہا خوش فکر و خوش خیال تہا شفیق اورنگ آبادی کے دوستون مین سے تہا - سنہ ۱۱۹۰ ہجری مین زندہ تہا - آخر سنہ ۱۲۰۰ ہجری کے ابتدا مین فوت ہوا -

من اشعارہ الھندی

لالہ کے داغ دلکی سیاہی کو جوش دے	قہوہ پیو پیا کہ نین مین خمار ہے
اگر ٹک ناز سے ابرو چڑا چین جبین کہینچے	مہ نو جیون کمان گوشہ مین جا کر خط کشن کہینچے

لچھمی نراین شفیق نے اس بیت کے ثانی مصرع کو اسطرح درست کیا ہے - نہایت ہی برجستہ مصرع ہے ؎ مہ نو تیغ مغرب سان دم اپنا واپسین کہینچے -

لائق سید گل حسین دولت آبادی

لائق تخلص - سید گل حسین نام دولت آبادی المولد والمنشا مین سخن سنجی و شعر گوئی مین لائق و فائق تہا - میر عبدالقادر مہربان کے دوستون مین سے تہا - آزاد بلگرامی سے تلمذ رکہتا تہا - سنہ ۱۲۱۱ ہجری مین اس دار ناپائدار سے عالم بقا کی طرف رحلت کی - اسکے اشعار سے صرف ہمکو ایک بیت تذکرہ بہار و خزان سے ملی ھو ھذا

دل از خود میرود بے اختیار از دیدن نازش	نمیدانم چہ افسون کرد چشم سحر پردازش

لطف - میر لطف علیخان

لطف تخلص - میر لطف علیخان نام بہار و خزان کے مولف نے لکھا کہ آپ سید سعد اللہ ہمشیرہ زادہ سید شہاب الدین مرید و جانشین سید شاہ نور محمد حموی کے پوتے ہین - اور درویش محمد خان صوبہ برار کے نواسہ ہین - آپ عربی فارسی مین ذی استعداد و طالب العلم تھے - شعر گوئی سے نہایت دلچسپی رکھتے تھے - آپکا کلام پختہ و پسندیدہ ہوتا ہے - فکر رسا و حسن صفات جو کچھہ موزون فرماتے ہین خوب مرغوب ہوتا ہے - آپکی رحلت سنہ ۱۲۰۰ ہجری کے آخر مین ہوئی -

من اشعارہ الفارسی

حاجت بفیض شعلہ ندارد چراغ ما | روشن چو لالہ زآتش خویش ست داغ ما
از فیض عشق منت صہبا نمی کشم | پر میشود بگردش چشمی ایاغ ما

ولہ
ہوشم از سر می برد آہ رسائے عندلیب | موج می باشد نہان در نالہ ہائے عندلیب

ولہ
نبود تاب جلوہ آئینہ را | دل درین باب جرأتے دارد

ولہ
در رہ ہجرت ز بس ضعیفم کرد | آہ صد جا نشستہ می آید

ولہ
دوش از ساغر نگاہ کسے | ساغر می کشیدہ ام کہ مپرس
زیر بار گران سنگ جنون | آتشے آرمیدہ ام کہ مپرس

ولہ
شگفتہ گرد وچنان بگلشن | گل بہار افتخار نرگس
بجلوۂ حسن خوش نگاہان | شکست خورد اعتبار نرگس
در محفلے کہ جلوہ نمائے اگر شبے | پروانہ رخ تو بود صد ہزار شمع
در وادی الفت بقدم رہ نتوان برد | رفتن گر از خویش بود در سفر عشق

لذتی - افضل خان

لذتی تخلص - افضل خان نام - تذکرہ گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپ امرائے دہلی سے ہین

نواب سعادت اللہ خان کے معاصر بحسب اتفاق دہلی سے مدراس مین وارد ہوئے اور یہان سکونت اختیار کی۔ صرف ہمکو آپکا احوال اسی قدر معلوم ہوا اسی پر اکتفا کیا گیا انتہی کلامہ رائق نے گلدستۂ شعرا مین لکہا کہ مثنوی چندر بدن مہیار آپکی تالیف سے ہے مثنوی نہایت ہی لطیف و پختہ مضامین ہے۔ انتہی کلامہ۔ مثنوی کے اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نہایت ہی فصیح البیان تھے۔ آپ بارھوین صدی کے آخر مین زندہ تھے۔ کسی مولف تذکرہ نے آپکے رحلت کی تاریخ نہین لکہی۔ من اشعارہ الفارسی

صبح بہار و غنچہ و گل فرش راہ اوست	نسرین و لالہ خار و خس جلوہ گاہ اوست
شب کہ آہم علم شعلہ چو برپا میکرد	برق پر میزد و از دور تماشا میکرد
سینہ چشمی کہ بسمل وار میرقصم ز شمشیرش	ہوا از سر بدان سازد معلقہائے نخجیرش

لائق۔ حکیم غلام دستگیر خان

لائق تخلص۔ غلام دستگیر خان نام۔ آپ غلام احمد باعظ ملقب بہ غیاث کے فرزند اور حکیم باقر حسین خان رائق کے خواہر زادے ہین آپکی ولادت سنہ ۱۲۳۶ ہجری مین مدراس مین واقع ہوئی۔ سن شعور کے بعد کتب درسیہ فارسی مولوی اقف حاجی زین العابدین سے تحصیل کین۔ تحصیل کے بعد شعر و شاعری کا شوق دلمین پیدا ہوا۔ مولوی اقم و واقف و محمد حسین رفعت شیرازی سے مشق سخن کرنے لگا۔ رفتہ رفتہ شاعری کے درجہ کو پہنچا۔ کلام پختہ و برجستہ موزون کرنے لگا۔ اور کتب عربیہ بقدر ضرورت علمائے مدراس مثلاً قاضی الملک بہادر و مدار الامرا بہادر و مولوی یوسف علی صاحب کی خدمت مین ختم کین اور علم طب مین حکیم حسن اللہ خان و مولوی معتمد الدولہ بہادر میر مجلس اطبا سے سند لیاقت

حاصل کی۔ سند حاصل ہونے کے بعد سرکاری اطبا کے زمرہ مین منسلک ہوا۔ اکثر اوقات مریضون کے معالجہ و کتب طبیہ کے تدریس مین مصروف رہتا تہا حکمت و طب و شاعری سے دلچسپی رکہتا تہا۔ صاحب تالیف و تصنیف تہا۔ ایک تذکرہ شعرا مسمی معاصر الشعرا نہایت مختصر لکہا۔ فقیر مولف کو آپکی رحلت کی تاریخ دستیاب نہین ہوی من اشعار الفارسی

نہان از مدتے شاید سر شبخون من دارد ۔ ولہ ۔ کہ از رنگ مستی ہیے دگر باشد لبانت را

ہرگز ز دم سرو کسے کشتہ نگردد ۔ ولہ ۔ در پردہ بسوزیم چراغ دل ما را

شد و کنج قناعت حاصل اندر ترک مطلبہا ۔ ولہ ۔ کہ آب گوہر عزت بود در بستن لبہا

تا ثبات وہر را دیدم بسان نقش آب ۔ ولہ ۔ می نماید پیش چشمم اوج دولت چون حباب

ساقی مرا زپیر خرد کار و بار نیست ۔ ولہ ۔ جز دخت رز بخلوت من سازوار نیست

لائق ز فیض عشق بت سنگدل مرا ۔ دیوانہ وار جائے خوش از کوہسار نیست

لائق حسن خداداد تو اے حور سرشت ۔ ولہ ۔ دیدۂ خود ز تماشائے جہان در فرست

سنبل آسا زپریشان خود در بند ہست ۔ ولہ ۔ نیست دل بستۂ زلف تو بزندان محتاج

طرۂ زلفش بعارض تا بہ پیچ و تاب شد ۔ ولہ ۔ زہرہ ام از ہیبت این مار بر گنج آب شد

ز بانہ زد بدنم یاد آتشین رخسار ۔ ولہ ۔ تنم شرار بریزد برنگ چوب چنار

کار و بار دولت دنیا بود در پنجروز ۔ زندگی را کن بانگشتان دست خود شمار

شد ہوا دار من خاک نشین چشم پر آب ۔ چون بدل جذبۂ عشق تو فرستاد آتش

لائق افتد لخت دل ہمراہ اشکم بر زمین ۔ ہمچو آن طفلے کہ در بازیست با ہمسائہ

حرف میم

محشر میر عظمت اللہ احمد آبادی

محشر تخلص - میر عظمت اللہ نام بہار و خزاں کے مولف نے لکھا کہ سید مزاج آزادانہ سید غلام نور محمد اورنگ آبادی کے مدرسہ میں طالب علمانہ رہتا تہا - ذی استعداد و چالاک طبع تہا - شعر گوئی سے طبیعت مناسب تہی - مولوی صاحب بلیغ سے کلام کی اصلاح لیتا تہا - آپکا کلام ملاحت و فصاحت سے خالی نہیں ہے - شائقین کلام آپکے اشعار موزون سے لطف و مزہ پاتے ہیں من اشعارہ الفارسی

دلم از داغ بستانی ست گویا	گریبانم خیابانی ست گویا

	مفتون - میر محمد شریف اورنگ آبادی	

مفتون تخلص - میر محمد شریف نام آپ میر بلیغ کے تلامذہ سے ہیں فارسی و ریختہ دونوں زبان میں کلام موزون فرماتے ہیں - بہ نسبت فارسی شعر ریختہ میں خوب چست و چالاک ہیں - مضامین تازہ تازہ ایجاد کرتے ہیں - نازک خیال و شیرین مقال ہیں - کسی تذکرہ نویس نے آپکی ولادت و وفات کی تاریخ نہیں لکہی - بہار و خزاں کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ۱۱۷۵ ہجری میں زندہ تہے - من اشعارہ الفارسی

شکست خورد ز دستم چو گل پیالۂ ما	بغیر بو نشد از می دگر حوالۂ ما
شوخی نرگس کہ یاد آمد	رسم آہو است دل طپیدن ما
قطرۂ اشکم فتاد اندر کنار آستین	رشتۂ گوہر بود ہر تار تار آستین
نیست مارا با بتان شل حنا دست نیاز	بلکہ سر سے داریم و آنہم تکمہ دار آستین

	بی وجہ این کشیدن لبہائے شوخ چیست از جام لعل خویش مئے ناب میکشد	

ملا مجلسی اصفہانی

ملا مجلسی تخلص و نام ہے اصفہانی المولد والمنشا ہے۔ صاحب فضل و کمال تہا محتشم کاشی کا شاگرد ہے سخن دان و سخن فہم تہا میدان شاعری مین خوب جولانی کرتا تہا۔ معاصرین شعر سے بڑہا ہوا تہا ظریف الطبع لطیفہ گو وبذلہ سنج تہا۔ عشق پرست و شیفتہ حسن تہا ایک زمانہ مین مہ جبین پر آشفتہ ہو گیا تہا بمقتضائے کشش قلبی معشوق کو دام محبت مین کہینچا۔ اور اُسکی تعلیم و تربیت مین مشغول ہوا۔ چند مدت کے بعد مع محبوب ہند مین وارد ہوا۔ ہند سے سیر کرتا ہوا حیدر آباد دکن مین پہنچا قطب شاہ کے دربار مین باریاب ہو کے منصب مناسب سے سرفراز ہوا تا مرگ دکن مین متوطن رہا آخر سنہ ہجری کے شروع مین دار فانی سے بملک جاودانی رحلت کی انا للہ و انا الیہ راجعون۔ میر مومن کے دائرہ مین مدفون ہوا۔ من اشعارہ الفارسی

در جہان ہر جا بلائے بود از ما در گذشت	غیر بخت تیرہ کو چون سایہ در دنبال ماست

معصوم۔ میر معصوم کاشانی

معصوم تخلص۔ میر معصوم نام۔ نتائج الافکار کے مولف نے لکہا کہ آپ مرزا رفیع الدین حیدر معمائی کے فرزند ہین آپکا مولد و منشا کاشان ہے۔ آپنے والد ماجد و دیگر علما سے تعلیم پائی۔ شعر و شاعری مین والد ماجد سے اصلاح سخن لیتے رہے خوش فکر و خوش طبع تہا۔ مضامین بلند و تلاش رجمند سے موصوف تہا مدت تک حسن خان شاملو حاکم ہرات کی خدمت مین رہا۔ عزت و آبرو سے بسر کیا اوحدی نظیری

شعر اسے جو حاکم ہرات کے مصاحب تھے خوب ربط پیدا کیا تھا۔ شاہجہانی عہد میں وارد ہند ہوا۔ چند مدت دکن میں بسر کرکے خان اعظم صوبہ دار بنگالہ کی خدمت میں پہنچا۔ خان اعظم کے سایہ عاطفت میں آرام سے زندگی بسر کرتا رہا۔ معصوم مرزا صائب و کلیم کے یاران صمیم سے تھا۔ آخر سنہ ۱۰۵۲ ہجری میں منزل آخرت کا راہی ہوا من اشعارہ

تو از سنجاف داری طوق و من از آہن اے قمری
ببین فرق تو بہر ہم ست یا فرق من اے قمری

رباعی

اے خواجہ تو از عقل بجیون نرسی
نمرودا گر شوی بگرد ون نرسی
زنہار مرو مرو بدنیا کہ اگر
صد سال فروروی بقارون نرسی

وله

مرا کشائش خاطر نہ از گلستانست
کلید قفل دلم برہ بیابانست
اے کہ ہمراہ ہوا فق زجہان می طلبی
آنقدر باش کہ عنقا ز سفر باز آید
خراب ہمت خویشم کہ صبح چون گردون
گر آفتاب بدستم فتاد شام نماند
نام تا صد چون برآمد قالب من شد تہی
مرغ روح من جواب نامہ دلدار بود
حرام باد معصوم ذوق عشق اگر
بغل کشادہ در آغوش نیشتر نرود
آن خال عنبرین کہ نگارم برو زدہ
دل می بر دا زان کہ بوجہ نکو زدہ
کسیکہ گلشن کوئے ترا وداع کند
اگر بنکہت گل برخورد صداع کند

معز ۔ مرزا معز الدین اصفہانی

معز تخلص ۔ مرزا معز الدین نام ۔ آپکا وطن مالوف تبارزہ عباس آباد اصفہان ہے آپکے بزرگان سلف سلاطین صفویہ کے حضور میں خدمات جلیلہ و عہد ہائے عمدہ پر کمال عزت و آبرو سے زندگی بسر کرتے رہے ۔ آپکے والد ماجد میرزا حسن جامع علوم معقول و منقول میں

فرید دہر تھے اور فضائل و کمالات مین وحید عصر تھے۔ اور صاحب تالیف و تصنیف
تھے چند رسائل معقولات مین لکھے ہین اور مولانا روم قدس سرہ کی مشکلہ ابیات کی شرح
لکھی ہے۔ میرزا معز صاحب ترجمہ کی عمر چھہ برس کی تھی کہ والد ماجد نے اس دنیا سے
بعالم بقا رحلت کی۔ حسب وصیت والد ماجد سن شعور کو پہنچ کے میرزا ابو سعید اصفہانی
سے علوم عقلی و نقلی کو حاصل کیا اور آخوند شفیعائی سے تکمیل کی۔ تحصیل و تکمیل کے
بعد ابراہیم شاہ برادر زادہ نادر شاہ کی خدمت مین ملازم ہوا۔ ابراہیم شاہ کے مزاج پر
ایسا محیط ہوا کہ تمام مہمات سلطنت کا مختار کل ہوا۔ ابراہیم شاہ کی سلطنت منقرض
ہونے کے بعد اصفہان سے شیراز اور شیراز سے بندر طاہر مین آیا۔ اور بندر سے جہاز پر
سوار ہو کے سنہ ۱۱۶۷ ہجری مین بندر تتہ مین پہنچا۔ محمد مراد مخاطب بہ سربلند خان حاکم تتہ
کے اصرار سے چند مدت وہان سکونت پذیر رہا۔ پھر وہان سے براہ خشکی بندر سورت
مین آیا۔ اور سورت سے اورنگ آباد۔ اور اورنگ آباد سے حیدرآباد مین وارد ہوا۔ پھر چند روز
بسر کر کے نواب صمصام الملک شاہنواز خان شہید کے ہمراہ اورنگ آباد مین آیا۔ مستغنیانہ
زندگی بسر کرتا تھا۔ شہید موصوف آپکی خدمت کرتے تھے ہمدردی و مساعدت سے پیش
آتے تھے۔ میرزا معز صاحب ترجمہ شہید کے حسن سلوک پر آشفتہ اور انکی صحبت رنگین پر
فریفتہ تھا۔ تا زمانہ شہادت نواب کی صحبت سے جدا نہین ہوا۔ نواب کی شہادت کے
بعد اورنگ آباد مین توکل و استغنا کی مسند پر متمکن رہا۔ آخر ہفتم تاریخ شعبان روز پنجشنبہ
سنہ ۱۱۸۵ ہجری مین فوت ہوا۔ سالار جنگ کے مقبرہ مین مدفون ہے (صحف ۲ شعراء الفارسی)

چشمم از نسیم دارم شاید برون نگارے	آرد بدیدہ من از کوئے او غبارے
در خیال تو چو از خواب گران برخیزم	ہمچو آئینہ سراپا نگران برخیزم

تا دم زقرب بعد کہ تا قطرہ از محیط یا راہ بکوئے وصل محبوبم دہ یا این دل صبور از من بستان	ولہ رباعی	دوری نکرد و باز نیامد گہر نشد یا بیزاری زصورت خوبم دہ یا در غم ہجر صبر ایوبم دہ

محفوظ - محمد محفوظ خان بہادر

محفوظ تخلص - محمد محفوظ خان نام - شہامت جنگ بہادر خطاب ہے آپ نواب سراج الدولہ انور الدین خان بہادر شہید کے فرزند دوم ہین - آپ صفات پسندیدہ سے موصوف اور مکارم اخلاق مین معروف تھے کتب درسیہ اساتذہ عصر سے ختم کین تہین - علوم عقلیہ و نقلیہ مین کامل استعداد رکھتے تھے - اکثر اوقات درس و تدریس مین مصروف رہتے تھے - متشرع و دیندار تھے ایک منٹ اتباع شریعت کے سوا نہین گزارتے تھے صراط مستقیم پر ثابت قدم و راسخ دم تھے - بمقتضائے ذہن رسا و طبع صفا سخن سنجی شعر گوئی سے دلچسپی رکھتے تھے فکر بلند و طبع ارجمند سے کلام پاکیزہ نظم کے سانچے مین ڈہالتے تھے آپکا کلام سنجیدہ و پسندیدہ ہوتا تھا شعرائے عصر کلام کی داد دیتے تھے - گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ ایک روز اورنگ آباد مین نواب غفران مآب نظام الملک آصفجاہ بہادر مرحوم کے دربار مین بسر کردگی سلطان العلما مولوی قمر الدین صاحب مرحوم علما و فضلا مجتمع تھے مسئلہ فقہیہ مین بحث و تکرار ہو رہی تھی لانسلم کا بازار گرم تھا و لم و لا کا دور چل رہا تھا مگر مسئلہ کا حل پورے طور سے کوئی نہین کر سکتا تھا محفوظ صاحب ترجمہ والد ماجد کے ہمراہ دربار مین حاضر تھا - علما کی تقریرین سن رہا تھا اسی اثنا مین صاحب ترجمہ کے والد بزرگوار نے جرأت کر کے آصفجاہ کے حضور مین عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو بندہ زادہ اس مسئلہ لاینحل کو ضرور حل کریگا - اس بات کے سنتے ہی اہل مجلس

حیران ہوئے۔ اور کہنے لگے کہ علمائے معتبر اس مسئلہ کے حل کرنے مین متردد ہین یہ طالب العلم نو آموز کیونکر حل کریگا۔ حضور غفران مآب نے فرمایا کہ اگر جانتا ہے عرض کرے۔ پس محفوظ صاحب ترجمہ نے جوش خروش کے ساتھہ تقریر کی۔ حاضرین دربار سنکے بہت ہی محظوظ ہوئے تحسین و تعریف کرنے لگے۔ بندگانعالی نہایت ہی خوش ہوئے۔ فرمایا ہم آپکی لیاقت سے بیخبر تھے۔ اسکا صلہ ایسا کرینگے کہ زمانہ مین یادرہیگا۔ جو آپکو مطلوب ہو عرض کیجئے۔ محفوظ صاحب ترجمہ نے عرض کیا خداوند نعمت اس دینی خدمت کا معاوضہ دینا نہین چاہتا ہون لیکن بمصداق اطاعت الوالامر واجب لازم ہے امیدوار ہون کہ حضور کتب خانہ کے داروغہ کو حکم دین کہ فدوی کو کتب خانہ سے چند کتب بطور عطیہ پہنچائے غفران مآب منجاہ بہادر نے حکم واجب الاذعان جاری کیا کہ کتبخانہ سے دوہزار جلد پسندیدہ محفوظ کو دیجائین۔ جب صاحب ترجمہ کی والد کی شہادت واقع ہوی نواب والاجاہ حسب الحکم نواب ناصر جنگ شہید باپ کی جاگیر و خطاب حکومت ارکاٹ سے سرفراز ہوا محفوظ صاحب ترجمہ بھائی کے ہمراہ کرناٹک مین آیا۔ بھائی کے سایۂ عاطفت مین رہا۔ آخر سنہ ۹۳ الہجری مین اس عالم ناپائدار سے عالم بقا کو روانہ ہوا۔ نواب والاجاہ بہادر نے مرحوم کی نعش کو حسب الوصیت حیدرآباد بھیجدی والد ماجد کی مزار کے قریب دفن کیا گیا۔ آپ صاحب التالیف والتصنیف تھے۔ رسالہ قرۃ العین فی فضائل رسول الثقلین اور چند حواشی بر حاشیہ قدیمہ لکھے ہین۔ یادگار موجود ہین۔ من کلامہ

زینت ما از گداز دل بود مانند شمع	گر ز سر شک خویشتن عقد گہر پوشیم ما
گرد عکس رخ بہیچ کسے	نمکی ور شراب من امشب
خسرو اقلیم عشقم افسرم از گل کنید	گوہر تاجم ز اشک دیدۂ بلبل کنید

برنتابد دوش جانم خلعت ہیہائے زہد
بر سر ہر تار مو صد نکتہ دارم رسا
در ہوائے گیسویش مانند موئی گشتہ ام

بکام دل مزۂ آب زندگی دارد
ہزار شکر کہ در دل نشست ہمچو خدنگ
از بوسۂ دہنش گشت نکتۂ روشن
کنارہ گیر بہ پیری ز وصل مہرویان

ولہ

تار پود کسوت عشقم ز موج گل کنند
مہ جبینان از نگاہم شانۂ کاکل کنند
از برائے من عصا از رگ سنبل کنند

تبسمے کہ ترا زیر لب نہانی بود
اگرچہ تیر نگاہ تو آسمانی بود
بچاہ رفتن یوسف چہ کامرانی بود
کہ پردہ دار حریفان شب جوانی بود

ماجد - تاج الامرا امیر الملک ذوالفقار الدولہ محمد علی حسین خان بہادر

ماجد تخلص - محمد علی حسین خان نام - تاج الامرا امیر الملک ذوالفقار الدولہ ظفر جنگ خطاب ہے آپ نواب عمدۃ الامرا بہادر کے فرزند ہیں - آپکی ولادت ۱۱۹۶ھ ہجری مین واقع ہوئی - نو برس کی عمر مین تلاوت قرآن شریف و مختصرات فارسیہ مولوی آدم سے پڑہین - زمانۂ قلیل مین مطولات فارسیہ مثلاً عرفی و دیوان ناصر علی و دیوان اسیر و عبرتا قاضی عبید اللہ کی خدمت مین ختم کین تحصیل و تکمیل کے بعد دواوین اساتذہ قدما کے مطالعہ مین مصروف ہوا - آپکی طبیعت مین استعداد خداداد تہی - ایک دیوان تقریبًا چار ہزار بیت کی مرتب کی ترتیب کے بعد اپنے اشعار کو پانی مین ڈالدئے - اساتذۂ قدما کی طرز پر موزون کرنے لگا - اور حضرت آگاہ سے اصلاح لیتا رہا - جب آپ استادی کے درجہ کو پہنچے استاد کی اصلاح کو موقوف کردی - نواب یعنی ماجد صاحب جب استاد سے مستغنی ہوا آگاہ نے حکمت عملی سے کہا نواب صاحب اب آپکے کلام مین اصلاح کی ضرورت باقی نہین ہے - اگر ضرورت ہوتی تو

مین خدمت بجا لاتا ۔ پس ماجد نے اصلاح ترک کی چنانچہ کہتا ہے ؎

شعر خود پیش کسے ارچہ گذارم ماجد ۔۔۔ کہ کنون حاجت استاد نماندہ ست مرا

ماجد شعر و شاعری کے دریا مین غواص کامل تہا ۔ طبع نادر سے لآلی مثالی ایجاد کرتا تہا با وجود خورد سالی نازک خیالی و خوش مقالی مین فرد فرید تہا ۔ خاندان انوریہ کا فخر تہا ملک مدراس مین بازار سخن کو کسی نے ایسا آراستہ نہین کیا تہا ۔ اساتذہ قدما کے چالیس دواوین اول سے آخر تک بغور و فکر مطالعہ کیا تہا ۔ اکثر مقام مین اعتراض کر کے حواشی لکہے ۔ گلزار اعظم کے مولف نے اکثر اعتراضات و اصطلاحات نقل کیا ہے ۔ فقیر مولف طوالت کی وجہ سے دو ایک مثلہ پر اکتفا کرتا ہے ۔ اِن کُنتَ شائقاً فارجع الیہ ۔

اعتراض ماجد بر کلام محمد قلی سلیم

منم آن مرغ کہ دل نوحہ طراز ست مرا ۔۔۔ کہ قفس تنگ تر از چنگل باز ست مرا

اس بیت مین بجائے قفس ۔ آشیان مناسب ہے ۔

رسوائے کوئے عشق چو خورشید محشریم ۔۔۔ از بام آسمان فلک افگند طشت ما

اس بیت مین بجائے آسمان لفظ خویشتن چاہئے ۔ اس لئے آسمان و فلک دونون ایک ہین ۔

اعتراض ماجد بر کلام مرزا صائب اصفہانی

بیت

خصم سرکش شود از راہ تحمل مغلوب ۔۔۔ خاک خاموش بہ از آب کند آتش را

مصراع اول کا تبدیل کرنا اصلح مناسب ہے ع از رہِ عجز شود دشمن سرکش مغلوب اسلئے کہ خاکساری و عاجزی خاک کے مناسب ہے ۔ خاک کو خاکساری سے تعلق ہے ۔

مشنو از نفس این ناتوانی آرا میدہ آنجا ایضاً کہ منم این جہانی می شود یکسر امید اینجا

مصراع آخر اسطرح ہونا چاہئیے ع کہ ببینم اینچنان خواہد شدن یکسر سیہ اینجا -

مرا چو رشتۂ مکتوب می توان پیچید   زبسکہ دوری آن سنگدل گداخت مرا

مصراع آخر اسطرح مناسب ہے ع زبسکہ دوری آن سبزخط گداخت مرا

سہل باشد گر ز آتش دستے فرہادمن   ہر رگ سنگے شود چون شمع روشن سنگ را

اس شعر کا تبدیل کرنا اسطرح مناسب ہے ۔

اینچنین باشد گر ز آتش دستی فرہادمن   ہر رگے خواہد شدن چون شمع روشن سنگ را

پس ماجد نے اسیطرح اور شعرائے متقدمین و متاخرین کے اشعار پر اعتراضات کیے ہین اُنکا فیصلہ سخن سنجان انصاف پسند کی رائے پر موقوف ہے ۔ بظاہر ماجد کے اعتراضات بجا و درست معلوم ہوتے ہین ۔ گلدستۂ کرناٹک کے مولف نے لکھا کہ ماجد کی توجہ سے اکثر احباب موزون الطبع شاعری کے میدان مین جولانی کرتے تھے اور اُس جادو خیال کے ہم طرح کلام موزون کرکے درجہ پختگی کو پہنچ رہے تھے لیکن اُس نقاد سخن کی زندگی نے مہلت ندی نہین تو مدراس مین فن شعر و شاعری کا بازار شاہجہانی عہد کے موافق رونق پذیر و گرم ہوتا ۔ انتہی کلامہ ۔ ماجد ابتدا مین سنی المذہب تھا ۔ آخر مین ذوالفقار علیخان صفا تخلص بختہ گو کی مصاحبت کی بدولت مذہب آبائی سے انحراف کیا مذہب امامیہ کے حلقہ مین شامل ہوا ۔ اور صفا کے اغوا سے اپنے استاد آگاہ سے بھی منحرف ہوا ۔ اور استاد کو اپنی مجلس مین ناخوشی کے ساتھہ یاد کرتا تھا ۔ حضرت آگاہ سنکے صبر کرتے تھے اور زبان سے فرماتے تھے علی حسین ماجد جوان مرگ مین مبتلا ہوگا ۔ اہل مدراس کے نزدیک ماجد کی عزت و عظمت بے انتہا تھی عزیز القلوب تھا لیکن آخر مین انحراف مذہب و استاد کی احسان فراموشی کی وجہ سے عزت و عظمت سابقہ باقی نہین رہی تھی ۔ امارت و نوابی کے رعب سے بظاہر کوئی فرد افراد انسانی سے

انسان سے کچھہ نہین کہہ سکتا تہا ۔ آخر امجد صاحب ترجمہ عالم شباب مین بعارضہ سہال خونی بتاریخ دوم ذیحجہ سنہ ۱۲۱۹ ہجری مین اس دار ناپائدار سے بدار القرار آخرت روانہ ہوا شاہراہ میلاپور متصل ہاتی کنڈہ روبروئے مسجد حافظ احمد خان دفن کیا گیا مولانا فائق نے تاریخ کہی

ع امیر الملک امجد نوجوان رفت ۱۲۱۹ ۔ آپکے دو دیوان غزلیات و ایک دیوان قصائد و ایک مثنوی یادگار باقی ہین ۔ ان چارون مولفات مین کبھی تخلص امجد و کبھی تخلص حسین لکھتا ہے ۔ اور کبھی از روئے خودپسندی و خودبینی نازان ہوتا ہے اور کہتا ہے ؎

نشد ہمسری من بمعاصر در شعر — حرف با موسی و سرخوش و بیدل دارم

چو بسم اللہ بود ہر مصرع من تاج دیوانہا — وله — کہ میدارد بملک ہند چون من در سخن دستے

من نوادر طبعہ

نخواہد بست مانی نقش خط آن پریرو را — اگر از جوہر آئینہ سازد خامۂ مو را

وله

اگر راحت طلب باشی اسیر رنج خواہی شد — کہ خفتن برق باشد خرمن عیش زلیخا را

وله

کسے زہم نکند فرق صلح و جنگ را — کہ پر ز موج تبسم بود خدنگ ترا

وله

بے اختیار گریۂ مستانہ می کنم — در کف بیان شیشہ نباشد عنان ما

وله

حسین از بسکہ عشق آن میانم ناتوان دارد — نگہ چون طفل اشکم ماندہ در آغوش مژگان را

وله

شمیم مشک از موج ہوا چون نافہ می آید — پریشان کرد شاید شانہ آن زلف سمن سا را

وله

دہد رنگ قبول آخر سیہ بختی بہ مطلبہا — کہ می باشد نہان وقت اجابت در دل شبہا

وله

نشو و نما فروتنی از ما گرفتہ است — وار زمین صفت سر ما جوش نقش پا

وله

آن بحر حسن پیش من آید چو بیحجاب — قالب تہی ز شوق کند دیدہ چون حباب

وله

تا دیدہ است روئے تو ای دلبر آفتاب — کردہ است آب آئینہ در ساغر آفتاب

تا بجا از کف نپچگله نگذار دامان وطن	وله	از شکستن دور باشد تا بود گوهر در آب
شاه جهان عاجزی و خاکساریم	وله	همچو زمین ز نقش کف پایم اثر است
کنون بعشق توام کار مشکل افتاد است	وله	که مستی نگهت شیشهٔ دل افتاد است
محفل صاف دلان نیست بسامان محتاج	وله	خانهٔ آئینه نبود به چراغان محتاج
بسکه در سعی هلاک من بیچاره دوید	وله	از هجوم آبله در پای فلک گشت پدید
خط ز رخسار یار گشت پدید	وله	دود گل کرد ز آتش خورشید
چه حرف میزند آن چشم سرمه گون یارب	وله	که هر که رفت به بزمش خموشی می آید
گره بر بند مژگان میزند از اشک چشم من	وله	نگردد محو تا از دل خیال جامه زیبا پیش
جای اشک آب عقیق یمنی بارد چشم	وله	تا خیال لب لعل که بدل دارد چشم
عمرے گذشت و چشم نه بربسته ام هنوز	وله	یارب برنگ آئینه حیران کیستم
بدل تا گشت روشن شمع عشق آتشین رو	وله	برنگ شعلهٔ جواله پروانهٔ خویشم
گلرخی سرو قدی سیمبری پیدا کن	وله	شبنم آسا نغمش چشم تری پیدا کن
سینه وا کرده چو گل سرخوش ناز آمده	وله	ای منت بنده چه خوش بنده نواز آمده
گر ز آتش بدلت شمع رخی زد باجد		از چه امروز بصد سوز و گداز آمده
پی تسلیم از خط شعاعی هر سحر باجد	وله	گذارد و بر زمین خورشید پیش یار من دستی
قبا چاک و پریشان زلف مخمورانه می آئی	وله	کجا بودی شب ای مه از کدامین خانه می آئی
چون من از چشم نگارم نه فتادی بیجه وجه	وله	آخر ای سرمه تو هم بخت سیاهی داری

مختار - محمد انور خان بهادر

مختار تخلص - محمد انور خان بهادر نام - سیف الملک حسام جنگ خطاب ہے - آپ

نواب والاجاہ کے تیسرے فرزند ہین۔ آپکی ولادت سنہ ۱۲۶۶ ہجری مین واقع ہوئی۔ سن شعور کے ابتدا مین کتب درسیہ فارسیہ فن عروض و قافیہ سے فارغ التحصیل ہوئے۔ آپکی طبیعت لیاقت کے لباس سے آراستہ تھی باوجود امارت شعرگوئی سے دلچسپی رکھتے تھے۔ کبھی کبھی موزون فرماتے تھے۔ میر اسمعیل ایجادی و میر علی مردان یکدل سے اصلاح لیتے تھے۔ ذکی الطبع پسندیدہ وضع تھے۔ خوشنویس تھے فن خطاطی مین کامل تھے۔ اور فنون سپاہگری مین بھی ملکہ تامہ رکھتے تھے۔ سادات و فقرا کے ساتھ حسن عقیدت و صدق سے پیش آتے تھے۔ اور بزرگان دین کی خدمت کو اپنی رستگاری و بہتری کا وسیلہ سمجھتے تھے آپکی ذات جامع کمالات و حسنات تھی۔ آپکا کلام فصاحت و بلاغت سے بھرا ہوا ہے۔ آخر آپنے سنہ ۱۲۱۸ ہجری مین اس سرائے فانی سے ملک جاودانی کی طرف رحلت کی۔ مدراس سے آپکی نعش کو نتھرنگر مین لیگئے والد ماجد مرحوم کی قبر کے قریب دفن کئے۔ آپکا ایک مختصر دیوان یادگار ہے۔

من اشعارہ الفارسی

آئین دلبری نبود بے حجاب را
جز رنگ بو نیست گل آفتاب را

ولہ

من نمیدانم چہ افسون خواندہ در گوش آب
بحر در فریاد و حیران دیدہ گرداب ما

ولہ

از بس گداخت کاہش ہجر تو جان ما
ہمغز ہمچو نے شدہ ہر استخوان ما

ولہ

بسکہ ضعف و ناتوانی آشنایم گشتہ است
جادہ از بیطاقتی زنجیر پایم گشتہ است

ولہ

رموز پیچ و تاب زلف و را شانہ میداند
زبان نالۂ زنجیر را دیوانہ میداند

بود افتادگی آئین معراج مطالبہا
بہار خاکساریہاے ما را دانہ میداند

نقش رخش کہ بود نہان و سواد چشم
از خون دیدہ بر در و دیوار می کشم

بہ نیم غمزہ توانی کہ قتل عام کنی
نعوذ باللہ اگر غمزہ را تمام کنی

معجز - غلام محی الدین

معجز تخلص - غلام محی الدین نام - گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپکا مولد و منشا بلدہ محمد پور عرف ارکاٹ ہے آپکی ولادت ۱۱۳۳ ہجری مین ہوئی - آپ سن رشد و تمیز کو پہنچ کے تحصیل علوم و فنون کے طرف متوجہ ہوئے - طبع رسا و ذہن صفا سے علوم فنون مین استعداد کامل حاصل کی پہر وطن مالوف سے مدراس وارد ہوئے ابتدا نواب شہامت جنگ کی خدمت مین پہنچے - چونکہ نواب صاحب آپکے بزرگان سلف سے واقف تہے عنایت و کرم سے سرفراز فرمایا - نواب کی رحلت کے بعد چند روز حیران و پریشان رہے نواب امیر الامرا بہادر فرزند دوم نواب والا جاہ نے آپکو اپنے فرزند نواب عظیم الدولہ بہادر کی تعلیم کے لئے مقرر فرمایا آپ مدت تک اسی خدمت پر مامور رہے - جب عظیم الدولہ بہادر مسند نشین ہوئے - استاد کو مدد معاش کافی سے سربلند کیا - معجز صاحب جمعہ آزاد مشرب تہے - اکثر گوشہ نشین رہتے تہے درس تدریس مین اوقات عزیز بسر فرماتے تہے - سخن سنجی و شاعری مین فکر صائب طبع مناسب سے موصوف تہے - آپ کو مولوی باقر آگاہ سے تلمذ ہے - سخن فہم تہے شاعری کے دقائق کو خوب سمجہتے تہے - آخر ۱۲۲۹ ہجری مین بہشت برین روانہ ہوئے -

من اشعارہ الفارسی

برنگ نغمہ بر تار نفس پیچیدم از عشقت		بجز آہے ز آثار وجودم کس ندید اینجا
وصل یار خواہی ترک عیش زندگانی کن		کہ این جنس گران بے نقد جان نتوان خرید اینجا
دل آئینہ چون سیماب میلرزد ز بیتابی	ولہ	مبادا شعلہ حسنش دہد برباد آبش را
گلشن بچون طپیدہ تیغ نگاہ کیست	ولہ	بلبل ز آہ شعلہ فشان داد خواہ کیست

علاج ضعف دل من نکرد هیچ کهی — ز لعل خویش که گلقند آفتابی بود

شور بیهوده مکن بلبل نالان که بود — نرگس آن گل رعنا بشکر خواب هنوز

از جگر چاکی عشاق بتان بیخبر اند — خبر چاک کتان از دل مهتاب مپرس

دل رفت و داغ عشق تو در سینه ام گذاشت — اینست در فراق تو ام یادگار دل

ز پا افتادگیهایم بچشم کم مبین هرگز — که دارد گرد من بر دامن آن ناز پرور دستی

مومن - میر مومن استرآبادی

مومن تخلص - میر مومن نام سید شرف الدین سماکی کے فرزند - اور سید فخر الدین سماکی کا خواہرزادہ تہا - مشاہیر سادات استرآباد سے تہا - عالم شباب مین خالوئے بزرگوار کی خدمت مین کتب درسیہ علوم نقلی و عقلی تمام کین - فارغ التحصیل ہونے کے بعد شاہ طہماسپ صفوی کے دربار مین باریاب ہوا - بادشاہ قدردان کے حکم سے شاہزادہ میرزا حیدر سلطان کا اتالیق و ادب آموز ہوا - اور شاہزادہ موصوف کی تعلیم بہی آپ ہی کے متعلق ہوئی - مدت تک صفویہ سلاطین کی ملازمت مین معزز و مکرم رہا - پہر شاہزادہ کا انتقال ہوگیا - معاصرین حساد میر کے اخراج کی فکر مین تہے - میر موصوف عقیل و فہیم تہا تقوی و پرہیزگاری مین بے نظیر تہا - علم معقول مین عدیم المثال تہا - معاصرین نے دہریت و الحاد کے طرف منسوب کیا - اسوجہ سے میر موصوف ایران سے دل برخاستہ ہوکر حرمین شریفین کو بارادہ حج و زیارت روانہ ہوا - حج و زیارت سے فارغ ہوکر ۹۸۹ہجری مین عازم ہند ہوا - اوائل محرم سنہ مذکورہ مین گولکنڈہ حیدرآباد دکن مین وارد ہوا - اسوقت سلطان ابراہیم قطب شاہ تخت سلطنت پر جلوہ افروز تہا - میر موصوف بادشاہ کے دربار مین باریاب ہوا

بادشاہ قدر دان نے میر کی بڑی تعظیم و توقیر کی۔ مہمان کی مہمان نوازی عمدہ طرح سے کی۔ منصب مناسب پر مقرر فرمایا۔ میر موصوف فاضل متبحر تہا اسوقت اکثر طلبہ و علما میر کے خدمت مین مستفید ہوتے تھے۔ میر بہی شوق سے درس و تدریس مین مشغول رہتا تہا۔ چند روز کے بعد سنہ مذکورہ مین بادشاہ موصوف نے عالم فانی سے رحلت کی۔ اسکے بعد سلطان محمد قلی اسکا خلف الصدق تخت نشین ہوا سلطان جدید نے میر موصوف کو عہدہ وزارت و وکالت مطلق پر مقرر فرمایا۔ اور کل امور سلطنت کا مختار کل بنایا۔ اور آپ لہو و لعب مین مشغول ہوا۔ یاران ہم مشرب کے ساتہہ سیر و شکار مین مصروف ہوا۔ میر موصوف ریاست کے سفید و سیاہ کا مختار و مالک تہا۔ جو چاہتا تہا سو بے محابا کرتا تہا کسی کی روک ٹوک نہین تہی مگر میر موصوف مستقل مزاج و دیانت دار متقی و پرہیز گار تہا۔ رئیس رعایا کا خیر خواہ تہا امور ریاست مین ہمہ تن مصروف رہتا تہا نہایت جانفشانی و دلسوزی سے ریاست کے کامون کو انجام دیتا تہا۔ رعایا کے حقوق کی بڑی حفاظت کرتا تہا۔ انکی جان و مال کی نگرانی مین پوری دلدہی کرتا تہا۔ رعایا کیا امیر و کیا فقیر سب خوشحال و فارغبال تھے کسیکو کسی سے شکایت نہین تہی۔ میر موصوف باوجود عہدۂ وزارت و شان حکومت ہر کس و ناکس کے سامنے نہایت تواضع و خاکساری و کسر نفسی سے پیش آتا تہا۔ غرور و تکبر کو اپنے پاس نہایت حقیر و ناچیز جانتا تہا۔ میر کے زمانہ وکالت مین ایران و توران کے ہزارہا علما و فضلا دکن مین آئے اور میر کے توسل سے عہدہائے جلیلہ پر مقرر ہوئے حجاج و زائرین بہی جوق جوق آئے میر کی سفارش سے مالامال و فارغ البال ہوکر اوطان مالوفہ کو روانہ ہوئے اور میر موصوف مقامات عظام مین ہزارہا روپیہ بہیجتا تہا۔ کربلائے معلی و نجف اشرف و مشہد مقدس وغیرہ مقامات کے مجاورین و خوادم کے لئے وظائف مقرر کردئے تھے

سالانہ کل طائف معتمد آدمی کے ہاتھہ سے روانہ کرتا تھا۔ میر کی مزاج مین تعصب نہین تھا فریقین کے ساتھہ شیر و شکر تھا۔ کیا شیعہ کیا سُنّی ہر ایک فریق کے معزز شخص کو معزز و مکرم رکھتا تھا۔ اکثر حیدر آباد مین اُسوقت مشائخ سنی المذہب تھے اُن کی بڑی تعظیم و توقیر کرتا تھا۔ علی ہذا لقیاس علمائے امامیہ کی بھی بڑی عزت و آبرو کرتا تھا۔ میر موصوف کے زمانہ مین امن و امان تھا۔ کہین شور و شر نہین ہوتا تھا۔ یہہ میر کی خوبی تھی۔ میر موصوف ہمدرد قوم تھا۔ اُس زمانہ مین دیار و امصار سے اکثر اہل کمال اس ملک مین وارد ہوتے تھے شہر مین مسافر خانون وغیرہ مقامات مین جہان موقع پاتے تھے فروکش ہو جاتے تھے۔ بمصداق اذا جاء اجلہم لا یستاخرون۔ ابھی کامیاب نہوے تھے کہ مسافر عدم ہوے اُن بیچارے غربا کی تجہیز و تکفین پوری طور سے نہین ہوتی تھی اور دفن و غسل کا برابر بندوبست نہین ہوتا تھا میر موصوف نے چند بیگہ زمین افتادہ خرید کی۔ اور اُس زمین مین جو کچھہ جھاڑی تھی اُسکو کٹوا دیا۔ صاف و ہموار میدان بنوایا۔ اور کئے لاکھہ روپیون خرچ کرکے کربلائے معلی کی خاک پاک چند جہاز مین بھروا کر منگوایا اور اُس میدان ہموار کو تا بقدر آدم کھدوایا اور مٹی کو نکلوایا اُس مٹی خارج شدہ کی جگہہ کربلائے معلی کی خاک پاک کو ڈلوا کر اُس میدان محفوظ کو معمور کر دیا۔ اور اُس مقام مین ایک عمدہ حمام باوڑی و مسجد و حوض بھی بنوا کے خالصاً لوجہ اللہ الکریم وقف کر دیا۔ اور سو غلام و کنیزک خرید کے اُنکو بھی ضروری مسائل کی تعلیم دیکر آزاد کر دیا اور اُنکو سرکار کی طرف سے معاش و انعام مقرر کر دیا۔ غلام و کنیزک مین آدہے شیعہ اور آدہے سنی تھے اب بھی بدستور غسالون مین ادہے سنی اور آدہے شیعہ ہین گویا ہمارے قول کی تصدیق کا محضر ہے۔ اور یہہ خدمت اُن کے تفویض تھی کہ جہان میت ہو وہ میت کا غسل و کفن اپنے ہاتون سے کرین اور کسی سے کچھہ سوال نکرین

اُسوقت سے حیدرآباد دکن میں غسالی قائم ہوئی۔ اُنہیں کی اولاد بڑھتے بڑھتے غسالوں کی ایک قوم ہوگئی۔ بیچارے غسالوں کے خاندان کثیر ہونے کی وجہ سے وہ جو وظائف قدیمہ تھے کافی نہیں ہوتے ہیں اور جو انعام قطبشاہیہ تھے وہ بھی انقلاب زمانہ سے سرکار میں ضبط ہوگئے اب بیچارے غسالوں کی گذر اوقات مردہ شوئی وکفن دوزی پر ہے اہل شہر اُن کے ساتھ خوب سلوک کرتے ہیں۔ ابتک میر مومن کا یہ فیض حیدرآباد میں جاری ہے اور آئندہ بھی رہیگا۔ اور وہ مقام وقف شدہ موسوم بدائرہ میر موجود ہے۔ اسمیں ہزارہا علما و فضلا اور امرا و وزرا مدفون ہیں۔

میر موصوف علم جفر و نجوم و عملیات میں بھی مہارت رکھتا تھا۔ صاحب گلزار آصفی نے ایک نقل لکھی ہے ہم یہاں اُس نقل کو مختصر کر کے لکھتے ہیں۔ اہل دربار سے ایک امیر گھر گیا۔ درباری لباس اُتارا یکایک اُسوقت ایک سانپ کا بچہ نظر آیا۔ امیر نے اُسیوقت مار ڈالا۔ سانپ کے مارتے ہی امیر کے تمام جسم میں جلن شروع ہوگئی۔ آخر امیر سوزش کی برداشت نہ کرسکا ایک حوض جو مکان کے صحن میں تھا اُسمیں کود پڑا۔ اور غائب ہوگیا جو لوگ حوض کے کنارے تھے سمجھے کہ امیر مذکور حوض میں غرق ہوگیا۔ اُن کے اعزہ آئے حوض میں تلاش کیے امیر مذکور کا نشان نہیں پایا نہایت پریشان ہوئے۔ کسی نے کہا کہ میر مومن صاحب کی خدمت میں جاؤ اور اُن سے یہہ سب معاملہ بیان کرو وہ ضرور کچھ کرینگے امیر مذکور کے بھائی میر موصوف کی خدمت میں گئے۔ اور تمام واقعہ بیان کیا۔ میر نے تین ریزہ سفال پر کچھ نقش لکھ کر دیا اور فرمایا ایک نقش حوض میں ڈالدو اور ایک پہر تک انتظار کرو ضرور امیر نکل آئیگا۔ اگر نہ نکلے تو دوسرا نقش ڈالدینا۔ پھر ایک گھنٹہ تک تامل کرنا اگر آجائے فہو المراد نہیں تو پھر تیسرا نقش ڈالنا۔ امیر موصوف کے بھائی حسب فرمودہ میر اولا ایک نقش ڈالا دوپہر

نقش ثالثاً تیسرا نقش ڈالا۔ تیسرے نقش میں امیر غائب شاہ حوض میں نمودار ہوا سب نے
اُن کو حوض سے باہر نکالا گھنٹہ دو گھنٹہ کے بعد ہوش آیا سب نے اُس امیر موصوف سے واقعہ پوچھا
اُس نے بیان کیا کہ مین جب حوض مین کودا مجکو اُسوقت اندر دو زبردست شخص پکڑ کر
ایک ویرانہ جنگل مین لیگئے اور وہان سے بادشاہ کے دربار مین۔ مین نے پوچھا کہ یہ کیا
معاملہ ہے۔ جوانون نے کہا تو نے جو سانپ مارا وہ جن تھا۔ بادشاہ کی بہن کا بیٹا تھا
مین نے دربار مین بادشاہ کو دیکھا اُس کے سامنے ایک بیوی صاحبہ پریشان حال کھڑی
ہوی ہے اور کہہ رہی ہے کہ میرے بیٹے کے مقتول کا قصاص ہونا چاہئیے۔ بادشاہ نے ہمشیرہ
کی خاطر سے میرے قتل کا حکم دیا اور مجکو جلادون کے سپرد کیا۔ جلاد مجکو قتلگاہ پر لیجا رہے
تھے کہ یکایک بادشاہ کے دو ہرکارے پہنچے اور کہا مجرم کو واپس لیچلو۔ پھر مجکو دربار مین
واپس لیگئے۔ اُسوقت بادشاہ نے بہن کو سمجھایا کہ معاف کرو میر مومن اس بیچارے
کی سفارش کرتے ہین۔ مگر عورتون کا ہٹ مشہور ہے وہ نہین مانی۔ پھر بادشاہ نے قتل کا
حکم دیا۔ اسیطور جلاد لئے جاتے تھے کہ پھر ہرکارے آئے اور کہا مجرم کو واپس لیچلو۔
پھر مجھے واپس لیگئے بادشاہ نے ہمشیرہ کو سمجھایا مگر وہ نہ مانی۔ پھر حکم دیا دربار سے
باہر نہین نکلے تھے کہ ہرکارے دوڑے اور بادشاہ نے فرمایا کہ ہمشیرہ کو نکالو اس ایک
کے لئے میری تمام رعایا اور ریاست برباد ہوتی ہے۔ جاؤ اس مجرم کو جہان سے لائے ہو وہان
پہنچا دو۔ اُسوقت مجکو بادشاہی سپاہیون نے یہان حوض مین پہنچا دیا۔ مین کنارہ پر
نکل آیا۔ آپ سب حاضرین نے مجکو حوض سے باہر نکالا۔ اُسوقت تمام اہل دربار و بادشاہ
و رعایا کو معلوم ہوا کہ جناب میر موصوف عامل کامل ہین۔

حدائق السلاطین مین لکھا ہے کہ آپ بڑے روشن الطبع و خوش فکر تھے کبھی کبھی شعر موزون کرتے تھے

آپ صاحب دیوان تھے آپکا دیوان قصائد و غزلیات و رباعیات سے آراستہ ہے انتہی کلامہ اور فرشتہ نے بھی لکھا ہے کہ آپ شاعر بے نظیر تھے۔ دو ایک غزلیں بھی بطور نمونہ بیان کیا ہے ہم دونوں کتابوں سے آپکے اشعار ذیل میں ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ کلام صاف شستہ ہے استعارہ و کنایہ سے پاک ہے۔ ہان شاعرانہ تشبیہ یا لغو سے خالی نہیں ہے تذکرہ علما میں لکھا ہے کہ آپنے حدیث و ادب میں مولانا سید علی الملقب نور الدین الموسوی شستری سے اجازت و سند حاصل کی ہے۔ اور آپکی تصنیف سے کتاب رجعت ہے انتہی۔ آپنے دکن میں شادی کرلی تھی۔ آپ صاحب اولاد تھے۔ آپکے صاحبزادے قطب شاہیہ سلطنت میں معزز عہدوں پر مامور تھے بادشاہ کی طرف سے صاحب انعام و اکرام تھے۔ زمانہ کے انقلاب سے خاندان میں تغیر و تبدل اس درجہ ہوا کہ نہ وہ انعام رہا نہ وہ منصب و اکرام۔ فی الحال میر موصوف کے خاندان میں ایک لڑکا جوان صالح مسمی میر حیدر علی استرآبادی حیدرآبادی موجود ہے نواب خانخانان نظام یار جنگ بہادر کی سرکار میں مختصر ماہوار منصب پر ممتاز ہے۔ نواب صاحب قدردان ہیں خاندان ماسلف کا لحاظ کرکے میر حیدر علی کے ساتھہ ہمدردی و اعانت فرماتے ہیں۔ اللہ تعالی نواب صاحب کو جزائے خیر دارین میں عطا کرے آمین ثم آمین۔

آخر میر صاحب موصوف بعارضہ بخار سرسام ۱۰۲۳ ہجری میں اس عالم خاک سے عالم پاک کی طرف رحلت گزین ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ملا خاتون نے جو فاضل کامل شاگرد بہاء الدین عاملی تھا اور میر صاحب کا مصاحب اکثر اوقات مطالب علوم حکمیہ و مسائل نظریہ میں میر موصوف سے استفادہ کیا ہے۔ خود ملا مدعی تھا کہ میں آپکا شاگرد ہوں آپکی رحلت سے سخت غمگین ہوا۔ آپکی رنج و الم میں ایک مرثیہ لکھا اور اس میں تاریخ رحلت بھی کہی وہ یہہ ہے ؎

تاریخ رفتنش طلبیدم ز عالی	گفت بجواز رفتن عیسی بآسمان
۱۰	۱۲۳

مرثیہ کا مطلع

مضی واعظم مفقود فجعت بہ من لا نظیر لہ فی الناس یخلفہ

قصیدہ بہت طویل ہے۔ ہم نے بوجہ طوالت ایک ہی شعر پر اکتفا کیا۔

حسب نصیحت میر مرحوم دائرہ مین مدفون کئے گئے۔ پسماندون کا ارادہ تہا کہ میر کی لاش کربلائے معلی روانہ کرین مگر نصیحت کی وجہ سے سب نے اس ارادہ کو فسخ کیا۔ میر نے دائرہ کو کربلائے معلی کا ایک قطعہ پر فضا بنا دیا تہا اسی وجہ سے یہین دفن کئے گئے وصیت کی میر کی قبر پر بادشاہ کے طرف سے مختصر گنبد پختہ بنایا گیا۔ وہ ابتک موجود ہے۔ اسپر آیات قرآنی وادعیہ ماثورہ کے کتبہ بہی موجود ہین قبر سنگ سیاہ صاف سے بنی ہوی ہے۔ واقعی لکہنؤ کیا ہند مین دائرہ کی جگہ سے بڑہ کر کوئی جگہ متبرک نہین ہے۔ اس شخص کے بڑے ہے نصیب جو دائرہ مین مدفون ہو۔ میر نے دائرہ کی زمین وقف کردی تہی عام اجازت تہی کہ سنی وشیعہ کی کوئی تخصیص نہین تہی۔ ابتدا مین اکثر شیعہ وسنی برابر اسمین دفن ہوتے گئے مین بعد مین کئی ایسے اسباب واقع ہوئے کہ وہ مقبرہ خاص امامیہ کے نام پر منسوب ہوا۔ اولاً یہہ کہ اسمین کوئی مقام ایسا نہین ہے کہ جہان دس دس بلکہ زیادہ مدفون نہوے ہون۔ بالشت دو بالشت بہی جگہ خالی نہین رہی۔ اس وجہ سے لوگ جدید مقام تلاش کرنے لگے۔ دوسرے بعض متعصبین لوگون نے جہلا کے خیال مین جما دیا کہ یہہ مقبرہ خاص امامیہ کے ہی لئے ہے اسوجہ سے بہی امرائے ذوی استطاعت جدید مقبرے قائم کرنے لگے۔ دائرہ مین کسیکو ممانعت نہین ہے اب بہی جو سنی غریب ومسکین ہین اسی دائرہ مین دفن ہوتے ہین۔ میرے نزدیک ہم دونون فریق کو بایکدیگر شیر وشکر ہونا چاہیے۔ اور طرفین کے تعصب کو بالائے طاق

ز کہنا چاہئے۔ من عمل صالحًا فلنفسہ الخ پر عمل کرنا چاہئے۔ باہم نفاق کرنے سے ضرر اٹھاتے ہیں۔ اب ہم اس سے زیادہ کہنا نہیں چاہتے ہیں۔ صرف اس کلمہ پر العاقل تکفیہ الاشارہ پر اکتفا کرتے ہیں۔ من اشعارہ الفارسی

عاشق آن قدر کجا دارد کہ گرد و گرد دوست — تا نمیدانیم عاشق بلبل و پروانہ را

ولہ

ز پیچ زلف تو پیچیدہ در سر ہر روی — کہ سوخت جان ملائک ز رشک محرم ما

خوشم کہ در دل من عشق مدعا نگذاشت — مرا بہ بوالہوسیہاے خویش وا نگذاشت

چہ گفتہ تو ندانم کہ در جہان امروز — صحبت تو دو کس با ہم آشنا نگذاشت

ولہ

کمینہ مرتبہ عشق عشق مجنون ست — محبتے کم ازین داخل محبت نیست

ولہ

یکروز بود صحبت عالم ہمہ یکروز — زانروی قیامت بزبانہا ہمہ فرداست

ولہ

مردیم و ہیچکس بسر خاک ما نگفت — کای مردہ شاد باش کہ فردا قیامت ہست

ولہ

دولت وصل بخواب ہم ست وے — آسمان در خواب گویا بودہ ست

ولہ

شدہ ام از عشق تو دیوانہ و این می بایست — حسن پرشور ترا عشق چنین می بایست

گفتہ ہر کہ دم از عشق زند می کشمش — جان فدایت کہ مرا نیز ہمین می بایست

ولہ

تنہو ہر کہ بودہ یکدم دل داغدار دارد — کہ بغیر داغ چندی ز تو یادگار دارد

اثر ملاحت تو من زخم خوردہ دانم — کہ نمک فشان ہمہ شب بلب گذار دارد

ولہ

عالم شگفت و خاطر ما ناشگفتہ ماند — گلزار مہر و باغ وفا ناشگفتہ ماند

شرمندہ ام کہ غنچہ بجز مردہ دلم — با صد ہزار سعی صبا ناشگفتہ ماند

شب جلوہ او غیرت صد حور و پری بود — صد حور و پری بندہ جلوہ گری بود

با جذب زلیخا نتوانست بر آمد — یعقوب کہ مستغرق مہر پدری بود

مجنون بره عشق نکو رفت ولیکن — وله — از معرکه بیرون نشد نعش بجگری بود

زدور پیر تو حسنت بدل چنان تابد — وله — کی آفتاب جهانتاب از آسمان تابد

توئی که حسن ترا کمترین اثر اینست — که آفتاب تو در مغز استخوان تابد

هر سحر گلشن بخون غلطید و بلبل خون گریست — وله — زان شبیخونها که حسنت بر گل سیراب زد

دهد صد کاروان مصر چین برباد در یکدم — وله — نسیمی کآورد باد صبا زان جعد گیسویش

بخود میل دلی از جانب دلدار فهمیدم — وله — الهی خیر باشد یاری از یار فهمیدم

خدارا بگذری بر تربت مومن گران سنگین — بوقت جان سپردن حسرت بسیار فهمیدم

از دیدنت بفیض دو عالم رسیده ایم — وله — ایدوست تا ترا نه چو اغیار دیده ایم

صبر و سکون کجاست بملک نیاز و ناز — وله — از حیرت است اگر نفسی آرمیده ایم

معجز نار خلیل و فیض آب زندگی — وله — از دل بر آتش و از چشم پر نم یافتیم

یک نفس مومن اگر از دوست غافل گشته — وله — زین گنه تا یکنفس باقیست استغفار کن

ای صید دست و پا زده عذر گنه بخواه — وله — گستاخی بخدمت صیاد کرده

ز سینه تا رسدم بر لب و دهن ناله — وله — هزار جا بنشیند ز ضعف تن ناله

ز نالهای تو همین بر لبست گر دل نیز — بگوش میرسد از چاک پیرهن ناله

بسمک ابدأتُ یا منک بدا بسم الله — وله — ای بیاد تو ز صد درد دوا بسم الله

ذکر تو در همه حالی دل مشتاق ترا — آنچنان خوش که در آغاز دعا بسم الله

من چون شوم ببزم طرب همدم کسی — وله — دارم غم کسی که ندارد غم کسی

کردیم قطع یاری یاران که پیش دوست — نامحرم است هر که بود محرم کسی

گذشت عمر گرامی بغفلت عجبی — وله — بغفلتی عجبی و بحسرتی عجبی

مقدمات که ز ترتیب یافته در همه عمر | نتیجهٔ همه گردیده حسرتی عجبی

رباعیات

این عمر بباد نوبهاران ماند | این عیش بسیل کوهساران ماند
زنهار چنان بزی که بعد از مردن | انگشت گزیدنی بیاران ماند

ولہ

از چرخ چو بر زمین بلا میریزد | رنج و غم و غصه جا بجا میریزد
گر حصهٔ ما پیش رسد دوری نیست | بر عضو ضعیف درد ما میریزد

ولہ

غم نیست که دل جنون فاشی دارد | گر بیخبری خوش انتعاشی دارد
سودای ترا بهر دو عالم ندهد | دیوانهٔ ما عقل معاشی دارد

ولہ

گر مرد رهی دلا ز محنت نرنجی | مردانه ز کف دامن همت ندهی
گر زیستن خویش چو مردان خواهی | منت نکشی ز کس و منت ننهی

ولہ

شادا نیست بندهٔ غم ما | عالم دیگرست عالم ما
حبذا عشق و رستخیز بلا | ای خوشا روزگار درهم ما
شکر درد تو چون کنیم که هست | داغ بالای داغ مرهم ما
شاه اقلیم درد و غم ماییم | ملک هجران سواد اعظم ما
نمک آن دو دیده خوش نمکین ست | کم ز کوثر نگیر زمزم ما
ید بیضای وصل گور فراق | گشته ثعبان آتشین دم ما
غمگساری ازو مجو مومن | غم ما از کجا و بیغم ما

ولہ

خدایا وارهان از شور بختی دلفگاران را | گلستان کن بیک باران رحمت شوره زاری را
شدم پیر از غمت غافل مشو از روزگار من | گر من بر باد شوقت داده ام خوش روزگاری را

پیوستہ با ناسازگاران سازگاری کن
کہ باشد سازگار خود کنی ناسازگاری را

خماری بر خمارم بہ گردون زیک مستی
چہ خوش بودی کہ دادی مستی ہم سر خماری را

بہ تلخی جان دہ و کمتر حدیث درد گو مومن
چہ غم از تلخی ناکامیٔ ناکامگاری را

بجہد دارد ولم بر شکوہ لاف صبر و طاقت را
نیازم با کمال عجز ابن اظہار قدرت را

زہے بیم آنکہ بر سو سر کشد صد شعلہ ز شکوہ
بصد خون جگر پنہان کند دل آہ حسرت را

ز خونین داغہائے من فلک را ذوقہا باد
کہ خوش آیے دو رنگی داد گلزار محبت را

نسیم لطف جانان کم نشد اے باد صبحگاہے
مدد کن تا بجوش آریم دریا ہائے رحمت را

چہ عہدے بود عہد وصل جانان بہر جان نثاری
دریغا ماند استقلال بدل قدر فرصت را

فدائے رسم عادت سوز خود گردم کہ در عہدش
محبت بیراند دیدم سر راہے رسم و عادت را

بشرمت گزر من بیتابیٔ سر دار و بگذر
پریشان رفت طرح وضع صحبت منتظر طاقت را

اگر اینست مومن صحبت ہجران کہ من دیدم
بہ پرسش چون خورد بیرون میا بگذار حیرت را

مہربان میر عبد القادر اورنگ آبادی

مہربان تخلص۔ میر عبد القادر نام اورنگ آبادی المولد۔ سید صحیح النسب و الحسب ہے آپکی نسب بائیس پشت میں حضرت امام علی موسی رضا علیہ السلام سے منتہی ہوتی ہے۔ آپکے بزرگون میں بعض نیشا پور سے ہند مین آئے مقام کنتور صوبہ اودہ مین متمکن ہوئے۔ قاضی محمد کنتوری جو اصل سادات و خلفائے شاہ بدیع الدین مدار سے تھے۔ آپکے اجداد مین تھے آپکے جد سید محمد حنیف بن سید امان اللہ کنتوری نے اپنے ماموں ملا قطب الدین سہالوی سے

تحصیل علم کرکے عالمگیر بادشاہ کی خدمت مین ملازمت و منصب مناسب حاصل کیا۔ سنگمنیر کی
وقایع نگاری و بخشی گری پر مامور ہوا۔ اس خدمت سے معزول ہونیکے بعد روضہ منورہ خلد آباد
کی قضاوت پر مقرر ہوا تا آخر حیات خدمت پر مامور رہا۔ بعد ازان آپکے والد ماجد سید محمد خلف
المخاطب شریف الدینخان مقرر ہوئے اور شاہ نظام الدین نگرانی اورنگ آبادی المتوفی سنہ ۱۱۴۲ ہجری
کی دختر نیک اختر سے شادی کی۔ آپ بھی موزون الطبع تھے کبھی کبھی بتقاضائے موزونی طبع
یکدو بیت موزون فرماتے تھے اور شرافت تخلص کرتے تھے۔ مہربان کی ولادت سنہ ۱۱۵۱ ہجری
مین شہر اورنگ آباد مین واقع ہوئی۔ تاریخ ولادت {ولادت عبدالقادر مہربان} ہے
اور بعض نے جو سنہ ۱۱۴۳ ہجری لکھا لا اصل ہے کیونکہ خود مہربان نے اپنی تالیفات مین سنہ ۱۱۵۱ ہجری
بیان کیا ہے۔ سن شعور و تمیز مین تھوڑی مدت مین قرآن شریف حفظ کیا۔ اور کتب درسیہ
عربی و فارسی جناب میر غلام علی آزاد کی خدمت مین تمام کین اور فن شعر مین بھی میر موصوف سے
تکمیل کی۔ اور علوم غریبہ نجوم و جفر و تکسیر مین بھی لیاقت و مناسبت حاصل کی تھی۔ اولاً والد
بزرگوار کا مرید و خلیفہ ہوا تھا۔ سہروردیہ و چشتیہ طریقہ کی خلافت و اجازت پائی تھی۔ آپکے والد
مولانا شاہ فخر الدین دہلوی سہروردی الچشتی کے مرید و خلیفہ تھے اور بعد مین بلا وساطت
والد اپنے حقیقی ماموں مولانا موصوف سے خلافت حاصل کی۔ عالم فاضل و ادیب کامل
جامع غرائب ہر فن شاعر شیرین سخن تھا۔ رنگین خیال فصیح زبان و شیرین مقال سحر بیان تھا
رسائی فہم و جودت ذہن سے موصوف و ذکاوت و سرعت درک مین معروف تھا۔ اقران و امثال
مین عدیم المثال۔ ارباب کمال مین سرآمد کمال تھا۔ اور والد کی وفات کے بعد روضہ خلد آباد
کی موروثی خدمت قضا پر مامور ہوکے زندگی بسر کرتا تھا۔ اور درس و تدریس و مطالعہ کتب
تفسیر و حدیث مین مشغول و طالبین و مریدین کی ہدایت و ارشاد مین مصروف رہتا تھا۔ اور

آخر مین شاہ فخرالدین اورنگ آبادی ثم دہلوی کی صحبت مین مستفید ہوا۔ تکمیل کے بعد طریقہ قادریہ وغیرہ طرق کا خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ اور نواب آصفجاہ ثانی کے وزیر رکن الدولہ کا مصاحب تہا۔ وزیر موصوف مہربان کے حال پر مہربان تہا۔ لچھمی نرائن نے گل رعنا مین لکہا کہ ابتدا مین رنگین تخلص کرتا تہا۔ اور میر ضیاء الدینخان اورنگ آبادی بہی رنگین تخلص رکہتا تہا۔ میر موصوف نے مہربان سے درخواست کی کہ آپ یہہ تخلص مجکو دیجئے اور اپنا تخلص دوسرا قرار دیجئے۔ مہربان نے ایثار تخلص اختیار کیا۔ پہر میر غلام علی صاحب آزاد نے مہربانی سے مہربان تخلص عطا فرمایا۔ فی الحال شعر عربی کی مشق کرتا ہے انتہی کلامہ۔ نظم مین متعدد رسائل لکہے۔ کحل الجواہر فی مناقب شیخ عبدالقادر۔ پندرہ ہزار بیت۔ دیوان قصائد مناقب دو ہزار بیت۔ وقائع کربلا دس ہزار بیت۔ نثر مین بہی کئی رسائل تالیف کئے۔ مرآت الشہود میر فخرالدین ترمذی کے حال مین سات ہزار بیت۔ عدیم المثال فی تجارد الامثال دو ہزار بیت و مناقب مرتضوی تیرہ ہزار بیت۔ و فخر الوظائف شرح تہذیب اللطائف۔ لطائف ستہ واذکار کے بیان مین سولہ ہزار بیت۔ و دیوان غزل پانچہزار بیت۔

نتائج الافکار کے مولف نے لکہا کہ سنہ ۱۱۹۹ ہجری مین اورنگ آباد سے مدراس گیا اور اہل مدراس کو علوم ظاہری و باطنی سے مستفید کیا۔ نواب والاجاہ رئیس کرناٹک مدراس نے آپکی بلحاظ شرافت و فضیلت بڑی تعظیم و تکریم کی۔ اور حسن اعتقاد سے ہمیشہ آپکے ساتہہ مراعات شائستہ فرماتا رہا اور آپکے لئے ایک خانقاہ واقع میلاپور تعمیر کرادی۔ اور وظیفہ مایحتاج بہی مقرر کردیا تہا آپ مدۃ العمر خانقاہ مین رہے طالبین و مریدین کو علوم ظاہر و باطن سے فیض پہنچاتے رہے آخر سنہ ۱۲۰۲ ہجری مین اس دار فانی سے بہشت برین کو رحلت کی اور خانقاہ مذکورہ مین مدفون ہوئے انتہی کلامہ۔ اور مدراس مین آپکے خلفا و مریدین بیشمار تہے۔ ابتک وہان آپکا سلسلہ

جاری ہے - جو مشائخ آپکے سلسلہ و اولاد و آل مین ہین فخری لقب سے مشہور ہین - چونکہ آپ پیر کے تعلق و نسبت کی وجہ خود کو ملقب بفخری مشہور کرتے تھے - اور بعض اہل مدراس مشائخ فخری کو منسوب بفخر الدین ترمذی نسبًا خیال کرتے ہین - ہمکو تذکرون اور تواریخ سے اس امر کا کہین ثبوت نہین ملا - ہم صرف شہرت پر اعتبار نہین کر سکتے والعلم عند اللہ مہربان صاحب دیوان و تصنیفات تھے - اکثر رسائل تصوف مین اور بعض تذکرہ بھی لکھے ہے چنانچہ ہم نے رسائل کی فہرست صدر مین لکھی ہے اب آپکے دیوان سے اشعار ذیل ہدیہ ناظرین کرتے ہین

من اشعارہ الفارسی

حرفے گذشت از کمر تنگ دہان ما — مودار شد چو کلک مصور زبان ما

وله

ہلاکم کرد داغ حسرت ہائے نگارینی — بجائے سبزہ از خاکم شود شاخ حنا پیدا

وله

صبا آہستہ پا نہ گذر در کوئے او افتد — کہ ہست از چشم نازک مزاجان فرش راہ آنجا

وله

بہر زمان بہ بینم عتاب آلودہ چشم یار را — ببید ناغیہاست لازم مردم بیمار را

وله

پریشان می شود ہر کس کہ دارد فکر تعبیرش — ندیدا نم سر زلف کرا دیدم بخواب امشب

وله

بہیرہ ام وادی وشد جمع خواہم ز نشاط — گشت شیرازہ دلم را ز رگ پان امشب

وله

چرا بہ پیش تو اظہار مدعا نکنم — تو بید ماغ نہ خاطرم پریشان نیست

وله

قاصدا از اظہار پیغامش دل ما شاد کن — خندہ داری بلب چیزے مگر فرمودہ است

وله

دل ادن از برائے نگاہے گناہ ما — دل بردن و نگاہ نکردن گناہ کیست

وله

ز عشق درد سر دارم و گرہ ہیچ — خیالے آن کمر دارم نہ گر ہیچ

وله

دوش در بتکدہ دیدیم ایمانے چند — در ربود ند دل و دین مسلمانے چند

وله

بارہا خوردہ ایم زخم و تشنگی باقی ہنوز — تا چہ مقدار آب شمشیر تو قاتل شور بود

بلاے گردش چشم تو داد درد سرم — وله — تو جام باده کشیدی مرا خمار آمد

دو شبان شب میرود حرفے ازان گیسو کنید — وله — خشک شد مغزم علاجش از گل شبو کنید

وصف رخسار کسی کردم نفس گلزار شد — وله — نکہت فردوس می آید دہانم بو کنید

خنجر دست نگارین که قتلم کرده است — وله — در کفن بوئے حنا می آید از خونم ہنوز

مرده‌ایم و بیقراری دل نیست کم ہنوز — چو گرد باد می کند این خاک دم ہنوز

ارا بآرزوئے نگاہے چه میکشی — وله — بیرحم این مشابه غلام حیا مباش

صدف نیم که بار گہر فشان نازم — بود چو آئینه ام آبرو ز جوہر خویش

می کند در دیدهٔ من شک آتش فام رقص — وله — نغمه چون بسیار گرم افتد کند در کام رقص

نه پنداری که خط گل کرد بر پیراہن عارض — وله — غبار ناتوانان دست زد بر دامن عارض

جا فروشی می تواند یافتن بالاے چشم — وله — از خم ابروے جانان یافتم قدر رکوع

یاد چشم و روئے او اے مہربان بس میکند — وله — از بہار نرگس و سیر چمن دارم فراغ

تا تو گفتی اے ستمگر خنجرے دارم بکف — وله — گفت از خود رفته من ہم سرے دارم بکف

چو گل لبریز زخمم خون ناب ساکنی دارم — وله — شدم تصویر بسمل اضطراب ساکنی دارم

بخود گفت بعالم کیست سامان چمن دارد — دل صد پارهٔ من در جواب آمد که من دارم

نیم اے مہربان در غربت از رنج سفر فارغ — برنگ بوئے گل انداز غربت در وطن دارم

ندارم چاره گر رزق از لبم چو آسیا ریزد — وله — تلاش نوکری چندانکه می بایست من کردم

محتاج چراغے نبود مشت غبارم — وله — چون کاغذ آتش زده خود شمع مزارم

بر سر لوح مزار ما گل نرگس زنید — وله — ما شہید تیغ آن چشم خمار آلوده ایم

بار ہا دیدی و حال مہربان پرسی زمن — وله — بیمروت در شکایتہا زبانم وا مکن

بگرد لعل تو خطِ نیست بلکہ کلک قضا	وله	بہاے بوسہ رقم کرد در خطِ ریحان
بید مانع از سیر باغم ہمتے دارم بلند	وله	کشتۂ رفتار یارم نیستم شیدائے سرو
اینقدر ہا دیدن آئینہ ظالم خوب نیست	وله	بیتوان کردن نگاہ ناز بر دل گاہ گاہ
داغم ز دست آن گل بیرحم کاشکے	وله	بر برگ لالہ نامہ ام انشا کند کسے

ممتاز - محمد بہادر خان برہانپوری

ممتاز تخلص - محمد بہادر خان نام برہانپوری المولد ہے - آپکی نسب کا سلسلہ یوسف خان چک کشمیری سے منتہی ہوتا ہے - سخن گوئی و سخن فہمی مین ممتاز نواب آصفجاہ ثانی کی خدمت مین منصب جاگیر سے سرفراز تہا - نواب معین الدولہ بہادر ایلچپور ناظم اورنگ آباد کا مصاحب و جلیس تہا - اور آزاد بلگرامی کے معاصرین سے تہا - آخر سنہ ۱۱۹۶ ہجری مین فوت ہوا

من کلامہ

چون کمال از صید ما را حاصلے منظور نیست	وله	از برائے دیگران است انچہ می کوشیم ما
دل بہ بیداد فلک خود دادہ ایم	وله	از ازل این دانہ نذر آسیاست
جنون طرفہ دارم بیاد گردش چشمی	وله	نگیرد جا آبادی نگنجد در بیابانے
حرص جمع مال دنیا رہبر راہ فناست	وله	خویش را از بہر زر بیرحمت قارون مکن
جز ولائے شبیر حق ممتاز در دل جا مدہ		جائے گوہر سودۂ الماس معجون مکن

منت - میر قمر الدین دہلوی

منت تخلص - میر قمر الدین نام مشہدی الاصل ہین - آپکا تولد قصبہ سونی پت مین ہوا

اور نشو و نما دلی مین پایا۔ سن شعور کے بعد علما و فضلا کی خدمت مین علوم و فنون کو حاصل کیا۔ فاضل و مستعد ہوا۔ مولانا فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے طریقہ چشتیہ مین بیعت کی جب تک آپ دلی مین تہے تب تک سنی المذہب تہے جسوقت دلی سے لکہنو گئے اُسوقت امامیہ طریقہ اختیار کیا۔ شاعر عالی دماغ و بلند خیال تہا۔ آپکا کلام بلاغت و فصاحت مین ڈوبا ہوا ہوتا تہا۔ لکہنو مین مدت تک امرا متمول و اہل دول کی تعریف و مدح مین قصائد لکہے۔ خوب انعام و صلے پائے۔ پہر لکہنو سے کلکتہ گئے گورنر جنرل بہادر کی مدح مین ایک قصیدہ لکہکر پیش کیا۔ ملک الشعرائی کا خطاب پایا۔ گورنر بہادر نے آپکو سفیر کر کے نواب نظام الملک آصفجاہ ثانی کے خدمت مین بہیجا۔ آپ کلکتہ سے سنہ ۱۲۱۲ ہجری مین حیدر آباد پہنچے۔ دربار آصفی مین باریاب ہوئے ایک قصیدہ بندگانعالی کی مدح مین لکہکر نذر کیا۔ بندگانعالی بہت خوش ہوئے دس ہزار روپیہ عطا فرمایا۔ اور دوسو روپیہ ماہوار منصب مقرر کر دیا۔ آپ یہانسے نہایت خوشی و خرمی سے ہند روانہ ہوئے پہر لکہنو مین پہنچے راجہ ٹکیت رائے کے مصاحب بنے چند روز قیام کر کے اُنچاس برس کی عمر مین بتقریب سیر لکہنو سے کلکتہ گئے وہان پہنچتے ہی سنہ ۱۲۳۰ ہجری مین خلد برین کو روانہ ہوئے۔ صاحب دیوان ہین۔ آپکے دیوان مین کل اشعار پچاس ہزار ہونگے۔ آپنے کئی مثنویان تصنیف کین۔ اور نثر مین ایک کتاب بنام شکرستان لکہی۔ اس کتاب مین گلستان سعدی کی طرز اختیار کی ہے۔

من اشعار الفارسی مثنوی

درین عمر دہ مثنوی گفتہ ام	بآئین و طرز نوی گفتہ ام
چہ اشعار من در عدد میرسد	شمار قصائد بصد میرسد
بود شعر مین در غزل سی ہزار	ز پانصد رباعی گرفتم شمار

من اشعارہ الہندی

اس آنکہکا کچہہ ہے لطف پیارے
گر اس لب جان بخش کی مین بات سناؤن

ولہ

قدم رکہہ گیا کون سینے پہ اپنے
مدعی عشق محبت کرتے ہین مجکو منت

ولہ

برہنہ پاہی بیچل مجکو اس دشت مغیلان مین
علاج دلکو آئے تہے مسیحا سخت دعوے سے

ولہ

ہر دم جو کہو کر جائین گے ہم
عیسیٰ بہی جو کچہہ بولے تو صلوات سناؤن

ولہ

گل داغ مین آج مہندی کی بو ہے
ہان یہہ سچہ مین نے کی خوبون سے تو ایک خوبی ہے

جہان ہر خار کو دعوی ہو نشتر کی نیابت کا
یہان کیا ہو گیا وہ معجزہ حضرت سلامت کا

من اشعارہ الفارسی

نقدے بکف نبود بجز آبرو مرا
پر از اسباب کلفت شد جہان جائے نمی یابم
رسم دیوانگی از حلقۂ گیسوئے تو خاست

آن ہم ز دست ریخت بپائے سبو مرا
کہ بار خاطر غمدیدہ را یکسو نہم آنجا
شور محشر ز خرام قد دلجوئے تو خاست

محب ۔ مولانا محب علی سندی

محب تخلص ۔ محب علی نام ۔ سندی الاصل ہے ۔ وطن سے عبد الرحیم خانخانان کے ہمراہ آیا ۔ اہل مناصب کے زمرہ مین شریک تہا ۔ ہمیشہ خانخانان کی رفاقت مین بسر کرتا رہا ۔ خانخانان کے انتقال کے بعد ایرج خان بن خانخانان کی خدمت مین زندگی گذارتا رہا کبہی برار مین کبہی خاندیس مین رہتا تہا آخر سنہ ۱۳۰۵ ہجری مین فوت ہوا ۔ شیخ محمد بن فضل اللہ کا مرید تہا ۔ پیر سے حسن عقیدت و ارادت رکہتا تہا پیر پرست و نیک سیرت تہا ۔ شاعر بہی تہا کبہی کبہی کلام موزون کرتا تہا ۔ جو کچہہ کہتا تہا پسندیدہ ہوتا تہا ۔ من اشعارہ

بصد رنج کہ غنت زو بسے زجا رفتم
گدائے در بیگانہ منفعت دارد
یکے قرص خورشید در آب دید
چو از جنبش آب شد در شکست
فرو رفت تا کہ بکام نہنگ

ہزار سالہ رہ رفتہ را قفا رفتم
ز بہم غلط شدہ در کوئے آشنا رفتم
روان بر سرش دام ماہی کشید
بغواصی آمدکش آرد بدست
ترازوے ما راہمین است سنگ

مسیح - حکیم رکن الدین کاشی

مسیح تخلص ۔ رکن الدین نام ۔ حکیم نظام الدین علی کاشانی کا فرزند ہے ۔ مسیح کا مولد و منشا کاشان تہا ۔ فن طب مین عیسوی دم علوم فلسفہ مین معلم ثانی تہا سخن سنجی و جادو بیانی مین ثانی انوری و خاقانی تہا ۔ شاہ عباس ماضی مسیح کے حال پر نہایت عنایت و کرم فرماتا تہا اور حکیم کی بڑی تعظیم و توقیر کرتا تہا ۔ چند مراتب حکیم کے دولتخانہ پر خود بادشاہ رونق افزا ہوا ہے ایک روز حکیم دربار شاہی مین کسی فاضل کے ساتھہ مناظرہ مین مشغول تہا بادشاہ بہی اسوقت موجود تہا بادشاہ نے مخالف کی جانبداری کی ۔ مسیح نے کشیدہ خاطر ہوکر دربارداری ترک کی اور بارگاہ سے باہر گیا ۔ تہوڑی دیر کے بعد ایک قصیدہ اجازت سفر کے بارہ مین لکھکر بہیجا ۔ اسکا مطلع یہہ ہے لیکن بادشاہ نے اجازت نہین دی ۔

گر فلک یک صبحدم با من گران باشد سرش شام بیرون میروم چون آفتاب از کشورش

جب بادشاہ دار السلطنت سے مازندران کو روانہ ہوا تب مسیح موقع پاکر فی الفور دار الامن ہند کی طرف متوجہ ہوا ۔ اکبر بادشاہ کے دربار مین باریاب ہوا ۔ بادشاہ ہند نے مسیح کی بڑی تعظیم و تکریم کی مدت تک عیش و آرام کے ساتہ زندگی بسر کرتا رہا ۔ عہد جہانگیری مین بہی کامرانی

وشادمانی سے رہا اکثر اوقات دربار شاہی مین باریاب ہوتا تھا ایکوقت دلّی سے تفرجاً الہ آباد مین آیا اور وہان چند روز مقیم رہا آخر وہان سے بشوق سیر حیدر آباد روانہ ہوا۔ چند روز کے بعد شہر مین پہنچا۔ میر مومن استر آبادی وزیر قطب شاہ حکیم کی ملاقات کے لئے فرودگاہ پر آیا حکیم نے برسم تواضع باشتباہ گلاب شیشہ شراب میر پر افشان کیا۔ میر نہایت رنجیدہ ہو کر اُٹھا حکیم بھی اس حرکت ناشائستہ سے نہایت ہی نادم و پشیمان ہوا۔ وہان ایک ساعت بھی قیام کرنا حرام سمجھا فی الفور بیجاپور روانہ ہوا۔ بیجاپور مین اُسکی دلچسپی نہین ہوئی۔ اُسوقت بیجاپور کے قرب و جوار مین جہانگیری لشکر پڑا ہوا تھا۔ دریافت کر کے بیجاپور سے لشکر مین پہنچا۔ مہابت خان سے ملازمت حاصل کی۔ مہابت خان کے ہمرکاب رہا۔ جب صاحبقران ثانی شاہ جہان تخت نشین ہوا تب یہ قطعہ تاریخی پیش کیا بارہ ہزار روپیہ انعام پایا۔ قطعہ یہہ ہے ؎

بادشاہ زمانہ شاہ جہان	خورم و شاد و کامران باشد
حکم او بر ممالک عالم	ہمچو حکم خدا روان باشد
بہر سال جلوس او گفتم	ورد جہان بادشا جہان باشد

سنہ ہجری مین بسبب کبر سنی حضور بادشاہ سے مشہد مقدس کی رخصت چاہی۔ اجازت ہوئی۔ رخصت کے وقت بادشاہ نے پانچہزار روپیہ زاد راہ دیکر روانہ کیا۔ نہایت شادکام و فائز المرام گیا۔ مشہد مقدس مین پہنچکر زیارت سے مشرف ہوا اور وہان سنا کہ شاہ عباس ماضی فوت ہو گیا ہے۔ اطمینان خاطر سے ایک سو پانچ برس کی عمر مین وطن مالوفہ کاشان کیطرف متوجہ ہوا۔ کاشان مین پہنچکر چند روز مقیم رہا۔ پھر وہان سے اصفہان مین شاہ صفی کے دربار مین پہنچا۔ شاہ سے بے توجہی دیکھکر شیراز مین آیا۔ چند روز کے بعد شیراز سے کاشان مین وارد ہوا مولف شاہجہان نامہ لکھتا ہے کہ حکیم رکنا عراق مین ہند سے معاودت کر کے آیا وہان وفات

ابد پیوند مین مشغول ہوا۔ اس خاندان کے دعا گو یون مین ہے اکثر اوقات صاحب قران ثانی
انعام و مرحمت سے غائبانہ یاد و شاد فرماتے ہین۔ آخر سنہ ۱۰۶۲ ہجری مین اس عالم فانی سے
ملک جاودانی کو روانہ ہوا۔ مصرع تاریخ کسی شاعر نے لکھا ہے ع رفت بسوئے فلک باز مسیح دوم
اسکا کلیات ایک لاکھ بیت پر شامل ہے مرزا صائب تبریزی جو آپکا شاگرد رشید ہے
اُس نے اُستاد کے فوت ہونے کے بعد کل اشعار مین سے سات ہزار ابیات انتخاب کر کے
ایک مختصر دیوان جمع کیا۔ **من اشعارہ الفارسی**

اگر خواہی کہ سنجی زور فقر و سلطنت باہم — بچینی ہائے فغفوری بزن کشکول چوبین را
سبزہ پامال است و زیر بار رخت میوہ دار — در پناہ اہل دولت ہست خواری بیشتر
نالۂ زار است کار ہم تا نفس با شد مرا — نالہ ہم فریاد دہم فریاد رس با شد مرا
عمر اگر امان دہد وقت خزان درین چمن — نیم شبی قضا کنم نالۂ عندلیب را
پیش قدت آب دہد سرو باغ را — پیش قدت بباد سپارم چراغ را
عشق کہ رفتہ رفتہ جنون آورد چہ سود — دیوانہ گشتن از نگہ اولین خوش است
کجا از خواب نازان فتنۂ دورہ قمر خیزد — مگر در دست و پایش آفتاب افتد کہ برخیزد
دل من آتش طور است افسردن نمیداند — چراغی کز دلم روشن کنی مردن نمیداند
مرا از طرۂ مشکین او یکتا رگی باید — ہمہ سامان کفرم شد ہمین زناری باید
بزبان گر نام خاکم بگذرد آذر شود — ور در آید در دلم خورشید خاکستر شود
بکام دل ندیدم یک نفس در مدت عمرش — کنون چشمی کہ دارم بر نگاہ واپسین دارم
چنان روشن زیاد روئے او شد خانۂ گورم — کہ نتوان سر نوشتم خواند از لوح مزار من
گر تو باشی میتوان صد سال بیجان زیستن — بی تو گر صد جان دہد یک لحظہ نتوان زیستن

اے دل بیکار آخر غمگسار من توئی	ہم چراغ خانہ ہم شمع مزار من توئی

من رباعیات

دل بے تو مرا ز عمر خود دلگیر ست		وین گرسنۂ شوق تو از جان سیر ست
در آمدن اے نگار تا خیر مکن		ہر چند کہ زود تر بیائے دیر ست
	ولہ	
گر آتش روز ہجر نشیمن گردد		دوزخ حیران سینۂ من گردد
گر پنبۂ داغ من شود رشتۂ شمع		ہر چند کشند باز روشن گردد
	ولہ	
خوبان کہ چراغ حسن افروختہ اند		در آتش ہجر خرمنم سوختہ اند
بسیار دراز ست شب ہجر مگر		روز سیہ مرا دراز دوختہ اند
	ولہ	
پیوستہ بروئے تو تماشا دارم		دل در خم آن زلف چلیپا دارم
بند ست بہر یک سر موئے تو دلم		من یک سر و صد ہزار سودا دارم

مخمور۔ مرزا لطف اللہ تبریزی

مخمور تخلص۔ میرزا لطف اللہ نام۔ حاجی شکر اللہ تبریزی کا فرزند ہے۔ حاجی وطن سے دل برخاستہ ہو کر ہند میں وارد ہوا۔ اور بندر سورت میں سکونت اختیار کرلی۔ اُسی مقام میں سنہ ۱۰۹۵ ہجری میں مرزا لطف اللہ عالم شہود میں جلوہ آرا ہوا۔ اُسکی ولادت میں کسی نے یہ مصرع موزوں کیا ع برسپہر سعادت آمد ماہ۔ مخمور نے سن تمیز و رشد کے بعد سورت میں آقا حبیب اللہ شاگرد آقا حسین خوانساری سے کتب درسیہ علوم متعارفہ عربیہ و فنون متداولہ ادبیہ تحصیل کیں اور سخن کی اصلاح بھی آقا صاحب سے لیتا رہا۔ پھر سورت سے بطریق تجارت ملک بنگالہ میں گیا۔ وہاں کے حاکم نواب سرفراز الدولہ بہادر نے مخمور کی شرافت ذاتی و لیاقت صفاتی کا لحاظ کر کے اپنی دختر نیک اختر سے شادی کردی اور حضور شاہی سے

مرشد قلیخان رستم جنگ کا خطاب و منصب مناسب مقرر کرایا اور اڑیسہ کی صوبہ داری پر مامور کیا۔ میرزا نے نعمت کی قدر نہ کی بعض مشیران شریر کی صلاح سے صوبہ کے انتظام میں کما ینبغی توجہ نہیں کی اور وہاں سے دل برخاستہ ہو کر حضور نواب آصفجاہ والی دکن کی خدمت میں پہنچا۔ اور نواب آصفجاہ کی ملازمت اختیار کی۔ حیدرآباد دکن میں مدت تک رہا خوب انتظام کیا۔ زمین کی پیمائش و بندوبست عمدہ طرح سے کیا۔ ایکہتر برس کی عمر میں سنہ [illegible] ہجری میں رشتہ زندگی کو قطع کیا۔ صاحب تحفۃ الشعرا نے اپنے تذکرہ میں لکہا کہ مخمور تخلص مرشد قلیخان نام رستم جنگ خطاب اور گل رعنا بہی صاحب تحفہ کے ساتہہ متفق ہے مگر صاحب صبح گلشن بجائے مخمور محمود تخلص لکہتے ہیں شاید سہو کاتب ہے مخمور شاعر سلیم الطبع خوش مزاج شگفتہ جبین تہا۔ فضائل و کمالات سے آراستہ تہا شیرین بیانی و نازک خیالی سے پیراستہ تہا۔ ملکی انتظام میں نہایت ہی لائق و فائق تہا حساب پیمائش میں یگانہ روزگار تہا۔ فارسی و ہندی میں شعر کہتا تہا ہم ذیل میں آپ کے اشعار بطور نمونہ ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں۔ آپ محمد وردی خان ملازم نواب شجاع الدولہ کی بغاوت کی وجہ سے مقابلہ و مقاتلہ کے لئے مستعد ہوئے مقابلہ میں کامیابی نہیں ہوئی ناخوش ہو کر وہاں سے حیدرآباد دکن میں نواب آصفجاہ مرحوم کی خدمت میں آئے نواب صاحب نے بڑی خاطرداری کی اور خدمت جلیلہ پر مقرر فرمایا آپ دکن میں ایسے جمے کہ مر کر اٹہے دکنی وفات سنہ [illegible] ہجری میں اورنگ آباد میں ہوئی۔ من اشعارہ الفارسی

پیشت [illegible]	[illegible] زور ما
گر وقت شعر جستجو ہم چنان گریبان را	[illegible] گریبان زدہ ام دامن بیابان را
نوشتہ [illegible] لعف خال و خط	جدا جدا سخنم ہیچو خط ہندو ما

ماه من برلب جو جلوه فروش است امشب — وله — آب از عکس حسنش ولہ پوش است امشب

بر خاک درت سر شهان است — وله — این قطعه زمین بر آسمان است

آویزه گوش عقل گردد — حرفی که ز پاک گوهران است

در مشرب عذب خاکساران — شیرینی شهد کم نشان است

خوردم چو هما فریب دولت — این لقمه تمام استخوان است

سیلاب سرشک ما بهامون — دیوانه مطلق العنان است

تاب سخن سبک ندارم — این پنبه بگوش ما گران است

از رفتن عمر دارم افغان — فریاد جرس ز کاروان است

حضور آصفجاه نے بھی اسی زمین مین ایک غزل لکھی تھی اُسکا مطلع و مقطع یہہ ہے

یاد رت همه دم انیس جان است — چون بو که به برگ گل نهان است

از درد دلم مپرس آصف — رنگ رخ زرد ترجمان است

دیده میداند چها شب بر سرم بی او گذشت — وله — همچو سیل از دل سرشک چشم زار بر وگذشت

دل آزاری ندارد حاصل غیر از پشیمانی — ز تیر انگشت افسوسے بلب دائم کمان دارد

از کوه گران سنگ مکافات بترسید — با شیشهٔ ناموس کسے کار ندارید

تعجب نیست بد طینت اگر حاجت روا گردد — وله — گره زخم کهنه را خاکستر عقرب دوا گردد

ز دونان کی بخود درماندگان را کار بکشاید — گره امکان ندارد باز از انگشت پا گردد

بگلزار محبت رشته گلدسته را مانم — وله — که عمرم جمله صرف اجتماع دوستان گردد

چه ابتر و زرد دفتر ایام — وله — که خود بخود ورق این کتاب میگردد

میفریبد نازنینان را بهر صورت که هست — کاش چون آئینه من هم جوهری میداشتم

نه دل از من خبر دارد نه من از دل خبر دارم / دل از من کی جدا گشت و من از دل کی جدا گشتم

بسان شیشهٔ ساعت رفیق کار پیدا کن / بیک ساعت زمین و آسمان را زیر و بالا کن

باشد دو جهان قائم ازان ذات یگانه / برپا چو کمانست بیک تیر دو خانه

بیک صورت بود با نیک و بد طرز سلوک من / مثال صفحهٔ آئینه دارم وضع همواری

چو مجنون کے توانم گرد جولان در بیابانی / مرا همچو نگین باید بقدر نام میدانی

متین - میر مهدی برہانپوری

متین تخلص - میر مهدی نام آپکا مولد و منشا برہانپور ہے - آپ محمد امین منصبدار بادشاہی کے فرزند ہیں آپکے والد صاحب سخن تھے - میرزا بیدل کے شاگرد - متین نے برہانپور میں والد ماجد کے سایۂ عاطفت میں پرورش پائی - اور بقدر ضرورت تعلیم پاکر استعداد حاصل کی مستعد طالب علم تھا خوش خلق و کم سخن - شعر گوئی و سخن سنجی میں فکر رسا رکھتا تھا - شاہ سراج اورنگ آبادی سے سخن کی اصلاح لیتا تھا - اسوقت میں شاہ سراج برہانپور میں تھے - جس وقت شاہ صاحب اورنگ آباد واپس آئے متین بھی اورنگ آباد میں وارد ہوا چند مدت استاد کے پاس رہا - پھر وطن مالوفہ روانہ ہوا - پھر آخر ۱۱۹۷ھ ہجری میں عالم بالا کے طرف رحلت کی - من اشعارہ الهندی

روز ازل سے مجھے ورد زبان ہے شیشہ / بات شیشہ ہے سخن شیشہ فغان ہے شیشہ

وله

اس بستی پوش قاتل پہ چھڑک لہو کا رنگ / عاشقو لازم ہے اب ہنگو کا سر وا کیجیے

وله

عرس کو مجنون کے بر نون نے کیا ہے اتفاق / وحشیو لازم ہے تم بھی اپنے سامان سے چلو

جان جاتا ہے میر افسوس کوئی کہتا نہیں / آنسو تھم گیا آنکھوں کی دیوان سے چلو

گل شاخ پر صبا سے ہلتی نہین چمن مین		گلرو کی تبسم سے بسمل تلملاتے ہین

مقصود - میر مقصود علی اورنگ آبادی

مقصود تخلص - میر مقصود علی نام اورنگ آبادی المولد ہے - فارسی مین عمدہ لیاقت و مہارت رکھتا تہا - خوش الحان تہا اکثر قصائد نعتیہ میلاد شریف مین خوب پڑہتا تہا سامعین کے دلون پر بڑا اثر ہوتا تہا - اکثر وجد مین پھڑکتے تہے - شعرگوئی مین مشق کرتا تہا جو کچھہ کہتا تہا خوب مرغوب ہوتا تہا شفیق اورنگ آبادی تذکرہ چمنستان مین رقم فرماتے ہین کہ مقصود فقیر سے ربط رکہتا ہے اکثر اوقات میرے غریب خانہ پر تشریف لاتا ہے - خوش مزاج و خوش وضع تہا ہر ایک کے ساتہہ حسن سلوک کرتا تہا - آخر سنہ ۱۱۹۰ ہجری مین فوت ہوا -

من اشعارہ الھندی

دیکہنے سے چشم یار مین یون کیف کی بہار		رہتا نہین ہے ہوش کسی ہوشیار کا

ہمکو آپکے اشعار مین سے صرف یہی ایک شعر ملا - اس لئے اسی پر اکتفا کیا گیا -

میر - سید شاہ میر برہانپوری

میر تخلص - سید شاہ میر نام - باشندہ برہانپور مین - مشائخ برہانپور سے تہے - سید صحیح النسب والحسب تہے کتب درسیہ سے فارغ التحصیل تہے توحید و تصوف کے دریا مین ڈوبے ہوئے تہے محبت و شوق الہی کے شرارون سے ہمہ تن سوختہ تہے - دل کے سوز و گداز سے سینہ بریان و دیدہ گریان تہے - اسی جوش و ولولہ مین حقانی خیالات و ربانی مشاہدات کو موزون کرتے تہے آپکی غزلین مرثئے اور رباعیات و دوہرے نہایت ہی بامزہ و شور انگیز

ہوتے ہیں اور کتب و قطعات دلکش و دلاویز۔ آپ علم موسیقی میں کامل و ماہر تھے۔ اقسام سرود و ترانہ سے خوب واقف اس فن کے عالم با عمل تھے۔ لچھمی نرائن چمنستان شعرا میں لکھتے ہیں کہ مجھکو سلطان الدین شوریدہ کی زبانی معلوم ہوا کہ آپنے فی الحال یعنی ۱۱۷۵ ہجری میں [illegible] نام کی ایک کتاب تالیف کی ہے اس کتاب میں موسیقی کے مطالب کو [illegible] طرح سے بیان کئے ہیں انتہی کلامہ۔ آپکی وفات ۱۱۹۵ ہجری میں واقع ہوئی۔

ص ۲۰ اشعار الہندی

ورہ [illegible] اسبہ پر کہ پل پکار رہی	نین پیو جا نا پی پی تا تک ماری
شکل [illegible] سراب [illegible] پیا کہیں	ہر نگو ن ہوا ایدل دوگانہ کر
چنگیرت چیلی [illegible] جیسن	پنچھی چلی جب گہر گہرے سر پر گہرا آ ٹھا

انشاء منعم برہانپوری

منعم تخلص۔ شیخ منعم نام۔ آپکا اصلی وطن برہانپور ہے کتب درسیہ سے فارغ التحصیل نہیں ہوئے تھے مگر بقدر ضرورت لائق و ہوشیار تھے۔ اچھے کارپرداز تھے۔ فن سیاق میں اچھی مہارت رکھتے تھے۔ خوشنویسی میں ہفت قلم تھے۔ [illegible] میں علم تھے نستعلیق میں آپکو ید بیضا [illegible] رکھتے تھے۔ فارسی میں خوب مہارت رکھتے تھے۔ برہانپور سے نظام الدولہ ناصر جنگ شہید کے زمانہ میں اورنگ آباد گئے۔ دار الانشا میں مقرر ہوئے ناصر جنگ کی شہادت کے بعد آصفجاہ ثانی کے زمانہ تک خانہ نشین رہے۔ پھر بندگان عالی نے آپکو منصب روزینہ مقرر فرمایا۔ مدت تک نہایت آرام راحت سے بسر کئے آخر ۱۲۰۳ ہجری میں فوت ہوئے۔ خوش اخلاق خوش اطوار تھے۔ خندہ رو شگفتہ جبین تھے۔ دوست نواز و محبت پرور تھے

لچھمی نرائن شفیق کے معاصر تھے ۔ اکثر اوقات شفیق سے ملتے تھے باہم شعر و شاعری کے چرچے رہتے تھے ۔ من ۲ اشعار ۲ الہندی

تجہ حسن کے ہین قربان یوسف جمال والے	مہتاب گال والے ابرو ہلال والے
گردش سے تجہ نین کے ہین حیران	خورشید ڈہال والے جاہ و جلال والے

مہتاب ۔ لالہ موہن لال اورنگ آبادی

مہتاب تخلص ۔ موہن لال نام ۔ قوم کہتری اورنگ آبادی المولد تھا ۔ منشی خوشنویس و انشا پردازی مین مشہور تھا ۔ لچھمی نرائن کے سررشتہ ہین منشیون مین ملازم تھا ۔ خوش خلق و خوش گفتار و پسندیدہ کردار و برگزیدہ رفتار تھا ۔ مزاج مین خاکساری و عاجزی بیشمار تھی دوستون سے خوش صحبت تھا ۔ ہر ایک سے موافق تھا شعر گوئی مین خوش فکر و نازک خیال تھا بہ نسبت فارسی ریختہ ہندی کے طرف زیادہ مائل تھا ۔ خوب کہتا تھا ۔ آپکا کلام مرغوب ہے آپکی وفات سنہ ۱۲۰۲ ہجری مین واقع ہوئی ۔ ہمکو آپکا فارسی کلام نہین ملا صرف چند اشعار ریختہ حاصل ہوئے ہین وہ ہدیہ ناظرین کرتا ہون ۔ من ۲ اشعار ۲ الہندی

آب آنکھون سے کم ہوا رو رو	چشمۂ آفتاب کی سوگند
دل سے وسواس دور کر آ مل	تجکو تیرے جناب کی سوگند

لچھمی نرائن نے بہی اسی طرح مین ایک غزل لکہی ہے ہم غزل مین سے چند اشعار بطور نمونہ لکھتے ہین تاکہ ناظرین مستفید ہون ۔ ؎

تشنہ لب ہون شراب کی سوگند	جل گیا جی کباب کی سوگند
ہر گہڑی تو قسم نکہا جہوٹی	تجکو دل کی کتاب کی سوگند

کیا جھلک ہے سجن کے چہرہ پر
سب سے سخن ہون تیرا دہن دیکھے
دور کر اب حجاب کو اپنے
دل صاحب ہے کیا پریشان آج

زر زری کے جناب کی سوگند
یار حاضر جواب کی سوگند
چادر ماہتاب کی سوگند
زلف کے پیچ و تاب کی سوگند

منصور - میر منصور آسیری

منصور تخلص - میر منصور نام - آپکے بزرگ آسیر کی قلعداری پر مامور تھے آپ بھی چند مدت اسی آبائی موروثی خدمت پر بحال رہے پھر تارک الدنیا ہوئے - قلعداری کو ترک کرکے برہانپور مین آئے فقرا و مشائخ کی صحبت اختیار کی صحبت نے ایسا اثر کیا چند ہی روز مین درویش کامل و فقیر واصل ہوئے - مدت تک برہانپور مین زندہ رہے - توکل قناعت پر زندگی بسر کرتے رہے کسی امیر و فقیر سے ملتجی نہین ہوئے - نہایت آزادی بے پروائی سے رہے - آپ انیس اورنگ آبادی کے خسر تھے آپکے دو شعر مشہور ہین - باقی اشعار کا پتا نہین شاید احتیاط نہونے سے تلف ہوئے واللہ اعلم بحقیقت الحال - آپکا انتقال سنہ ۱۲۰۲ ہجری مین ہوا

من اشعارہ الہندی

ہم نے جانے تھے کہ دلدار ہمارا ہوئیگا
رمز کرتے ہین رقیبان مجھے معلوم ہوا

یہہ نہ جانے تھے کہ جا غیر کا پیارا ہوئیگا
انکی قدرت نہین دلبر کا اشارا ہوئیگا

مبتلا - الفت خان اورنگ آبادی

مبتلا تخلص - الفت خان نام - اصلی وطن اورنگ آباد ہے - عالم شباب مین ضعر ہی استعداد

استعداد حاصل کرچکے بعد شعر گوئی کا شوق دلمین پیدا ہوا۔ آہستہ آہستہ اس راستہ مین چلنے لگا رفتہ رفتہ سخن سنجی کے میدان مین سبکخرام ہوا۔ مضامین رنگین و خیالات نگارین کو آراستہ کرنے لگا۔ شاہد سخن کو معانی تازہ کے زیور سے پیراستہ کرنے لگا۔ جوان صالح سپاہی وضع خوش طبع تہا بلاغت معانی و فصاحت بیانی سے بلند آوازہ۔ آب رنگ لیاقت سے مثل گل تازہ۔ مشاہیر منصبدارون مین منسلک آصفجاہی جان نثارون مین مشہور تہا لچھمی نرائن چمنستان شعرا مین لکہتے ہین کہ خانصاحب فقیر سے بتوسط غلام محمد خان انور ملے اور رسم خلاص محبت کو قائم کیا کبہی کبہی غریبخانہ پر قدم رنجہ فرماتے تہے نیک مرد و عزیز دل ہین حق تعالی اُن کو سلامت رکہے انتہی کلامہ۔ لچھمی نرائن کے کلام سے ثابت ہوا کہ آپ ۱۱۷۷ھ ہجری مین زندہ تہے۔ شعراء اورنگ آباد مثلاً عارف الدینخان عاجز و شاہ سراج الدین سراج و غلام قادر سامی و میر آزاد بلگرامی وغیرہ کے معاصر تہا۔ آخر ۱۲۰۰ھ ہجری مین عالم قدس کا مسافر ہوا۔ من اشعارہ الہندی

دن بدن کیون زرد رو اور ناتوان ہوتی ہے یہہ		کچہہ دوا کر باغبان اس نرگس بیمار کی
لٹ پٹا جاتی ہے اُسکی صف مین میری زبان	وله	شوخ جب آتا ہے سہرہ سج کے پیر الٹ پٹا
ظاہر مین عشق و حسن مین اتنا ہی فرق ہے	وله	تمنے جفا و جور کئے ہم نے دعا دیا
نہین آرام تم بن ہمسری کے دل شکستون کو	وله	کبہو تو یاد کرنا شوخ اپنے خوار وحشیون کو
کنارہ گہ عتاب گہے جنگ گہ غضب	وله	دلبر ہے ان دنون مین دل آزار بیطرح
دلکو خوش آتی ہین یہہ دلبر کی ادائین بہولیان	وله	غیر کو دشنام سے کہتا ہے ہمپر بولیان
غنچہ و گل جو ہمین آغشتہ ہوئی گلشن مین صبح	وله	قند فین ہیر کی انگشتون سے جب ہم گہولیان
داغ دل پر یہہ بلبل کی نہ عرضین نا نیان	وله	شوخ لالہ کس سے سیکہے ہو یہہ فرمانیان

کسوئی اگر پرورد تیرے پاس آزاری کرے	تجھے غمخواری نہووے بن و آزاری کرے

مہر مہر علی اورنگ آبادی

مہر تخلص - مہر علی نام آپکا - اصلی وطن اورنگ آباد ہے - شاعر رنگین خیال خوش فکر و شیرین مقال تھا صغر سنی مین شعر گوئی کا مرض لاحق ہوا تھا - روز بروز بڑھتا گیا - آپ شعر و سخن کے فریفتہ تھے - مرزا مظہری بیگ مرزا تخلص سے اصلاح لیتا تھا - لچھمی نرائن شفیق کا دوست و عنایت فرما تھا سنہ ۱۱۸۵ ہجری مین فوت ہوا - من ۲ شعراء الہندی

خسرو ہمین عشق کی بیداد ہے		جان شیرین جو دیا فرہاد ہے
قید سے کیا کم ہے پابند چمن		سرو کو کیونکر کہو آزاد ہے
حشر تک ہرگز نبھولین کے کبھو		ظلم تیرا ہم کو ظالم یاد ہے
خاک ہونا کیمیائی عشق کی تدبیر ہے	ولہ	پارہ بیتابی دل مارنا اکسیر ہے
آبرو پائی شجاعت نے عطائے فقر سے		موج نقش بوریائے جوہر شمشیر ہے
جون صبا یکدم خراشی کر کہ تجھ بن باغ مین		ہے گریبان چاک گل غنچہ نپٹ دلگیر ہے
دیکھہ چشم مہر سے اے باغبان وقت خزان	ولہ	عندلیبان پھر کہان اور یہ بہار اپھر کہان
سوز دل سے آہ کی بہڑکے اٹھادون تو سہی	ولہ	خرقۂ پشمینۂ زاہد کا جلادون تو سہی
ریش قاضی افسر مینا ہے جیون بال ہما		ریش زاہد تخت طاؤسی بنادون تو سہی
ترش روئی سے ہوی زاہد کو کہانسی آخرش		اس بہانے اسکو مین دارو پلادون تو سہی
پڑہ نماز یار با ہر وقت رندون کو نچھیڑ	ولہ	تجکو اے زاہد پرائی کیا پڑی اپنی نبھیڑ
میکدہ کی راہ اے زاہد نجائے خضاب		رند داڑہی کو تیرے دیوینگے لائے می لتھیڑ

ہوئے زمین کانشق جگر اور آسمان لرز اٹھے	ہے دل کو یوں آہون کے ترڑاقے جب جڑے
قمریان پرواز مین اوپر و کیچڑ مین گرے	نعبد مین جو کوی سو ہین آزاد اور آزاد عید

مرزا - مرزا محمدی بیگ

مرزا تخلص - مرزا محمدی بیگ نام - اوربگ آباد اصلی وطن ہے منصبداروں میں ملازم تہے، فن شعر گوئی مین سحر پرداز تہا اور سخن گوئی مین یکتا وبے انباز تہا سلیم الطبع و فہیم المزاج تہا سخن رنگین کی شیرازہ بندی کرتا تہا تازہ بیانی وپاکیزہ معانی سے دلون کو تسخیر کر لیتا تہا - کلام ہندی مین صاحب دیوان ہے فارسی مین کہتے تہے مگر بہت ہی کم - ہمکو آپکا فارسی کلام نہین ملا - آخر ۱۲۰۰ہجری مین فوت ہوا - من اشعارہ الهندیہ

یہی مضمون ہے اسکا کہ انجہو آنسو بہکو دیجو	بیاں غم نامہ سے قاصد سجن کے ہات مین دیجو
پیغام پہنچتا ہے نگاہ رسا کے ہات	مرزا کہ آج حاجت قاصد نہین رہی

مقدس - محمد جان خلدآبادی

مقدس تخلص - محمد جان نام - روضہ مقدس خلدآباد کے رہنے والے - شاہ برہان الدین غریب کے سجادہ نشینون مین سے تہے - مستعد طالب العلم تہے فارغ التحصیل نہین تہے مگر ذی استعداد صاحب سواد تہے - شعر ہندی و فارسی مین مشق کرتے تہے - میر عبدالقادر مہربان قاضی دولت آباد کے شاگرد تہے - ذکی الطبع و ذہین تہا - شعر خوب کہتا تہا ہم عمرون مین بڑا ہوا تہا - ۱۱۷۵ہجری مین زندہ تہا ۱۲۰۰ہجری کے اندر ہی فوت ہوا - سنجیدہ مزاج و خوش طبع تہا - من اشعارہ الهندیہ

دسمین عزلت مین بھی جدت کو پیدا کیجیے / خم مین رکہ بچۂ انگور صہبا کیجیے

تجہ قدم کی خاک ہو دلمین یہی ہے آرزو / دیدۂ عالم مین سرمے کی طرح جا کیجیے

مضطر۔ شیخ احمد اورنگ آبادی

مضطر تخلص۔ شیخ احمد نام۔ اورنگ آبادی المولد ہے۔ کتب درسیہ علوم سے فارغ التحصیل و مستعد تہا۔ پیشہ تجارت مین مشغول تہا روزی کی کسب سعی کرتا تہا۔ زر بازو محنت سے پیدا کرتا تہا۔ آپکی گذر اوقات تجارت پر تہی۔ شعر گوئی کا شوق تہا اکثر اوقات مشق سخن مین صرف کرتا تہا۔ خوش کلام و شیرین سخن تہا۔ آپکا کلام نزاکت و لطافت سے خالی نہین ہوتا تہا۔ آپکا انتقال ۱۱۹۶ھ ہجری مین ہوا۔ من اشعار الہندی

عبث ہمکو سجن وعدہ قیامت کا بتاتا ہے / اسی دنیا مین کوئی کسکے کام آتا ہے

جو عرض حال کرتا ہون جواب تلخ ہے جب تب / تمہین ایرو کہین ہبات کا کچہ انت پاتا ہے

محرم۔ محمد ماہ اورنگ آبادی

محرم تخلص۔ محمد ماہ نام۔ آپ نواب شجاعت خان بہادر صوبہ دار برار کے فرزند ہین اور نوابصاحب حضرت شاہ نظام الدین بکرامی کے نواسہ تہے۔ شاہ صاحب مشاہیر مشایخ دکن سے ہین۔ نوابصاحب حضور آصفجاہ کے زمانہ مین پنجہزاری منصب صوبہ داری برار سے ممتاز تہے۔ مدت تک برار مین بہادری و شجاعت سے کام کرتے رہے آخر کہنو غنیم کے جنگ مین صوبہ مذکور ۱۱۵۰ھ ہجری مین شہید ہوئے۔ محرم کے بڑے بہائی باپ کے خطاب سے سرفراز ہوئے حضوری خدمات کا انجام کرتے رہے۔ محرم منصبدار تہے۔ جوان صالح خوش سلیقہ

فہیم و ذہین تھا۔ فراست و متانت سے موصوف تھا۔ تھوڑی مدت میں شعرگوئی میں رتبۂ کمال کو پہنچا۔ کم گو تھا جو کچھ کہتا تھا خوب کہتا تھا فارسی شعر کی نسبت ہندی شعر میں مشق کم کرتا تھا۔ اکثر فارسی شعر کہتا تھا سنہ ۱۱۶۶ ہجری میں فوت ہوا۔

من اشعارہ الہندی

نزاکت بسکہ رکھتا ہے وہ دلدار جہان آرا بجا ہیگا کہ کوئی فرش راہ گلرخان ہوئے شاخ کی مینا کو کس شوخی سے لاتی ہے بہار بہار آوے تو بلبل کو قفس میں عیادت کرنا	ولہ	صفائی آئینہ ہے یار اُسکے عکس عالی کا سلے جیون خار اُسکو ہر گل نازک نہالی کا گل پہ شبنم نہیں ہے اسکو می پلاتی ہے بہا تو ایسا ظلم اس بیکس پہ صیاد مت کیجو

مراد۔ میر منور برہانپوری

مراد تخلص۔ محمد منور نام۔ آپکی ولادت برہانپور میں ہوئی۔ آپکے والد یا جد محمد فخرالدین نصیر آباد خاندیس کے قاضی تھے۔ آپنے تعلیم و تربیت کے بعد شعرگوئی شروع کی موزون الطبع و خوش فکر تھے۔ کبھی کبھی کلام موزون کرتے تھے۔ تقدیر ایزدی سے آپکے والد یا جد کا انتقال ہوگیا آپ پراگندہ حال و پریشان ہوئے نواب نجف علی خان بہادر کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ نوابصاحب اسوقت برہانپور میں تھے آپکے والد سے شناسا تھے۔ مراد کے حال پر مہربانی کی اور اپنی رفاقت میں رکھا۔ مراد آپکی بدولت بامراد ہوا۔ آخر سنہ ۱۲۰۸ ہجری میں اس جہان فانی سے رحلت کی۔ من اشعارہ الہندی

اپنا دامن اشک پرخون ستی افشان کیجیے خوب نہیں دیوانگی میں شہرت کا بود و باش		بیٹھیے صحرا میں در سیر گلستان کیجیے مصلحت یون ہے کہ اب مسکن بیابان کیجیے

کیجیے پیدا اگر رتبہ نسیم صبح کا آخر ش ملک عدم کو یہان سے جانا ہے ضرور	بے تکلف سیر باغ کوے جانان کیجیے بیٹھیے بیفکر کیا چلنے کا سامان کیجیے

مہندی - میر مرتضی اورنگ آبادی

مہندی تخلص - میر مرتضی نام - سید صحیح النسب ہے - اورنگ آبادی المولد ہے جنید آباد مین نشو و نما پایا - ابتدائے جوانی مین بقدر ضرورت فارسی عربی مین استعداد پیدا کر لی - اور شعر گوئی بھی شروع کی - مضامین تازہ کو خوب تلاش کرتا تھا نقاش فکر کی سعی و کوشش سے نوادر صورتین پیدا کرتا تھا - سرکار بندگانعالی کے منصبدارون مین تھا - لچھمی نراین لکھتے ہین کہ مجھکو میر دولت کی زبانی معلوم ہوا کہ میر مہندی ۱۲۰۷ ہجری مین مرہٹہ کی لڑائی مین فوت ہوا راقم نے اُسکی وفات کی تاریخ لکھی - (مہندی شہید شد) اب یہہ چند اشعار جو مولف کے حاصل ہوئے گزارش کرتا ہون انتہی کلامہ من اشعارہ المہندی

جب سے تیرے حسن نے گلشن مین پیدا دہی کی		گل نے اپنا اتنا تک چاک گریبان نہین سیا
خار داغون سے جلی ہے لالہ ایسا آگ مین	وله	ہین ہزار داغ مجھ دلپر سراہین یہہ سپیا
تجھ رنگیلے لب کے بوسے نے خواہش ہیچ دل	وله	رات دن جلتا ہی رہتا ہے بغل مین جیسے دیا
نان و داغ دل ہمارا آب آنکھو نکا سرشک	وله	عشق کی دولت سے ہمنے خوب کچھہ کھایا پیا
بوجھتے ہین پشم کر فرش تجمل خاکسار	وله	نقش قالین سے نہین کمتر ہے سوج بوریا
چار دن بچھڑا سجن ہمپر قیامت آگئی	وله	مہندی حیرت ہے تنہا خضر ابتک کیون جیا
ہے کسی کا تاب دیدہ ہوا	وله	یون جو آئینہ اب دیدہ ہوا
گرم جوشی ستی خورشید لقا گھر سے نکل	وله	ہو گئی صبح دم سرد کے بھرتے بھرتے

کرے ہے آج چشم عندلیبان روشن آئینہ	وله	ہوا ہے اُسکے عکس سے رشک گلشن آئینہ
کدہر جاویگا وہ تیر نگہ سینے سنی اُس کے		پہر آیا ہے گرچہ جوہرون سے جوشن آئینہ
ان گلرخون سے یارو ہم نباہ کیون نبہائین	وله	بانکی بہوان چڑہا کر ترچہی کرین نگاہین

مستعد ۔ آقا صابا

مستعد تخلص ۔ آقا صابا نام ۔ آپکا اصلی وطن ری تہا ۔ آپ وطن مالوفہ سے عالمگیری زمانہ مین ہند مین آئے ۔ نواب میر غازی الدینخان بہادر فیروز جنگ کی خدمت مین باریاب ہوئے ۔ نواب مہمان نواز و غریب پرور تہے ۔ آپکی بڑی تعظیم و توقیر کی ۔ آپ مدت تک نواب کی خدمت مین رہے ۔ نواب کے انتقال کے بعد بندگانعالی آصفجاہ کی خدمت مین رہے ۔ آپکی زندگی کا مدار نوابصاحب کی عنایت و مرحمت پر تہا ۔ پریشانی سے گذرتی تہی جسوقت بندگانعالی آصفجاہ دلی روانہ ہوئے ۔ اُسوقت آپ نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید سے روشناس ہوئے ۔ شہید آپکے حال پر بڑی مہربانی کرتے تہے ۔ نواب شہید کی توجہ و عنایت سے مستعد خان کے خطاب سے ممتاز ہوئے ۔ آپ خوش اخلاق تہے پاکیزہ رو و پسندیدہ خو تہے ۔ عضد الدولہ بہادر کے فرزند سید جمال خان بہادر سے ربط خاص رکہتے تہے بدیہہ گوئی مین مشہور تہے ۔ باجے راو کی لڑائی مین سر سواری نواب شہید کے سامنے یہہ بیت پڑہی سے

بہر مدد نمودن تو مرتضی علی   شمشیر خویش داد بسید جمال خان

نواب شہید نے یہہ بیت سنی اور فرمایا آپکو سرداران بالادست کی تعریف کرنا لازم ہے ورنہ آپسے ناخوش ہون گے ۔ آپنے نواب شہید کی ترغیب سے ایک مبسوط قصیدہ لکہا

نواب شہید کی خدمت مین پیش کیا مقبول ہوا۔ آپ خوش سیرت پاکیزہ صورت جوانمرد صاحب ہمت تھے۔ خوگرفتہ بزرگان صحبت یافتہ صاحب کمالان تھے۔ فن شعرگوئی مین درست کلام کی شیرازہ بندی مین چست تھے۔ شعر و سخن کے شیفتہ لطائف و ظرایف کے فریفتہ تھے۔ علم و فضل مین مستعد تھے۔ آخر آپکو ۱۱۶۳ ہجری مین عارضہ جنون لاحق ہوا۔ دو تین ہمینہ اسی مرض مین مبتلا رہے معالجہ بہت کچھہ ہوا مگر مفید نہین ہوا۔ اسی مرض مین اس عالم سے رخصت ہوے۔ ہمکو آپکے کلام سے صرف یہہ ایک غزل ملی۔ باقی نادر الوجود ہے۔ شاید تلف ہو گیا ہے۔ ص ۲ الشعراء الفارسی

اسیر دام ہجرم زندگانی را تماشا کن	ز سر دم از فراقت سخت جانی را تماشا کن
بگلشن بے رخت گر سایۂ گل بر سرم افتد	ز پا چون سایہ افتم ناتوانی را تماشا کن
بیا دت عالمی دارد دلم در کنج تنہائی	ز درد غافل درآ عیش نہانی را تماشا کن
ز رنگ اشک گلگون رخ زردم ز ہجر اے گل	بہار زندگی بنگر جوانی را تماشا کن
گذاری کن بمن اے ابر نیسان کرم انگہ	ز بحرین دو چشم در فشانی را تماشا کن
بیا یکدم بہ بزم مستعد اے غنچۂ خندان	رخ زرد و سر شک ارغوانی را تماشا کن

مبارک ۔ مبارک خان نیازی

مبارک تخلص ۔ مبارک خان نام ۔ آپ مبارک خان نیازی کے صاحبزادے ہیں آپ عالمگیری زمانہ مین تربیت خان کے مصاحب مقرر تھے بدزبانی و سخت مزاجی کیوجہ سے ایک مغل کا شغری کے ہاتھہ سے بزخم تلوار آبدار زخمی ہوے تھے۔ زخم کاری نہ تھا صحیح سلامت رہے۔ آخر عالمگیر کے فوت ہونیکے بعد سخت پریشانی و حیرانی مین مبتلا ہوے۔ آخر نیاز کا لقب

نظام الملک آصفجاہ نے قدردانی و جوہر شناسی سے منصب مقرر کردیا۔ عمر دراز کو پہنچکر عالم بقا کو پہنچے۔ آپکے صاحبزادے میان مبارک بہی سرکار آصفجاہی کے منصب دار و جاگیردار تھے۔ آپکی جاگیر ضلع آشٹی متعلقہ برار مین تھے۔ اور آشٹی مین نیاز ہی کے عمدہ عمدہ مکانات و منازل تھے۔ اب کہنڈر و نشان تک بہی باقی نہین ہے اور نہ اُن کی اولاد مین کوئی باقی ہے۔ ماثر الامرا کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مبارک خان اول ہی کے زمانہ مین اس خاندان کا خاتمہ ہو گیا۔ مگر تحفۃ الشعرا مین میر افضل افاقشال نے مبارک خان ثانی کا حال لکہا۔ اور ثانی کو شعرا کے زمرہ مین بیان کیا ہے۔ شاعر خوش فکر و خوش خیال تھے۔ کبہی غزل و رباعی موزون کرتے تھے۔ طبع متین و مزاج رنگین تہے۔ آپکی وفات تقریباً سنہ ١١٩٠ ہجری مین واقع ہوئی آشٹی مین مدفون ہوئے من اشعارہ

بلبل آسا زدہ ام نالہ و فریاد بسے	ہمچو گل بر تن جامہ دریدن باقیست
شب تار فراقت زدہ ام پہلوئے	لیک آن صبح وصال تو دمیدن باقیست
گرچہ کردیم تہی میکدہا از سر شوق	می ازان نرگس چشم چشیدن باقیست

موزون۔ رائے مدن سنگہ

موزون تخلص۔ رائے مدن سنگہ نام۔ آپ قوم کایتہ سے ہین۔ آپکے بزرگون کا اصلی وطن قصبۂ چکولی متعلقہ اٹاوہ صوبہ اکبرآباد تہا آپکے اجداد مین سے وطن سے برداشتہ خاطر ہو کر دلی مین آئے۔ اور دلی مین سکونت اختیار کی۔ راجہ جگت سنگہ مدن سنگہ کے والد نواب غازالدینخان بہادر فیروزجنگ کی سرکار مین تہے۔ اولاً دار الانشا مین میر منشی تہے۔ پہر نواب صاحب کی مرحمت سے سہزار منصب و راجگی کے خطاب سے سرفراز ہوئے۔ اور نواب ممدوح کے دیوان ہوے

اور رائے مان سنگھ نواب آصفجاہ کی سرکار میں مستوفی الملکی کی خدمت پر مامور تھا۔ نواب
نظام الدولہ ناصر جنگ شہید کے زمانہ میں دو ہزاری منصب اور علم و نقارہ و خطاب راجگی سے
سرفراز و ممتاز ہوا۔ قلعہ مصطفیٰ نگر متعلقہ حیدرآباد دکن کی حراست آپکے متعلق ہوئی۔ آپ
مدة العمر قلعہ کی حراست میں مشغول رہے یہانتک کے فوج انگریزی نے قلعہ مذکور کا محاصرہ کیا
اور آپ پر حملہ کیا راجہ انگریزی فوج یعنی فرانسیسی فوج کے مقابلہ میں ہمت و جوانمردی سے
ثابت قدم و مستعد رہا آخرکو زخم بندوقوں کے اٹھائے قلعہ سے باہر نکلے انہیں زخموں کے
صدمہ سے پچاس برس کی عمر میں ۱۱۹۰ ہجری میں اس جہان ناپائدار سے دارالقرار کا سفر
اختیار کیا۔ ذی استعداد صاحب سواد تھا سخن سنجی و تاریخ گوئی میں یگانہ ظرافت رنگینی میں
مشہور زمانہ تھا۔ انشا پردازی میں بے نظیر و سخن دانی میں روشن ضمیر تھا۔ جناب میر غلام علی
آزاد بلگرامی کا صحبت یافتہ و دست گرفتہ تھا۔ نواب ناصر جنگ شہید کے دربار میں معزز
و مکرم تھا۔ آپنے ایک قصیدہ نواب شہید کی مدح میں لکھا تھا ہم وہ قصیدہ ذیل میں گزارش
کرتے ہیں۔ آپ صاحب دیوان تھے افسوس مولف فقیر کو آپکا دیوان نہیں ملا یاں اشعار
منتخبہ ملے ہیں وہ بھی ہدیہ ناظرین کیے جاتے ہیں **من اشعارہ الفارسیہ**

بگرد گلشن جلوۂ رنگین یار آئینہ را	سرسید بعرض قدم بوسی از بہار آئینہ را
روشن قد تو دید کہ دارند سرو	دارم ز انگشت ندامت بلب خود چو ما
شب کہ با تو بہ روئے در دل من راہ داشت	چشم گریان از خیالش یوسفی در چاہ داشت
بیجا کنند غمزدگان شکوۂ فلک	موزون چہ فتنہاست کہ در چشم یار نیست
لب و گرد دمن بحضن تبسم آشنا گردد	دل ازبا بود گل ہستی ز می آب ز گہر گیرد
از داغ گر و سپند تپیدن خریدہ ایم	از آبشار و آب چکیدن خریدہ ایم

حسن او بی نقاب می بینم — روکشش آفتاب می بینم

بسکه من شیفتۀ چشم سیاهی شده ام — سرمه گون پرتو مهتاب شود در راهم

سخت حیرانم چسان بر من گوارا کرده — حال عاشق را چو زلف خود پریشان داشتن

زسر کوی تو رفت آئینه ترسان ترسان — چید گل از چمن حسن تو دامان دامان

میکند صید خود این کج کلهان را آسان — آفریده ست خدا آئینه دام عجبی

قصیده

قلم بمدح یگانۀ خسرو نمود رنگین قصیده سر — که حسن هر حرف اوست روشن از آب خود همچو شمع گوهر

نوید نصرت حروف ما زلف سیده وقت سحر بگوشم — که رقم رنگین چو گل نماید نثار سلطان فیض گستر

برای تحریر مدح وصف جهان خداوند مهر سیما — گرفته ام از بیاض نسرین ورق چو صبح سعادت انور

ز زلف سنبل کشیده مسطر قلم گرفتم چو شاخ نرگس — زمشک اذفر مداد کردم ولی مخمر بآب کوثر

دبیر گردون اگر ببیند عروج فکر فلک خرامم — بذوق خواهد قصیده من که گرفتاند زعقد اختر

زهی جوان بخت بادشاهی که هست ایم — جهان ستان و ظفر نصیب و فلک شکوه و زمانه داور

بعدل گستری بتعمیر داد ابرو بر ستم بجود حاتم — بتخت سرور بعزم برتر بقصر قیصر بدل سکندر

برای نظم امور گیتی بود موافق بفکر و دانش — هر آنچه آرد قضا بامضا هر آنچه دارد قدر مقدر

زرش چو قارون سخا چو حاتم چو اسکندر بر سریر عهدش — لبش چو عیسی یدش چو موسی خوش چو یوسف دلش چو حیدر

چرا ننالد جهان بدورش که حرف عدلست — چرا ننازد جهان بعهدش که جرم بخشش بلند پرور

چرا نباشد غنی و مسکین به لذت عیش محفل آرا — که در دور اوست راحت فزا ابر هم چو دور ساغر

کجا سلیمان کجا سکندر کجا ارسطو کجا فلاطون — که پیر گردون پیش او بود دبستان خوان چو طفل اصغر

زذات والا صفات ناصر بود جهان را بهار خوبی — بعز و اقبال فتح و دولت چو خضر سازد خدا معمر

مسرت۔ شیخ وزیر علی دہلوی

مسرت تخلص۔ شیخ وزیر علی نام شرفاء دلی سے تہا مستعد طالب العلم تہا شعر گوئی مین لائق و فائق تہا۔ حکیم عزت اللہ خان عشق دہلوی کا شاگرد سنہ ۱۲۲۹ ہجری مین شہر حیدر آباد دکن مین آیا۔ مہاراجہ چندو لال بہادر کے دربار مین باریاب ہوا۔ بہادر موصوف نے آپکا دو روپیہ یومیہ مقرر کر دیا آپ شعرا کے زمرہ مین شریک ہوئے۔ چند سال عیش و عشرت کے ساتہہ زندگی بسر کئے آخر سنہ ۱۲۵۷ ہجری مین فوت ہوئے خوش مزاج و خوش کلام تہے شگفتہ جبین و خندان رو تہے۔ محبت و دوستی کے لائق تہے صاحب مروت و ہمت تہے آپکا کلام لطیف و صاف ہوتا ہے۔ من اشعارہ

اگرچہ روتے روتے کہوئین آنکہین	نرکہا دیدۂ خونبار پر ہاتہہ

مرہون۔ مرزا علی رضا دہلوی

مرہون تخلص۔ مرزا علی رضا نام مشہدی الاصل ہے۔ آپکے والد مشہد مقدس سے ہند مین وارد ہوے۔ شہر دلی مین سکونت اختیار کی آپکی ولادت دلی مین ہوئی۔ نشو و نما کے بعد سن شعور کے وقت کتب درسیہ علما و فضلا سے تحصیل کین سخن گوئی و سخن سنجی کا شوق ہوا۔ میر ممنون دہلوی کے شاگرد ہوئے۔ جو کچہہ کہتے تہے میر کی خدمت مین پیش کرتے تہے۔ میر کی اصلاح کی بدولت چند روز مین شاعر بنگئے۔ خوب کہنے لگے کلام مین پختگی و شستگی آگئی۔ مضامین تازہ تازہ و خیالات پاکیزہ ایجاد کرنے لگے معاصرین پر بڑہ گئے پہر آپ سنہ ۱۲۳۰ ہجری مین دلی سے شہر حیدر آباد دکن مین آئے

راجہ چندو لال بہادر مہاراجہ کے شعرا مین ملازم ہوئے سو روپیے ماہوار مقرر ہوے خوش خرم رہے۔ خوش خلق و نیک سیرت تہے۔ اہل کن کے ساتہہ مثل شیر و شکر تہے یہان کے تمام امرا آپکی عزت و آبرو کرتے تہے آخر آپ تقریباً ۱۲۵۲ھ ہجری مین فوت ہوئے۔ من اشعارہ

پہر آرزو سے دلکو حیران نہ خون کیا ہے	گردون بہ پاس کے ہے خون اپنی آرزو کا
جز ایک نگاہ چشم کبہی اسکی خو نہین	قسمت تو دیکہہ یہہ بہی کبہو ہے کبہو نہین

مشتاق۔ حافظ محمد تاج الدین دہلوی

مشتاق تخلص۔ محمد تاج الدین نام۔ آپکا اصلی وطن میرٹھہ ہند ہے۔ آپکی ولادت میرٹھہ مین ہوئی۔ نشو ونما بہی وہین کی سرزمین مین ہوا۔ آپ عالم شباب مین وطن مالوفہ سے دلی مین وارد ہوئے۔ وہان کے علما و فضلا کی خدمت مین کتب درسیہ حاصل کی بقدر ضرورت استعداد و لیاقت پیدا کر کے شعر و شاعری شروع کی طبیعت تیز و چالاک تہی۔ صفائی طبیعت و روشنی فکر سے کلام موزون کرنے لگے۔ کلام مستند و سنجیدہ ہونے لگا۔ رفتہ رفتہ درجہ استادی کو پہنچے۔ آپ دلی سے لکہنو گئے۔ وہان مشاعرے مین داخل ہونے لگے۔ شعرای لکہنو کو طبیعت کے جوہر دکہانے لگے۔ سب شعرا آپکے کلام کو وقعت کی نگاہ سے دیکہتے تہے۔ کہتے ہین کہ آپکو ناسخ سے تلمذ تہا۔ ناسخ آپکی شاگردی پر فخر کرتا تہا۔ آپ مدت تک لکہنو مین رہے۔ پہر وہان سے حیدرآباد دکن مین آئے۔ ماہ لقا بائی عرف چندا جی کی خانقاہ مین فروکش ہوے چند روز کے بعد حیدرآباد مین آپکی شہرت ہوی حیدرآباد کے شعرا آپسے ملے بہت خوش ہوئے۔ رفتہ رفتہ آپکا تذکرہ

راجہ چندو لال مہاراجہ بہادر کے دربار میں ہوا اُسوقت پالکی بہیجکر آپکو بلوایا۔ آپ دربار میں
رونق افروز ہوئے۔ مہاراجہ نے آپکی بڑی تعظیم و توقیر کی اُسیوقت خلعت عطا کر کے
دو سو روپیہ ماہوار منصب مقرر کر دیا۔ آپ نہایت ہی خوش خرم ہوئے۔ عیش و عشرت
کے ساتہہ زندگی بسر کرتے رہے۔ شہر میں اکثر امرا و شرفا آپکے شاگرد ہوئے۔ جناب مولوی
شمس الدین فیض جو دکن کے ملک الشعرا و جگت استاد تہے وہ بہی آپکے شاگرد تہے آپکی
عمر قریب سو برس کی تہی۔ آخر اسی شہر میں ــــہ ہجری میں خلد بریں کو روانہ ہوئے۔
آپ میانہ قد۔ گندم رنگ۔ ریش مختصر چہرہ کشادہ کور چشم تہے۔ **من اشعارہٖ الہندی**

جسکو چتون تیری بیکلی نظر آئی ہوگی	بے اجل اُسنے کئی بہر کیے کہائی ہوگی
کوہکن و پرویز کو قصہ اپنا سنائی دو	ہے یہہ بہی فسانہ شیرین ایک بری دیوانی دو

محسن۔ ملا محسن ہمدانی

محسن تخلص۔ ملا محسن نام۔ ہمدانی الاصل ہے۔ ملا شیرازی کا فرزند ہے۔ علم و فضل میں
ہوشیار و لائق تہا۔ اور شعر گوئی میں بہی فائق تہا۔ کلام لطیف و پاکیزہ شیرین و بامزہ ہے
خوش صورت و نیک سیرت تہا۔ صاحب مروت و الفت تہا۔ یاران ہم مشرب سے نہایت
خندہ روئی و شگفتہ پیشانی کے ساتہہ ملتا تہا۔ ہمدان سے ہند میں وارد ہوا۔ اولاً احمد آباد
گجرات میں پہنچا۔ تقی اوحدی اپنے تذکرہ میں لکہتا ہے کہ مین نے محسن کو احمد آباد میں دیکہا
چندروز قیام کر کے حیدرآباد دکن شاہان قطب شاہیہ کی خدمت میں پہنچا۔ سلاطین قطب شاہیہ
محسن کے ہم وطن تہے۔ اُسوقت سلطان محمد قلی قطب شاہ تخت نشین تہا۔ بادشاہ نے
مہمان کی بڑی خاطرداری و مدارا کی۔ اور بہت کچہہ سلوک فرمایا۔ مدت تک محسن دکن میں

خوش خرم رہا آخر بوقت ہو عود ۵ شنہ ہجری مین فوت ہوا۔ ص ۲ اشعار الفارسی

غرور حسن نگذارد کہ یاد دوستان آرد	الٰہی پیر گی بخشد کسوفی آفتابت را

میرک ۔ میرک معین سبزواری

میرک تخلص ۔ میرک معین نام ۔ آپکا اصلی وطن سبزوار ہے ۔ وطن کی آب و ہوا مین آپکا نشو نما ہوا ۔ سن شعور کے بعد آپنے علماء سبزوار سے کتب درسیہ علوم و فنون تحصیل کین ۔ علم و فضل کے زیور سے آراستہ استعداد و لیاقت کے لباس سے پیراستہ ہوئے عالی فطرت و نیک طینت تھے ۔ طبیعت مین فراست متانت تھی شعر گوئی مین مشہور و معروف تھے ۔ آپکا کلام تازہ تازہ مضامین سے گلزار معلوم ہوتا ہے اور شگفتہ معانی سے سبزہ زار نظر آتا ہے آپ اکبری زمانہ مین زمین ہند مین وارد ہوئے ۔ خدمت مین سلاطین قطب شاہیہ کے حیدر آباد دکن مین پہنچے اسوقت محمد ابراہیم قطب شاہ تخت نشین تھا ۔ بادشاہ کی خدمت مین ملازمت حاصل کی ۔ بادشاہ موصوف علما و شعرا سے زیادہ محبت کرتا تھا آپ کی بڑی عزت و آبرو کی منصب عمدہ مقرر کر دیا آپ عمدہ طرح سے زندگی بسر کرنے لگے مدت تک خوش حال فارغ البال رہے آخر سنہ ہجری مین بعارضہ بخار گولکنڈہ حیدر آباد مین فوت ہوئے ۔ ص ۲۰ اشعار الفارسی

خضر گاہے خود نما یہا بہر دم می کند در ظلمت فراق چنان گم شدم کہ وصل ما کسے یکدم آشنا نشدیم جز رفیقی نبود تنہائی	ولہ ولہ	یافت ہر کس رہ ہستی خود را چرا گم میکند تا شمع روئے دوست نیابد نشان من کہ چو مژگان زہم جدا نشدیم باعث با خود آشنا نشدیم

محسن - ملا محسن لاری

محسن تخلص - ملا محسن نام - لار کا رہنے والا تھا - صاحب علم و فضل تھا - انشا پردازی و عبارت نویسی مین بے نظیر تھا - منشی و شاعر ناظم و ناثر تھا - شعر خوب کہتا تھا - اُسکا کلام رنگین و نمکین ہوتا تھا ہر ایک شعر شستہ اور ہر ایک مصرع برجستہ ہوتا تھا - کلام کے دیکھنے سے مزہ و لطف آتا ہے وطن سے احمد نگر دکن مین آیا - ملا نجفی کے توسل سے نظام شاہ بحری کے بہیرہ کے دربار مین باریاب ہو کر منصب مناسب پر ممتاز ہوا مدت تک خوشی و خرمی سے بسر کرتا تھا آخر سنہ ۹۷۲ ہجری مین فوت ہوا - احمد نگر مین مدفون ہوا

من اشعارہ الفارسی

برہنہ پائی منہ برزمین کہ از ہر سو	برہ گذار تو دلہا چو اخگر افتادہ ست

مائل - ڈاکٹر احمد حسین مدراسی

مائل تخلص - احمد حسین نام - آپ مولداً مدراسی مسکناً حیدر آبادی ہین - فن ڈاکٹری مین سندیافتہ ہین - بہونگیر علاقہ سرکار عالی کے شفاخانہ مین ڈاکٹری خدمت پر مامور ہین خدمت مفوضہ کا کام عمدہ طرح سے انجام دیتے ہین - امیر و فقیر کے حال پر برابر توجہ فرماتے ہین - خلائق آپکی ممنون و مشکور ہے آپکی تشخیص نہایت درست ہے اکثر لوگ آپکے معالجہ مین شفا پاتے ہین مشہور ہے کہ آپکے ہاتھ مین شفا خداداد ہے - آپ فارسی مین اچھی استعداد و مہارت رکھتے ہین شعر گوئی و سخن سنجی کے شائق - آپکو میر سرفراز علی صفی الہ آبادی المتوفی سنہ ۱۲۹۵ ہجری سے تلمذ ہے - آپ صفی کے تلامذہ مین رشید و لائق ہین

آپ خوش گفتار و نیک کردار ہین۔ آشنا پرور و دوست نواز ہین آپکی عمر فی الحال قیاساً چالیس برس کی ہوگی۔ ادام اللہ بقاہ۔ من اشعارہ الہندی

تھام کر دل وہ بہی روئین ایکبار اتنا تو ہو
میرے نالون مین اثر پروردگار اتنا تو ہو

لامکان پر چھت بنے اونچا غبار اتنا تو ہو
خاک ہوتی ہے عروج خاکسار اتنا تو ہو

ہنس پڑے وہ دیکھکر پروردگار اتنا تو ہو
آنکھ سے ٹپکے محبت دل مین پیار اتنا تو ہو

نالۂ آتش فشان کبتک یہہ ٹھنڈی گرمیان
جل بجھے کون و مکان تو شعلہ بار اتنا تو ہو

اے خدا مجکو بنا دے اب تصور غیر کا
اُن کے دل مین جاکے اُون اختیار اتنا تو ہو

معنی لا تقنطوا سمجہا دو آکر خواب مین
پھر تسکین دل امیدوار اتنا تو ہو

وہ اُدہر بیخود رہے اور مین ادہر بیخود رہون
لطف اے اُلفت بوس و کنار اتنا تو ہو

معلی۔ محمد مظفر الدین حیدر آبادی

معلی تخلص۔ محمد مظفر الدین نام۔ آپکے بزرگون کا اصلی وطن راجورہ ضلع میدک علاقہ حیدرآباد ہے آپکے جد بزرگوار وطن سے حیدرآباد مین آئے۔ اور اسی شہر مین کسی محکمہ مین ملازم ہوگئے۔ ملازمت کی وجہ سے یہین سکونت اختیار کرلی۔ معلی کی ولادت خاص حیدرآباد مین ہوئی۔ عالم شباب مین فارسی و عربی مین بقدر ضرورت لیاقت و استعداد پیدا کرکے کسی سررشتہ مین نوکر ہوگئے۔ فی الحال آپکی عمر قریب ساٹھہ برس کی ہے۔ سخن سنجی مین صاحب مذاق ہین فارسی و اردو دونون زبانون مین کہتے ہین۔ کلام درست و صاف ہے۔ اب آپ شادی کے مرتبہ پر ہین اکثر طلبا اس فن کے آپکے شاگرد ہین۔ ہمکو یہہ نہین معلوم ہوا کہ آپکو تلمذ کس بزرگ سے حاصل ہے۔ من اشعارہ الہندی

دل سے وہیان اُس شوخ کا جاتا نہین		غیر کا ہرگز خیال آتا نہین
ہر طرف اُس شوخ یکتا کے سوا		دوسرا کوئی نظر آتا نہین
ہے جرم گنہگاری کا خوف		ورنہ مین مرنے سے گہبراتا نہین
اسقدر محو جمال یار ہون		مجکو اپنا ہی خیال آتا نہین
چال کچہہ غیر نے چلکر ہے بچہائی شطرنج	ولہ	آج بدلا ہوا آتا ہے نظر یار کا رخ

موزون۔ خواجم قلیخان

موزون تخلص۔ خواجم قلیخان نام۔ ذوالفقارالدولہ قائم جنگ خطاب۔ آپکے والد نذر بی ترکمان شرفاء توران سے تہے۔ سبحان قلی خان والی بخارا کے ملازم تہے۔ ہند مین عالمگیر بادشاہ کی خدمت مین والی مذکور کے طرف سے بتقریب سفارت آئے۔ اور بادشاہی عنایت و نوازش سے سرفراز ہوئے۔ مراجعت کے بعد اپنے بڑے بیٹے بولبارث خان کو نوکری کے لئے ہندوستان مین بہیجا۔ اور آپ بخارا مین حاسدین کی عداوت سے مقتول ہوا۔ قتل کے بعد آپکا دوسرا لڑکا بیگلر بیگی خان مع تمام لواحق و توابع اپنے بڑے بہائی کے پاس آیا۔ خواجم قلی خان مذکور اسوقت ایک سال عمر رکہتا تہا۔ بچہ شیرخوارہ تہا بگلر بیگی خان سادات بارہ کی توجہ سے مانڈو کی قلعداری و فوجداری پر رحمت خان کی جگہ پر مقرر ہوا خواجم قلیخان بہی بہائی کے ہمراہ تہا۔ چند سال کے بعد آپکا بہائی عارضہ جنون سے فوت ہوا۔ نہایت پریشان و غمگین ہوا تمام خاندان کی پرورشی کا بوجہ سر آیا عالم شباب مین تہا ۱۱۳۶ سنہ ہجری مین نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر خدمت خلعت وزارت کے تقرر ہونیکے بعد حضور سے اجازت لیکر دکن کی طرف روانہ ہوئے۔ آپنے رستہ مین خواجم قلیخانکو

ہمراہ لیا۔ مبارز خان صوبہ حیدرآباد کے معرکہ کے بعد برہانپور مین جاگیر عطا کرکے حسن سلوک سے ممتاز فرمایا۔ پھر کون ضلع خاندیس کی فوجداری کی خدمت پر مقرر فرمایا۔ خواجہ مدت تک اسی خدمت پر زندگی بسر کرتا رہا۔ ناصر جنگ شہید کے زمانہ مین صوبہ برار ہوا۔ چند ہی مہینے نہین گذرے کہ معزول ہوگیا۔ بعد ازان کبھی بگلانہ کی فوجداری کبھی برہانپور کی صوبہ داری پر دورہ کرتا رہا۔ آخر نواب صلابت جنگ بہادر کے زمانہ مین بڑی عزت و عظمت پائی امرائے نامی مین ناموری حاصل کی۔ ذوالفقار الدولہ قائم جنگ کا خطاب پایا۔ ہمعصرون مین معزز و مکرم ہوا۔ جب خاندیس کا ملک مرہٹون کے قبضہ مین گیا۔ اسوقت آپ صوبہ داری سے علیحدہ ہوگئے۔ حیدرآباد دکن مین نواب صلابت جنگ کی خدمت مین پریشان حال و خستہ بال آئے نواب صاحب نے بڑی خاطر و مدارات کی اور پرگنہ جالگانون ضلع آکولہ برار جاگیر مین عطا فرمایا آپ جاگیر کی سند لیکر قصبہ مذکور مین پہنچے چند روز عیش و عشرت مین گذارے آخر سنہ ۱۱۷۹ ہجری مین عالم فانی سے عالم جاودانی کو رحلت کی۔ آصفجاہ مرحوم آپکے حال پر نہایت عنایت و مہربانی فرماتے تھے۔ سلام کے وقت مسجد سے سپر رہا تھا کہتے تھے۔

قاقشالی تحفۃ الشعرا مین لکھتا ہے کہ خواجم قلیخان موزون تخلص جوان صالح خوش خلقی و خوش وضع عالی دماغ نازک مزاج تھا۔ شعر گوئی مین بھی لیاقت و سلیقہ رکھتا تھا۔ ہندی فارسی دونون زبانون مین شعر و ریختہ کہتا تھا آپکے اشعار صاف صاف ہوتے ہین۔

من اشعارہ الفارسی

الٰہی بر فروز از برق وحدت شمع جانم را	برنگ شعلہ گرم سیر شوقت کن روانم را
بسان لالہ کن داغ دلم را رونق گلشن	ز آب رحمت خود سبز گردان بوستانم را
تنم چون مو ز نازک شد ز ضعف خود پرستیہا	توانا کن بعشق خویش جسم ناتوانم را

بتن از شوق خود چون شمع سرگرم تجلی کن — ز سوز سینه روشن ساز مغز استخوانم را
ز بس خوردست از جوی وحدت گلبن طبعم — نسازد رزق کس این برگ گل برگ خزانم را
دلم همچو صدف دارد امید قطره از جودت — گهرافشان ز جود خویش کن یارب بیانم را
ز پندار خودی یارب تهی کن خاطر موزون — چو نے دمساز کن با نغمه پردازی دهانم [?] را

وله

نهان چون غنچه نتوان کرد در صد پرده راز اینجا — چو شمع آرایش دل گل کند سوز و گداز اینجا
جنونم همچو گل خندان و من چون غنچه دل تنگم — که جز چاک گریبانم نشد کس چاره ساز اینجا
بپیش چشم مستت نیست کارم [?] — چو مینا می کنم در عین مستیها نماز اینجا
بیاد قامت شوخی که از خود رفته ام یارب — بچشمم هر گیاهے می نماید سرو ناز اینجا
ز سوز شمع آید نکهت مشک ختن هر دم — اگر گویم سخن امشب از آن زلف دراز اینجا
ز نیرنگان عشقش زاهد از مشرب چه میپرسی — میان مسجد و میخانه نبود امتیاز اینجا
براه عشق منشین یکزمان بے چشم تر موزون [?] — چو شمع از کف مده سر رشته سوز و گداز اینجا

وله

ز بس دارد صفا از جوش حسنش پیکرم امشب — بجائے اشک ریزد گوهر از چشم ترم امشب
بیاد چشم مخمورش ز بس از خویشتن رفتم — چو نرگس مست حیرت گشت بر کف ساغرم امشب
خیال شمع رخسار که دارد گرم پروازم — که چون پروانه ریزد آتش از بال و پرم امشب
بسان شمع سرگرم ست بهر سوختن آهم — نمیدانم هوائے کیست یارب در سرم امشب
نمیدانم بسینه آتش روئے که شد داغم — که موج لاله دارد دامن خاکسترم امشب
ز بس یاد بنا گوشش بهم آغوش خیالم شد — توان چیدن گل نسرین سحر از بسترم امشب
بسان ذره دارد جلوه هر موج نگاه من — ز بس تابید از خورشید رویش اخترم امشب
ز بس دل شد خموش از ناله کردن پیش لعل او — برنگ غنچه می ماند قبائے اخگرم امشب

ندارم بر رخ آرائے نگہ موزون	طپیدن می برد دل را برنگ دیگرم مضطرب

ملا عبد القیوم

ملا تخلص۔ عبد القیوم نام۔ تاریخ مشائخ برہانپور سے معلوم ہوا کہ آپکے بزرگان سلف
شادی آباد عرف مانڈو مین محمود شاہ خلجی بادشاہ مانڈو کے دربار مین معزز و مکرم تھے
ہوشنگ شاہ خلجی معاصر احمد شاہ بہمنی کے زمانہ تک آپکے بزرگان سلف کا سلسلہ مانڈو مین
جاری رہا۔ ہوشنگ کے بعد آپکے اجداد اعلیٰ مین ایک بزرگ شیخ سلطان نصیر خان فاروقی
کے عہد مین بلدہ برہانپور مین آئے۔ اور وہان سکونت اختیار کی عالم فاضل تھے۔ طلبہ کے
درس تدریس مین مصروف رہتے تھے۔ گوشہ عزلت مین گوشہ نشین تھے۔ ملک قناعت مین
حکمرانی کرتے تھے۔ قانع و صابر تھے۔ باشندگان برہانپور کیا امیر کیا فقیر حضرت شیخ
کی تعظیم و تکریم کو اپنا فخر سمجھتے تھے۔ اور آپکی خدمت کو غنیمت جانتے تھے۔ آپ بروز
جمعہ جامع مسجد مین وعظ فرماتے تھے۔ فصیح اللسان و بلیغ البیان تھے۔ تفسیر قرآن و تشریح
احادیث کو ایسی خوبی و خوش اسلوبی سے بیان فرماتے تھے کہ شیخ کے نصائح و پند حاضرین
کے دلون پر موثر ہوتی تھین۔ اور بزرگ شیخ کے کلام مین وہ اثر تھا کہ سامعین وعدہ و عید
کے بیان سے کبھی روتے تھے۔ اور کبھی ہنستے تھے۔ آپ مدۃ العمر برہانپور مین رہے آخر وہین
فوت ہوئے شیخ کے اولاد مین شیخ عارف مولد آبرہانپوری تھے۔ یہہ بزرگ بھی بزرگان
سلف کے قدم بقدم تھے۔ علم و فضل کی صفت سے موصوف و بزرگی اور شیخت مین معروف
تھے۔ آپکے فرزند شیخ معروف بھی حافظ قرآن و قاری تھے انتہیٰ کلامہ

نتائج الافکار کے مولف نے لکھا کہ حافظ شیخ معروف نے نواب لاجاہ کے عہد مین برہانپور سے

مدراس میں وارد ہوکے سکونت اختیار کی حفظ قرآن مجید و تلاوت کلام حمید میں اوقات
شریف بسر کرتے رہے۔ اہل مدراس آپکے ساتھہ حسن ارادت رکھتے تھے۔ آپکی تعظیم و تکریم
کرتے تھے انتہی کلامہ۔ اور گلزار اعظم کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ والا جاہ کی سرکار میں ملازم
تھے انتہی کلامہ۔ آپکے صاحبزادے عارف الدین خان رونق تخلص کی ولادت مدراس میں
واقع ہوی۔ چنانچہ آپکا حال صدر میں لکھا گیا ہے۔ رونق کے فرزند مولوی محمد مہدی واصف
ہیں آپکا حال بھی ردیف واو میں مذکور ہے۔ واصف کے لخت جگر مولوی عبد الباسط عشق
تخلص ہیں آپکا ذکر خیر بھی ردیف عین میں لکھا گیا ہے۔ ملا عبد القیوم صاحب ترجمہ حضرت
عشق کے فرزند دلبند ہیں حضرت عشق نواب ناصر الدولہ بہادر کے آخر عہد میں مدراس سے
مع عیال و اطفال حیدر آباد دکن میں آئے منصب مناسب پر مقرر ہوئے کسی محکمہ میں چند
مدت ملازم رہے آخر وظیفہ و منصب مناسب پاکے خانہ نشین ہوئے۔ آپ حکیم حاذق طبیب
فائق تھے طب یونانی کے ساتھہ ڈاکٹری میں بھی مہارت کامل رکھتے تھے۔ شبانہ روز آپ
بنی آدم کے علاج میں بسر کرتے تھے۔ آپکا مشرب صلح کل تہا۔ ہندو و مسلمان سے حسن سلوک
برابر فرماتے تھے خوش اخلاق و پسندیدہ سیر تھے۔ فن شاعری میں استاد مانے جاتے تھے۔ مدراس
و حیدر آباد دکن میں آپ مشہور و معروف تھے۔ مریضوں کا معالجہ نہایت توجہ و ہمدردی
کے ساتھہ فرماتے تھے۔ مدراسی و حیدر آبادی آپکے دست شفا سے صحت و شفا پاتے تھے
آخر آپنے شہر حیدر آباد میں رحلت کی۔ ملا صاحب ترجمہ مدراسی المولد و المنشا ہیں باپکے
ہمراہ مدراس سے حیدر آباد میں وارد ہوئے۔ ابتدا میں والد ماجد کی خدمت میں تربیت
و تعلیم پائی اور کتب متداولہ عربی و فارسی علمائے ہند و دکن سے ختم کیں۔ علم و فضل کے
لباس سے آراستہ اور فنون متفرقہ کے پیرایہ سے پیراستہ ہوئے۔ تحصیل تمام ہونے کے بعد

آپ ہندوستان روانہ ہوئے مولانا معین الدین کڑوی سے تحصیل کی تکمیل کی۔ اور یہ
آپ موزون الطبع تھے۔ شعر و شاعری سے نہایت ہی دلچسپی رکھتے تھے۔ جناب مولانا سید علی رضا صاحب
شوستری ستاد الملک طوبی کی خدمت مین مدت دراز تک مشق کلام کرتے رہے۔ آپکا
کلام شستہ و پاکیزہ ہوتا ہے۔ آپکے اور اہل زبان کے کلام مین مابہ الامتیاز نہین ہوتا ہے
جو کچھہ موزون فرماتے ہین مرغوب ہوتا ہے۔ آپ خوش اخلاق و پسندیدہ سیر تھے بیت نواز و
وغریب پرور تھے امیر و فقیر آپکی نظر مین مساوی معلوم ہوتے تھے۔ ہر ایک کے ساتھہ حسن سلوک
فرماتے تھے۔ مہمان دوست تھے واردین و صادرین کی نہایت ہی خاطرداری و مدارا کرتے
تھے۔ آپکا دولتخانہ مسافرخانہ تھا۔ اور آپکا دسترخوان گویا خوان یغما تھا۔ صبح و شام
آپکے دسترخوان پر دس بیس اشخاص شریک طعام رہتے تھے۔ آپنے تا مرگ مہمانداری
وغربا پروری کی رسم قائم رکھی۔ آپ ہمدردئی قوم مین بے نظیر تھے۔ درمے قلم سے
زبان سے جسقدر ممکن ہوتا تھا دریغ نہین فرماتے تھے۔ ہر ایک کے معین و مددگار رہتے تھے
اور ہر ایک کے لئے سعی و کوشش مین کوتاہی نہین جائز رکھتے تھے۔ باشندگان حیدرآباد
آپکی سفارش و سعی کی قدر کرتے تھے اور آپکو قوم کا سچا خیرخواہ جانتے تھے۔ اور آپ
شبانہ روز قوم کی خدمت و سرپرستی مین کمربستہ رہتے تھے۔ غربا کی ہمدردی و غمخواری
گویا آپکا خمیر تھی۔ کبھی آپ غربا کی ہمدردی سے کوتاہی نہین کرتے تھے۔ آپنے حجاز ریلوے
کی تعمیر کے لئے چندہ فراہم کرنے مین جسقدر محنت و جانکاہی کی ہے اظہر من الشمس ہے
ہزار ہا روپیہ جمع کرکے سلطان روم کی خدمت مین بھیجا۔ سلطان کے جانب سے تمغہ مجیدیہ
اعزازاً آیا۔ آپ چندہ فراہم کرنے کے لئے دکن سے ہند گئے ہند سے سندہ سندہ سے گجرات
وغیرہ ممالک مین سفر کیا۔ تا مرگ چندہ جمع کرنے مین مصروف رہے۔ افسوس کہ ملا صاحب کے بعد

کوئی بزرگ اس خدمت کے لئے قائم نہین ہوا مجلس چندہ حجاز ریلوی برخاست ہوگئی آپ ابتداءً محکمہ گزیٹیر مین ملازم ہوئے۔ دو تین سال تک محکمہ مین رہے۔ جب محکمہ برخاست ہوا تب آپ ڈپٹی کمشنر انعام ہوئے۔ پھر اس محکمہ سے تعلقداری پر مستقل ہوئے چند دنو کے بعد ایسے اسباب پیدا ہوگئے کہ آپ تعلقداری سے علیحدہ کئے گئے اور آپکو سرکار عالی سے چار سو روپیہ ماہانہ وظیفہ مقرر ہوا۔ آپ چند سال وظیفہ یاب رہے۔ قناعت و صبر کے ساتھ وظیفہ کی آمدنی پر گذر اوقات کرتے رہے۔ آخر ماہ رمضان ۱۳۲۳ھ ہجری مین فوت ہوئے حسب وصیت آپکی نعش مبارک کو تغسیل و تکفین کرکے گلبرگہ مین حضرت سید محمد الحسینی بندہ نواز کے روضہ مین دفن کئے۔ آپکے باقیات الصالحات مولوی عبد النعیم و مولوی عبد الباسط وغیرہ یادگار باقی ہین بمصداق الولد سر لابیہ ہر ایک علم و فضل کے زیور سے آراستہ ہے۔ خدایتعالی انکو خوش و خرم رکھے اور دنیوی ترقیات سے کامیاب کرے اب مین آپکے کلام سے متفرق چند اشعار غزلیات اور ایک قصیدہ جو آپنے اعلیحضرت خلد منزل میر محبوب علیخان نظام الملک آصفجاہ ششم مرحوم کی تہنیت سالگرہ مین موزون کیا تہا ذیل مین گزارش کرتا ہون۔

من اشعارہ الفارسی

بیاد زلف و رخ آن نگار گرید و خندد
مریض عشق بلبل و نہار گرید و خندد

چنان بعشق تو رسوا شدم کہ دشمن و ہم دوست
مرا بہ بیند و بے اختیار گرید و خندد

نشان گریہ و خوبیست خندہ عاشق را
ببین صراحی مے آشکار گرید و خندد

چو شمع آنکہ درین بزم یک شبے گذراند
عبث بزندگی مستعار گرید و خندد

دہان خندہ بگو ہم اگر دیدہ خونبار
جراحت نظر دل نگار گرید و خندد

درحریم وصل او دامان اگر پیچیده ام — دامن حشریست پنداری که بر پیچیده ام

ولہ

گو سیہ روزم ولی چون شام سے خورشید روئے — آفتاب داغ عشقت در جگر پیچیده ام

جعد او ہمچون سیہ مارے کہ باشد شعلہ دم — می نماید چون بران مو باف زر پیچیده ام

برورش ملا بشکل حلقۂ بیرون در — سر بسر سرتا بپا پا تا بسر پیچیده ام

ولہ

آنکہ را زست ز گرد باز تقدیرست مین — وانکہ باز ست نہ بیند چشم تصویرست من

از سر جان بگذرم خود را رسانم تا بہ دوست — گر از ین تدبیر نا ید کار تقدیرست و من

ذرہ ذرہ محو دیدار رخ پر نور او — نے ہمین خورشید و مہ حیران تنویرست و مین

ولہ

افتادگی مقابل خصم زبون مدان — چون شیر در کمین و ییم سینہ بر زمین

گر ان رقیب کردہ جدا یم از و چہ باک — شیطان و آدم ند پے کینہ بر زمین

ملا حکایت دل و جان داد نت بیاد — ماند بیادگاری دیرینہ بر زمین

رباعیات

جواب رباعی عمر خیام کہ گفتہ (مادر بحلال بہ کہ دختر بحلال)

غافل ز سرائر شعار اسلام — جاہل ز شرایع و نصوص احکام

مادر چو بکار بردہ اے خیام — دختر البتہ بر تو گردیدہ حرام

ولہ

از آتش فرقت تو اے میر حسین — سرتا قدم شدہ ست رشک گلشن

یعنی کہ چو طاؤس بباغ حسرت — صد دیدۂ انتظار وا گشتہ ز تن

ولہ

مینا آسا ز سر بلندان باشی — چون بادہ بکام مستمندان باشی

اے گلبن امید بباغ جاوید — چون گل بفشانی ز رخندان باشی

قصیدۂ غرا بجواب طوبی بتقریب سالگرہ بندگان عالی جناب شرہ

شود چو زلف گره گیر تو بجان گره
بروی خال چو از موی میزنی گرهی
خیال خال گره میزند بهر دل صاف
چو دام زلف بچینی بگرد دانهٔ خال
تو نسخهٔ دو عیسی زد و خال را به یقین
گره بزلف دهی تا که تاب نگشاید
بکار و بار دل خلق تا گره زده
دو چشم تو دو غزالند و زلف تو دو رسن
از آنکه آهوی چشمت چرد نه سبزهٔ خط
گره فتد بدلم زان دو زلف پرچینت
رخ تو گنج صفت زلف پر شکن بر جنت
چو آفتاب جمال تو سر نهد با قول
بهر گره که ببندی گشوده عقدهٔ دل
ز بستن تو گشاید دری به خسته دلان
ز مشکسائی هر عقده ات مگر ای زلف
بسان سلک دُرّ آری بهم بود بنظم
ولی بهر گرهٔ زلف تو بدان ماند
ز بسکه بر سر موئیست گره زنی بگره
گره زده بگره از برای آنکه دلی

مسلسل است ز خال تو در خیال گره
فتد بسلسلهٔ موی ام ز حال گره
چنانکه بلبله بسته هست بزلال گره
کبوتر دل ما را ز نی بهال گره
که بر زنی همه بر گردن رجال گره
چنانکه بسته شود بر سر عقال گره
فتد بتار تو از صنع لایزال گره
ازین جهان آ بندی بران غزال گره
نهاده همه از خوف انتقال گره
چنان بر آب زند جنبش شمال گره
چو اژدری که همی بر زند بال گره
زنی بزلف گره گیر بر جمال گره
بلی به بست و گشاد دل است وال گره
جز این که بسته بر بنگونه محال گره
بخون خشک زند نافهٔ غزال گره
چگونه بسته ای زلف از اعتدال گره
که غنچه به بر شاخ و بر نهال گره
همار ره روز و شب است مست اشتغال گره
تر نیز وا گره وزد باحتمال گره

ازانکه وعده فراموش میکنی زلفت ‌ ‌ ‌ ہمیزند ہمه بر وعدهٔ وصال گره

ازانکه دور و تسلسل محال میداند ‌ ‌ ‌ عقول فلسفیان زن باعتقال گره

سرین تو دو جبال و میان تو یک موئے ‌ ‌ ‌ چه معجز ست بیک موئے بر جبال گره

کمند زلف و خدنگ نظر بدل بندد ‌ ‌ ‌ چنانکه در دل اعدائے شه نہال گره

چو رشتهٔ گره سال شه ببے اے سرو ‌ ‌ ‌ زنے بکاکل خود ہم علی الطوال گره

چو عمر شاه درازی و پر گره اے زلف ‌ ‌ ‌ نگر که میشود امروز جشن سالگره

چه جشن جشن شہی کز کمال محبوبی ‌ ‌ ‌ ملک زبوسه زند بر سر لعال گره

بدین خیال که شاید رسد بتکمهٔ شاه ‌ ‌ ‌ ز لعل سنگ به بندد چو غنچه آل گره

برشتهٔ چو گره میفتد شود کوتاه ‌ ‌ ‌ مگر چو صفر عدد بر فزوده سال گره

باتصال بیفتد گره برشتهٔ سال ‌ ‌ ‌ ابر شماره ہر ریزهٔ رمال گره

بقلب تست چو آدم لآلی بسیار ‌ ‌ ‌ ببد سگال تو افتد در انتسال گره

شہا بابرو تو کان ذو قوس او ادنی است ‌ ‌ ‌ مباد ہیچ گه از غصه و ملال گره

برشتهٔ امل شمنت کمند مثال ‌ ‌ ‌ ہمی فتد بتو الی د اتصال گره

چو رشتهٔ املش خواستی شود کوته ‌ ‌ ‌ سر عدوی تو گردیده بر نصال گره

زانکه شگفته سنان تو بند بند عدو ‌ ‌ ‌ پدید گشته زسر تا بپائے نال گره

حباب گنجه ہیجا مفارق اعدا ‌ ‌ ‌ سمند تست نهنگش بیال و یال گره

ز سہم رمح تو دشمن مگر گسسته شود ‌ ‌ ‌ چه سود گر بکمر بسته بر جدال گره

مگر کمند تو بسته ست دست و پائے عدو ‌ ‌ ‌ دیا که بسته باطراف و خیال گره

اگر عدو سے گره بر ہمی برد گر ہے ‌ ‌ ‌ ز لا بر لعل نیفتد بلا زوال گره

هلال نا که رکاب تو گردد از سر شوق   بزیر آید و گردد بدبرد دال گره
هلال آید و گردد نعال شبرنگت   چو هیچ خورده تو ابهت بران نعال گره
ز رشک خنجر شه چونکه با تو ان بین است   ز بدر برزده خود را بدل هلال گره
زبسکه شاه بود با گشاده پیشانی   نزد ز چین بجبین یار پر دلال گره
گشوده نافه و بشگفت غنچه از خلقت   بهیچ شئے نه پسندی بهیچ حال گره
گره نماند بجائے بغیر قلب عدو   ازانکه هست همه دال بر ملال گره
بسی با طلل ادبین که بر جبین عدو   ز قطرهائے عرق بسته انفعال گره
نسیم حکم تو زلف بتان پریشان کرد   ازانکه بسته بدلها با ختفال گره
بحصل اش نه پسندی گره ازان ابیتا   که عادلان نه پسندند بر خصال گره
زبسکه صیت نوال تو رفته در عالم   با رتحال ز دستند بر رحال گره
رحال را سر پشت جمال می بندند   چنان بهیچ حرم بهر ارتحال گره
بهین نطاق زر و طوق گوهرش بخشی   بدور پو ز نه بسته هست بر بغال گره
بصره هائے زر و سیم چون گره بزنند   گشاده ز سر شان نواز نوال گره
که نوال تو ملاح همچو بازرگان   نموده پر ز گهر بسته بر جوال گره
ز مشت مشت جواهر که میدهی دیرند   قبا دریده هن سائل سوال گره
چنان براق دهی با عراقیان براق   ز تنگهائے زرین بسته بر جلال گره
مو ظلم بدیح تو در و کن شاها   همیشه داده کمر را با متثال گره
چو هست هیچ کسے تا که قدر من داند   زدم بدامن عزلت با عتزال گره
رسد بخاک نشینان ز رشحت از فیض   ز قطرهائے سحاب است بر طلال گره

شکستہ حالی من از زبان حال شنو
نہ از مقال کہ گردد بلب سوال گرہ

چنان بہم زگہرہائے کار خود بتو عرض
فتد چو در گہر ہم بے منال مال گرہ

مراز چشم وفا نیز این اشارہ رسد
کہ در وجود و عدم ہر دو نشان مآل گرہ

شہا منم کہ بسے عقدہ ہائے لاینحل
کشودہ ام بمقالات انفصال گرہ

چو نیست مادح شہ عجمی لال زبان
چرا بمدح بیفتد گہ مقال گرہ

مرا کہ طبع روانست چون فرات نشد
جبال قافیہ ہا ہم بقیل و قال گرہ

بہم چو نیل بکہسار نفط روئے سخن
روان کنم و نیابد دران مجال گرہ

زتیز زبانی من بین درین چکامہ نغز
ہمہ بسلک سخن گشتہ چون لآل گرہ

سخن گرہ بزبان سخنوران کردم
چنانکہ گشتہ سخن بر زبان لال گرہ

سخنوران زمانہ گرہ بسے زدہ اند
نیافتہ ست بدینگونہ انحلال گرہ

مرا بعرض ہنرہا کشایشے دگرست
اگرچہ طبع ملولم شد از ملال گرہ

اگرچہ بستہ و بکشادہ ام گرہ صد بار
ولے نہ بستہ یکے ہم با بتذال گرہ

صبا بگو بغزال غزل سرا از من
کہ نافہ تو نہ بستہ بدین کمال گرہ

گرہ زبستہ ام و بستہ ام گہر ز انصاف
ہمین بعرض رساند از زبان حال گرہ

من اشعارہ الہندی

کیا نمایاں چشم شوخ تیغ زن آہن میں ہے
ہے تماشا دیدنی دیکھو ہرن آہن میں ہے

یہہ وہاں قفل ہے یا قفل وہاں یار ہے
کہیئے آہن میں دہن ہے یا دہن آہن میں ہے

ہے یہہ چھینٹے خون کے کیا آپکی تلوار پر
یا کہ آب تیغ سے پہولا چمن آہن میں ہے

آب تیغ ناز کی چادر سے سلتا ہے کفن
تیرے کشتوں کے لئے قاتل کفن آہن میں ہے

جھنجھناہٹ ہے تری شمشیر جوہر دار کی
یا زبان تیغ کا ذکر کا بھجن آہن میں ہے

زندۂ جاوید ہے کشتہ تری شمشیر کا
دیکھئے آب بقا کیا موجزن آہن میں ہے

سلسلہ ٹوٹا نہ ملا آپکی تقریر کا
گو زمین ایسی کڑی ہے کہ سخن آہن میں ہے

ولہ

چھت آسمان کی توڑ کے چھپر بنائیں گے
سامان ملے کہ یا نہ جو ہم گھر بنائیں گے

یہہ دل ہمارا خانۂ کعبہ نہیں کہ آپ
توڑیں گے بار بار مکرر بنائیں گے

تار نظر سے ہم ورق گل پہ عندلیب
ان گلرخوں کیواسطے مسطر بنائیں گے

تصویر ہم نے کھینچی ہے اسواسطے تری
عاشق تجھی کو تجھ پہ ستمگر بنائیں گے

رباعی

ہے مجھسے وہ دور اور ہے دمساز رقیب
یہہ اپنے ہیں تقدیر وہ اسکے ہیں نصیب
کہتے ہیں قیامت تجھے عالم میں تمام
حیران ہوں کہ پھر کیوں نہیں تو مجھسے قریب

غزل

گرچہ پامال ہیں پر تجھکو دعا دیتے ہیں
ترے پازیب کے گھنگرو یہہ صدا دیتے ہیں

نہ سہیں ہم تو بھلا کون سہے انکا ظلم
ہم وفا کرتے ہیں وہ داد جفا دیتے ہیں

سچ بتا دعوی مسیحائی کا پہنچا ہے کسے
تری بیداد کو ہم مرکے جلا دیتے ہیں

لاکھہ لاکھہ اپنا اگر خون جگر کھائے حنا
سرو مہروں کو وہ اپنا کف پا دیتے ہیں

کسطرح کھا گئے ان سینتوں سے دھوکا
نقد دل آپکو لاؤ یہہ بھلا دیتے ہیں

محمود۔ حافظ غلام محمود

محمود تخلص۔ غلام محمود نام۔ ابوالمعین کنیت۔ آپکی ولادت باسعادت بانگر عرف ادھونی میں واقع ہوئی۔ اور آپکا نشو و نما وہان کی آب ہوا مین ہوا۔ آپ عالم شباب مین تقریبا پندرہ سولہ برس کی عمر مین علم قرأت و تجوید مین عالم باعمل تھے۔ حافظ قرآن تھے۔ آپکا حافظہ

آپکا حافظہ ایسا قوی تھا کہ کبھی تلاوت قرآن میں سہو خطا نہیں فرماتے تھے۔ جب تراویح
میں قرآن سناتے تھے آپکی اقتدا میں سولہ سترہ حفاظ ہوتے تھے۔ تراویح کی نماز میں کسی
حافظ سے لقمہ لینے کی نوبت نہیں آتی تھی۔ صاف صاف مثل دریائے روان کے پڑھتے جاتے
تھے۔ نہایت ہی خوش الحان تھے۔ سامعین کو سننے سے لطف و مزہ آتا تھا۔ عین عالم شباب
میں آپکے دل میں یہہ شوق پیدا ہوا کہ اپنی قوت بازو سے معاش پیدا کرنا چاہیے۔ بناءً علیہ
وطن مالوفہ سے برآمد ہوکے حیدرآباد دکن میں آئے۔ دو سال تک شہر میں بسر کرکے وطن
مالوفہ مراجعت کی۔ اور جسقدر مال کسوب ہمراہ لیگئے تھے والدین کی خدمت میں بطور
نذرانہ پیش کردئے۔ والدین کے فرمانے سے شادی کرلی۔ جو کچھہ والدین نے شادی میں
خرچ کیا تھا۔ آپنے تمام صرفہ شادی جیب خاص سے ادا فرمایا۔ شادی کے صرفہ سے
والدین کو زیربار نہیں کیا اور آپ تا زندگی جو کچھہ پیدا کرتے تھے اپنے ذاتی اخراجات
کے لئے رکھکے باقی تمام والدین کی خدمت میں گذرانتے تھے۔ والدین کی زندگی تک
وطن میں سکونت پذیر رہے۔ والدین کے فوت ہونے کے بعد دوبارہ حیدرآباد میں آئے
محلہ سراق پنجی میں فروکش ہوئے۔ آپکو علم تصوف سے زیادہ دلچسپی تھی اور اہل اللہ سے
حسن ارادت تھی مولوی حافظ شجاع الدین صاحب مولوی صدر الدین صاحب و حضرت
مولانا شاہ سعد اللہ وغیرہم کی خدمت میں مستفید ہوتے رہے۔ اور مولوی حافظ
شجاع الدین صاحب کے مرید و خلیفہ ہوئے اور سلسلۂ قادریہ وغیرہ سلاسل کی اجازت
پائی۔ اور حسن اتفاق سے باصرار احباب ماہ رمضان میں نواب صمصام الدولہ جلو خانہ
کی مسجد میں نماز تراویح میں ایک شب میں قرآن ختم کیا۔ نہایت خوش الحانی سے سنایا
سامعین نے توجہ سے سنا۔ نواب صاحب آپکے حالات سے واقف ہوے فوراً آپکو حضور میں

بلایا۔ آپ ایک قصیدہ مدح مین موزون کرکے دربار مین حاضر ہوئے۔ نواب نے تیس روپیہ ماہوار و طعام خاصہ مقرر فرمایا۔ اور صاحبزادون کی تعلیم آپکے تفویض کی۔ حافظ صاحب ترجمہ مدت تک نواب موصوف کی خدمت مین رہے۔ نواب سراج الملک کی دیوانی مین فریزر صاحب رزیڈنٹ حیدرآباد کو مثنوی مولوی معنوی کے پڑہنے کا شوق ہوا۔ دیوان جناب کی خدمت مین لکہا کہ کوئی لائق منشی بہیجئے۔ دیوان صاحب نے میر مہدی حسین منشی کو تجویز کیا۔ منشی موصوف نے عرض کیا کہ حافظ محمود صاحب ترجمہ اس خدمت کے لئے لائق و فائق ہے، مثنوی کے رموز و اسرار کو خوبی کے ساتہہ بیان کرتا ہے۔ پس دیوان نے صمصام الدولہ بہادر کے پاس رقعہ بہیجا۔ اور حافظ صاحب کو طلب کیا نواب صاحب نے حافظ صاحب کو بہیجدیا۔ دیوان جناب نے حافظ صاحب کو ماہوار پچاس روپیہ دارالانشا مین مقرر کیا۔ اور نواب مختار الملک سالارجنگ و رزیڈنٹ صاحب کی تعلیم و تدریس پر بہی معین کیا۔ رفتہ رفتہ حافظ صاحب کی تنخواہ پچاس سے سو روپیہ ہوئی۔ جب نواب مختار الملک نواب ناصر الدولہ غفران منزل کے عہد مین خلعت دیوانی سے سرفراز ہوئے تب مدارالمہام موصوف نے حافظ صاحب کی ایکسو پچاس روپئے ماہوار کردی۔ اور آپسے متعدد خدمات کے کام لینے لگے۔ آپ ہر ایک خدمت کے کام کو عمدہ طرح سے انجام دیتے رہے چند روز کے بعد اور پچاس روپیہ اضافہ کرکے دو سو ماہوار مقرر کئے۔ اور آپکو خدمت وکالت فیمابین دیوان و حضور نواب افضل الدولہ بہادر و خدمت عرضی خانہ و خدمت تقسیم یومیہ داران و خدمت اہتمام اعراس و تقسیم تنخواہ و یومیہ متعلقان والا جاہی وغیرہا سے سرفراز فرمایا جب مدارالمہام نے دیکہا کہ آپ خدمات مفوضہ کا کام نہایت دیانت و امانت کے ساتہہ ادا کرتے ہین اور اپنے فرض منصبی کے ادا کرنے مین سرمو کوتاہی نہین جائز رکہتے ہین اس حسن خدمات کے صلہ مین آپکو ایکسو پچاس روپئے اضافہ کرکے

تین سو روپیہ ماہوار سے معزز فرمایا۔ اور کمال بندہ نوازی سے آپکو منصبداروں کے زمرہ مین شریک کیا۔ حافظ صاحب تا بزندگی عیش و آرام کے ساتھہ زندگی بسر کرتے رہے اور منصبداروں کے زمرہ مین شریک ہونیکے بعد منجملہ خدمات مفوضہ سے خدمت اہتمام اعراس و تقسیم تنخواہ و یومیہ متعلقان والا جاہی من ابتدائے ۱۲۷۳ھ ہجری تا بزندگی حافظ صاحب ترجمہ کے تفویض ہا حافظ صاحب ترجمہ نے جب بارہ حرمین شریفین کا عزم جزم کیا۔ تب خدمات مذکورہ کا اہتمام اپنے فرزند مسمی محمد حسن علی کے نام منتقل فرمایا۔ حافظ صاحب نے کامل چالیس برس تک سرکاری خدمات کو عمدہ طرح سے انجام دیا۔ حسب مرضی آقائے ولی نعمت خدمات مفوضہ کا فرض ادا کیا کبھی مالک و آقا کے خلاف نہین کیا۔ آخر آپنے بمصداق کل من علیها فان و یبقی وجه ربك ذو الجلال والاکرام بتاریخ نہم ماہ جمادی الاول ۱۲۸۶ھ ہجری دنیائے ناپائدار سے عالم بقا کی طرف رحلت کی انا للہ وانا الیہ راجعون اور آپکا فرزند دلبند حافظ محمد حسین علی جو علم فارسی عربی و انگریزی مین لائق و فائق تہا ۱۳۰۵ھ ہجری مین فوت ہوگیا۔ حافظ محمود صاحب ترجمہ جامع العلوم والفنون تہے۔ فارسی و عربی مین دستگاہ کامل تہے۔ ناظم و ناثر تہے۔ شعر و شاعری سے رغبت رکہتے تہے۔ آقا جواد حاجب تخلص شیرازی سے مشق کلام فرماتے تہے آپکا کلام فصاحت و بلاغت سے بہرا ہوا ہے۔ ہر ایک شعر و مصرع لطافت و نزاکت سے خالی نہین ہے۔ کلام کی صفائی و طبیعت کی رسائی آپکے اشعار آبدار سے عیان ہے۔ آپ صاحب دیوان ہین لیکن آپکا کلام پراگندہ حالت مین گمنامی کے گوشہ مین پڑا ہوا تہا۔ فی زماننا آپکے ہمشیرہ زادے سیرۃً فرشتہ صورۃً انسان کامل جناب ابو القدر حاجی عبد القادر محی الدین قادری منصبدار سرکار عالی نے دیوان پراگندہ کے اشعار متفرقہ کا شیرازہ باندہ کے مطبع نظام دکن مین

مطبوع کرایا۔ اور احباب و اعزہ کی خدمت میں ہدیۃً تقسیم فرمایا۔ چنانچہ فقیر مولف ہذا کو بھی ایک
نسخہ عطا کیا ہے۔ حافظ صاحب فارسی و ریختہ میں کلام موزون فرماتے تھے۔ ریختہ کا کلام
نادر الوجود ہے صرف چند ہی غزلیں دستیاب ہوئی ہیں۔ بترتیب ردیف فارسی غزلیات میں سے ایک شعر
گئے ہیں۔ اب میں آپکے نتائج طبع کو بطور نمونہ گزارش کرتا ہوں۔

من اشعارہ الفارسی

مدا عشق بر صبر ست و آن نبود دل ما را		خداوندا تو آسان کن درین رہ مشکل ما را
کجا مہر تو بیرون از وجود ما رود ہرگز		کہ با عشق تو آمیزش بود آب و گل ما را
مہندا بروئے آن مہ تیغ پنہانی مرا	وله	میکشد ظاہر ز عقد چین پیشانی مرا
بسکہ جویاست دلم ناوک مژگان ترا	وله	جائے سازد بجگر نشتر پیکان ترا
بیان سوز دل آمد چو بر زبان ما	وله	زبان چو شمع بسوزد گہ بیان ما
اسیر زلف گرہ گیر کردہ اند مرا	وله	مقیم حلقۂ زنجیر کردہ اند مرا
بعزم مدینہ باز بود در دکن مرا	وله	ہر دم بشوق تست سفر در وطن مرا
بود بگرد رخ یار طرۂ پر تاب	وله	چنانکہ گرد گل تازہ سنبل سیراب
بیاد آن گل رخسار بسکہ می گریم	وله	بجائے اشک بریزد مرا ز دیدہ گلاب
مرا بہ ہجر تو باشد مکان در آتش و آب	وله	کہ میکشد ز دل و دیدہ ام سر آتش و آب
بغرق داغ جنون سیل اشک تا زانو		نہ بہر پائے مراہست بر سر آتش و آب
تا ورد دلم خیال لب نوش دلبر ست	وله	مستغنی از تصور تسنیم و کوثر ست
تا چشمۂ حیات لب جانفزائے او		خضر خطش بہ این دل لب تشنہ رہبر ست
کسے گدائی کوئے تو اختیار کند	وله	کہ ناز بر ہمہ شاہان تاجدار کند

دل را خیال زلف تو دیوانہ میکند ۔ ولہ ۔ آئینہ را برخ تو چہ حیرانہ میکند

در چمن آن گل نو رستہ اگر می آید ۔ ولہ ۔ غنچہ در جیب خود از خندہ سحر می آید

عشق احمد کا گلے جب سے میں ڈالا تعویذ ۔ ولہ ۔ وحشت و حرمان و جنون سے ہے یہ اچھا تعویذ

نہ ثلاثی و رباعی کی مجھے خواہش ہے ۔ ولہ ۔ رکھتا ہوں نام محمد کا میں ستھرا تعویذ

خط بر خسار تو دارد شوکت شان دگر ۔ ولہ ۔ گشت ہر مور سے بعہد تو سلیمان دگر

ہر خم زلفت بپائے دل کجو بندے دگر ۔ ولہ ۔ عشوہ دیوانہ حسنت خردمندے دگر

چو حسن جلوہ کند بارخ جہان افروز ۔ ولہ ۔ بجلوہ آئینہ سازد ز عشق عالم سوز

بہ بوئے تو گر سوئے چمن بنگرم امروز ۔ ولہ ۔ در دیدہ زند ہر رگ گل نشترم امروز

درد تو مرا انیس جان بس ۔ ولہ ۔ دل را غم چون تو دلستان بس

مرا بود بدل و دیدہ و جگر آتش ۔ ولہ ۔ ز دست عشق تو از پائے تا بسر آتش

نور محمدی بہ قدم چون شد اختصاص ۔ ولہ ۔ عشقش بگشت از پئے تجدید وجہ خاص

از ہر پائے چمن روئے تو ام باشد غرض ۔ ولہ ۔ از ہوا ہائے چمن بوئے تو ام باشد غرض

ہرگز نشد بگلشن و گلزار ارتباط ۔ ولہ ۔ چون شد مرا بہ سید ابرار ارتباط

الست بندہ کو جب رب کہا خدا حافظ ۔ ولہ ۔ جواب قالوا بلیٰ کا دیا خدا حافظ

تا دیدہ تاب طلعت رخسار یار شمع ۔ ولہ ۔ از تاب رشک سوختہ پروانہ وار شمع

تا کہ شد از نور مہرش در دلم روشن چراغ ۔ ولہ ۔ مردمان دیدہ ام دارند در روغن چراغ

اے کردہ ناوکت دل عشاق را ہدف ۔ ولہ ۔ پیوستہ غمزۂ تو ز ابرو کمان ہدف

سر ورا ایجاد و تکوین است عشق ۔ ولہ ۔ مظہر پیدایش دین است عشق

مرا کہ افعی زلفت بزہر کردہ ہلاک ۔ ولہ ۔ ز مہرۂ لب نوشت تو بایدم تریاک

ساقیا گر چمن ریخته گل بر سر گل
وله خوش بود نو سحر گل ساغر مل بر سر گل

نه الفتی که بر زنجیر زلفا و دارم
وله هزار طوق تو گوئی که در گلو دارم

سر گرو تا طفل سرشک من وطن در آستین
وله هو چه طوفان نما به پر شکن در آستین

شاهی بود بدل گدایان کرم او
وله عدل است بما هر چه رود از ستم او

ای از فروغ نور رخت نور آئینه
وله با زیب طلعت تو صفا پرور آئینه

غنچه دهان من بگو سرو روان کیستی
وله سرو روان من بگو غنچه دهان کیستی

غنچه ز لعل تو خجل گل ز رخ تو منفعل
در چمن چو دل سرو چمان کیستی

زلف کج تو دام دل لعل لبت کام دل
چون نشنوی تو نام دل بسپئی جان کیستی

صورت رشته در نظر شکل تو هست جلوه گر
ای دل زار گو که در فکر میان کیستی

در شب تیره من ز غم ناله و آه میکنم
تو برخ چو صبحدم شمع مکان کیستی

نمودی رخ دل عشاق حیران ساختی رفتی
وله نشاندی زلف خاطرها پریشان ساختی رفتی

دل من چون تنور از سوز هجران ساختی رفتی
روان از چشم نم سیلاب طوفان ساختی رفتی

ربودی صید دل عشاق از یک جنبش مژگان
ز گه بر کهربا جذب نمایان ساختی رفتی

نه مردم برده چشمان تو دل در طرفة العینی
بجادو شیر را صید غزالان ساختی رفتی

من اشعاره الهندی

خال پیدا رخ پہ تیرے سے بت پر فن ہوا
کیا تماشا ہے کہ گلشن زاغ کا مسکن ہوا

جیسے عریانی کا خلعت تجھکو زیب تن ہوا
پھر نہ یاد دوش تیرا کوئی پیراہن ہوا

جائے سبزہ پنجۂ مرجان نکل آتے ہیں وہان
کشتۂ دست نگارین کا جہان مدفن ہوا

دلمیں اپنے رات دن روئے بتان کا ہے خیال
بسکہ چراغ دیر بیت الصنم میں روشن ہوا

ہو جس کے دلکو حضرت خیر الوریٰ سے ربط
مقصد ہو جسکا حق کی رضا پر چلے مدام
حشر و نشر کا ہول ہوگا سے کبھی

ولہ
کیونکر ہو وے اُسکو وراء الوریٰ سے ربط
رکھیلے وہ بس حبیب خدا کی رضا سے ربط
رکھتا ہون دل سے شافع روز جزا سے ربط

کہا سکیگا کب ہما اس خستہ تن کے ہڈیان
ہون سگان کوچۂ محبوب کے یارب نصیب
دام مین گر دم نکلجائے تو اے صیاد تو

ولہ
آتش فرقت سے جلتے ہین بدن کے ہڈیان
تا نہ طعمہ ہو ہما کا میرے تن کے ہڈیان
تا چمن پہنچا ئیو مرغ چمن کے ہڈیان

ہم دل و جان سے وفا کرتے ہین
سیر گلشن جو کیا کرتے ہین
عارض و زلف پہ چھڑکتے ہین نمک
دن کو والشمس کا کرتے ہین حفظ

ولہ
کیا ہوا گر وہ جفا کرتے ہین
گل سے بلبل کو جدا کرتے ہین
ہم سے مت پوچھ کہ کیا کرتے ہین
رات واللیل پڑھا کرتے ہین

وہ قامت بالا ہے ترا یا کہ بلا ہے
دل کیون نہ کرے تیرے لب لعل کی تعریف
کب ہے وہ ترا خال تہ ابروئے خمدار
دولت ہے ترے خاک نشینون کو میسر
جون نقش قدم اے دل گمراہ جو کوئی

ولہ
اے سرو خرامان تو بتا مجکو کہ کیا ہے
یہہ مخزن اسرار کو سو بار پڑھا ہے
محراب حرم مین یہ سیہ مست پڑا ہے
بہ سایۂ دیوار ترا ظل ہما ہے
پامال خلایق ہے وہی راہ نما ہے

حرف نون

نظام ۔ عماد الملک غازی الدینخان بہادر

نظام تخلص ۔ میر شہاب الدین نام ۔ غازی الدین خان عماد الملک خطاب

آپ میر محمد پناہ عرف غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ ثانی بن نواب آصفجاہ مرحوم کے فرزند
و نواب عماد الدولہ وزیر الممالک قمر الدین خان کے نواسہ تھے۔ آپکے والد ماجد نواب
ناصر جنگ شہید کے بعد دوسری مرتبہ صوبہ داری دکن پر سرفراز ہوکر جبکہ سنہ ہجری میں
بعد لشکر مرہٹہ کو ہمراہ لیکر اورنگ آباد دکن میں تاریخ ماہ ذیقعدہ سنہ ہجری
میں شہر میں داخل ہوئے۔ امیر الممالک صلابت جنگ بہادر کے لشکر میں پہنچکر ایک سال تاریخ
ذیحجہ سنہ مذکور کو بعارضہ قے و دست جان بحق تسلیم ہوئے۔ نقشبندی خان صاحب نے آپکی نعش
مبارک کو دار الخلافہ دلی میں لیجاکر آپکے والد ماجد کے روضہ میں دفن کیا۔ عماد الملک صاحب ترجمہ
کی ولادت باسعادت سنہ ۱۱۴۹ ہجری میں شہر دلی میں واقع ہوئی تھی۔ نشو و نما بھی اسی شہر فیض اثر
کی آب و ہوا میں ہوا۔ جب آپکے والد ماجد دکن میں آئے اسوقت آپکی عمر آٹھ برس کی
تھی۔ والد ماجد آپکو تعلیم و تربیت کی غرض سے ابو المنصور خان صفدر جنگ احمد شاہ
بادشاہ کے وزیر کے تفویض کرکے آئے تھے۔ وزیر موصوف آپکو نہایت محبت و الفت سے
فرزندوں کی طرح رکھتا تھا۔ ایک روز آپنے مدار المہام سے عرض کی مجھکو بادشاہی دربار
دکھلائیے۔ مدار المہام نے فرمایا کہ اے فرزند آپ ابھی بسبب صغر سنی دربار دیکھنے کے لائق
نہیں ہو۔ انشاء اللہ تعالی میں آپکو موقع دیکھکر لیجاؤنگا۔ پھر آپنے کئی مرتبہ مدار المہام
کی خدمت میں دربار کی درخواست کی ایکروز تو بہت اصرار کیا۔ اوس روز نواب صفدر جنگ
وزیر کی بیوی نے بھی آپکی سفارش کی بچہ مدت سے دربار کی آرزو کرتا ہے آج ہمراہ لیجاؤ
بچہ کی دلداری کرو۔ صفدر جنگ راضی ہوئے۔ اور آپکو تاکید کی اگر بادشاہ آپسے کوئی
سوال کرے تو جواب میں سبقت نہیں کرنا۔ میں سوچ سمجھکر بادشاہ کی طبیعت کے موافق
جواب دونگا۔ آپنے قبول کیا۔ نواب صفدر جنگ اور آپ دربار میں پہنچے اسوقت

احمد شاہ بادشاہ حاضرین دربار سے پوچھ رہے تھے کہ یہہ تین لفظ ہندی جو مشہور ہین
ان کے معانی پورے طور سے معلوم نہین ہوتے مین عرض کرو ایک لفظ پوت دوسرا
سپوت۔ تیسرا کپوت ہے تمام امرا سوچ رہے تھے کہ ایسے معانی عرض کرنا چاہیئے
کہ بادشاہ کے مرغوب ہون۔ بادشاہ نے صفدر جنگ سے مسئلہ مذکور کے معانی کا سوال کیا
صفدر جنگ بہی فکر کرنے لگے۔ مگر آپکی طبیعت چستی و چالاکی مین موجزن تہی آپنے اسوقت
صفدر جنگ کی نصیحت کو بالاے طاق رکہا آگے بڑہ کے عرض کی اگر خانہ زاد کو حکم ہو تو
تینون الفاظ کے معانی عرض کرے۔ بادشاہ آپکی تیزی فراست کو دیکہکر متعجب ہوا فرمایا
بیان کرو نواب صفدر جنگ بہادر نے ہر چند اشارہ سے ممانعت کی مگر آپ باز نہین رہے
عرض کیا خداوند لفظ اول کہ پوت ہے اوسکا مفہوم و مصداق ذات ہمایون ظل الٰہی ہے
آپ بادشاہ اور آپکے آبا و اجداد بہی بادشاہ تہے۔ اور لفظ ثانی اُسکا مفہوم و مصداق عم بزرگوار
بزرگوار بندہ یعنی نواب صفدر جنگ ہین ان کے آبا و اجداد مین سے کوئی وزیر نہین ہوا ہے
عم بزرگوار خود بیکس یا یہ ہو چکا کہ ہند مین وارد ہوئے تدبیر و تقدیر کے اتفاق سے شاہ ہند
کے وزیر ہوگئے۔ اور لفظ ثالث اُسکا مفہوم و مصداق خانہ زاد ہے کہ غلام کے آبا و اجداد
وزارت کی کرسی پر سرفراز ممتاز رہے۔ کمترین غلام باوجود لیاقت خدمت موروثی عم بزرگوار
کے ہاتہ مین گرفتار رہے اور کوئی امیر و اہل دربار میری کیفیت بادشاہ کے گوش گزار نہین کرتا
بادشاہ و اہل دربار آپ کی تقریر سے حیران و متعجب ہوگئے۔ بادشاہ نے صفدر جنگ سے کہہ
فرمایا اب تک آپنے اس ہماری موروثی خانہ زاد کی تربیت و پرورش کی اب ہم کرینگے
یہہ کہکر بادشاہ آپکو محل مبارک مین لیگیا۔ آپ چند مدت تک پاے شاہی ظل عاطفت مین رہے
پہر آپنے صفدر جنگ کو وزارت سے علیحدہ کر دیا اور اپنے ماموں انتظام الدولہ کو وزیر اور

آپ بدستور امیر الامرائی پر رہے - چنانچہ صفدر جنگ نے وزارت سے معزول ہونیکے بعد ایک شعر کہا وہ شعر خاص و عام مین ضرب المثل تہا ؎

رفتہ رفتہ اشک چشمم در گلو زنجیر شد　　طفل دامنگیر ما آخر گریبان گیر شد

بعد مین تو آپنے عاقبت محمود خان کشمیری جو آپکا استاد اور آپکی سرکار کا مہتمم و مدار المہام تہا اُس کے ورغلانے سے تیموریہ خاندان مین بڑی درہمی خرابی پیدا کردی - ہولکر کو مقام خواجہ پر بادشاہ اور وزیر اور امیر آتش کے فرار ہونے کی خبر معلوم ہوئی بہیجا باعلی الصباح ہولکر کی فوج نے بادشاہی لشکر و اثاث البیت سلطنت کو غارت کیا - اُسپر تیموریہ خاندان کی بڑی ذلت ہوئی - اُسوقت سورجمل جاٹ کا محاصرہ ترک کرکے دار الخلافہ دلی مین پہنچے ہولکر ملار کی اعانت سے انتظام الدولہ وزیر کو تغیر کراکے خود وزیر ہوا اور صمصام الدولہ کو امیر الامرائی دلائی - وزارت ہوتے ہی اُسی روز ۱۰ تاریخ شعبان ۱۱۶۷ ہجری احمد شاہ بادشاہ کو مع والدہ شاہ مقید کرلیا - اور معز الدین بن جہاندار شاہ کے بیٹے عزیز الدین کو تخت نشین کیا اور اُسکو عالمگیر ثانی کا خطاب دیا - پہر ایک ہفتہ کے بعد احمد شاہ اور اُسکی والدہ کی آنکہون مین سلائی کہنچوائی ۸ ربیع الآخر ۱۱۷۳ ہجری مین - پہر چند مدت کے بعد عزیز الدین عالمگیر ثانی کو بہی قتل کرایا - اور محی السنہ بن کام بخش بن عالمگیر کے بیٹے کو تخت نشین کیا اُسکا لقب شاہجہان ثانی رکہا - آخر ان تمام معرکون اور محاربون سے فارغ ہوکر چند مدت بندر سورت مین رہے - اور پہر حرمین شریفین کی زیارت و حج کو گئے - حرمین سے مراجعت کرکے کالپی مین جو آپکی جاگیر تہی بسر کئے آخر ۱۱۸۹ ہجری مین بہشت برین کو روانہ ہوئے - آپکی اولاد مین نصیر الملک تہے وہ بہی اپنی جاگیر مین فوت ہوئے اُن کی اولاد مین معلی جاہ - قطب الملک - حمید الدولہ - مجید الدولہ - مع والدہ خود مسماۃ

عمدۃ النسا بیگم حضرت غفران مآب کے زمانہ مین حیدرآباد دکن مین آئے۔ بندگانعالی نے تمام کو جاگیر سیرحاصل عنایت کی خوشحال و بااقبال رہے اونکی بنائر مین ایک بزرگ حاضر دربار نواب ناصر الدولہ بہادر کے زمانہ مین نصف جاگیر بحال برقرار تھے۔ مجید الدولہ بہادر و حمید الدولہ بہادر کے فرزند بدستور جاگیرات موروثی پر بحال تھے۔

گل رعنا مین لکھا ہے کہ آپ علم و فضل مین بے نظیر تھے۔ اور متعدد زبانون مین مہارت رکھتے تھے اور ہر ایک زبان مین تحریر و تقریر کرسکتے۔ عربی۔ فارسی۔ ترکی کشمیری۔ افغانی۔ مرہٹی اور عربی و فارسی مین خط نہایت خوب عمدہ لکھتے تھے۔ علماو فضلا و شعرا کی صحبت کو پسند کرتے تھے۔ مدت تک شمس الدین فقیر کو اپنے ساتھ رکھا۔ آپ شعر گوئی سے نہایت ہی دلچسپی رکھتے تھے۔ سخن فہمی و سخن سنجی مین بے مثل تھے تحریر و تقریر و حاضر جوابی مین بے بدل تھے مرزا قتیل سے کلام کی اصلاح لیتے تھے۔ جو کچھ موزون فرماتے تھے مرغوب و دل پسند ہوتا تھا۔ آپ زیرک و تجربہ کار و ہوشمند و ہوشیار تھے۔ آپ صاحب دیوان ہین۔ آپکا دیوان مطبوع ہوچکا ہے فقیر مولف کے پاس موجود تھا موسی ندی کی طغیانی مین غرق آب ہوگیا۔ اب مختلف تذکرون سے آپکے نتائج طبع انتخاب کرکے گزارش کرتا ہون۔

من اشعارہ الفارسی

بحرف مدعی گفتم مرا اے سنگدل خوشم زخط گر حسن جبارت فزون تر شد عجب نبود ایکہ امروز قیامت خبرے می گوئی دوستان نیست عجب گر بدل آرامم نیست تیر نگاہ مست تو دانی کجا نشست	ولہ	کہ بعد از کشتنم سوئے ندارد لب گزیدنہا صفائی تازہ دارد سبزہ گرد و میدنہا گوئیا از شب ہجران خبرے نیست ترا کہ بکام دل ناکام دل آرامم نیست بر دل نشست و خوب نشست و بجا نشست

بجاست عہد وفا گر بجا نیست درست — وله — کہ ہست نقد تو در شیوۂ شکست درست

بگو چہ چارہ کنم از پی نوای سر فکر — تا نہ جیب من از دست برد و دست درست

زباغ رخت سفر در بہار نتوان بست — وله — شگوفہ بر سر شاخ ہست بازتوان بست

سفر از زلفش خرید و پیش چشمش دین فروخت — وله — بندہ ام سودای دل را کان خرید و این فروخت

دولتی ست نصیب تو اگر دیدہ تر است — وله — چشم گر اشک ندارد صدف بی گہر است

تا چسان آگہی از حال منش دست دہد — وله — یار من بیخبر و نالۂ من بی اثر است

غمزۂ چشم فزون سازدت مرا از خویش برد — وله — آنچہ عشقت با دلم بیگفت آخر پیش برد

یار برداشت نقاب آئینۂ صاف بیار — وله — جلوۂ مفت است اگر دیدۂ بینا داری

بادشاہ کشور دین حضرت مرسل کہ ہست — از قصیده — جملہ موجودات از نور وجودش آشکار

گر بخاک تیرہ اندازد نگاہ فیض بخش — ور بسنگ خارا کند باید لب اعجاز بار

سنگ خارا گردد از اعجاز او در ثمین — خاک تیرہ گردد از فیضش زر کامل عیار

نصرت - میر محمد نعیم

نصرت تخلص - محمد نعیم نام - دلاور خان خطاب - وطن سیالکوٹ ہے - آپ کے والد میر عبد العزیز دارا شکوہ کی خدمت میں ملازم تھے - دارا شکوہ کے درہم برہم ہونے کے بعد خلد مکان عالمگیر کی خدمت میں حاضر ہوئے منصب دو ہزاری و دلاور خان خطاب سے سرفراز - میر محمد نعیم صاحب ترجمہ عنایت اللہ خان کشمیری کی دختر نیک اختر سے منسوب ہوا اور شاہ عالم کے زمانہ میں والد ماجد کے خطاب سے ممتاز ہوا - جب محمد فرخ سیر کے ابتداء جلوس میں ممالک دکن آصف جاہ کے تفویض ہوا تھا میر محمد نعیم آصفجاہ کے ہمراہ دکن میں آیا

بعد ازاں امیر الامرا حسین علیخان دکن کا صوبہ دار ہوا۔ میر محمد نعیم کو رائچور متعلقہ بیجاپور کی فوجداری پر مامور فرمایا۔ پھر امیر الامرا کے زوال کے بعد نواب آصفجاہ صوبجات دکن پر متصرف ہوئے۔ پھر محمد نعیم آصفجاہ کے سایہ عاطفت میں آیا۔ آصفجاہ کی خدمت میں عمر کی زندگی بسر کرتا رہا۔ آخر ۱۱۳۹ھ ہجری میں فوت ہوا۔ وصیت کے موافق پائین شاہ ابراہیم جو قریب حصار روضہ شاہ برہان الدین غریب قدس سرہ ہے مدفون ہوا۔ نصرت نے اپنے مرشد کے حق میں کہا تہا

آن شاہ کہ بادشاہ ہفت اقلیم		نصرت پسرش ز جان و دل تسلیم است
عیسیٰ ست بزندہ کردن مردہ دلان		ہر چند کہ نام پاکش ابراہیم است

اور دلاور خان ثانی بن محمد نعیم خان آصفجاہ اول کے زمانہ سے آصف جاہ ثانی کے زمانہ تک صوبہ سرا توابع بیجاپور پر حاکم تہا۔ ۱۱۸۵ھ ہجری میں گلبرگہ کے قلعہ کی قلعداری پر مقرر تہا۔ شاعر لائق و نازک خیال تہا اور علم موسیقی میں فائق تہا۔ آخر ۱۱۹۰ھ ہجری میں اس دار ناپائدار سے کوچ کیا۔ من اشعارہ الفارسی

می کشم بےاو می ناب کہ میسوزد مرا		آتش افتد در چنین آبے کہ می سوزد مرا
پست فطرت را بود معراج روز ہی فتن	ولہ	مور را تخت سلیمان است سنگ آسیا
می دہد از شام غربت صبح وطن	ولہ	بیکسی نداخت آخر کار ما را با خدا
بسکہ وا ر د داغ حسرت تہا دل پرورد ما	ولہ	جلوہ طاؤس خواہد کرد آخر گرد ما
صبح محشر شد و از شب باقی است	ولہ	سخن از زلف ایاز ست امشب
رہروے را بخرد کار است	ولہ	ہست کو رنگ بر ویش بارہ است
از لب قمری بگوشم خورد این حرف بلند	ولہ	سرو ہم در پیش بالایت کمر بستہ است

هر کف خاکی که می بینی برنگ دیگر است وله آرزوی عالمی از بسکه اینجا رنگ ریخت

اینقدر بر خود مناز ای چرخ صبحی یا شبم وله در دیار ما که حیرت نام دارد شام نیست

چشم نعمت آشتی از سفرهٔ گردون غلط نان خشکی دارد آن هم صبح هست و شام نیست

فراموشی می پیمانهٔ کیست وله ز خود رفتن ره میخانهٔ کیست

کسی بد گوهر از صحبت نیکان رسد بفیض وله گر سنگ حجر و کعبه شود بی شرار نیست

نصرت هلاک مشرب پروانه‌ام وله در بند شمع بزم و چراغ مزار نیست

آئینه پر تپش دل بیدل است وله از ما دل یار بی خبر نیست

سوی دل ای دل همیروم نصرت وله سفر رو بآفتاب این است

ذره با خورشید چشمک می زند وله جام هستی اینقدرها نشئه داشت

ناله کردن بر امید چرخ کار هوش نیست وله آسمان را صورت گوش است اما گوش نیست

دامن از گل کشیده می آید نگه آئینه دیده می آید

رنگ می بازد از نزاکت طبع گر ز دل تا بدیده می آید

دست دعا بدامن نازش نمیرسد دست نگار رفتهٔ ما را کجا رسد

وصل تو وحشت دل من بیتاب میبرد آئینه بیقراری سیماب می برد

هرزه گردی مرا در کعبه تنها نه برد گر بدل وا میرسیدم یار من در خانه بود

نامه را امروز از دستم شتاب برد زاهد از فردا مترسان دفترم در آب برد

بجای طرح منی گر ترا نزول افتد بغیر سجده کدارم اگر قبول افتد

نمی فتد بزمین همچو سایه اش هرگز کسی که در ره حق پیرو رسول افتد

رنگین ز خون خود کف پای ترا که کرد این کار بسته بغیر از حنا که کرد

بے آبروئے تو از نظرم نور میرود ‏ وله ‏ این تیر بے کمان چه قدر دور می رود

وارد شکست رنگم امشب بهار دیگر ‏ وله ‏ می آید آن چمن رو شاید که بار دیگر

من چه خونها خورده ام در کار دل ‏ وله ‏ دل نمی آید بکار من هنوز

صفحهٔ سادهٔ فلک مفت هست ‏ وله ‏ سخن چند یادگار نویس

تا ابد زندگی کرامت کن ‏ وله ‏ بسمل باست بر هزار نویس

دامن کشیدار من چون آفتاب شب در ‏ میرفت و میدویدم چون سایه از قفائش

حق ناشناس بخت فریدون اگر دهد ‏ در کشورش مباش بقید فرنگ باش

هوس عشق به پیری چقدر نادانی ست ‏ شمع گیر آمدن ماهتاب شب ماه غلط

هستیٔ شمع فنا در هستی معشوق اوست ‏ ماتم پروانه باید داشت در انجام شمع

خوشدلے را گر بود لازم فراغ ‏ بید ما غنی نیز می خواهد دماغ

نورے بهم آسان کدهی پرتو بخلق ‏ روشن ز یک چراغ توان کرد صد چراغ

جان بحسرت دادهٔ زلف ترا در روز حشر ‏ نامهٔ اعمال باشد دستهٔ سنبل بکف

گر تو دامن نازهی فشاندهٔ بهوا ‏ نداشت شوخی رنگ اینقدر بهار شفق

دل چو شد آب نمی گردد خشک ‏ چاه سیماب نمی گردد خشک

آب زمزم هم کجا سگ را تواند کرد پاک ‏ نیست زاهد را بهشت و شو از آب تاک

گلشن از پا در نشست از بسکه می بالد بخود ‏ نتوان امروز چیدن از سر دیوار گل

چرا امروز خود را تلخ دارم در غم فردا ‏ نگردد روز محشر نامه وا از شرم اعمالم

از وفا رنگی ندارد نو بهار روزگار ‏ برگ این گلستان را چو بو گردیده ام

مارا که تو اندر دل سخت تو بر داشت ‏ چون نقش برین سنگ نشستیم نشستیم

صبح وصال چون بود رخ بنما که همچنین — وله — شام فراق چون بسر زلف بنما که همچنین
جان عزیز چون رود طرز خرام جلوه ده — عمر دوباره چون رسد باز بیا که همچنین
هر که را دوست گفته نصرت — وله — گله او نمی توان کردن
جوهر شش همچون سپند ز رنگ بجمر می آید — آتشے تا در دل آئینه زد تمثال او
بے حجابانه بجا تنگ بسر می آید — تو که از جلوه که آئینه تر می آئی
زلفش پائے تو صد رنگ گل توان چیدن — بگل که می نگرد چون تو در چمن باشی

نیر مہدیعلیخان حیدرآبادی

نیر تخلص - مہدیعلیخان نام حیدرآبادی المولد ہے - آپ نقد علیخان ایجاد کے خلف الصدق ہین - آپکی ولادت شہر حیدرآباد مین ہوئی - اور نشو و نما بھی شہر کی آب و ہوا مین پایا سن شعور کے بعد شہر کے علما و فضلا اور والد ماجد سے کتب درسیہ عربی و فارسی تحصیل کین - عالم شباب مین فارغ التحصیل ہوا طبیعت سنجیدہ مزاج پسندیدہ تہا اور ہر ایک قسم کی لیاقت و استعداد موجود تہی - شعرگوئی کا شوق ہوا - طبیعت کے زور سے موزون کرنے لگا والد ماجد سے اصلاح لینے لگا - چند ہی روز مین کلام برجستہ و شستہ کہنے لگا - لچھمی نرائن نے گلرعنا مین لکہا کہ مین جب سنہ ۱۱۸۵ ہجری مین حیدرآباد مین آیا تب نیر میرے غریب خانہ پر بکمال ملاقات کیلئے آئے باہم مشاعرہ رہا - نیر پسندیدہ سیرت خوش اخلاق ہین انتہی آخر سنہ ۱۱۵ ہجری مین فوت ہوا من اشعارہ الفارسی

روزے ترا میان چمن دیدن آرزوست — اے نو بہار گرد تو گردیدن آرزوست
طپش دل مرا خبر کرده است — نیر امروز یار مے آید

	ولہ	
بوسہ از گلعذار می خواہم		غنچۂ یادگار می خواہم
نیر از مرتضی علی بہ نجف		گوشۂ قبر وار می خواہم
سینہ چاکم بگلعذار فتم		وا نخدارم بلالہ زار فتم

نکہت - محمد یوسف برہانپوری

نکہت تخلص - محمد یوسف نام سخنور علیخان خطاب ہے - آپکے نسب کا سلسلہ طائفہ سلاطین کشمیر سے پہنچا ہے - شاعر خوش فکر و خوش کلام تہا - مضامین تازہ و معانی شگفتہ کا شیرزہ باندہتا تہا - گلہاے صنایع و بدایع کا گلدستہ بناتا تہا - آپکی طبیعت شور انگیز و ملاحت آمیز تہی - جو کچھہ طبع موزون سے برآمد ہوتا تہا - ملاحت و فصاحت سے بہرا ہوا - لطافت و ظرافت مین ڈوبا ہوا ہوتا تہا - سامعین کو سننے سے لذت و انداز فرحت تازہ حاصل ہوتی تہی - اوائل مین امیر الامرا کی خدمت مین تہا بعد ازان شاہزادہ محمد اعظم شاہ کی ملازمت مین رہا - جب اعظم شاہ باپکی طرف سے احمد آباد گجرات کی صوبہ داری پر گیا - نکہت بہی ہمرکاب تہا - فرخ سیر بادشاہ کے زمانہ مین دار الخلافہ دلی مین پہنچا اور سخنور علی خان کے خطاب سے سرفراز اور سخنورون کے زمرہ مین ممتاز ہوا امرا کے مدائح مین قصائد لکہتا تہا بیشمار صلے و جائزے پاتا تہا - فردوس آرامگاہ محمد شاہ کے آخر زمانہ تک روشن الدولہ ظفر خان بخشی دوم کی رفاقت و ملازمت مین رہا - مزاج مین شوخی و آزادی تہی ہجو کرنے مین بہی استاد تہا - اگر کوئی ممدوح صلہ نہدیتا تہا تو اوسکی ہجو کرتا تہا - چنانچہ اسد علیخان جو ایک تی نہین رکہتا تہا - اور پنجاب ہندی بنوا کے جماتا تہا - اوسکی ہجو مین کہتا ہے ۵ بیتون تازہ از سنگین ولی ایجاد کردہ

تا خستے در بندہ ترا زتیشۂ فرہاد کرد ٭ در مقام رشوہ از بس سخت گیری میکند
از برائے زر گرفتن پنجۂ فولاد کرد ٭ واشعار ہر ایک قسم قصیدہ و غزل و مثنوی و رباعی
سے رکہتا ہے۔ نیز ایک کتاب بعبارت نثر اعتماد الدولہ قمر الدین خان وزیر محمد شاہ
کے احوال مین لکہا ہے۔ کتاب معانی تازہ و مضامین شگفتہ سے خالی نہین ہے۔ خوش
صحبت و دوست پرست تہا۔ آخر ۱۱۵۰ ہجری مین فوت ہوا۔ جب سادات بارہ کا زوال
ہوا اور محمد شاہ بادشاہ کو پورا استقلال حاصل ہوا۔ تب نکہت نے ایک تاریخی قطعہ بادشاہ
کے ملاحظہ مین پیش کیا۔ ہزار روپیہ خلعت و صلہ پایا۔ مادہ تاریخ یہ ہے ؎
آفتاب ملک اقبال از کسوف آمد بدر ٭ من اشعارہ الفارسی

نصیب گشت شبے پابوس مرا		زکف چو رنگ حنا رفت اختیار مرا
زپائے تا بسرم محو انتظار کسی است		کہ غیر چشم چو بادام نیست یار مرا
نگر دورفعت و نیامی من بے کشمکش حاصل	ولہ	بگردن خیمہ را چندین طناب افتد کہ برخیزد
نگاہے جواب خط من اے دلربا نویس	ولہ	فرہاد نامہ سے بت شیرین ادا نویس
ہمت نقد دل این خاک نشین پیش تو قرض	ولہ	آنچہ در کیسۂ من بود ہمین پیش تو قرض
من سپردم دل خود را تو ندادی بوسہ		آن بود پیشکش نازہ تو این پیش تو قرض
دلربا یا نہ بیا بوسہ بدہ باز بگیر		نکہت امروز طلب کرد چنین پیش تو قرض
بغیر من کہ تن نقش بوریا دارم	ولہ	کہ کشیدہ کہ دارد لباس عریانی

نصیر شاہ نصیر الدین دہلوی

نصیر تخلص۔ نصیر الدین نام۔ چونکہ آپ سیاہ فام تہے اسلئے عزیز و اقارب مین میان کلو معروف تہے

آپکا اصلی وطن شہر دہلی تہا۔ آپ شاہ غریب کے فرزند ہین۔ آپکے والد صوفی المشرب حنفی المذہب تہے۔ فقیر تہے مگر زندگی امیرانہ بسر کرتے تہے شہر کے امرا و شرفا آپکی تعظیم و توقیر کرتے تہے۔ آپ عزلت نشین تہے۔ گوشۂ عافیت سے قدم باہر نہین رکھتے تہے۔ ہزارہا معتقد ہین گھر پر جاکر مستفید ہوتے تہے۔ آپکے بزرگون کے نام سے چند گانون بادشاہ کی طرف سے آل تمغا معاف تہے۔ مثلاً۔ ماجرا۔ ہرسانہ علاقہ سونی پت بیگم پور علاقہ غازی آباد۔ وزیر آباد دہلی کے قریب مین اب تک ہے جمادی الاول کو آپکے بزرگونکا عرس ہوتا ہے۔ آبحیات مین لکہا ہے کہ فی الحال موکرین ایک گانون تلپت گڈہ کے علاقہ مین عبداللہ شاہ سجادہ نشین کے نام پر بحال ہے۔ آپکی ولادت شہر دہلی مین ہوئی تربیت و پرورش بہی اُسی شہر مین پائی۔ والد ماجد نے آپکو ناز و نعمت سے پالا تہا۔ استاد و ادب موزون نوکر رکھکر تعلیم کیا تہا۔ آپنے فارسی عربی مین بقدر ضرورت استعداد حاصل کی۔ پورے طور سے کتب درسیہ مین کامیابی نہین حاصل کی تہی۔ مگر فن شاعری مین ایسے کامل ہوئے تہے کہ بڑے بڑے فاضل مستعد و شاعر آپکے کلام کے دیکہنے سے حیران ہوتے تہے۔ آپ شاہ محمدی مائل کے شاگرد تہے۔ آپ موروثی معاش پر زندگی بسر کرتے رہے۔ آخر شاہ عالم کے زمانہ مین آپکی شاعری چمکنے لگی اور جوہر دکہانے لگے۔ دربار شاہی مین پہنچ گئے۔ عیدین و جشنون مین انعام و صلے پاتے رہے ایک وقت آپنے جاڑے کے موسم مین ایک قطعہ بطور حسن طلب پیش کیا تہا اور صلہ پایا تہا وہ قطعہ یہہ ہے ؎

بچائیگا تو ہی اے میرے اللہ
کہ جاڑے سے پڑا بیڈب ہے پالا
پناہ آفتاب اب مجھکو بس ہے
کہ وہ مجھکو اڑہا دیگا دوشالا

اس قطعہ مین لطف یہہ ہے کہ آفتاب شاہ عالم کا تخلص تہا۔ آپ دہلی سے دو مرتبہ لکہنؤ گئے

وہان آپکی کچھہ قدر و منزلت نہین ہوئی بعض شعرا و حاضرین نے حسد و رشک سے
آپکے کلام کی داد نہین دی۔ آپنے مشاعرہ مین آٹھہ غزلین فرمایشی سنگلاخ زمین مین
پڑہی تہین اور ایک غزل اپنی طرح کی ہوی پڑہی جسکی ردیف و قافیہ عسل کی مکہی۔
محل کی مکہی تہا۔ اسپر بعض نے مشاعرہ مین طعن کیا اور کسی شعر پر کہا سبحان اللہ کیا خوب
مکہی بیٹھی ہے۔ کسی نے کہا کہ قبلہ یہ مکہی تو نہ بیٹھی۔ آپنے کہا غزل تو خوب ہے مگر ردیف سے
جی متلانے لگا۔ شاہ صاحب نے فرمایا جو صاحب مذاق ہے وہ لطف اٹھاتا ہے جو صفراوی
حسد مین مبتلا ہے وہ متلائیگا۔ آپ لکھنو سے دل برداشتہ ہو کر دلی آئے پیشتر حیدرآباد
مین تین مرتبہ آئے تہے انعام و صلے لیکر دہلی چلے گئے۔ اب چوتہے بار اسطرف آنے کو
تہے کہ راجہ چندو لال مہاراجہ بہادر نے ۱۲۵۴ھ ہجری مین سات ہزار روپیہ خرچ راہ بہیجکر
بلایا۔ آپ راجہ صاحب کے حسب الطلب شہر حیدرآباد مین وارد ہوئے مہاراجہ نے
آپکی بڑی تعظیم و توقیر کی پچیس روپیہ روزانہ مقرر کر دیا یعنی ساڑھے سات سو روپئے ماہوار
کر دی۔ علاوہ ماہوار انعام و صلہ بہی مرحمت کرتا تہا حیدرآباد مین تمام امرا و علما آپکی
عزت و آبرو کرتے تہے۔ اکثر شعرا آپ کی شاگردی کے سلسلہ مین شریک ہوتے تہے ایک مرتبہ
آپ حیدرآباد مین ایسے جمے کہ پہر تا عمر دہلی کا ارادہ نہین کیا آخر آپ ۱۲۵۷ھ ہجری
مین جہان فانی سے رحلت کی۔ حضرت شاہ موسی صاحب قادری کے روضہ مین دفن
ہوئے۔ آپکے شاگرد نے چراغ گل کے الفاظ مین تاریخ نکالی۔ آپنے مدت العمر اپنا دیوان
مرتب نہین کیا غزلین کہتے تہے اور ایک تہیلی مین جمع کرتے تہے اور گہر مین رکہتے تہے
اور فرماتے تہے کہ اسکی حفاظت کرو آپکے اکثر غزلین متفرق اور قصائد مختلف ضایع
ہوئے۔ مولف فقیر نے شہر حیدرآباد مین آپکا کلام اکثر کتبخانون مین ڈہونڈہا مگر کہین

نہین پایا نادر الوجود ہے۔ بیاضون مین متفرق غزلین ملجاتی ہین۔ آپکا کلام تشبیہون اور استعارون مین ڈوبا ہوا ہوتا ہے سنگلاخ زمینون مین کہتے ہین مگر ایسے ڈہب سے کہتے ہین کہ خوشنما معلوم ہوتے ہین مشکل مشکل الفاظ کو آسانی سے باندہتے ہین۔ اکثر بے سمجھ لوگ غلطی سے اعتراض کرتے ہین کہ آپ کم استعداد تہے۔ کلام کی شیرازہ بندی درست نہین کر سکتے ربط باہم مین تمیز نہین فرماتے۔ یہہ معترضین کی غلط فہمی ہے۔ اکثر معاصرین آپکی سنگلاخ زمین مین غزل دیکہکر پہڑک جاتے تہے اور مشاعرہ بہی چمک جاتا تہا۔

آپ بدیہہ گوئی اور حاضر جوابی مین بے نظیر تہے۔ طبیعت مین چستی و چالاکی تہی عین مشاعرہ مین کسیکا شعر سنتے اور اسیوقت کہتے کہ یہہ درست نہین اسطرح کہنا چاہیے شاعر چپ ہو جاتا تہا۔ مشاعرہ مین غزل پڑہنے کا ڈہنگ بہی سب سے نرالا تہا۔ نہایت بلند آواز سے پڑہتے تہے کہ مکان گونج اوٹہتا تہا۔ تیز مزاج تہے ضعیف تہے مگر جوانی کا ولولہ و جوش موجود تہا۔ آپ سنی المذہب خوش اعتقاد تہے آپکی مزاج مین تعصب نہین تہا اولیاؤن کو مانتے تہے اور اہل بیت کی تعریف مین بہی قصائد مدحیہ لکہتے تہے۔ اور اصحاب کبار کو بہی نہین بہولتے تہے۔ خوش اعتقاد و وضعدار تہے۔ جہان کہین رستہ مین کسی قبر یا جگہ پر پہول پڑے ہوے پاتے وہین جوتی اوتار کے فاتحہ پڑہنے لگتے تہے۔ ایکروز تمام شاگرد ساتہہ تہے ایک طاق مین پہولون کا سہرا لٹکا ہوا نظر پڑا آپ کہڑے ہوگئے اور فاتحہ پڑہ دیے۔ شاگرد نے کہا کہ حضرت یہ مہترانی کا گہر ہے اُس نے اپنے پیر لال بیگ کا طاق بنا رکہا ہے اُسوقت آپ ہنس پڑے اور کہا کہ مین نے خدا کا کلام پڑہا اُسکا ثواب کہین نہین جائیگا۔ جہان اُسکا موقع ہے وہان پہنچیگا۔ آپ خوش مزاج خوش طبع تہے خوش پوشاک و خوش خوراک تہے۔ مزاج مین لطافت و نزاکت تہی وضع کے پابند تہے

نیک سیرت پسندیدہ خصلت تھے مشکنام کشیدہ قامت ریش مختصر وجاہت ظاہری کم تھی۔ مگر معنوی بزرگی و عظمت نے آپکی شان و شوکت دوبالا کردی تھی مجلس مین لطائف و غرائب کو اُس خوبی و حسن سے ادا کرتے تھے کہ ہزارون خوبیان آپ پر صدقے ہوتی تھین۔ ہر طرف سے واہ واہ کی آواز سنائی دیتی تھی۔ خوش مزاج و زندہ دل تھے جوانون مین جوان بڈھون مین بوڑہے بچون مین بچے بن جاتے تھے۔ ہر ایک دنگل و میلے مین شریک ہوتے تھے اب ہم آپکے چند لطائف تذکرہ آبحیات سے نقل کرتے ہین۔

لطیفہ آپ ایک دفعہ دلی مین بھولوشاہ کا بسنت مین گئے اور چند شاگرد بھی ہمراہ تھے تیس ہزاری باغ کی دیوار پر بیٹھے اور تماشا دیکھہ رہے تھے۔ کسی رنڈی نے بہت سا روپیہ خرچ کرکے ایک رتھ رنگین کارچوبی بنوائی تھی اور اُسمین بیٹھکر چھم چھم کرتے ہوئے سامنے سے نکلی۔ ایک شاگرد نے کہا اُستاد اسپر کچھہ کہنا چاہیے آپنے اُسیوقت فرمایا ؎

اُس کی رتھ کا کلس سنہری دیکھہ	بس تب کہا ماہ سے یہ پروین نے
بھر پرواز یہہ نکالی ہے	چونچ بیضہ سے مرغ زرین نے

لطیفہ۔ کسی ایسے موقع پر کوئی رنڈی گذری اُس کے سر پر اودی رضائی تھی اور وسمہ کی چمک عجب لطف دکھاتی تھی۔ ایک شاگرد نے پھر فرمائش کی آپنے فرمایا ؎

اودی وسمہ کی نہین تیری رضائی سر پر — مہ جبین رات نے تارون بھری چھائی سر پر

لطیفہ۔ دلی مین ایک ہندو بنجیا نامی رنڈی پر عاشق ہوکر مسلمان ہوگیا آپنے فرمایا

جس طرف تو نے کیا ایک اشارا نہ جیا — نہ جیا آہ تیری چشم کا مارا نہ جیا

لطیفہ۔ موسیٰ خان اور عیسیٰ خان دو بھائی دلی مین تھے۔ مال و دولت کی بابت آپسمین جھگڑا ہوا۔ عیسیٰ خان ناکام ہوا۔ اور موسیٰ خان نے عدالت کے زور سے کامیابی

حاصل کی تمام مال لے لیا - آپنے بطور ظرافت فرمایا اُسمین کا ایک مصرع سے
ہوئی آفاق مین شہرت کہ عیسی خان کا گہر موسا ۔ لطف یہہ ہے کہ دونون بہائی
شاعر تہے ایک کا تخلص وفاق اور دوسرے کا شہرت تہا اور یہہ دونون شاعر حیدرآباد
دکن آئے تہے اور نواب شمس الامرا بہادر کی خدمت مین دو دو سو روپئے ماہوار پر نوکر ہوئے
تہے اور یہین فوت ہوئے ۔

لطیفہ - دکن مین راجہ چندو لال مہاراجہ بہادر مشاعرہ ومناظرہ رات پچہلی پہر کرتے تہے
ایک رات نہایت عظمت وشان کا جلسہ تہا تمام دکن کے اور ایران کے شعرا جمع ہوئے
سب اپنے اپنے طبیعتون کے جوہر دکہانے لگے - علی الخصوص ایرانیون نے خوب قصائد
سنائے ہر طرف سے واہ وا آفرین پائے - شاہ نصیر کی نوبت آئی - سب شاہ صاحب کی طرف
متوجہ ہوئے اُسوقت آپسے ایک چوبدار نے آہستہ سے کان مین کہا کہ آپ غزل نہ پڑہین
تو مناسب ہوگا - آپ مین بگڑے فرمایا کیون ؟ اُس نے کہا ہوا تیز ہے لطف نہین ہوگا
آپ خفگی سے منہ پر ہاتہہ پہیر کر بولے کہ ایسا تو مین خوبصورت بہی نہین کہ کوئی صورت
دیکہنے کو نوکر رکہے گا یہہ نہین تو پہر مین کس مرض کی دوا ہون اسی گفتگو مین شمع آگئی
آپنے غزل سنائی تو سب کو لٹا دیا -

لطیفہ - آپ حاضر جوابی مین برق تہے چنانچہ ایک دن سلطان جی کی سیر کو بن مین
گئے اور باولی مین جاکر ایک طاق مین بیٹہہ گئے حقہ پی رہے تہے اتفاقاً ایک نواب صاحب
آنکلے آپسے صاحب سلامت ہوئی وہین بہت سی ارباب نشاط حاضر تہین اور رقص سرود
ہو رہا تہا - نواب صاحب نے آپسے فرمایا کہ اُستاد آج آپ بہی بالائے طاق ہین - آپنے
فرمایا جی ہان جفت ہونیکو بیٹہا ہون آئیے تشریف لائیے ۔

لطیفہ - ایک دفعہ دکن جاتے ہوئے نواب جھجر کی خدمت مین اُترے کئی دن رہے رخصت کے وقت نواب سے ملے - نواب نے کہا گرمی سخت ہے - دکن کا سفر دور و دراز کا سفر ہے - خدا بخیر و عافیت سے لاوے - وعدہ فرمائے کہ اب جھجر مین کب آئیگا - نہ سکیں ہوئے کہ جھجر کی بنیاد تو وہی گربیں ہیں -

لطیفہ - دیہات جاگیر کے تعلق سے ایک دفعہ تحصیلدار سونی پت کے پاس ملاقات کو گئے اور کچھہ رنگترے دلی سے بطور سوغات ساتھہ لیگئے - تحصیلدار نے کہا کہ جناب رنگترون کی تکلیف کیا ضرور تھی - آپکی طرف سے بڑا تحفہ آپکا کلام ہے - ان رنگترون کی حسن تشبیہ مین کوئی شعر ارشاد فرمائیے اُسیوقت رباعی کہی اور سنائی ہے

اسے نیر برج آسمان اقبال
ان رنگترون سے غور سے کیجئے کا خیال
یہ نذر حقیر ہو قبول خاطر
پردہ مین شفق کی ہین گرہ بند ہلال

من اشعار الہندی

زیب تن گرچہ ہے گل پیرہن سرخ ترا
لیکن انجام یہہ ہوگا کفن سرخ ترا
مجکو کہتا ہے وہ نکلا ہے شفق مین یہ ہلال
یا نمودار ہے زخم کہن سرخ ترا
دست رہ پاؤن تلک اُس شوخ کے تجکو ہے یہان
کیونکہ رتبہ نہوا ہے گلبدن سرخ ترا
ہے مری آہ یہان نخل گلستان خلیل
رخ گلنار وہان ہے چمن سرخ ترا
شیشۂ بادۂ گلرنگ ٹپکدے ساقی
جامۂ سبز مین دیکھے جو تن سرخ ترا
آستین سے یہہ لگا کہنے وہ تلوار کو پونچھہ
بن گیا موج یم خون شکن سرخ ترا
رنگ نیلم ہی نہین تنگ مسی کی یہ نمود
لب بہی ہے غیرت لعل یمن سرخ ترا
سچ بتا تو مجھے سوفار خدنگ قاتل
لہو کس کس کا پئے گا دہن سرخ ترا

خاک باہم ہو شرارت سے ہم آغوش نصیر
صاف ہے شعلۂ آتش بدنِ شوخ ترا

ولہ

لو لگ رہی ہے جس سے وہ شمع رو نہ آیا
بل بے تری شرارت یہاں تک کبھو نہ آیا

ہو اس چمن سے روکش بلبل صبا کی کیا ہے
غنچے کے آہ مونہ سے کسدن لہو نہ آیا

زندان و کوہ کے مت ہنس اے بخیہ گریبان
چاکِ جگر کا ہمکو طور رفو نہ آیا

کیا جانئے یہ کیا تھا کس منہ سے روکشی کو
آئینہ وہان سے لیکر خاک آبرو نہ آیا

برگشتہ بخت ہم وہ اس دور میں ہیں ساقی
لب تک کبھو ہمارے جام و سبو آیا

موج سرشک سے ہے رونق قبائے تن کی
کیونکر کہوں کہ اسکو کار رفو نہ آیا

آخر کو کہکشان سے یکسرہ ہانک نکلی
اس بات میں ہمارے فرق ایک مو نہ آیا

کشتی دل تو دائم موج خطر میں ڈوبی
چین بر جبین ہو کس دن وہ روبرو نہ آیا

کیونکر یہ ہاتھ اپنا پہنچے گا تا گریبان
دست خیال جسکے دامن کو چھو نہ آیا

اپنے بھی بعد مجنون یارو ہوا بنا ہے
لے گرد باد خیمہ کب کو بکو نہ آیا

نامحرموں سے تم نے کہلوائے بند محرم
میں تو بھی آہ لیکر کچھ آرزو نہ آیا

ہر دم نصیر رہ تو امیدوار رحمت
تیری زبان پہ کسدن لاتقنطوا نہ آیا

ولہ

اے اشک روان ساتھ لئے آہ جگر کو
عاشق کہیں ہے فوج و علم اٹھہ نہیں سکتا

سقفِ فلکِ کہنہ میں کیا خاک لگاؤں
اے ضعف دل اس آہ کا تھم اٹھہ نہیں سکتا

سر معرکۂ عشق میں آسان نہیں دینا
گاڑی ہے جہاں شمع قدم اٹھہ نہیں سکتا

ہے جنبش مژگان کا کسی کے جو تصور
دل سے خلش خار الم اٹھہ نہیں سکتا

دل پر ہے مرے خیمہ سر آبلہ استاد
کیا کیجے کہ یہ لشکر غم اٹھہ نہیں سکتا

ہر جا متجلی ہے وہی پردۂ غفلت
اے معتکفِ دیر و حرم اٹھہ نہیں سکتا

یون اشک نے مین پر ہین کہ منزل کو پہنچکر
جون قافلہ ملک عدم اٹھہ نہین سکتا

ولہ

شب کو کیونکر تجکو ہے بہتا سر طرۂ یار گلچین
جون پروین ہالہ تھا سر طرۂ یار گلچین

رونق سر بہار داغ جنون ہے اشک مسلسل نپٹ گلو ہے
چاہئے تجکو غیرت لیلی سر طرۂ یار گلچین

شعلہ کہان آنسو مین کہ شب شمع کہی مشغل مین
تاج زر اور سیہ ہو کا سا سر طرۂ یار گلچین

بال پریشان ہین کاکل کے پیچ گلچین مین بگڑی ہے
یون رکھتا ہے وہ مست والا سر طرۂ یار گلچین

حق مین ہے سر کے طائر دل کی بازہ کا چنگل دام کا حلقا
اے بت کافر مجھکو دکھلا سر طرۂ یار گلچین

شعلے اور تسبیح کے دانے لیے شیخ جی ہما کہنے لگے ہین
کیونکر نہ دیکھین یہ تماشا سر طرۂ یار گلچین

تک چمن تیغ سپر بنگا جبکہ کنار حوض لب جو
فوارہ اور پھول کہیگا سر طرۂ یار گلچین

عکس شعاع مہر نہین یہ بیل چنبیلی لپٹی ہے
سرو چمن نے کیا ہے پیدا سر طرۂ یار گلچین

کیفیت کیا ہو بیان ساقی کی چمن بلاؤ مس اور قمری
ابر و ہوا مین کہین مین تنہا سر طرۂ یار گلچین

ہے یہ تمنا میری جی مین تو مجھے دیکھو بادہ کشی مین
ہاتھہ مین ساغر سر مین مینا سر طرۂ یار گلچین

اور یہ لکھے ردیف قوافی لکھنے غزل اس بحر مین جلد ہی
تمنے نصیر اب خوب ٹھہرایا سر طرۂ یار گلچین

ولہ

وقت نماز ہے انکا قامت گاہ خدنگ و گاہ کمان
بن جاتے ہین اہل عبادت گاہ خدنگ و گاہ کمان

مرد جوانی مین تو ہے سیدھا پیری مین جھکجاتا ہے
قوت و ضعف کی ہے یہ علامت گاہ خدنگ و گاہ کمان

ولہ

بادہ کشی کے سکھلاتے ہین کیا ہی قرینے ساون بہادون
کیفیت کے مہینے جو دیکھا دو ہین مہینے ساون بہادون

چھوٹتے ہین فوارہ مژگان سے روز و شب ان آنکھون سے
یون تو برستے دیکھے ہونگے ملک کسی نے ساون بہادون

تاکنے کو پھرتی ہے بجلی اسمین گوشہ تمامی کے
دامن ابر کے ٹکڑون کو جب لگتے ہین سینے ساون بہادون

بہو لچھو کی آمد و شد ہم یاد کرین جو لیکی پینگین
سوجھے ہے بے یار رندینکے آہ یہ جینے ساون بہادون

کیونکہ نہ پہہ در ہائے تگ گ اے بادہ سبو ساقی سائین
کان گہر چھینٹ زر کے کہتے ہین گنجینے ساون بہادون

کان جواہر کیونکہ یہ سمجھے کیست کو ہفتاد بون سے
برساتے ہیں تو ہم ہیں ہمیشہ ساون بھادون

ابر سیہ میں کبھی نہی بجلیون کی قطا اس شکل سے ہمنے
یاد دلائے پھر کے تری زندان مسی سے ساون بھادون

وله

سدا ہے اس آہ چشم تر سے فلک پہ بجلی ہین پہ باران
نکل کے دیکھو ٹک اپنے گھر سے فلک پہ بجلی ہین پہ باران

وہ شعلہ رو ہے سوار توسن اور اسکا توسن ہے برق فشان
عجب ہے اک سیر وہ پھر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

ہنسے ہے کوٹھے پہ یوسف اپنا میں زیر دیوار رو رہا ہون
عزیزو دیکھو مری نظر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

پتنگ کیونکر ہو وے حیران کہ شمع سبکو دکھا رہی ہے
بچشم گریان و تاج زر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

دکھا کے افشان جو جبین پر بچھوڑ زلفونکو بعد اسکے
دکھاؤ عاشق کو اس ہنر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

کہان ہے جون شعلہ شاخ پر گل کدہر ہے فصل بہار شبنم
نیا ہے عجب از طرفہ تر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

کرو نہ دریا پہ سیکشتی تم ادہر کو آؤ تو مین دکھاون
سرشک ہے نالہ و جگر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

کدہر کو جاؤن نکل کے یارب کہ گرم ہے زمانہ مجکو
دکھائی ہے شام تک سحر سے فلک پہ بجلی ہے تن پہ باران

وہ تیغ کھنچی ہوئی ہے سپر میں سر جھکائے ہو اشک ریزان
دکھاؤن ہے اور دل تجھے کدہر سے فلک پہ بجلی ہے تن پہ باران

غضب ہے چین جبین وہ کیا ہے بدن پہ جلکے بھی ہے پسینا
عیان ہے یار رو ہے ہنر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

نصیب لکھی ہے کیا غزل یہ کہ دل تڑپتا ہے سنکے جسکو
بنا ہی ہے کب یہ ان کسی شہر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

وله

نہان ہے کب چشم پر شرر سے فلک پہ بجلی ہے تن پہ باران
ہے اس نگہ سے اشک تر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

دکھا کے تم تشنہ تیغ جلوہ جو دیکھو فوارہ کا تماشا
تو پہنچے صدا آئی بام و در سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

وہ مہوش پشت فیل پر ہے اور اسکی خرطوم آب افشان
عجب ہے تشبیہ جلوہ گر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

وہ طفل تم سا جبین قشقہ جو کھینچ سورج کو دیکھو پانی
تو کیون نہ دیکھے کوئی نظر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

وہ دوپٹہ سر پہ ہے بادلے کا گلاب پاش اسکے ہاتھ میں ہے
نکیونکہ چمکے نہ کیونکہ برسے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

تو اپنی پگڑی پہ کھلکے طرہ جو کھیلے پچکاریون سے ہولی
عیان ہو نیرنگی دگر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

دہان وہ غرفہ مین تا برج ہے یہان یہ اختر پہ ہم ہے / یہ حسن نعت کے ہے ثمر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

عجب ہے کچھہ ماجرا یہ ساقی کہ غل مچایا ہے میکشون نے / مدام یہان دیکھہ ابر تر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

وہ شوخ چہرے کی سیر کرکے پہسلے تہر پہ جا کے بیٹھا / پکاری خلقت ادہر ادہر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

نصیر صد آفرین ہے تجھکو کہ اہل معنی پکارتے ہین / عجب ہے مضمون تازہ تر سے فلک پہ بجلی زمین پہ باران

وله

خال پشت لب شیرین ہے عسل کی مکھی / روح فرہاد لپٹ کے جبل کی مکھی

سنگ و خشت در و دیوار فتادہ کو دیکھہ / ہاتہہ ملتی ہے ہتہورا کے محل کی مکھی

بنگیا ہون مین خیال کمر یار مین مو بہ / نہ ترے زور کی طاقت ہے نہ بل کی مکھی

تیرہ بختان ازل کا کبھی دیکھا نہ فروغ / شبکو جگنون کیطرح اڑکے نہ جہل کی مکھی

بیٹھنے سے ترے ہم سمجھے لب یار کو قند / بات مشکل تھی مگر تونے یہ حل کی مکھی

ان کو کیا کام توکل سے جو بن جاتے ہین / قاب بریانی پہ ہر اہل دول کی مکھی

ہوگیا ہے یہہ تری چشم کا بیمار نحیف / نہ اڑا سکتا ہے منہ کی نہ بغل کی مکھی

ریس پروانہ جانسوز کی کرتی تو ہے پر / نگہ شمع مین ہو جائیگی ہلکی مکھی

صنعت لعبت چین دیکھہ لا جا کر تو / دیکھنی گر تجھے منظور ہے کل کی مکھی

دلربا قہر فسون ساز ہے بنگالہ کے / آدمی کو وہ بناتے ہین عمل کی مکھی

سخن اپنا جو شکر ریز معانی ہے نصیر / ہے ردیف اسلئے اس شعر و غزل کی مکھی

نثار۔ مرزا محمد جان اورنگ آبادی

نثار تخلص۔ مرزا محمد جان نام۔ وزارت خان خطاب۔ آپ امانت خان مرحوم خوافی کے نبائر مین سے ہین۔ آپ کی ولادت شہر اورنگ آباد مین ہوئی۔ سن شعور کے بعد

لیاقت و استعداد حاصل کر کے شعر گوئی کے طرف مائل ہوئے۔ فارسی ہندی دونوں زبانوں میں موزون کرنے لگے۔ آپکو شاہ سراج اورنگ آبادی سے تلمذ تھا آپنے اپنی مثنوی میں شاہ سراج کی مثنوی بوستان خیال کے دو ایک شعر داخل کر کے استادی سراج کا اقرار کیا ہے ؎

مجھے بیت استاد کی یاد تھی	نہ یہہ بیت تھی بلکہ فریاد تھی
میرے پر عجب طرح کے درد میں	کہ ست ور داس درد کے گرد میں

آپ انجمن سخن دانی کے صدر۔ امراء اورنگ آباد میں جلیل القدر تھے۔ سخن سنجی میں اعزا میں کوئی ایک فرد بھی اس فن و فکر کا نہیں تھا آپ ہم عصروں میں بے نظیر انشا پردازی میں خوش تقریر و تحریر تھے۔ حسن اخلاق و اشفاق میں عدیم المثال نازک خیال و شیریں مقال تھے۔ آپکے دولت خانہ پر مہینہ میں دو مرتبہ مشاعرہ ہوتا تھا۔ چند مدت تک مشاعرہ کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ پھر کسی وجہ سے درہم و برہم ہو گیا۔ آپ سخن شناس شعر دوست تھے۔ شعراء و علما کے ساتھہ حسن سلوک و ساعدت فرماتے تھے۔ سخاوت و شجاعت آپکی موروثی صفت تھی شرافت و نجابت خاندانی وراثت تھی۔ ہر ایک قریب و غریب کے غمخوار و مددگار رہتے۔ سرکار آصفجاہ ثانی کے منصبدار و جان نثار تھے۔ منصبداری کی علاوہ عہدہائے جلیلہ پر بھی وقتاً فوقتاً مامور رہے ہیں۔ سرکاری خدمات کا فرض پورے طور سے ادا کرتے رہے ہیں۔ ولی نعمت کی تابعداری میں ثابت قدم خیر خواہی میں مستقل و راسخ دم تھے۔ ہر وقت آقا کی دلجوئی و رضامندی مطلوب تھی۔ ماشاء اللہ کیا فرمان برداری و کیا اطاعت گذاری تھی۔ انہیں کارگزاروں کی امانت داری و فرمان برداری کی بدولت ملک میں امن و امان تھا۔ دولت و حکومت کا ستارہ تابان تھا

روز بروز حکومت کی طاقت بڑہتی جاتی تہی افسوس صد افسوس وہ امانت داری کہان ہے اور وہ فرمان برداری کہان ہے۔ آجکل امانت ہے نہ اطاعت۔ ہان تن پروری خود پسندی ہے۔ اللہ تعالی ان باتون کو مسلمانون کے فرقہ سے دور کرے۔ اور ہماری اصلی عادتین پہر ہمارے طرف رجوع کرے۔ جناب ثنا ۱۲۲۱ سنہ ہجری کے قریب اس دار فانی سے دار القرار کو روانہ ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ من اشعارہ الہندی

اگر اول نہ آدم دانہ گندم کے تئین کہاتا
تو دل ان گندمی رنگون کے اوپر ہنس جاتا

ولہ
نہوتے شور نالے سے میرے آنسو اگر جاری
نہ صحرا سبز ہو جاتا نہ دریا جوش مین آتا

ولہ
بلبل ساتہ میکش رات وہ گلفام تہا
سر وبینا پاس مے مجلس چمن گل جام تہا

ولہ
تم ہوئے گلرو کے ہاتون ہم ہوئے گلشن کے ہات
روح بلبل سے ہماری روح کا پیغام تہا

ولہ
کیا ہے مجکو محبت نے دلربا کے اسیر
پڑے ہے دل کی گلے بیچ زلف کی زنجیر

ولہ
ظلم ہے اس وہن جنبش باد نسیم
اس چلے دل کو میرے بہڑکی لگاتی ہے بہار

ولہ
غم کی قمری سرو پر آہ کی کرتی ہے شور
آ بجو لوہو کے میرے چشم مین جاری ہے زور

ولہ
ہماری جانکا دفتر ہوا سابق سے ابتر ہو
نکر نامی کو آنسو سے دوبارہ اے کبوتر تر

ولہ
مین پوچہا شوخ سے کس قسم کا پہر دل تیرا
کہا اس سنگدل نے سخت رہو کر مجہے مرمر

ولہ
بہار آنے سے گلشن مین کیا مچی ہے دہوم
کیا ہے قمری و بلبل نے سر گل پہ ہجوم

ولہ
دام مین کر دو بہ جلدی تا نہو وین آزاد ہم
آرزو رکہتے ہین گلشن مین مرین صیاد ہم

ولہ
ہم اگر ہوتے تو لے آنکہونسین آتی جوئے شیر
اسطرح تیشہ نہ لیتے ہاتہین فرہاد ہم

ولہ
ہنستے ہو طفل دیکہہ عبث مو سفید پہ
گریہ پیری مین ہوا تو میرا عشق ہے جوان

ولہ
گہٹا غم ہے بجلی ہے مرا آہ میری
برستا ہے آنکہون سے یہہ ابر نیسان

اشک دریا سے بہیرے لئے اخدا اڑتا ہے
وله
ہے تباہی نوح کی کشتی کو اس طوفان مین

دل کہین اور یہہ پہیرتی ہے دانہ تسبیح کو
وله
ہے خلل ان زاہدون کی سر بسر ایمان مین

مانند گل چمن مین گریبان دریدہ ہون
وله
جیون عندلیب وے وجدائی کشیدہ ہون

بغیر جام وساقی اس ہوا مین کیا قیامت ہے
وله
ترشح ابر کا ہووے سبزہ ہووے اور بجلیان گلگین

جان جانان آملا ہم سین جدا ہوا ہمین
وله
جان آیا یہہ ہماری اس دل بیجان مین

کیا آستین چڑہا کر آتا ہے شوخ ہم پر
وله
یہ بانکپن کی طرز مین کس نے سکہائیان مین

بیرقان ہوا ہے پیدا نرگس کو ہر چمن مین
وله
آنکہون سے جبین تیرے آنکہین ملائیان مین

جی کا نثار کرنا نہین کام ہر کسی کا
وله
یہہ کوہکن کی باتین ہمنے نبہائیان مین

ہے جی مین وصف اُسکا کس کس منہ سے کہئے
وله
جس لب کا نام لیتے شیرین دہن ہوا ہے

باتون اوپر کیا ہون اُسکے نثار جی کو
وله
اسواسطے حنائی میرا کفن ہوا ہے

اگر شہرہ تمہارے حسن کا جا مصر مین پہنچے
وله
زلیخا چاہ سین یوسف کے شاید باز آجاوے

شب تاریک مین کر عزم ہوی سیر کا تمکو
وله
تعجب مین ہے لیکر چاند مشعل ہاتہین آوے

تیرے زلفونکی سایہ مین دوانا کر دیا سکو
وله
گریبان چاک کرتا رات مین شانہ آتا ہے

رات کو دیکہا تہا مین نے خواب مین مار سیاہ
وله
صبح تیری زلف دیکہا اُسکی یہہ تعبیر ہے

مصحف رخ پر نہین ہے خط سبز کا نمود
متن اوپر حسن کے یہہ حاشیہ تفسیر ہے

اسکا خنجر کو لے چہاتی چہڑائے پر جفا
عاشقون کے ذبح کرنیکی یہی تکبیر ہے

موسم ہجر مین یہہ تازہ بہار آئی ہے
دل میرا داغ گلشن کا تماشائی ہے

بسکہ روتا ہون تیری یاد مین اے گوہر حسن
مردم چشم میرا مردم دریائی ہے

نہ خبر ہے دلکو جہانکی غم بیخودی ہے وہ مست ہے
کہ خیال چشم صنم اُسی قدح شراب الست ہے

نیاز ۔ نیاز مند خان اورنگ آبادی

نیاز تخلص ۔ نیاز مند خان نام ۔ آپ میر فقیر اللہ خان کے صاحبزادہ ہین ۔ آپ بادشاہی
منصبدارون مین تہے ۔ آپکا تولد اورنگ آباد مین ہوا ۔ والد ماجد کے سایۂ مرحمت مین تربیت
و پرورش پائی ۔ اور کتب درسیہ فارسیہ کو بہی الد سے تمام کہین ذہین و فہیم تہا موزون الطبع
و خوش فکر تہا سخن کی اصلاح مرزا محمدی بیگ مرزا تخلص سے لیتا تہا ۔ خوش اخلاق اہم
پاسبی تہے ہر ایک سے خاکساری و نیازمندی کے ساتہہ ملتے تہے ۔ طبیعت مین ظرافت
زیادہ تہی ہر ایک سے دلگی و مزاحت فرماتے تہے ۔ جلسہ مین یاران ہم مشرب کو ہنساتے تہے
آپکے چند لطائف اس قسم کے تہے کہ آجکل کے مذہب ان کو غیر تہذیب مین شمار کرتے
اس لئے ہم نے ان کو ترک کیا اور اس تذکرہ مین نہین لکہا ۔ کیونکہ ہم نے عہد کیا ہے
کہ اس تذکرہ مین کوئی حکایت یا لطیفہ جو غیر مہذب ہو درج نہین کرینگے ۔ آپ فارسی
و اردو دونون زبان مین شعر موزون کرتے تہے ۔ دونون زبان مین آپکا کلام خوش مزہ
ہوتا تہا ۔ ہمکو آپکے کلام سے چند اشعار اردو ملے ہین ۔ ہم ہدیۂ ناظرین کرتے ہین ۔
آپکا انتقال سنہ ۱۲۱۱ ہجری مین ہوا ۔

من اشعارہ الہندی

اگر وہ شوخ اپنے ہات کی مہندی نہ دکہلاتا	ولہ	تو گل کا رنگ خون ہوتا نہ مرجان سرخ ہو جاتا
ہرا پا جل گیا گلشن مین نافرمان کی قسمتین	ولہ	مرے سینے کے داغونکو گل لالہ سے کیا نسبت
رنگ ہے آنسو خانۂ مژگان سے تیرے گئے صفحہ پر	ولہ	کہینچ کر تصویر تیری ہو گئی بہزاد ہم
یک نگہ بہی آسمان تاکیا اے سنگدل		جیون بگولہ اڑ گئی تجہ یاد مین برباد ہم
مست چشم و دیا ہا کسطرح آوے ہوش مین	ولہ	کیا گذرے ہے ناصحون کو بزم نوشانوش مین

بہو لگرہت توڑ گلچین رحم کر بہر خدا	فرقت گل کا الم تو بلبل محزون سے پوچھ
میرا دل ہجر سے صد چاک ہو کر	تمہاری زلف کا شانہ ہو دا ہے
باغ مین جبسے آوے خوشخرام اے غنچہ لب	گل پیالہ بادہ شبنم سے پیناکیجئے
کیا ہوا گر مہر خاموشی کیئے ہین لب پہ ہم	گر فغان کیجئے تو ایکدم حشر برپا کیجئے

ندرت میر نجف علیخان اورنگ آبادی

ندرت تخلص۔ میر نجف علیخان نام۔ اورنگ آبادی الاصل ہے۔ میر جمال الدین علیخان بن فدوی خان کے صاحبزادے ہین۔ آپکے بزرگ عالمگیری زمانہ مین مناصب مناسب پہ سرفراز و خدمات لائقہ پر ممتاز تھے۔ آپکے والد ماجد آصفجاہی منصبدارون مین تھے آپنے سن شعور کے بعد عالم شباب مین کتب فارسیہ مین خوب استعداد و مہارت پیدا کی بقدر ضرورت و انشا و املا مین ملکہ حاصل کیا۔ موروثی منصب کے سوا ضلع بیر مین تحصیلدار تھے۔ ہوشیار و معاملہ فہم تھے۔ سرکاری کام امانت داری سے انجام دیتے تھے منصف مزاج و حق پسند تھے ناراستی سے نہایت ہی ناخوش ہوتے تھے۔ جودت فہم و رسائی طبع مین یگانہ تھے میر عارف الدینخان عاجز سے مشق سخن کرتے تھے۔ وزارت خان نثار کے ہم سبق تھے۔ وزارت خان نے آپکے ایک مصرع کو تضمین کیا ؎

کئے ہم گوہر غلطان نثار مصرع ندرت	خجل ہے ابر نیسان ہماری گریان سین

آپکا کلام صاف و شستہ ہے۔ لطافت و نزاکت سے خالی نہین۔ آخر آپ ۱۲۱۳ھ ہجری مین فوت ہوئے۔ من ۲ شعارہ الہندی

جلایا ہے برق کا سینہ ہماری آہ سوزان نے	خجل کی ابر نیسان کو ہماری چشم گریان نے

اشک نکلے پانی پینے منہ کتین ہو کر اٹھے | ہم دکھیارون پاس جو بیٹھے رو کر اٹھے

ناطق۔ میر محمد ماہ ندرباری

ناطق تخلص میر محمد ماہ نام۔ مولد و منشا ندربار خاندیس ہے۔ اولاد مین حضرت محبوب سبحانی قدس سرہ کے ہین میر اکبر علی حاجی تخلص بالاپور آبادی کے شاگرد ہین۔ جوان صالح رنگین گفتار و پسندیدہ کردار تھا۔ صوفی المشرب فقیر دوست۔ آبائی طریقہ پر گمراہان طریق کی ہدایت کرتا تھا۔ خاندیس ندربار مین اکثر آپکے مرید تھے۔ گذر اوقات مریدون کی نذر و نیاز پر تھی۔ متوکل و قانع تھے کسی سے سائل نہین ہوتے تھے سنہ ۱۱ ہجری مین بطریق سیر اورنگ آباد گئے تھے۔ وہان کے مشائخ و شعرا سے ملے تھے۔ آخر سنہ ۱۱۸۲ ہجری مین فوت ہوئے۔ من ۲ شعراء الہندی

دیا تھا مست رات کو وہی پیا ہوا | انچل زری کا ناز سین مکھہ پر لیا ہوا

ولہ

رات ساری درد و غم کا سبب تھا | ہجر تھا مین تھا الم اور دل بیتاب تھا
پہہ پوچھو خال کچھہ نزدیک اوس نبخد انکے | یہہ سلطان جبش پیاسا ہوا یا چاہ زمزم پہ
تھا مثنوی ناطق جو ہم مبدا کہتے ہین | بہر و سا سب طرح سے ہے جناب حضرت الاعظم پہ
بیرا ہے مشاطہ کہان لگ سخن شرط و شرط | عیش و عشرت کے گہڑے قول و قسم مین گذری
چپ ہو نہوا بھید کمر کا معلوم | خوب تھا خوب یہہ بات بھرم مین گذری

نادر۔ شیخ نور الدین اورنگ آبادی

نادر تخلص۔ شیخ نور الدین نام۔ مشائخ اورنگ آباد سے تھا۔ ذکی الطبع و سریع الفہم تھا

زبان بہاکا ومحاورۂ فارسی کا عالم وفاضل تہا۔ دوہے وکبت کے مطالب بخوبی سمجھتا تہا ہزار ہا دوہے وکبت اُسکی نوک زبان تہے۔ میر آزاد و میر قدرت اللہ شفیق کا معاصر تہا۔ لچہمی نرائن چمنستان شعرا مین لکہتے ہین کہ فقیر سے اکثر ملتا تہا نہایت محبت وخلوص سے پیش آتا تہا۔ فارسی شعر خوب کہتا تہا۔ ہندی مین نہایت ہی کم۔ ہمکو آپکے فارسی اشعار نہین ملے اور ہندی مین صرف ایک شعر ملا ہے ہدیۂ ناظرین ہے۔ آپ ۱۱۸۲ھ ہجری مین فوت ہوئے من اشعاره الهندی

ہوا اُس شمع روسے آشنا دل		لگی آتش اُٹھا شعلہ جلا دل

یہہ ایک شعر برابر ایک دیوان ہے صاحبان ذوق ومذاق خوب جانتے ہین۔

نجات۔ مرزا عتیق اللہ اورنگ آبادی

نجات تخلص۔ مرزا عتیق اللہ نام۔ حاجی محمد ساقی کے فرزند سادات حسینی سے تہے حاجی صاحب حج وزیارت سے فارغ ہوکر اورنگ آباد آئے۔ حضرت شاہ برہان الدین غریب کے روضہ مین متوطن ہوئے۔ مقبرہ خلد مکان مین صلوٰۃ خوانی کرتے رہے۔ سرکار سے حضرت شاہ جلال گنج رواں کی درگاہ جو روضہ مین ہے اُسکے متولی ہوئے۔ قانع وصابر رہے درگاہ مین زندگی تا مرگ بسر کرتے رہے۔ نجات کا عالم شباب تہا۔ دلمین تحصیل علوم کا شوق موجزن تہا مصداق۔ اطلبو العلم ولو کان بالصین وطن سے سفر اختیار کیا اولاً سورت مین آیا کتب درسی پڑہتا رہا ثانیاً احمد آباد گجرات مین جو اُسوقت مجمع علما تہا گیا۔ وہان کتب درسیہ سے فراغت حاصل کی۔ تحصیل کے بعد خواجہ نعمت اللہ خان وحید جنگ کی رفاقت مین رہا۔ دونون امیر علم وفضل کی وجہ آپکی بڑی تعظیم وتوقیر کرتے تہے۔ پہر

احمد آباد نذر باد خاندیس مین وارد ہوا۔ وہان اُسوقت حضرت شاہ یسین صاحب قادری بڑے بزرگ کامل و روشندل تھے اُن کی خدمت مین پہنچا حسن ارادت و صدق عقیدت سے حضرت کا مرید ہوا اُسی روز دنیا و مافیہا کو ترک کیا۔ فقیرانہ رنگین لباس زیب بدن فرمایا۔ آخر آپ ۱۱۸۲ ہجری مین عالم بقا کیطرف مسافر ہوے۔ میر اولاد محمد ذکا بلگرامی نے رحلت کی تاریخ کہی ؎

فقیر شاعر خوش میرزا عتیق اللہ	کہ بود مسکن او در دکن بخلد آباد
نمود رحلت جانگاہ از جہان فنا	بگلستان ارم چشم خویش را بکشاد
بحسن تعمیہ بہر چنین سخن سنجی	کہ شد سیاہ ز فرط عیش جہان بداد
شکست کلک دل خویش و زد رقم تاریخ	نجات یافت ز دام زمانہ صیاد

اور لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی نے بھی لکھی ؎

قانون شناس شعر و سخن بیدل	از دار بے بقا شدہ در گلشن جنان
تاریخ فوت او بصد آہ و فغان دلم	گفتا نجات یافتہ زین ہیوفا جہان

شاعر ذکی الطبع و خوش فکر تھا۔ فارسی و ہندی دونون مین کلام موزون کرتا تھا۔ فارسی مین نہایت مشکل و مغلق الفاظ استعمال کرتا تھا۔ اور اکثر مضامین خود تراشتا تھا اور ریختہ مین بھی خوب فکر کرتا تھا۔ بہ نسبت فارسی ہندی کلام سلیس و بامحاورہ ہوتا ہے

من اشعارہ الهندی

سب زر لے غنی ہوے ملک سے	چرخ ایسین کو مال دیتا ہے
پھر وہ پیکان تیر آہ کرے	دل بیتاب بسکہ آب ہوا
گھر لیے تیرے ہات سین مین گیا	خانۂ آئینہ خراب ہوا

منعم آخر جگہا یہ دنیا پہر	بیخبر مائل شراب ہوا

نیاز۔ محمد علی حیدرآبادی

نیاز تخلص۔ مرزا محمد علی نام۔ یہہ بزرگ حیدرآبادی ہین۔ کسی تذکرہ نویس نے آپکے کچہہ حالات نہین لکہے سنہ ولادت ووفات کابہی پتا نہین۔ ہان لچہمی نراین شفیق کی تحریر سے اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ وہ ۱۲۱۵ھ ہجری مین حیدرآباد مین زندہ تہے شاعر خوش تقریر وصاف تحریر تہے۔ شعرفہمی مین نہایت ہی صحیح الفہم تہے۔ دیوان صائب وقصائد انوری طلبہ کو پڑہاتے تہے۔ ہر ایک شعر کی خوب شرح بیان کرتے تہے۔ محاورات فارسی سے ماہر فارسی وہندی دونون زبان مین شعر موزون کرتے تہے۔ من اشعارہ

عنقا بہی اُس نگاہ ہماگیر کا ہے صید	ہفت آسمان جسکے ہین جائے شکار کے

نیاز کا یہ ایک شعر بجائے کل دیوان ہے۔ اور اشعار ہمکو نہین ملے اس لئے ہم نے اسی ایک شعر پر اکتفا کیا۔

نشاط۔ میر فقیر اللہ خان اورنگ آبادی

نشاط تخلص۔ میر فقیر اللہ خان نام۔ آپ رادتمند خان دیوان بیوتات کے فرزند ہین اور دیانت خان دیوان دکن کے ہمشیرہ زادے۔ آپکی ولادت اورنگ آباد دکن مین ہوی اسی شہر مین تربیت وتعلیم ہی پائی۔ نواب آصفجاہ مرحوم شرافت خاندانی کے لحاظ سے آپکے ساتہہ حسن سلوک ومراعات فرماتے تہے۔ ہمیشہ خدمات لائقہ پر مقرر کرتے تہے آخر نواب صاحب موصوف نے آپکو والد ماجد کے خطاب سے سرفراز فرما کر قلعہ پانکل یعنی

گولکنڈہ علاقہ حیدرآباد کی قلعداری مرحمت کی۔ تا برگ فراخی عیش و عشرت سے زندگی بسر کرتے رہے۔ خوش خلق و صاحب مروت تھے صحبت پرور و دوست پرست تھے سنجیدہ طبع و پسندیدہ فکر تھے۔ کبھی کبھی شعر موزون کرتے تھے۔ رفتہ رفتہ صاحب دیوان ہو گئے۔ علم موسیقی مین کامل مہارت رکھتے تھے۔ گانے بجانے کے بھی شائق تھے حریفان ہم مشرب سے خوب ملتے تھے۔ لطف و مزے کے جلسے فرماتے تھے۔ ظریف المزاج لطائف پسند تھے۔ ایکروز حضور بندگانعالی نواب آصفجاہ کی خدمت مین حاضر تھے آپکے سامنے نادر شاہ کے شاہنامہ سے وہ بیت پڑھی کہ جسمین نادر کا روم سے شکست کھا کر لوٹ جانا اور دوسرے مرتبہ چڑھائی کرکے روم مین آنا۔ آپ بہت محظوظ ہوئے فرمایا فرار کی کیفیت خوب بیان کی ہے۔ بیت مذکور یہ ہے ؎

ازین رفتن و آمدن عار نیست | کہ بے زجر و مد موج بحار نیست

من اشعارہ الفارسی

بدیدہ باز نیاید سر شک افتادہ | خدا کند کہ ببیند کسے ز چشم کسے

ولہ

بسکہ بیدار بود دیدۂ پر آب مرا | جوہر آئینہ کہ دید رگ خواب مرا

ولہ

ہر شستہ می زند مژہ ات تیر از نگاہ | این فتح در گریز قضیب سپاہ کیست

ولہ

عریان تن است اگرچہ لباسش بود حریر | بر قد ہر کہ راست نیاید قبائے فیض

از دم سرد یمان شمع دل پردہ وار است | بے فانوس در بزم ہوا ایمن چراغ انجمنیست

گمان دارم بخاطر دارد استقبال مجنونی | نگر از دامن کہسار دیدم بستہ صحرا را

شب ببزم خندہ مائل بالب آن حور بود | از تبسم چون سحر کاشانہ ام پرنور بود

تا نہ بندد تہمت بیدادی دیم دور فلک | از جہان چون نبض بسمل یک طپش منظور بود

اے آرزو اگر ہوس روشنی ترا ست	از مہر چشم خاک رہ بو تراب گیر
بعرض مدعا جو شنیدیم صورت نمی بندد	زبان چون شمع گیر و شعلہ در ہنگام تقریرم
نظارہ زداغ جگر از بسکہ خوش افتاد	بر روئے گل امسال نکر دیم نظر ہم
بیجز گردش پا بدیم از بلا شنا رسائی خود	برائے مدعا ہر چند ہیچو آشنا گشتم
زبس نا لیدہ ام از لطف صیاد	نگنجد در قفس بال و پر من

آپکا انتقال ۱۰۸۲ھ ہجری مین ہوا۔ حیدرآباد مین مدفون ہوئے۔

ناجی۔ شاہ قاسم مشہدی

ناجی تخلص۔ شاہ قاسم نام مشہدی الاصل ہے۔ اولاً وطن سے ملک دکن مین وارد ہوا تیس برس اسی ملک مین پہر و سیاحت کرتا رہا۔ کبھی بیجاپور مین جاتا تھا کبھی احمدنگر مین۔ پہر دکن سے دلی مین گیا۔ نواب برہان الملک سید سعادت خان بہادر نے کمال قدردانی سے آپکی معاش و مقام سکونت مقرر فرما دیا۔ نہایت خوشی فراغت سے زندگی بسر کرتا رہا چند مدت کے بعد نواب موصوف کی خدمت مین حاضر ہونیکا ارادہ کرکے دلی سے اودہ روانہ ہوا اکبرآباد پہنچکر وہین ملک بقا کو رحلت کی۔ من اشعارہ

آتشکدہ ور سراغ ما می سوزد	پروانہ زرشک داغ ما می سوزد
شمع دل ما سبت روشن از مہر علی	تا صبح ابد چراغ ما می سوزد

نورس۔ مولانا نورس قزوینی

نورس تخلص۔ مولانا نورس نام۔ آپکا اصلی وطن قزوین ہے۔ آپ قزوین کے منتسبان سادات سے تھے

سن شعور کے بعد علماء شہر سے کتب درسیہ علوم فنون کی تحصیل کین اور فن شاعری مین بہی کمال حاصل کیا۔ خوش فکر و تازہ دم تہے۔ پسندیدہ سیرت حمیدہ خصلت سنہ ۱۰۶۸ ہجری مین وطن سے شہر بیجاپور دکن مین پہنچا۔ شہنواز خان کے توسل سے علی عادلشاہ کے دربار مین باریاب ہوئے بادشاہ کی عنایت سے سیراب شاداب۔ منصب مناسب پر ممتاز ہوئے۔ پہر یکایک عین عالم شباب مین اس سرائے فانی سے عالم باقی کو روانہ ہوئے

من اشعارہ الفارسی

زمن دو چیز بمیراث ماند چون رفتم
نہ چون کلیم ہوس جوش عندلیبان است

ولہ

آہم کہ طرہ بر دوش سپہر بود
دل چون نشود خانۂ زنبور از ان چشم

ولہ

سگش را کباب از جگر می برم
بجذب محبت ز کنعان بمصر

تنم با آتش و خاکسترم بباد رسید
چو غنچہ ام سر تسلیم در گریبان است

ولہ

از ضعف این زمان مژہ چشم سوزن است
آئینہ فولاد ز رہ شد ز نگاہش

ولہ

دُر از دیدہ از چہرہ زر می برم
پسر در کنار پدر می برم

نوعی۔ مولانا محمد رضا خبوشانی

نوعی تخلص۔ مولانا محمد رضا خبوشانی المولد ہے عالم فاضل تہا تحریر و تقریر مین نظیر نہ تہا شعر گوئی مین عدیم المثال شعراء جہان مین مشہور تہا۔ اکبری زمانہ مین ہند مین وارد ہوا اولاً شاہزادہ دانیال کے مصاحبت مین ہا شاہزادہ کے انتقال کے بعد خانخانان کی ملازمت مین آیا۔ خانخانان نے اسکی بڑی تعظیم و توقیر کی۔ اپنے ساتہہ حضر و سفر مین رکہا۔ خانخانان کی تعریف و مدح مین اکثر قصیدے لکہے۔ بہت انعام صلے لئے۔ اور ایک وقت سونے مین تولا گیا

میر غلام علی آزاد ید بیضا میں لکھتے ہیں کہ نوعی شاہزادہ دانیال کے ہمراہ تھا اُسوقت لاہور میں کہ ایک نوجوان ہندو عین عالم جوانی میں فوت ہوا اُسکی عورت نہایت خوبصورت تھی۔ پروانہ کی طرح شوہر کے ساتھہ آگ میں گری اور اپنے وجود کو نابود و خاک کی (یعنی ستی) ہوگئی اُسوقت نوعی نے شاہزادہ کے فرمانے سے ستی کے حال میں ایک مثنوی مسمی سوز و گداز لکھی مشہور ہے۔ اور ایک ساقی نامہ بھی لکھا وہ بھی معروف ہے۔ ہم آپکے ساقی نامہ کا ایک قطعہ اور اشعار میں سے چند شعر ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں۔ آخر سنہ ۱۰۱۹ہجری میں شہر برہانپور میں فوت ہوے خانخانان کو سخت رنج و الم ہوا۔ مئ۲ شعار الفارسی

قطعہ ساقی نامہ

بدہ ساقی آن ارغوانی نبید		کہ روز خزان بہاران رسید
بگردان ز رہ عمر بگذشتہ را		چو شاہ نجف روز روشن گشتہ را
بشکن دلم کہ راہ بچہ در دشمنوی	ولہ	کس ز برون شیشہ نبوید گلاب را
وجد و سماع بادہ صوفی اینچہ کافر نعمتی ست	ولہ	منکرمی بودن و ہمرنگ مستان زیستن
باغبان در شہر دیدم خار در چشم شکست	ولہ	زین خلاف رسم دانستم کہ گل در بار نیست
دلے کہ بوی محبت ازو نمی آید	ولہ	سبوئے چون گل کاغذ کہ بو نمی آید
سبوئے بادہ بدوش کسے کہ سایہ نکند		باآفتاب سرا و فرو نمی آید
ہمین خمارتم از بادہ لب کہ چون مستم		شکستہ رنگئی عشقم برو نمی آید
ما عاشقیم و جز خانہ خرابی فن ما نیست	ولہ	خصمیست بخود سرکہ بجان دشمن ما نیست
بجور مجمرہ سوز آہ شعلہ بار منست	ولہ	شراب شیشہ شکن اشک بیقرار منست
زبان بہ پیش کہ صبح از شب امید بر آید		بگشا دہن شیشہ کہ خورشید بر آید

چون هر حسن خیال تو در آغوش آید — ولہ — طفل اشکم تماشائے بر دوش آید

تا رو بتو بینم مژه ام پاک کن اشک — ولہ — کز گریه نگاهم چو نفس ورنه آب است

بقدر وسع نظر جلوه می کند لیلا — ولہ — چو آئینه همه تن دیده شو تماشا کن

با اشک تازه ز مژگان چکیده پامنه — ولہ — حذر که گوهر نو سفته بگزمان گرم است

قانع به تجلی مشو و تشنهٔ دیدار — ولہ — پروانه بمهتاب تسلی نتوان کرد

ناخوش بود ز ساغر بیگانه آب خضر — ولہ — زهر هلال از قدح آشنا خوش است

نصرتی - محمد نصرت دکنی

نصرتی تخلص - محمد نصرت نام - دکنی المولد ہے - حاکم کرناٹک کے قرابتداروں سے تھا ریختہ مین شاعر خوش بیان و شیرین زبان تھا - سخن سنجی و شعر فہمی مین بےمثل تھا - معانی و الفاظ کی شیرازہ بندی مین بےبدل تھا - آپکے کلام سے تازہ تازہ مضامین نمایان ہین لطائف و ظرائف عیان - آپکی گذر اوقات توکل و قناعت پر تھی اکثر امرا و شرفا حسن سلوک سے مساعدت کرتے تھے مگر آپ کشادہ دست و فیاض دل تھے جو کچھہ ملتا یا آتا تھا اُسکا نصف حصہ خود صرف کرتا تھا اور دوسرا نصف فقرا و غربا پر تقسیم کرتا تھا - مدت تک کرناٹک مین رہا پھر سیر کرتے ہوئے بیجاپور مین آیا - اُسوقت علی عادل شاہ کا زمانہ شباب پر تھا باریاب ہوا منصب عمدہ سے سرفراز ہوا بسنہ ۱۰۶۷ ہجری مین دکنی زبان مین علی نامہ لکھا - علی نامہ کی ٹھیٹ دکنی زبان ہے - آج کل خود دکنی بھی اُس زبان کو سخت جانتے ہین - مگر اُس زمانہ مین یہی زبان درست و ٹھیک تھی - علی نامہ مین علی عادلشاہ کے فتوحات و سیر و حالات کو نظم مین لکھا ہے - اور نصرتی کا یہہ علی نامہ جس زمانہ مین لکھا گیا

اُس زمانہ مین اس کتاب سے پہلے کوئی کتاب ہندی مین کسی بادشاہ کی مدح و تعریف
مین نہین لکہی گئی تہی۔ اور یہہ علی نامہ بہی ولی کے دیوان و وہ مجلس کی طرح کتب مدایح
مین اولیت کا مستحق ہے۔ علی نامہ ختم کرنے کے بعد نصرتی کو علی عادلشاہ نے خلعت
و ملک الشعرائی کا خطاب عطا فرمایا تہا۔ نصرتی تمام ریختہ گویان دکن مین ملک الشعرا تہا
آخر ۱۰۹۵ھ ہجری مین فوت ہوا۔ ہم اُسکے علی نامہ سے چند اشعار بطور نمونہ گزارش کرتے
ہین۔ جناب نواب عماد الملک مولوی سید حسین صاحب کے کتبخانہ مین علی نامہ قلمی موجود ہے

نقل ہے کہ ایکروز شاہ میر نامی فقیر نصرتی کے پاس آیا اور سوال کیا۔ نصرتی نے
اُسکو کچہہ دیا۔ فقیر نے کہا اپنے اشعار سے کوئی شعر سنائے۔ نصرتی نے ایک تازہ بیت
جو اُسیوقت موزون کی تہی سنائی ؎

زمین کے زلف مین بولا ند بکو	نہ بولا ہے نہ بولے کوئی گدہی کو

فقیر نے فی البدیہہ یہہ جواب دیا ؎

زمین کے کاند بولا ہون کوے کو	نہین ظاہر کسی جیتے موے کو

نصرتی فقیر کا شعر سنتے ہی درہم برہم ہوا۔ شاہ میر کو کوئین مین آویزان کیا۔

من اشعارہ الہندی

نادان سے نصیحت کی بچن بول نکو	پانی منی کہاری تو شکر گہول نکو
تجہہ عشق کے دریا منے جن تیر گیا ہے	وہ گوہر مقصود کمان کر سو لیا ہے

من علی نامہ حمد باری

سرا نا سری آن سکت دار کون	کہ آدہار ہے آن نراد ہار کون
دیا اور رستم کے پنجہ مین زور	پٹہ یا اُڑتی جس قل مین درہ بکے شور

کرنہار سرکش کو مغلوب دے ۔ طلب کا چہ طالب کی مطلوب دے

بزرگی سبے جسے دیکھہ پستی دیا ۔ ظفر مین پیشں دستی دیا

جسے تون دیا زور شمشیر کا ۔ نہ سر پنچہ ہوئے تسکی سم شیر کا

دیا تو نچہ پنجی کی شہباز کون ۔ کھڑک شاہ پر تہیر پرواز کون

نہی تو نچہ ہے مسجد و دیر کا ۔ نہین ہے سبب صلح ہور بیر کا

تیرا دہیان دائم دہری دلمین پور ۔ جتا جن و انسان و وحش و طیور

کتی کہہ سکے حمد تجہ بے شمار ۔ کہ دریا کون کوئی تیر جاتا ہے پار

کہ تجہ لکہ صفت تی نہوئی یک رتی ۔ اپتا کر مناجات اسے نصرتی

تو ہین اے شہنشاہ دنیا و دین ۔ شجاعت کی ہی صف کا کرسی نشین

شرف کون دلیری کی تجہ سینہ صدر ۔ دباہت پکڑ تیغ کون تو نچہ قدر

تیری کاج حق نے پیدا کیا ۔ عزا کا شرف تون ہویدا کیا

تیرا دبدبہ دیکھہ خوش دہا تکا ۔ زمین پر نہ تہایا قدم لات کا

تیرا نور ہے مثل گوہر کا آب ۔ تیرا روح ہے شبہ گل کا گلاب

منقبت شاہ ولایت علیہ السلام

زہے بقعۂ لامکان کا دبیر ۔ علی ولی او خدا کا ہے شیر

ولایت کا اور کہے تون سپہ دار ۔ کہ ہر شاخ پر ہے نبوت کی بار

محبان تجے دلمین تیرا حب یقین ۔ جنم جک ہی ایمان کون حصن حصین

تو ایک کوٹ ہے برج جسکے تمام ۔ او بارا امامان علیہ السلام

ہوا جب سون حصار استوار ۔ زمین پائیدار ہی سون ہوی برقرار

علی عادلشاہ کی مدح مین

لکھوں نیا مدح شاہ زمان
کہ ثانی سکندر ہے صاحبقران

قلم آج جو صجہ جہانگیر ہے
صفت شہ کی لکھنے کی تاثیر ہے

زہے شاہ عادل سمی ولی
علی بن سلطان محمد بلی

جو مین ورد تجہ اسم اعظم کیا
بچن سون سُخر یو عالم کیا

دکن نت ہے اس فخر سون باغ باغ
کہ تسی گھر ہے تجہ سا گھر شب چراغ

ہر یک دیپ تجہ دیپ آنا ضرور
کہ سب ملک اندھار دکن پر ہے نور

تیرا چتر خورشید کا سائبان
منگی تجہ علم کا پناہ آسمان

دکھن اتہی کیا بلند آج بخت
کہ جان توں ہوا شہ خداوند تخت

تاریخ فتح پنالہ

وہین لو فتح کی تاریخ نصرتی بولیا
علی نے پلمین پنالا لئے صلابت سون

[illegible]

قصیدہ مدحیہ

اے شہ توں ہمنام علی شایاں پہ تیری سروری
دلدل فلک کا رام تجہ کرنا زمانہ قنبری

مذمت طمع

طمع اہل عزت کوں کرتی ہے خوار
کرے جگمین بے قول و بے اعتبار

طمع نام و ناموس کا کال ہے
طمع جیوں کو سکے کے بہونچال ہے

طمع مرد آزادہ بندجان
طمع تیجہ ہوی دین و دنیا کون ہان

طمع بخت لے چہین ہوندا کرے
طمع سائو کون نت کلوندا کرے

طمع یار سون ناموافق دِس آئے
مسلمان کون ناموافق دِس آئے

وہ اشعار یہ علی نامہ کے خاتمہ مین کہتا ہے

سخن کا بڑا قدر ہے شہ کے پاس — کہ جوہر پرکتا ہے جوہر شناس
کتا ہون سخن مختصر بے گمان — کہ یو شاہ نامہ دکن کا ہے جان

نصرتی سنی المذہب تہا بندہ نواز گیسو دراز کے خاندان کا مرید و معتقد تہا۔ چنانچہ اُسکے شعر سے جو حضرت کی مدح مین لکہا ہے عیان ہے۔

جسے ناون عالم مین بندہ نواز — محمد حسینی ہے گیسو دراز

نفیس۔ بہوانی پرشاد ایلچپوری

نفیس تخلص۔ بہوانی پرشاد نام۔ آپ چنی لال ایلچپوری برار کے فرزند ہین۔ آپ قوم کے کائتہ ہین۔ آپکا مولد و منشا بلدہ ایلچپور صوبہ برار ہے۔ مدت سے حیدرآباد دکن مین رونق افروز ہین۔ فارسی اور حساب سیاق مین منشی بیبدل ہین۔ اور قانون دانی مین بے مثل شہر ہین وکالت کرتے ہین۔ وکلاء نامی مین شمار کئے جاتے ہین۔ خوشحال و فارغبال ہین مولف فقیر کے ہم وطن ہین کبہی ملاقات کا اتفاق نہین ہوا خیر وقت معینہ پر ہو جائیگی۔ اللہ تعالی آپکو خوش و خرم رکہے۔ آپ موزون الطبع و سنجیدہ فکر ہین کبہی کبہی شعر موزون فرماتے ہین آپکو میر سرفراز علی الہ آبادی المتوفی ۱۲۹۵ھ ہجری سے تلمذ تہا۔ ابتدا مین بہولاناتہ صاحب سے مشق کرتے رہے ہین۔ کلام درست ہے شستہ و پختہ معلوم ہوتا ہے۔ من ۲ اشعار الہندی

بتون کو سنگدل حق نے بنایا — بچاؤن شیشۂ دل مین کہان سے
فقط نفرت ہے تجہسے نہ پہچان — محبت ہے تمہین ساری جہان سے

تری ایوان کا اللہ رے رتبہ
دوا سمجھا ہون اپنے درد سر کی
ہوا اچھا جو سر قاتل نے کاٹا
نفیس اب تجھسے وہ گویا نہ ہوگا

وہ باتین کر رہا ہے آسمان سے
مین سر گھستا ہون اُنکی آستان سے
سبک مین ہوگیا بار گران سے
کیا ہے لال منہ تو اُس نے پان سے

نفیس - محمد رفیع الدین حسین حیدر آبادی

نفیس تخلص - محمد رفیع الدین حسین نام - آپ محمد حامد حسین منصبدار سرکار عالی نظام کے فرزند ہین - آپ حیدر آبادی المولد ہین - آپنے ضروری لیاقت حاصل کرنے کے بعد شعر و شاعری کی تحصیل کا ارادہ کیا - محمد مظفر الدین متخلص معلی کی خدمت مین اس فن کو حاصل کیا - فارسی و اردو دونون زبانون مین کہتے ہین خوش طبع و خوش فکر کلام سلیس و نفیس ہے - فی الحال قیاساً آپکی پینتیس ۳۵ برس کی ہوگی سلمہ تعالےٰ - من شعراء الھند ہے

بے مثل بے نظیر ہے تیرا وجود پاک
مثل حباب غرق ہون دریائے عشق مین
کر لیجئے گا قوت بازو کا امتحان
حامی ہین تیرے شافع روز جزا نفیس

کیونکر نہ چوم لے تجھے خالق بنا کے ہاتھ
ہے میرا فیصلہ کسی نا آشنا کے ہاتھ
باقی رہین نہ آپکے جور و جفا کے ہاتھ
ہے کشتی نجات اُسی ناخدا کے ہاتھ

من اشعارہ الفارسی

پری رویان مرا دیوانہ کردند
بوقت انعقاد بزم کونین
ستمہائے بتان ہند بینند

بشمع حسن خود پروانہ کردند
مہیا ساغر و پیمانہ کردند
حریم کعبہ را بتخانہ کردند

ناقص۔ قاضی محمد صاحب ملکاپوری

ناقص تخلص۔ خواجہ محمد صاحب نام۔ خواجہ مظفر عرف نہنے صاحب کے فرزند۔ آپکے نسب کا سلسلہ محمد بن فضل اللہ برہانپوری صاحب تحفہ مرسلہ سے ملتا ہے۔ آپکی ولادت باسعادت ۱۲۸۱ ہجری مین قصبہ ملکاپور ضلع بلدانہ برار مین واقع ہوی۔ نشو و نما بھی قصبہ مذکور کی آب و ہوا مین ہوا۔ و تعلیم و تربیت بھی اُسی قصبہ مین ہوئی۔ ابتدائی تعلیم حضرت شیخ گلاب صاحب مرید مولوی جلال الدین عرف امد والے صاحب برہانپوری سے جو مولف فقیر کے جد فاسد تھے ہوئی۔ ابتدائی تعلیم کے بعد متفرق استادون سے کتب درسیہ فارسیہ تحصیل کین۔ اور کسیقدر عربی مختصرات نحو صرف مین بھی استعداد حاصل کی تھی فارسی انشا پردازی و عبارت نویسی مین عمدہ مہارت و لیاقت رکھتے تھے۔ سید محمد اللہ صاحب جو ملکاپور تعلقہ کے قاضی تھے اُن کی دختر نیک اختر سے شادی کی۔ قاضی صاحب کے اولاد مین صرف یہی ایک دختر تھی۔ بوجہ لاولد ہونیکے اُنہون نے داماد کو اپنی معاش و قضات کا مختار کردیا۔ اور کل جائداد منقولہ و غیر منقولہ داماد کے نام پر سرکاری طور سے ہبہ کردی۔ خواجہ صاحب اُسی روز سے ملقب بقاضی ہوئے۔ خواجہ صاحب اجداد و سلف کی طرف سے بھی صاحب انعام و جاگیردار موضع ہیگنہ تعلقہ ملکاپور تھے۔ اور اب سسرال کی طرف سے بھی صاحب معاش ہوئے۔ آسودہ حال فارغ البال ہوگئے۔ عمدہ طرح سے زندگی بسر کرنے لگے۔ قاضی صاحب باوجود جاہ و حشمت نہایت ہی متواضع و خاکسار تھے۔ خوش خلق و خوش گفتار تھے۔ ہرکس و ناکس سے خندہ پیشانی و شگفتہ روئی کیساتھ ملتے جلتے تھے۔ فقرا دوست و غربا پرور۔ نامور و فیض گستر تھے۔ برار مین آپکی مہمان نوازی اور آشنا پروری مشہور و معروف ہے۔ ہمیشہ آپکے گھر پر ایک دو مسافر مہمان رہتے تھے

ملکاپور مین آپکا دولتخانہ گویا تھا مسافرون کے لئے مسافرخانہ تہا۔ اگر اتفاقاً کسی روز
مہمان نہین ہوتا تھا تو آپ بیچین و بیقرار ہوتے تہے۔ اُس روز انتظار کرتے تہے۔ کہانا
وقت پر تناول نہین فرماتے تہے۔ ملازمین سے کہتے تہے دیکہو مسجد مین کوئی مسافر
تو نہین ہے۔ ملازم دیکہکر آتے اور کہتے کہ ابتک کوئی نہین آیا ہے۔ آپ مجبور ہوکر اُس وقت
کسیقدر نہایت ناخوشی سے بقدر سد رمق نوش فرماتے۔ آپنے قصبہ کے لوگون کو
اپنے اخلاق سے تسخیر کرلیا تہا۔ ایک عالم آپکا مطیع و تابعدار تہا کوئی آپکی حکومت کے
دائرہ سے باہر قدم نہین رکہتا تہا۔ آپکی انتظامی قوت بہی نہایت درست تہی۔ ہر امر مین
حکمت عملی کو مدنظر رکہتے تہے۔ آپ جو کچھ کرتے تہے وہ حکمت و فراست کے موافق ہوتا تہا
آپکے بہائی خواجہ احمد صاحب ۱۲۵۲ھ ہجری مین نواب میر قادر علیخان تعلقدار برار کی طرف سے
نواب ناصرالدولہ کے زمانہ مین نیابتاً برار کے تعلقدار ہوئے وہ مدت تک کام کرتے رہے
آپ نواب صاحب کے غیبت مین بہائی کو تعلقہ کے کام مین بڑی مدد و اعانت فرماتے تہے
آپکی توجہ سے جناب خواجہ احمد صاحب نے تعلقہ کا کام اس خوبی سے چلایا کہ تمام رعایا
و عہدہ داران کے کام سے خوش تہے۔ کوئی کسی غریب پر ظلم و تعدی نہین کرنے پاتا تہا
آپکی سرشت کا خمیر اتفاق و محبت کا تہا اسی وجہ سے آپ ہمیشہ عام و خاص خلائق مین
اتفاق کراتے تہے۔ آپکی مجلس سے اختلاف کوسون دور رہتا تہا۔ قصبہ کے ہندو آپکو اوتار
اور مسلمان ولی کہتے تہے کس درجہ مقبول عام و عزیز خلائق تہے۔ علماو فضلا و مشائخ
و فقرا کی بڑی تعظیم و توقیر کرتے تہے۔ اور ان بزرگون سے نہایت کسر نفسی و خاکساری
سے ملتے تہے۔ ان بزرگون کی محفل مین نہایت ادب سے گفتار و رفتار فرماتے تہے و ضعیفی
مین نہایت ہی مستقل مزاج و ثابت قدم تہے۔ جس سے ایک وقت ملاقات کرتے اُسکا

لحاظ ہمیشہ رکھتے تھے کبھی آپکی استقلالی مین تزلزل نہین ہوتا تھا متانت وحلم مین گویا ایک پہاڑ تھے - ایسے بردبار و مستحکم تھے کہ جگہہ سے نہین ہلتے تھے کسیکے برا کہنے سے نہ رنجیدہ ہوتے تھے نہ بہلا کہنے سے خوش - آپ ہر حال مین ایک حال پر تھے - آپ ظاہر مین امیر تھے مگر باطن مین فقیر متشرع و متدین تھے صوم و صلوۃ کے پابند - صلوۃ خمسہ جماعت سے ادا کرتے تھے مدۃ العمر آپکی نماز قضا نہین ہوئی سنت نبوی پر قائم - خدا و رسول کے حکم کے کاربند تھے - بزرگان دین و اولیاء کرام کے معتقد تھے - محمدی حنفی المذہب چشتی الطریقہ تھے - آپکو میر تقی علی صاحب کاکوروی سے حسن ارادت و خلافت تھی آپ ۱۲۸۷ ہجری مین ٹلکا پور سے کاکوری میر موصوف کی خدمت مین گئے وہان چند روز رہے بیعت و خلافت سے مشرف ہوکر وطن مالوفہ کو واپس آئے - آپ عزیز و اقارب سے اسطرح سلوک فرماتے تھے کہ کوئی عزیز آپکا شاکی نہین تھا - یہ خوبی جناب قاضی صاحب ہی کو مخصوص تھی کیونکہ انعام دار و جاگیر دار جو قرابتدار ہوتے ہین اونکی نسبت عرب کی مثل مشہور ہے - الاقارب کالعقارب - بلکہ گردشمن جانی ہوتے ہین - باہم ایک دوسرکی تباہی و بلاکی کی فکر کرتے ہین - ہمارے جناب قاضی صاحب نے عرب کی ضرب المثل کے مفہوم کو باطل کردیا - انسانیت و آدمیت اسی صفت کا نام ہے جو قاضی صاحب مین تھی ہم نا خلفون کو اُن کی پیروی کرنا چاہئے - اور اُن کے قدم بقدم چلنا چاہئے مولف فقیر کو جناب قاضی صاحب سے نیاز تھا - نہایت محبت و مرحمت فرماتے تھے - میرا عالم شباب تھا حضرت مجکو نہایت تعظیم و عظمت سے یاد فرماتے تھے - کبھی حقارت سے نہین دیکھا - یہانتک کہ ایک وقت قاضی صاحب کے حرم محترم اس فقیر سے نہایت ہی ناخوش و کشیدہ ہوگئین محل مبارک مین میرا نام لینا مکروہ و نامبارک سمجھتی تھین مین

اُس زمانہ مین احتیاطاً حضرت قاضی صاحب سے ملنے مین حجاب کرتا تہا اتفاقاً کبھی کبھی
ملاقات ہوجاتی تہی اُسوقت مین دلمین خیال کرتا تہا کہ حضرت مجھسے ناخوش و رنجیدہ
ہون گے۔ مگر مین نے حضرت کو اپنے گمان کے خلاف پایا۔ خود غلط بود انچہ ما پنداشتیم
آپ مجھسے نہایت خندہ پیشانی سے ملتے تہے کبھی بہولکربہی رنج کا حرف زبان پر نہین لایا
پاک طینت و صاف طبیعت تہے۔ اللہ تعالی اُنکو غریق رحمت کرے۔
حضرت قاضی صاحب موزون الطبع و خوش فکر تہے۔ کبھی کبھی شعر موزون کرتے تہے۔
آپکا کلام فارسی و اردو دونون زبان مین درست و بامحاورہ ہوتا تہا افسوس کہ ہمکو آپ کا
کلام دستیاب نہین ہوا۔ آپ ۱۲۹۳ہجری مین بعمر ہفتاد و پنج اس عالم فانی سے بہشت برین
کو روانہ ہوئے۔ قصبہ ملکاپور مین جامع مسجد کے دروازہ کے سامنے مدفون کئے گئے
انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپنے باقیات الصالحات اولاد مین تین لڑکے۔ اور تین لڑکیان
یادگار چہوڑے۔ آپکے اول فرزند مسمی خواجہ بدیع الدین خان بہادر المتوفی ۱۳۲۲ہجری
دوسرے فرزند خواجہ اکرام الدین صاحب المتوفی ۱۳۱۷ہجری تیسرے فرزند خواجہ منیرالدین صاحب
سلمہ اللہ تعالی تینون فرزند بمصداق الولد سر لابیہ لائق و خوش اخلاق ہین۔ صاحب
عزت و جاہ ہین۔ خوشحال و فارغبال ہین والد ماجد مرحوم کی رفتار و گفتار کے پیرو
ہین یہی تینون بزرگ قصبہ ملکاپور کے پیشوا و سرپرست ہین۔ برار مین مشہور و معروف
جناب خواجہ بدیع الدین صاحب مسند قضا پر جلوہ افروز تہے۔ خواجہ صاحب ہوشیار
و تجربہ کار۔ سنجیدہ مزاج و شگفتہ طبع۔ عاقبت اندیش و پسندیدہ کیش تہے
دنیوی امور کا انتظام عمدہ طرح سے کرتے تہے۔ سرکار گورنمنٹ سے آپکو خان بہادری کا
خطاب ملا تہا۔ قصبہ مذکور مین آنریری مجسٹریٹی کی خدمت پر مقرر تہے۔ مدت سے

کام کر رہے تھے۔ نہایت امانت دار و دیانت دار تھے واقعی یہ بزرگ بھی پدر بزرگوار
کی طرح پاک طینت و نیک سیرت تھے دوست پرور مہمان نواز علما و فقرا سے صحبت رکھتے تھے
طلبہ کو اپنے بچون سے زیادہ عزیز سمجھتے تھے۔ آپنے قصبۂ مذکورہ مین ایک دینی مدرسہ مسمی
فیاضیہ قائم کیا تھا اسمین پچیس تیس طلبہ رہتے تھے طلبہ کو کھانا کپڑا خود دیتے تھے مدرسہ
کے لئے ایک کتب خانہ بھی قائم کیا تھا اکثر کتب درسیہ فقہ و حدیث جمع کی ہین اللہ تعالی
آپکی حسن نیت کی برکت سے مدرسہ کو رونق دیوے طلبہ اور آپکے دو صاحبزادے بلند اقبال
جو اسمان سیادت و نجابت کے فرقدین ہین کامیاب و فائز المرام کرے۔
ایک صاحبزادہ خواجہ فیاض الدین المخاطب بہ خانصاحب۔ دوسرا خواجہ قطب الدین کمیل درجہ اول
سلمہما اللہ تعالے صاحب جمہ کے اور دوسرے صاحبزادے یعنی جناب خواجہ اکرام الدین صاحب
سراپا اشفاق و حسن اخلاق سلیم الطبع و مستقیم الوضع تھے طبیعت مین خاکساری تھی
فقرا و غربا کے حال پر نظر کرم رکھتے تھے ہمت و جرأت مین بیمثل مہمانداری و غربا نوازی
مین بے بدل تھے مولف فقیر کے حال پر نہایت ہی عنایت و کرم فرماتے تھے سنہ ۱۳۱۰ ہجری
مین فوت ہوئے ان کے صاحبزادے خواجہ معین الدین صاحب و خواجہ فصیح الدین صاحب
جوان سعادتمند و نیک محضر ہین خدا انکو سلامت رکھے۔ تیسرے صاحبزادے مسمی خواجہ
منیر الدین صاحب جوان صالح و لائق ہین انگریزی مرہٹی و فارسی مین عمدہ لیاقت رکھتے ہین
اکثر بیمار رہتے ہین مگر فی الحال چاق و تندرست ہین وہ بھی خلیق و لئیق ہین مہمان نوازی انکی
موروثی عادت ہے۔ جناب قاضی صاحب کے تینون صاحبزادے اخلاف صدق ہے انہین ایک زندہ ہین سلمہ اللہ تعالے

ناصر نواب نظام الدولہ بہادر ناصر جنگ شہید والی دکن

ناصر تخلص میر احمد خان نام نظام الدولہ بہادر ناصر جنگ خطاب ہے آپ حضور آصفجاہ مرحوم

والی دکن کے صاحبزادے ہیں۔ آپکی ولادت با سعادت سنہ [illegible] ہجری میں ہوئی۔ حضور
بندگانعالی نے فرزند دلبند کی خوشی میں ایک جشن شاہانہ منعقد کیا۔ تمام ارکین سلطنت
کو انعام واکرام سے سرفراز فرمایا۔ مولود مسعود کی پرورش کا عمدہ اہتمام کیا۔ جب چار برس
اور چار مہینے چار دن کی عمر ہوئی تب حضور نے اس ملک کے رسم و رواج کے موافق تسمیہ خوانی
کا جشن نہایت تکلف و عظمت سے ترتیب دیا۔ تسمیہ خوانی کے بعد فرزند دلبند کو استاد
دانشمند کی خدمت میں بھیجا۔ چشم بد دور صاحبزادہ بلند اقبال ہوشیار و ہونہار تھے
تحصیل علم و کسب فضل میں مشغول ہوئے۔ پھر آپ سن شعور کو پہنچے علوم و فنون میں لائق ہوئے
جب حضور بندگانعالی حسب الطلب محمد شاہ بادشاہ ہند سنہ ۱۱۵۰ ہجری میں دہلی متوجہ ہوئے
اسوقت آپنے تمام صوبجات دکن کا انتظام و اہتمام نیابتاً فرزند دلبند کے تفویض فرمایا
نواب نظام الدولہ نے حضور کے بعد ریاست کے نظم و نسق میں بڑی جانفشانی و عرقریزی
کی خوب انتظام فرمایا اور ملک میں امن و امان قائم کر دیا۔ ادنی و اعلی کو انعام و اکرام و
جاگیر و خطاب سے سرفراز کیا۔ نواب صمصام الدولہ شاہنواز خان آپکے وزیر اعظم تھے
جب حضور بندگانعالی دار الخلافہ دہلی سے دکن کی طرف متوجہ ہوئے اسوقت مفسدین
نے نظام الدولہ کو مخالفت پر آمادہ کیا۔ فرزند و پدر کے درمیان محاربہ واقع ہوا۔ نظام الدولہ
صحیح سلامت والد ماجد کی خدمت میں پہنچ گئے۔ چند روز معتوب رہے۔ پھر حضور نے
سنہ ۱۱۵۵ ہجری میں فرزند کا قصور معاف فرمایا اور عتاب سے نکالا اور سایہ عنایت و مرحمت
میں لے لیا۔ سنہ ۱۱۵۸ ہجری میں اورنگ آباد کی صوبہ داری عنایت کی۔ اور آپکو اورنگ آباد
روانہ کر دیا پھر سنہ ۱۱۵۹ ہجری میں حضور حیدرآباد کو پہنچے۔ آپکو اورنگ آباد سے بلایا۔ آپ
فی الفور خدمت میں حاضر ہوئے۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی سرو آزاد میں لکھتے ہیں کہ فقیر بھی

اس سفر میں نواب شہید کا رفیق تھا۔ انتہی کلامہ۔ فرزند و پدر والکنگرہ و میسور گئے
حضور نے نظام الدولہ کو سرینگ پٹن راجہ کے پاس نذرانہ وصول کرنیکے لئے رخصت
کیا اور آپ ورنگ آباد آئے۔ پھر نظام الدولہ میسور کے راجہ سے نذرانہ لیکر والد کی خدمت میں
بمقام اورنگ آباد پہنچے۔ پھر چند روز کے بعد فرزند و پدر دار السرور برہانپور روانہ ہوئے
نواب آصفجاہ برہانپور میں متوجہ جنت برین ہوئے۔ نواب نظام الدولہ صاحب رحمہ
مسند نشین ہوئے۔ برہانپور سے صوبہ اورنگ آباد میں جو دکن کا دار الخلافہ تھا آئے بارش کی
موسم تھی انہیں دنوں میں احمد شاہ بادشاہ ہند نے آپکو بلایا۔ آپ فی الفور عازم ہند ہوئے
نربدا تک پہنچے تھے کہ دوسرا حکم آیا کہ دکن میں واپس چلے جائے۔ آپ اورنگ آباد واپس
آئے۔ ہدایت محی الدین ہمشیرزادہ نواب شہید نے جو رائچور و ادہونی کی حکومت پر
مامور تھا سرکشی و بغاوت شروع کی۔ آپ بسبب موسم بارش اورنگ آباد میں قیام پذیر تھے
کہ اسی عرصہ میں حسین دوست خان عرف چندا صاحب نوائط ہدایت محی الدین سے ملگیا
اور تسخیر ارکاٹ کی تحریص کی۔ ہدایت محی الدینخان نے فرانسیسی فوج ہمراہ لیکر انور الدینخان
ناظم ارکاٹ پر حملہ کیا۔ ۱۶ شعبان سنہ ۱۱۶۲ ہجری میں سخت مقابلہ و مقاتلہ ہوا بحسب تقدیر
انور الدینخان شہامت جنگ شہید ہوئے۔ نواب نظام الدولہ ستر ہزار سوار و توپخانہ بیشمار
وایک لاکھ پیادہ لیکر باغی کی تنبیہ کے لئے روانہ ہوئے۔ بندر پھلچری جو اورنگ آباد سے
پانسو کوس ہے وہانتک کا ارادہ مصمم فرمایا۔ ہدایت محی الدین فرانسیسی لشکر کے ہمراہ
قریب پھلچری کے قیام پذیر تھا۔ ۲۶ ربیع الاخر سنہ ۱۱۶۳ ہجری میں فرانسیسی فوج سے
مقابلہ شروع ہوا ۲۷ ربیع الاخر کو محمدی فوج سے فرانسیسی فوج نے شکست کھائی
ہدایت محی الدین گرفتار ہوا آپنے حکم دیا کہ باغی کو حفاظت میں رکھو۔ اور باغی کی فوج کو

جان و مال سے امان دیا۔ خیرخواہون نے رائے دی کہ باغی کا زندہ رکھنا مناسب نہین
مگر نواب بمقتضائے رحم قتل پر راضی نہین ہوئے۔ بدخواہون نے احسان فراموشی کی
اور دوبارہ مستعد جنگ ہوئے۔ اور فرانسیسی بہی باوجود ہزیمت شورش و فساد پر آمادہ
ہوئے۔ آپ وہان سے سرزمین ارکاٹ مین آئے۔ خیرخواہون نے علی الخصوص نواب
صمصام الدولہ نے ارکاٹ مین قیام کرنے سے ممانعت کی مگر منظور نہین فرمایا۔ اسی
اثنا مین جنجی کا قلعہ فرانسیسی فوج کے قبضہ مین آگیا۔ پہر آپ ۱۱ شوال ۱۱۶۳ہجری
ارکاٹ سے برآمد ہوئے۔ ۱۷ ماہ مذکور کو ایک روز وبش کال سے ملے اور اُسکے ہاتھ پر
مہمات سے توبہ کی۔ سرداران افاغنہ کرناٹک ہمرکاب تہے۔ آپکے نمکخوار و پرورش یافتہ تہے
مگر باطن مین یہ ناحق شناس مالک قدیم و محسن کریم کا پاس نمک نکرکے نصاری فرانسیس سے
ملگئے تہے۔ ۱۷ محرم ۱۱۶۴ ہجری مین زیر قلعہ جنجی لڑائی شروع ہوی اگر افاغنہ نصاری
کے شریک نہوتے تو نصاری مین اسقدر قدرت نہ تہی کہ لشکر اسلام کے مقابل ہوتے
معرکہ کے وقت خیرخواہون نے عرض کی کہ افاغنہ فساد و غدر پر آمادہ ہین۔ نواب نے
اعتبار نہین فرمایا۔ آپ سمجہتے تہے کہ افاغنہ میرے نمک خوار و جان نثار ہین۔ یہانتک
کہ آپ عین معرکہ مین فیل سوار ہمت خان افغان کے طرف متوجہ ہوئے۔ اور تواضعاً
سلام کے لئے ہاتھ اُٹھایا مگر اُس نمک حرام نے سلام کا جواب نہین دیا پہر نواب نے گمان کیا
کہ شاید مجھکو نہین پہچانا۔ آپنے عماری سے سر بلند کیا اُسوقت ہمت خان نے بندوق
چلائی وہ بندوق کی گولی نواب کے سینہ پر پہنچی اُسیوقت کام تمام کردی۔ پہر افاغنہ نے
نواب کا سر تن سے جدا کرکے نیزہ کی نوک پر آویزان کیا۔ امت محمدی نے ماہ محرم
امام الشہدا رضی اللہ عنہ کے سات جو سلوک کیا تہا وہ نواب کے نوکرون نمکخوارون نے

نواب کے ساتھ کیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ دوسری اہل فوج نے سر کو پیرہ سے علیحدہ کرکے اورنگ آباد روانہ کیا۔ شاہ برہان الدین کے مرقد کے پائین قریب قبر نواب آصفجاہ مرحوم دفن کیا۔ شہادت قریب قلعہ چینجی واقع ہوئی۔ میر غلام علی آزاد نے تاریخ شہادت کہی ہے

نواب عدل گستر عالیجناب رفت | فرصت نداد تیغ حوادث شتاب رفت
در ہفدہم زماہ محرم شہید شد | تاریخ گفت نوحہ گرے آفتاب رفت

نواب شہید امیر دین پرور و عدالت گستر تھے۔ بندہ نواز و غریب پرور۔ اولوالعزم عالیہمت ذی مروت وجرأت تھے۔ فصاحت و بلاغت میں جید عصر سخن گوئے و سخن فہمی میں فرید دہر تھے۔ مشق سخن میں مرزا صائب کا تتبع کرتے تھے۔ کلام کو ایسے درجہ پر پہنچایا تھا کہ سخنوران نازک خیال حیران ہوتے تھے۔ نواب شہید کا ہر ایک شعر صاف و شستہ وہر ایک مصرع شائستہ و برجستہ ہے معاصرین شعرا کو آپ کے ہم طرح کہنا محال ہوتا تھا کلام میں صائب کی طرح تمثیل و نظائر کو خوبی کے ساتھ لاتے ہیں اجنبی شخص یکتے ہی صائب اور آپ کے کلام میں تمیز نہیں کرسکتا ہے۔ آپ صاحب الدیوان آپ کے تین دیوان ہیں اعلیحضرت غفران منزل میر محبوب علیخان نظام الملک آصفجاہ بہادر ششم کے حکم سے تینوں دیوان سرکاری مطبع میں آقا نصر اللہ المخاطب نواب دولت یار جنگ بہادر کے اہتمام سے مطبوع ہو چکے ہیں۔ فقیر مولف کے پاس تینوں نسخے موجود ہیں ان میں سے اشعار انتخاب کرکے ذیل میں لکھتا ہوں۔ من اشعارہ الفارسی

سایۂ لطف خداوند بود برسر ما | ہست اقبال خدا داد مقیم در ما
طالع ماست ز انوار جلالت روشن | فخر بر مہر جہانتاب کند اختر ما

وله

شرف آدمی از یمن ارادت باشد　　دست تسلیم او کلاه بود افسر را

ناصر از یاوری همت شاه مردان　　شاهد فتح و ظفر جلوه کند در بر را

وله

بدستان ز افشاندی چو زلف عنبرافشان را　　بروے خاک افگندی چه لبهاے پریشان را

ز قدر و منزلت هرگز نگردد ذره کمتر　　زند مور ضعیفی بوسه گر دست سلیمان را

ارسطو شد ز فطرت یار ارباب بزم اسکندر　　بحکمت میتوان گشتن مقرب پادشاهان را

وله

گر تو خواهی بقاے دولت را　　به ادب نه بناے دولت را

از کرم هرکه دام گسترده است　　صید سازد هماے دولت را

گل خلق ست خوشنما ناصر　　چمن دلکشاے دولت را

وله

امیدها ز وصال تو در دل ست مرا　　ازین خیال بهاری مقابل ست مرا

ز حال من مگذر غافل اے شکار افگن　　که از طپیدن دل رقص بسمل ست مرا

وله

هرکه رنجے میکشد آخر بگنجے میرسد　　میکند آخر عزیزی محنت زندان مرا

سیه بیادے ز زلف خط و رخسار کسے　　اگر درآیم در گلستان سنبل و ریحان مرا

وله

فشانده ایم ز دامن چو گرد دنیا را　　فگنده ایم چو اشک از نگاه عقبی را

شمار شوق تو از وسع خامه بیرون نیست　　که در سبو نتوان کرد آب دریا را

وله

از تبسم تا نمک پاشید بر چاک جگر　　سینه خود محشر آب میدانیم ما

صبر و دوری از رخ او گرچه باشد یک نفس　　بیشتر از محنت ایوب میدانیم ما

وله

دل ز زخم تیغ جانان بوستانے شد مرا　　جوش زد خون در نظر جوے روانی شد مرا

همسفر در راه عشق او مرا در کار نیست　　حرف با هر کوه کردم همزبانی شد مرا

وله

کمینه رندیم و نظربازیم ما　　باده نوش و کیسه پردازیم ما

طائر صحرائے غربت بوده ایم — از پر خود خانه می سازیم ما
سیرها بے بال و بے پر بوده است — همچو بوئے گل بپروازیم ما

وله
تشنه ام با وجود سیرابی — آب شمشیر کرده اند مرا
بت پرستی نمیگذارم من — گرچه تکفیر کرده اند مرا

وله
هر بهارے ز انتظارم لازم است — که برنگ گل گهے خاریم ما

وله
گل گریبان می درد گر در چمن بیند ترا — میگدازد شمع گر در انجمن بیند مرا
میرد از جوش خجلت مهر خاموشی بلب — گر بمحفل طوطی رنگین سخن بیند مرا

وله
نگاهش داد از شوخی سبق وحشی غزالان را — قدش آموخت آئین نزاکت نونهالان را
بده آن زلف نازک را بدست شانه هر ساعت — پریشان می کنی خاطر چرا آشفته حالان را

وله
خداوندا الها کردگارا — رحیما جرم بخشا بردبارا
بده امن و امان و تندرستی — نظام الملک آصفجاه مارا

وله
غمے دارم که پایان نیست او را — چه پرسی از دلم جان نیست ورا
دلے دارم بدرد و غم سرشته — که هرگز فکر درمان نیست او را

وله
شد از فروغ چهرهٔ او ساغر آفتاب — آئینه دار روز رخ او و در بر آفتاب

وله
شاه و گدا بدیدهٔ روشن گهر یکی ست — یکسان کند نگاه بخاک و زر آفتاب

وله
وصف روئے کیست یارب بر زبان عندلیب — چشمهٔ خورشید رخشان شد دهان عندلیب
از پر و بالش چمن یکسر چراغان گشته است — پرتو حسن که زد آتش بجان عندلیب

وله
جام می از عکس او شد آفتاب — ساقی امشب طرفه نقشے زد بر آب
می کشد عاشق ز خون دل شراب — باشد از لخت جگر بهرش کباب

نام احمد گر رسد در سمع او
کرده ام چون نام احمد را رقم

شمع جانسوزی که ما را در جگر آتش زده
هر که در لخت دل خود جا کجا انداخته است

آفتاب صبح محشر در کنار زلف کیست
خاکساریها بخود لازم عروجی داشته است

نوبهار آمد جهان را پر گل عشرت نمود
تا که روی آتشین او برآمد از نقاب

دیده مور من از فیض قناعت سیر است
در خور حوصله هر کس ثمری می چینند

ما را هجوم داغ به لشکر برابر است
دریادلان تمیز به بخشش نمی کنند

ابرها امسال بر بستانه رفتار آمده است
دامن هر آرزو پر شد ز گوهر چون صدف

کعبه صدق و صفا خلوت درویشان است
سنگ را آنکه کند لعل به یک چشم زدن

خادم خواجه شیراز بجا نیم ناصر
بی نیاز نیست دوائی که نظیرش نبود
قیمت حسن فزون از شرف تربیت است

وله
آتش دوزخ نشیند زالتهاب
از گل حسن خم دهد بوی گلاب

وله
بهر خود فانوس از بال پر پروانه ساخت
بی تکلف همچو ما زلف سخن را شانه ساخت

وله
سینه شب از کواکب داغدار زلف کیست
بر سر پا او فتادن افتخار زلف کیست

وله
در گلستان غنچه لب خندیدن گرفت
شبنم از خورشید عالمتاب باریدن گرفت

وله
ورنه در خندان سلیمان شکری نیست که نیست
ورنه در باغ سخاوت ثمری نیست که نیست

وله
اقلیم دل بملک سکندر برابر است
کف در کف محیط به عنبر برابر است

وله
از شکوفه شاخها آشفته دستار آمده است
ابر دریادل به بخششهای بسیار آمده است

وله
سجده گاه دو جهان حضرت درویشان است
کیمیای نظر رحمت درویشان است
مایه تخت شهی خدمت درویشان است

وله
فکر اسباب جهان مایه صد درد سر است
سهل چون میوه خود رو به پسر بی پدر است

هیچکس یاری نمی پرسد ز حال یکدگر — دوستداریها ز طبع دوستان برخاسته است
جلوهٔ یوسف بچشم اہل عرفان میدہد — ہر کجا گردی ز راه کاروان برخاسته است

وله
نوبہار خجسته بنیاد وست — روزگار خجسته بنیاد وست
سلسبیلی اگر بعالم ہست — جوئبار خجسته بنیاد وست
ہر متاعی که ہست در عالم — در دیار خجسته بنیاد وست
دولت آباد و قلعه بیمثل — در جوار خجسته بنیاد وست

وله
قیمتش جوہری نمیداند — آب ہر قطره بے بہا گہرست
در صدف نیست قیمت گوہر — در وطن خوار صاحب ہنرست

وله
سرزمین عشق را آب و ہوائے دیگرست — سبزهٔ این خاک را نشو و نمائے دیگرست
سر بصحرا دادگان عالم تجرید را — کاروان دیگر و بانگ درائے دیگرست
دردمندان را علاجی نیست غیر از سوز عشق — داغ درد بے دوا را کیمیائی دیگرست

وله
سیر دیر و حرم ہر که زحق بیخبر است — بت پرستی دگر و یار پرستی دگرست
گرچه رنگین سخنان مشق مضامین کردند — آب و رنگ سخن از فکر تو ناصر دگرست

وله
نخل باز آورد خورد سنگ و عوض بخشد ثمر — در تلافی بدی از شخص احسان خوشنماست
میرساند فیض خدمت آدمی را تا بعرش — خدمت پیران شمارا اے جوانان خوشنماست

وله
سیر عشق بتکده گبر و مسلمان کردیم — جائے آسائش دل محفل درویشانست
نسبت ربطی بہم مرد و زید درویشانش — نسبت ناصر اشتامل درویشانست

وله
در معرض تلف ہمه اسباب دنیوی ست — می بین که مه بعین کمالش زوال داشت
بوئے ثبات نیست درین تیره خاکدان — ہر گل که دیده شد بچمن انتقال داشت

تخت شد بدست سلیمان مور را از آه ضعف	وله	ناتوانان را ز فیض عجز زوری دیگرست
پاسبانان زمانه را خواب غفلت برده است		انتظام ملک را از نیرو فتوری دیگرست
روشن جهان ز مهر جمال محمدست	وله	بیحد و حصر وصف کمال محمدست
ناصر جواب آن غزل ست اینکه گفته اند		صلوٰة بر محمد و آل محمدست
فاضل ترین امت صدیق اکبرست	وله	شائسته خلافت صدیق اکبرست
اول کسیکه بیعت محبوب حق نمود		از حب و از صداقت صدیق اکبرست
در دوستان نشان محبت نمانده است	وله	نرخی کنون میان قیامت نمانده است
از اهل دهر شکوهٔ احسان نمی کنم		افسوس شرم چشم مروت نمانده است
می کشیم در گلستان بی رخ جانان عبث	وله	بی خط و زلفش نگه بر سنبل و ریحان عبث
بلبل پر بسته در کنج قفس افتاده ام		میبردم پر از برای دیدن بستان عبث
از دعای خیر محتاجان برآید کارها	وله	هست تیری روی ترکش آه سرد احتیاج
نخل را تا شاخ یکسر زرد می سازد چو برگ		باشد از بیرون خزان هم سخت برد احتیاج
همچو رخش آفتاب صبح ندیدست صبح	وله	بلکه بگوش کجا صبح شنیده است صبح
مصرع صهبائی ست سیلی ناصر بر رخ		دیدهٔ غفلت کشا صبح دمیده است صبح
اگر بهار کند چهرهٔ گلستان سرخ	وله	نمود رنگ رخ ما خیال جانان سرخ
ز خون دیدهٔ من لعل بار شد رگ ابر		درین بهار بود قطره های باران سرخ
نگاه شوق من از روی او گل چیدنی دارد	وله	ز روی لطف وهم جانب من دیدنی دارد
کمال عشق را نازم اثر کردست در طبعش		بحق دوستی از دشمنان رنجیدنی دارد
دلم از سیل غم نرفت ز جا	وله	کوه صبر و شکیب باید دید

آتش گل چه داغها که نکرد … جگر عندلیب باید دید

وله

فقر ا پادشاهان می باشند … افتخار دو جهان می باشند

عاشقان سوخته جان می باشند … شمع شان شعله زبان می باشند

وله

کسی ز آهوی وحشی شنیده است وفا … هلاک چشم تو گشتن سزای دل باشد

سعادت دو جهان رو بسوی او آورد … کسی که بر سر دولت سرای دل باشد

وله

تا که در معرکه عریان نشود … جوهر تیغ نمایان نشود

جوهر ذاتی هر کس دگر است … مور از تخت سلیمان نشود

وله

ابر دریا دل بدست گوهر افشان می رسد … گنجها در دامن امیدواران می رسد

خاکساریها ترا بر اوج رفعت می برد … تا بدامن هر کرا چاک گریبان می رسد

فیضها از روح پاک حضرت صائب بمن … در دکن هر لحظه از شهر صفاهان می رسد

وله

رنگ و بوی ز وفا نیست درین گلرویان … عاشق حسن کسی شو که وفائی دارد

معنی مصرع پیچیده زلفش فهمید … ناصر ما چه قدر فکر رسائی دارد

وله

رشتهٔ عمر ابد شاید بدست آورده است … هر کسی بر مرگ دشمن شادمانی میکند

عجز نازم که دارد این بزرگیها بخود … مور بر دست سلیمان کامرانی میکند

خاکساری سرفرازی عاقبت بار آورد … ذره بتاج پادشاهان کامرانی میکند

غنچه آسا هر کسی با گوشهٔ دل ساخته است … در بهشت جاودانی زندگانی میکند

گوهر شاهوار آخر از صدف آید برون … راز عاشق عاقبت در کوچها گل میکند

خوشنما باشد بزرگان را گران حلمی بحر … هرزه گردیهای کشتی را تحمل میکند

خسروا عشرت جاوید مبارک باشد … بزم آرائی جمشید مبارک باشد

آسمان جام هلالی ز رهِ عید نمود — وله — اختر عیش درخشید مبارک باشد

ز فیض بی‌ثمریهاست سرو در چمن آزاد — وله — فراغتست کسی را که او عیال ندارد

بزیر چرخ نشستن به تیر بال رسید — قفس خوش است بمرغی که پر و بال ندارد

محو کن نقش غیر را از دل — وله — عارف نقشبند می گوید

هر که نا محرم عشق گفت سخن — سخن ارجمند می گوید

رافت و عدل هر که پیشه کند — وله — صاحب چتر و تاج زر گردد

گرم و سرد زمانه میداند — همچو ماهی که بحر و بر گردد

قیمت و قدر فزون میشود از فیض سفر — وله — روشنان همچو گهر کی بوطن پروازند

بتان که چهرهٔ خود بی نقاب می سازند — وله — ز برق چهرهٔ دل ما کباب می سازند

رسد بوصل گهر رشته که تاب خورد — خوش آن گروه که با پیچ و تاب می سازند

خواهی که ترا گرد جهان نام برآید — وله — این نام چو خورشید ز انعام برآید

آرایش ظاهر نشود زینت باطن — از قند کجا تلخی بادام برآید

بما یک رشتهٔ زنار موی یار بس باشد — وله — بکار زاهدان این سبحهٔ صد دانه می آید

چون گل شگفته روی درین باغ میشود — کسب سعادت آنکه بوقت سحر کند

مانند برق زرد و فلک تازه می شود — از خود سفر کسی که ببال شرر کند

یوسف عزیز مصر نمیگردد ای عزیز — وله — تا چاشنی محنت زندان نمی کشد

گوهر بجای قطره بدریا فشاند ابر — طبع کریم منت احسان نمی کشد

نیست اکسیر دیگری به ازین — وله — خویش را خاکسار باید کرد

اعتباری ندارد این دنیا — حرف ما اعتبار باید کرد

بس خوردار از خاکسار بها
گر رضای خدا بود مطلب

گمنام چنان شدم که عنقا

دامان دست آرزویش پر گهر شود

عیسیٔ صفت بطارم خورشید جا کنند

حد ویش زین تصور می توانی کرد ای عاقل
کرم گستر بفرق بنده ناصر حضرت آصف

زہر آب داده ناوک مژگان خویش را

آنها که دل بحلقهٔ زنجیر بسته اند
مطعون خاص و عام همه مسلمین شوند

بخاکساری او رتبه فلک نبود

شمار درد من خاکسار ممکن نیست

از طپید نهای دلم تاثیر دیگر میدهد

یاد وش بود ز شربت جان در دهان لذیذ

آن شربت فنا که ز تیغ تو می چکد

الٰهی شرم رائے من نگهدار
چه دیروز و چه امروز و چه فردا

وله
زر کامل عیار باید کرد
راستی را شعار باید کرد

وله
راه بے پیرائے ماندارد

وله
دریوزه هر که از در شاه دکن شود

وله
آنها که ترک خلق برائے خدا کنند

وله
که اوضاع جهان کاهے چنین کاهے چنان باشد
الٰهی در جهان باشد سلامت در جهان باشد

وله
زخمی زند بسینه و ناسور می کند

وله
تار نگه بزلف گره گیر بسته اند
جمعی که دل بطعنه و تکفیر بسته اند

وله
کسے که بر در دلها دمے گدائی کرد

وله
حساب ریگ بیابان که می تواند کرد

وله
طائر جانرا ز شوق وصل و پر می دهد

وله
نامش بود ز شهد و شکر بر زبان لذیذ

وله
مارا بود ز آب خضر بیگمان لذیذ

وله
مکن رسوا حیائے من نگهدار
مرا باشد خدائے من نگهدار

از بسکه لازم سرداریست و هشیاری
مرو بخواب تو اے میر کاروان زنهار

وله
بنای خانهٔ دل استوار کن ناصر — مکن عمارت این تیره خاکدان زنهار

وله
هرچند من ز هر دو جهان دست شسته‌ام — هرگز نمی‌رود ز دلم آرزوی یار

وله
از خاکساری است بدل روشنی نصیب — آئینه صاف می‌شود از صیقل غبار

وله
گذشته‌ایم ز نیروی بازوی تدبیر — سپرده‌ایم عنان را بقبضهٔ تقدیر

وله
ترا صفائی دل از مطلب است پاک بسوز — برای آئینه خاکستر است چون اکسیر

وله
با وجود پخته مغزی همچو طفل نوسبق — می‌کنم مشق جنونی در دبستان بهار
نیست غیر از کشتی امن ناصر در جهان — ابرها امسال آورده است طوفان بهار

وله
قرب آتش خانمان پنبه سوخت — الحذر از قرب سلطان الحذر
خرمن پروانه یکسر سوخته است — الحذر از شمع خندان الحذر

وله
زیر فلک نباشد چون من نگاه کردم — در کوی خاکساری یک خاکسار دیگر

وله
هر درختی که شود خشک ز تاثیر هوا — غیر آتش بهر او ثمری نیست دگر

وله
بهند سلسلهٔ عشق سرپرست عمر — ازان ز بند تعلق مجرد است عمر
رفیق همدم و یار محمد است عمر — ز ما سوای محبت مجرد است عمر

وله
منکه از آدم بیابانم چه کار — با شراب و بزم و یارانم چه کار

وله
هرچه باشد عاقبت دارد باصل خود رجوع — میرسد آخر بدریا از ره سیلاب ابر
موج مژه ز روی سرشکم تا سر کیوان رسید — از خجالت پیش چشمم غرق شد در آب ابر

وله
مرا که هست دلم گرم با نوا دمساز — کباب شعلهٔ حسن است و شعلهٔ آواز

وله
بیا ناصر از راه صدق و یقین — بشو بندهٔ شاه گیسو دراز
هر شیخ بسرش دعوی شیخی باشد — خرمنت جبه و دستار نمانده است امروز

هر کرا می نگرم هست بدنیا مشغول | وله | دل وارستهٔ بیکار نمانده است امروز

ز راه و رسم صحبت اگر خبر داری | وله | ز خویش بگذر و با یار آشنائی ساز

هر بسر دشت جنون دیوانها بیهوده پُر | وله | غافل پابند را از سیر آن صحرا مپرس

هیجا نهال شاده و نهرا پی ندید کس | وله | بر خواست ابر باد و دم آب پی ندید کس

گذشت عمر بسودای زلف یار افسوس | وله | ز هر گذشت سینه بخشیم هزار افسوس

بود چو شام غریبان بهجر صبح وطن | | بغیر یار بود ماندن دیار افسوس

اخلاق نیک حاصل کس نشود ز کسب | وله | در سعی حسن نیکی اطوار خویش باش

شاد کردی تو خاطر ما را | وله | ای پری رو همیشه شادان باش

کار عالم از و می آید | وله | هر که باشد بفکر راحت خویش

چاک نمود سینه ام بند قبا کشادنش | وله | راست ربود تاب دل بدین کج نشستنش

بهر م پی غرضان سرنگون توانی شد | وله | خط نوشته اگر سید هی بچون غرض

ساغر بدست نغمه بلب شیشه در بغل | وله | ساقی رسید طرفه بساطان انبساط

پروانه وار بساغر می رقص می کند | وله | افروخت شیشه شمع شبستان انبساط

چهرهٔ گلگون او را شد خط خضر محیط | وله | گشت این دریای حسن و ناز از عنبر محیط

خاک و زر یکسان بود در دست صاحب همتان | | سیکند از خویش بیرون همچو کف عنبر محیط

شبنم همین دل نگرانست درین باغ | وله | گل نیز ز غم جامه درانست درین باغ

لب بسته سپرپوش ز ماتم شده سوسن | | با آنکه سراپای زبانست درین باغ

تیرباران حوادث بسکه دیده گشت سر | وله | صورت پیکان همه سبزه چو برگ خلاف

گردن تسلیم پیچم من از شمشیر او | | گر زند بر فرق و شگافد سینه تا بناف

تا گشته‌ایم از همه الفت فناے عشق — **وله** — در بسته‌ایم عمر ابد در بقاے عشق

دل را ز ما گرفته بجاے سپرده است — **وله** — زین بیشتر بما چه بود مدعاے عشق

گلگل شگفت گلشن بر بلبلان مبارک — **وله** — در جلوه گلعذاران بر عاشقان مبارک

آتش رخسار او سازد دل ما را کباب — **وله** — لعل شیرینش فشاند بر کباب ما نمک

شد مسخر دیار کرناٹک — نظم گشت کار کرناٹک

میکشد دل دیار کرناٹک — بیقوان گشت یار کرناٹک

بشکند قیمت زمرد را — جلوهٔ سبزه زار کرناٹک

خاک او حکم کیمیا دارد — حبذا اعتبار کرناٹک

زر و سیم است ہمچو ریگ روان — جا بجا در دیار کرناٹک

طعنه زد بر طلاے خالص مهر — زر کامل عیار کرناٹک

در خور تاج پادشاهان است — گوهر شاهوار کرناٹک

از حساب محاسبت برون — شجر میوه دار کرناٹک

هست در ظرف آبهاے لذیذ — شربت خوشگوار کرناٹک

دشت در روشنی تشکر راست — دیده ام گشت و کار کرناٹک

خال رخسار هفت اقلیم است — حسن سبز و بار کرناٹک

برده فوقیت از جلال آباد — در حلاوت انار کرناٹک

منتظم فتح نو ایم ناصر — باعث افتخار کرناٹک

پادشاها همای همت تو — زیر پر کرد فتح کرناٹک

بال بکشاد تا به تسخیرش — سیر کرد و فتح کرناٹک

نامهٔ فتح بادشاهی را — تاج سر کرد فتح کرناتک
نونهال مراد را ناصر — پر ثمر کرد فتح کرناتک

ولہ

بباغ جهان من گلی را ندیدم — که از نکهت مهر و الفت شمیدم

ولہ

رمد هر که از من ترا و من رمیدم — ز دامان دوست خود را کشیدم

ولہ

عشق بازی ز ازل کار من است — من کجا در کار دیگر مانده ام
گر چه گشتم خاک سوزم باقیست — زیر خاکستر چو اخگر مانده ام

ولہ

بسی سیر کردم بهار و خزان را — زبان گل و خار را می شناسم

ولہ

داغ عشقم کباب را مانم — تلخ کام شراب را مانم

ولہ

بسکه آئینه دار او گشتم — صفحهٔ آفتاب را مانم

ولہ

هر قدر رنگ خودی باخته ام — خویش را محرم او ساخته ام

ولہ

ناصر از فضل الهی فتح است — هر کجا من علم افروخته ام

ولہ

نوبهار ملک میسور است ما و باده ایم — بر بساط کامرانی داد عشرت داده ایم
تا کمر در خدمت بنت العنب بسته ایم — بر در میخانه شب تا سحر استاده ایم

ولہ

نوبهار آمد بصحرا میروم — از میان شهر رسوا میروم
خاکساری عاقبت آید بکار — تا بچشمش سرمه آسا میروم
هر کس شهید ناز تو گردید زنده شد — شمشیر تو ز آب بقا کرد نا رغم
این سایهٔ عنایت آصف که بر سرست — ناصر ز ظل بال هما کرد فارغم
چو در دهجر آزاری ندیدم — از این دشوارتر کاری ندیدم
بود هر خوب را زشتی مقارن — گلی در باغ بی خاری ندیدم

مثال آصف جم جاه ناصر	وله	امیر تازه گفتار بدیدم
گر ندارم بهتری شکر خدارا عمر بیست	وله	مجلس انس با رباب بهر داشته ام
بال پروازی اگر این شهر رسیده استم	وله	پای خود زین در هی خونخوار رمیده استم
قد آن نونهال را نازم	وله	پایهٔ اعتدال را نازم
بخشش جان تازه همی بخشد		اثر این مقال را نازم
ارتفاع جاه دنیا پست تر باشند رچاه	وله	در تلاش منصب سنجر نمی باید شدن
افراشت هر طرف که لوا لشکر دکن	وله	منصور شد بفضل خدا لشکر دکن
از بهر دفع سحر سیه مار و کفر و شرک		دارد بکف ز نیزه عصا لشکر دکن
عندلیب آسا بیک منقار نالان بیستم	وله	با نوا چون بند بندی بود اعضای من
زانکه در راه طلب نگذاشتم هرگز قدم		تو نیا شرمندگی دارد ز خاکپای من
خونین دلست غنچه ز رشک دهان تو	وله	گردید سرو بندهٔ سرو روان تو
چنانکه آب بطوفان گذشت از سرپل	وله	گذشت از سر من اشک آسمان بیتو
ای کائنات جمله نظر بر رضای تو	وله	تا مهر و ماه ارض و سما در ثنای تو
ای که خورشید صفت جلوه طراز آمده	وله	چشم بد دور که خوش ذره نواز آمده
بنوازش سر من بر سر افلاک رسان		بر سر لطف چو ای بنده نواز آمده
از لعل لبت بر سر گفتار رسیده	وله	از جیب صدف گوهر شهوار رسیده
دل را اسیر زلف سیه فام کرده	وله	این آهوی رمیده چسان رام کرده
ز دنیا گر ولایت برکنده باشی		قبول مردم دل از زنده باشی
بهار زندگانی گل کند گل		برنگ ابر گر بانده باشی

به طلب میرسی ز روزے یقین است ‏— ولہ — بسوئے او اگر پوینده باشی

گشتم فدائے طرز کمر بستن کسے ‏— ولہ — قربان شدم بناز خرامیدن کسے

شرمنده کرد سرو و گل و غنچه را بباغ ‏— خندیدن و شگفتن و بالیدن کسے

تا نه نشین چو خاک بدریا نمی شوی ‏— جوہر شناس گوہر و لیا نمی شوی

من رباعیاته

در بزم تو اسے ماہ بناز آمده ام ‏— مشتاق تو اسے بنده نواز آمده ام

از تابش خورشید قیامت چه غم است ‏— در سایۂ گیسوئے دراز آمده ام

من در حرم بنده نواز آمده ام ‏— ولہ — ز صدق و صفا وقت نماز آمده ام

از صبح بود کلام من روشن تر ‏— از روئے ارادت به نیاز آمده ام

نامی ۔ مولوی حاجی تراب علی خیرآبادی

نامی تخلص ۔ تراب علی نام ۔ عباسی الاصل ہیں آپکا وطن خیرآباد ہے ۔ سن شعور کے بعد آپنے کتب معقول و منقول مولانا عبدالواحد و مولوی غلام امام کی خدمت میں ختم کیں ۔ اور کلام کی مشق میرزا قتیل کی خدمت میں کیں ۔ تحصیل سے فارغ ہونے کے بعد تلاش معاش میں کلکتہ گئے ۔ حکام برطانیہ کے ہمراہ ایران و عراق عجم کی خوب سیر کی سیر و سیاحت سے مراجعت کر کے مدراس میں آئے ۔ کمپنی کے مدرسہ میں مدرس ہوئے چند مدت بسر کر کے حرمین شریفین کی زیارت کو گئے ۔ مراجعت کے وقت مقام پٹن میں ۱۲۸۱ ہجری میں فردوس بریں روانہ ہوئے ۔ آپ عالم فاضل جامع العلوم تھے نیک محضر و نیک سیرت تھے ۔ خوش تقریر خوش تحریر تھے ۔ شعر و شاعری سے

دلچسپی رکھتے تھے - جو کچھ موزون فرماتے تھے خوب مرغوب ہوتا تہا

من اشعارہ الفارسی

سحر از جنبش شمشاد دگرگشت چمن
باد م آمد روش قامت دلجوی کسے

ہر زبان دست کشان می بردم جذبۂ عشق
از پئے سجدہ بطاق خم ابروئے کسے

نیست از بخت بدم چشم امید آنکہ بود
دست در دست و سرم بر سر زانوئے کسے

ناجی - سید اصغر حسین

ناجی تخلص - سید اصغر حسین نام - آپ میر صلابت علی کے صاحبزادے ہین
آپکی نسب کا سلسلہ دیانت خان مرحوم عالمگیری سے منتہی ہوتا ہے آپکے بزرگان سلف
تیموریہ سلاطین کی ملازمت مین خدمات بزرگ پر مامور رہے ہین - جاگیرات و خطابات
و صلات سے سرفراز - آپکے والد ماجد میر صلابت علی صاحب علم و فضل تھے اور خاص
علم محاسبہ مین کمال مہارت رکھتے تھے - اور انتظام مہمات ملک سے خوب باخبر تھے ریاست
حیدرآباد مین امرائے دولت کے نزدیک امانت گزار و دیانت دار مانے جاتے تھے - منیر الملک
بہادر و سعید الملک بہادر و راجہ راو رنبہا جیونت بہادر وغیرہ نے اپنے جاگیرات کا انتظام
انہین کے تفویض کیا تہا اور خاص نواب خانخانان بہادر کے جاگیرات کا انتظام بہی
انہین کے اہتمام مین رہا تہا - نہایت خوش اخلاق و نیک نیت تھے - اقربا و احباب
کے ساتھ حسن سلوک فرماتے تھے - سادات و زائرین کی بہی خدمت کرتے تھے - آپنے
ایک مسجد چادرگھاٹ مین موسیٰ ندی کے کنارے بنائی اور اسکے تحت مین ایک دوکان
بہی تعمیر کرادی تاکہ اسکا کرایہ مسجد کے ضروری مصارف مین آوے - آخر عمر مین حج

وزیارت سے مشرف ہوکر کربلاے معلی مین اقامت اختیار کی تہی سنہ ۱۳ ہجری مین
مین فوت ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون حضرت ناجی صاحب مصداق
الولد سر لابیہ والد مرحوم کے قدم بقدم مین بلکہ بہ از پدر۔ اہل بنا صب کے زمرہ
مین شریک ہین۔ اور نواب فخر الملک بہادر معین المہام عدالت و کوتوالی کے معتمد
خانگی ہین۔ نواب صاحب کی جاگیرات کا انتظام اپنے جد و پدر کی طرح سے کرتے ہین
دیانت و امانت کو اپنا رفیق کہتے ہین۔ نواب صاحب آپکی بہت عزت و آبرو کرتے
ہین۔ اور وقتاً صلات و کرم سے بہی سرفراز فرماتے ہین آپکو ابتدائے عمر سے شاعری
کا شوق رہا ہے۔ آپکا کلام اردو فارسی دونون زبان مین سنجیدہ و پسندیدہ ہوتا ہے
آپکی طبیعت قدرتاً شعر و شاعری کے مناسب تہی۔ میدان سخن سنجی مین خوب جولانی
کرتی ہے۔ خاص اس فن مین آپکی مہارت اس درجہ بڑہ گئی کہ معاصرین و اقران
آپکو استاد سمجہتے ہین آپکے کلام مین میر کا انداز معلوم ہوتا ہے آپکے تلامذہ شہر مین
اکثر ہین۔ آپکی اصلاح سے کلام کو درست کرتے ہین۔ ابتدا مین غزلیات کا شوق
تہا آخر غزلیات کو ترک کیا۔ قصائد مدحیہ و مراثی کہنے لگے۔ اور تواریخ گوئی مین
ید بیضا رکہتے ہین۔ تہنیت و تعزیت مین فی البدیہہ موزون فرماتے ہین۔ بعض جناب
کی زبانی معلوم ہوا کہ صاحب دیوان ہین۔ فی زماننا بسبب ضعف بدن و ناتوانی تن
صاحب فرش ہین۔ خانہ نشین و عزلت گزین ہین عالیجناب نواب فخر الملک
بہادر بدستور قدیم ماہوار معتمدی عطا فرماتے ہین۔ اب مین آپکے کلام سے چند
قطعات تاریخیہ گزارش کرتا ہون تاکہ شائقین کو مطالعہ سے لطف حاصل ہو جائے
فقیر مولف کو بجز قطعات تاریخیہ کے کلام دستیاب نہین ہوا۔ لہذا صرف قطعات پر ہی اکتفا کیا

تاریخ انتقال نواب مختار الملک اول

خسرو خاور برآمد سر برہنہ بر فلک | گرد چون سفر سوئے عدم سالار جنگ
گفت ناجی عیسوی سال وفات غم فزایش | شد سوئے خلد روح پاک سر سالار جنگ

تاریخ کدخدائی میر قربان حسین

نوشاہ بحمد اللہ قربان حسینم شد | از لطف ولی اللہ و زامداد رسول اللہ
بنمود رقم ناجی این مصرع تاریخش | قربان حسینم شد نوشاہ بحمد اللہ

قطعہ تاریخ تسمیہ فرزندان نواب فخر الملک بہادر

زہے تقریب بسم اللہ خوشا عشرت تجملوں کی | قبا پہنے کوئی زرین ہے اور کوئی ستارونکی
بصد حسرت فلک دیکھے نہ کیونکر چشم انجم سے | کہ بزم عیش ہیرونکی ہے محفل نامدارونکی
ہوا کرتے ہین عشرت مین بسر دن عیش مین راتین | کبھی مجمع عزیزونکا کبھی صحبت ہے یارونکی
خدا نواب فخر الملک کو قائم رکھے دائم | فزون ہو خضر سے بھی عمر سے عمر انکے پیارونکی
یہہ دونو نونہال گلشن زہرا و حیدر ہین | رہین خرم برآمین انسے امیدین ہزارونکی
نیے ہر ایک دولہا اور دولہن کو بیاہ کر لائین | رہے سہرون مین چہرے چاند سے ہون چھاؤن تارونکی
خیال سال تاریخ آیا جب سن سنہ سکو کا | کہا ناجی نے بسم اللہ ہوئی گلعذارونکی

نعمانی ۔ محمد عبد الجلیل رامپوری

نعمانی تخلص ۔ محمد عبد الجلیل نام ۔ آپکے نسب کا سلسلہ حضرت امیر المومنین ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے منتہی ہوتا ہے ۔ آپکے بزرگان سلف مشاہیر علما سے گذرے ہین آپکا مولد و مسقط الراس ریاست مصطفی آباد عرف رامپور ہے ۔ آپنے

بتاریخ ۲۷ ربیع الاول روز دوشنبہ ۱۲۷۹ھ ہجری مین ابتدائی تعلیم اپنے ماموں مولوی
عبدالرزاق ناصر خوشنویس ریاست سے پائی۔ اور فارسی کی تکمیل مولانا احمد علی استاد
والی ریاست سے کی اور کتب درسیہ علوم معقول و منقول متعدد اساتذہ کی خدمت
مین تحصیل کین۔ اور آخر مین تحصیل کی تکمیل مولانا حافظ مفتی محمد ارشاد حسین صاحب
مجددی نقشبندی فاروقی رام پوری سے کی تحصیل و تکمیل کے بعد آپکو سیر و سیاحت
و درس و تدریس کا شوق ہوا۔ وطن سے برآمد ہو کے دہلی مین چند مدت رہے اور دہلی
ضلع پیلی بہیت اور وہان سے بنگلور ملک میسور مین آئے۔ ہر ایک مقام مین آپکے
پاس طلبہ کا مجمع رہتا تہا۔ آپ صبح سے شام تک اسی شغل مین مصروف رہتے تہے اور عامۂ
خلائق کو وعظ و نصائح سے فائدہ پہنچاتے تہے ۱۳۰۸ھ ہجری مین بلدہ حیدرآباد مین
وارد ہوئے یہان بہی آپکا وہی کام درس طلبہ رہا چنانچہ ۱۳۰۹ھ ہجری مین ڈاکٹر غلام دستگیر صاحب
چشتی قادری خلیفہ شاہ سلیمان صاحب تونسوی کے مکان پر واقع روبرو بنگلہ مفتی جملہ آیات
احکام قرآنی کا وعظ شروع کیا۔ شائقین و سامعین کا مجمع کثیر ہوتا تہا۔ تمام آپکے
بیان سے مستفید ہوتے تہے۔ اور ڈاکٹر صاحب آپکی بہت خاطر و مدارات کرتے تہے
اور آپ سے تصوف کے رسائل بہی ملاحظہ فرماتے رہے چند روز اسی شغل مین گذر گئے
بعد ازان مولانا محدث محمد سعید صاحب مفتی ہائیکورٹ نظام نے صاحب ترجمہ کو
اپنے پاس بلایا۔ اور تفسیر قرآن مسمی بہ فیض الکریم کی تالیف مین شریک فرمایا۔ مولانا
نعمانی صاحب نہایت خوشی سے تفسیر کی تالیف مین مفتی صاحب کے معین و مددگار
ہوئے۔ یہہ تفسیر اردو زبان مین تیار ہو رہی تہی۔ دہم پارہ سے بست و سوم پارہ تک
تیار ہو چکی۔ مگر ختم ہونے سے اول ہی مفتی صاحب نے اس عالم فانی سے ملک جاودانی کی طرف

رحلت کی تفسیر ناتمام رہگئی۔ سنہ ۱۳۱۴ ہجری مین صاحب ترجمہ نے امداد تکمیل کیلئے بذریعہ نواب افسر الملک بہادر اعلیحضرت قدر قدرت میر محبوب علیخان نظام الملک آصفجاہ ششم کی ملاحظہ مین پیش کیا تہا اعلیحضرت نے ارشاد فرمایا کہ یہہ تفسیر کا تکمل ہونا ضروری ہے۔ لیکن پہر کسیکی جرأت نہوی کہ یاد دہانی کرے۔ سنہ مذکورہ مین نواب افسر الملک بہادر نے آپسے بعض کتب عربیہ ملاحظہ کین۔ پہر تہوڑی ہی مدت کے بعد مدرسۂ آصفیہ واقع ملک پیٹہ مین دینیات کے پڑہانے کے لئے مقرر ہوئے۔ مدرسہ مین دس سال تک تعلیم مین مشغول رہے۔ طلبہ آپکی تعلیم کی بدولت مسائل دینیہ سے خوب واقف ہوئے۔ پس ازان ایسے اسباب پیش آئے کہ آپ مدرسہ سے مستعفی ہوئے گوشہ نشین و متوکل تہے۔ پہر آپ نواب غلام محمد غوث خان کی عنایت و قدردانی سے سمستان نارائن پور مین امور مذہبی کے انجام و اہتمام کے لئے مامور ہوئے۔ چند سال سے مفوضہ کام کو عمدہ طرح سے انجام دے رہے ہین۔ مولانا مغتنمات سے ہین آپکو درس و تدریس کے علاوہ تالیف و تصنیف کا نہایت شوق ہے۔ علوم و فنون مین متفرق رسائل و کتب تالیف کر چکے ہین۔ اکثر آپکے رسائل مطبوع ہوکے شایع ہو چکے ہین۔ آپکے موالفات کی تعداد اسی سے زائد ہے۔ فی زماننا بہی تالیف کا سلسلہ جاری ہے۔ باوجود تعلق ملازمت و شغل درس و تدریس و تالیفات شعر و شاعری سے بہی رغبت رکہتے ہین۔ آپ قدرتًہ موزون الطبع ہین۔ اپنی موزونی طبع سے کلام کے اقسام قصائد و غزلیات و قطعات و رباعیات و مثنویات و معمات وغیرہ موزون فرماتے ہین۔ اور تاریخ گوئی مین بے نظیر۔ بداہتہً موقع و محل پر واقعات کے مطابق کہتے ہین۔ طرفہ یہہ بات ہے آپکو تلمذ بجز اپنی طبیعت کے کسی استاد سے

نہین ہے۔ آپ جو کچھہ موزون فرماتے ہین مرغوب خاص و عام ہوتا ہے۔ فقیر مولف نے
آپکے بعض رسائل دیکھے۔ واقع ہین قابل قدر و تحسین ہین۔ چونکہ آپکی تالیفات کی
تفصیل مع شرح لکھنا طوالت سے خالی نہین تھا اسوجہ سے فقیر مولف نے صرف
انکی تعداد پر اکتفا کیا۔ میرے نزدیک فہرست اسمائے رسائل بدون شرح ہر ایک کا
لکھنا بیکار ہے۔ لہذا قلم انداز کیا۔ جناب نعمانی صاحب معذور سمجھہ کے معاف فرمائینگے
منجملہ اسی کتب کے ۵۴ کتب شایع ہوچکی ہین انمین ۱۳ رسائل منظوم ہین۔ اب ہین
آپکے اشعار سے بطور نمونہ ایک رباعی اور چند فقرے تاریخی ذیل مین گذارش کرتا ہون

جو سب سے ہو بد مین ایسے بد سے زائد	ہے میری بدی اگرچہ سب سے زائد
بخشائش رحمت ہے حد سے زائد	مانا کہ یہہ سب سہی مگر سچ یہی نہین

اور آپنے اعلیحضرت بندگان عالی خلد اللہ ملکہ کی مراجعت دربار قیصری دہلی سے
خیر مقدم مین ایک رباعی لکھی مقبول خاص و عام ہوی۔ **ھو ھذا**

اس طرح کہ جیسے روح تن مین آئے	سرکار سفر کرکے وطن مین آئے
دہلی سے حضور اب دکن مین آئے	جان کرکے نثار خود رعایا نے کہا

تاریخی فقرات

دربار قیصری دہلی خسروی۔ سنہ ۱۹۰۳ء پندرھوان جلسہ سالانہ محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس
مولوی مہدیعلیخان محسن الملک نے کانفرس کی رپورٹ مین اسی فقرہ کو درج کیا۔
ہمیشہ کے لئے یادگار ٹھہرایا۔

نصرت۔ عباس قلیخان

نصرت تخلص۔ عباس قلیخان نام۔ مجمع الفصحا کے مولف نے لکھا دکنی الاصل ہے

خاقان زمان کے عہد مین ایران مین آیا۔ اور زیارت کے لئے گیا۔ خطاط تہا۔ خط نسخ مین متوسط الطبع تہا۔ شعر و شاعری مین دلچسپی رکہتا تہا۔ من اشعارہ ہذا انتہی کلامہ

زبیم آنکہ دوران شایدم از وی جدا سازد	بروبش ہر نگاہ من نگاہ آخرین باشد
عقدہ در کار من از آبلہ پا افتادہ	سخت وا ماندہ ام اے خار بیابان مددے

نوائے ۔ سید عزیز

نوائے تخلص۔ سید عزیز نام۔ مجمع الفصحا نے لکہا کہ ۱۲۲۹ھ ہجری مین ہند سے ایران بغرض زیارت آیا۔ من اشعارہ ہذا انتہی کلامہ۔

دستے بدوش غیر نہاد از سر وفا	مارا چو دید مستی پارا بہانہ ساخت

واصف ۔ مولوی محمد مہدی

واصف تخلص۔ محمد مہدی نام۔ آپ محمد عارف الدینخان رونق کے فرزند ہین تذکرہ گلزار اعظم کے مولف نے لکہا کہ آپکی ولادت ۱۲۱۷ھ ہجری مین مدراس مین واقع ہوئی۔ آپنے نشو و نما بہی وہان کی آب و ہوا مین پایا جب آپ سن شعور کو پہنچے تب آپنے اولاً کتب درسیہ فارسیہ والد ماجد کی خدمت مین ختم کین۔ اور آپ کو علوم عربی کے تحصیل کا شوق پیدا ہوا۔ علمائے مدراس کی خدمت مین کتب درسیہ عربیہ سے بہی فراغت حاصل کی۔ عربی و فارسی سے فارغ ہونے کے بعد آپکے دل مین زبان انگریزی سیکہنے کا بہی شوق ہوا۔ انگریزی شروع کی تہوڑے ہی مدت مین ایسی لیاقت و استعداد حاصل کی کہ انگریزی مین اہل زبان کے ساتہ باہم مکالمہ مکاتبہ کرنے لگے رفتہ رفتہ

انگریزی مین مستعد ہو گئے اور ایام خورد سالی مین والد ماجد کے ساتھ وطن سے برآمد ہوئے اضلاع مدراس مین سیر و سیاحت کرتے رہے پھر ستره برس کی عمر مین وطن مالوف مین آئے۔ بذریعہ مولوی تراب علی صاحب نامی مدرسہ کمپنی مین نوجوانان اہل فرنگ کی تعلیم کے لئے ملازم ہوئے۔ درس و تدریس مین تخمیناً ستره برس تک مصروف و ملازم رہے آخر نوکری سے دست بردار ہوئے گذرا و قات کے لئے معاش معتدبہ حاصل کر لی تھی پس معاش محصلہ پر قانع و صابر ہو کے تدریس طلبہ و تالیف و ترجمہ رسائل مین ہمہ تن مصروف ہوئے۔ اسی اثنا مین ترچناپلی جانیکا اتفاق ہوا۔ وہان مولوی سید جام عالم واعظ سے ملاقات ہمدست ہوئی حسن عقیدت و ارادت سے آپکے مرید و خلیفہ ہوئے۔ قادریہ طریقہ کی اجازت و خلافت حاصل کی۔ سنہ ۱۲۶۳ ہجری مین میر مجلس شعرا کے توسل سے مشاعرہ اعظم مین شریک ہوئے اور سرکار اعظم جاہی مین معزز و مکرم رہے آخر محکمہ عالیہ مین مترجمی کی خدمت پر مامور ہوئے آپ صاحب التالیف و التصنیف تھے۔ **من تالیفاته** ۔ دلیل ساطع۔ دلیل الشعرا۔ گلزار عجم۔ مختصر برہان قاطع املا نامہ واصفی۔ تذکرہ معدن الجواہر۔ ترجمہ اول جلد در مختار۔ ترجمہ آداب الصالحین خلاصۃ التکمیل در عقائد۔ تحسین اخلاق۔ مطلوب الاطبا ترجمہ موجز۔

آپ نہایت ذکی الطبع و ذہین تھے۔ سخن گو و سخن فہم۔ کلام کے نقاد و جوہری تھے شعرائے قدیم و جدید کے اشعار پر رد و قدح فرماتے تھے آپکے بعض اعتراضات بجا و درست ہوتے ہین اور بعض بیجا و نادرست۔ **من اشعاره الفارسی**

بسکہ کاہیده شود مانند خارے تن مرا	تا شود خاک ره آن یار پیراہن مرا
کشتی جان تا در آب تیغ او افگنده ام	باد بانے گشتہ موج جوہر پیراہن مرا

گردش چشم سیاہش سرمہ آواز شد	وله	چون ستمہائے رقیبان کرد فریاد ہی سرا
ناجہایم را کز آب چشم من گردیدہ تر		با دکن غیر از جواب خشک کے وادی ہی سرا
چو آن سرو چراغان کز ہوائے شعلہ ہی باشد	وله	نہال قامتم بالیدہ شد از گرمیٔ تب ہا
دیدم چو صبح تیغ جگرگون آفتاب	وله	دریافتم علامت شبخون آفتاب
عاشق کہ شکرین دہنت را چو پستہ گفت	وله	تشبیہ تازہ بزبان شکستہ گفت
حیف باشد چارہ عریانی مجنون نکرد	وله	آمدہ با این فراخی دامن صحرا عبث
خدا بہ عشق نظر کن کہ پس از مردن من	وله	خاکم آویختہ با دامن جانان گستاخ
تا گنج روانی بمن اید دوست ہوس شد	وله	ذکر تو بپاکی گہر تار نفس شد
جواب بخت من نخواہد دید بروئے انقطاع	وله	رشتہ آمال صرف پردہائے خواب شد
در شوق بوسہ لب او خوردن دلم	وله	باشد برنگ شیر و شکر در جہان لذیذ
کسیکہ از تو سپردہ رہ عدم بر تیغ	وله	نہاد اساس حیات خود اے صنم بر تیغ

حرف واو

ولی - محمد شمس الدین اورنگ آبادی دکنی

ولی تخلص - محمد شمس الدین نام - خاندان مشائخ قادریہ سے تہا - اُسکی تخمیناً ولادت سنہ ۱۰۷۹ ہجری کے آخر شہر اورنگ آباد دکن مین واقع ہوئی نشو و نما بہی اسی مین کی آب و ہوا مین ہوا - ابتدائی تعلیم کے بعد بیس برس کی عمر مین تحصیل علوم کا شوق دلمین پیدا ہوا خاندان و خانمان و وطن سے جدا ہوکے سفر اختیار کیا - اُس زمانہ مین احمد آباد گجرات دار العلم تہا - وہان مولانا وجیہ الدین العلوی الگجراتی المتوفی سنہ ۹۹۹ کا مدرسہ مشہور تہا

ہند مین بغداد کے مدرسہ نظامیہ کا ہم پلہ تہا۔ دور دور سے طلبہ جوق جوق آتے تہے
مدرسہ مین داخل ہوکے علم و فضل سے کامیاب ہوتے تہے۔ ولی بہی دکن سے احمد آباد
گجرات مین آیا۔ اور مدرسہ مین فروکش ہوا۔ طلبہ کے زمرہ مین شریک ہوا۔ مدت تک
علوم ظاہری و باطنی کی تحصیل مین مشغول رہا۔ چند سال کے بعد بقدر ضرورت استعداد
ولیاقت حاصل کر کے علوی خاندانین خانقاہ کے سجادہ نشین سے طریقۂ قادریہ شطاریہ
مین بیعت کی پہر اپنے اصلی وطن اورنگ آباد دکن مین مراجعت کی اعزہ و احبا کی ملاقات
سے محظوظ ہوا۔ آزادانہ مشرب درویشانہ مذہب کہتا تہا۔ صلح کل کے طریقہ پر چلتا تہا
قناعت پسند و متوکل مزاج تہا۔ دنیا و ما فیہا سے متنفر تہا۔ گوشہ نشینی و تنہائی کو
پسند کرتا تہا۔ صوفی المشرب ہونیکی وجہ سے ہمیشہ کتب تصوف مطالعہ مین رکہتا تہا
شعرا کے دواوین و مثنویات کو اوراد و وظائف کی طرح حفظ کرتا تہا۔ طبیعت مین موزونی
خداداد تہی۔ زور طبیعت و قوت فطرت سے ریختہ گوئی کا فن ایجاد کیا۔ اور ریختہ مین
ایسے ایسے استعارے اور کنائے لائے کہ سننے والے حیران ہوے۔ اور ایسی ایسی تشبیہین
اور نظیرین لکہین کہ دیکہنے والے تصویر بنگئے۔ اکثر تذکرہ نویسون کا اتفاق اسبات پر
ہے کہ ولی عالم ریختہ گوئی کا آدم اور اس فن جدید کا استاد مقدم ہے۔ اور اہل زبان نے
اس ایجاد کی وجہ سے دکن کا نام ہند کے صوبون مین بڑی عظمت و عزت سے لیا ہے
اور مورخین نے دکن کے شعرا کا نام طبقۂ اول مین لکہا ہے۔ ہم دکنیون کو ولی کے نام پر
فخر کرنا چاہئیے یہ ولی ہی کی کرامت ہے کہ اہل ہند دکن کا لوہا مانتے ہین اور دکن کی
استادی کا اقرار کرتے ہین۔ بعض نے کدورت نفسانی کی وجہ سے اہل دکن کو حقارت کی
نظر سے دیکہا ہے اور دکنی زبان پر منہ چڑایا ہے مگر جو منصف مزاج تہے انہون نے لکہا ہے کہ

اوائل میں ہند میں دلی اور دکن دو ہی مقام کی زبان ریختہ درست تھی۔ ہاں تلفظ
و لہجہ میں مابہ الامتیاز تھا۔ دلی کی زبان ہمیشہ خراط پر چڑھتی رہی اور اہل زبان
اُسکی درستی کی فکر کرتے رہے رفتہ رفتہ نہایت ہی صاف و درست ہوگئی۔ اور
دکن میں کسی نے اس زبان کی درستی کے طرف توجہ نہیں کی اس وجہ سے دکن کی زبان
صاف و درست نہیں ہوئی۔ ابتک دکن کے قصبات و بلاد میں دلی کی زبان مستعمل
ہے دکن کی استادی دلی کے نام لکھی گئی۔ دلی والے دکنیوں پر بڑھ گئے جیسا کہ ابتدا میں
اہل اسلام نے یونان کے علوم و فنون کو زندہ کیا۔ یورپ و افریقہ میں علوم و فنون کی نہریں
جاری کیں۔ اور مدارس و کتبخانے دیار و امصار میں قائم کئے۔ مدارس میں طلبہ اہل اسلام
و غیر اسلام مساوی درجہ میں ہوتے تھے مابہ الامتیاز نہ تھا۔ تعلیم و تربیت میں بخل نہ تھا
اکثر اہل یورپ مدارس اسلام سے مستفید و فیضیاب ہوئے ہیں۔ اور اہل اسلام کی فیض بخشی
سے سیراب و شاداب ہوئے ہیں۔ اور اہل اسلام کو استاد مانتے ہیں۔ یہ اُن کی اولوالعزمی
اور عالی ہمتی ہے کہ ہماری اُستادی کا اقرار کرتے ہیں۔ نہیں تو ہم ننگ خاندان فی زمانا
اس خطاب کے لائق نہیں ہیں۔ واقعہ میں جو شاگرد تھے رفتہ رفتہ استاد ہوئے اور جو
اُستاد تھے شاگردی کے بھی لائق نہیں رہے۔ زمانہ میں اسیطرح کے انقلاب ہوتے ہیں
اور آیندہ بھی ہوتے رہیں گے یہہ انقلاب تقدیری ہے تغیر و تبدل فطری ہے بمصداق
تلک الایام نداولہا۔ تو ایسی حالت میں کسی پر لعن و طعن نہیں کرنا چاہیئے۔

دلی شاعر پر گو تھا۔ ہمیشہ کلام کی شیرازہ بندی کرتا کبھی قصیدہ لکھتا اور کبھی غزل و مثنوی
موزون کرتا۔ کبھی مستزاد و مخمس میں طبع آزمائی کرتا کبھی رباعیات و قطعات میں
جولانی طبیعت دکھلاتا کبھی مثنوی ترجیع بند میں رجوع ہوتا تھا متواتر اسی شغل میں

مشغول رہا۔ رفتہ رفتہ ان تمام طبع زاد کا ایک ذخیرہ ہوگیا۔ پھر اُسکو اسبات کا خیال ہوا کہ کل مجموعہ کو حروف تہجی پر ترتیب دینا چاہیے۔ گلہائے متفرقہ کا گلدستہ بنانا چاہیے اوراق متفرقہ کا شیرازہ باندھنا چاہیے۔ ترتیب دیوان کی طرف متوجہ ہوا۔ تھوڑے ہی عرصہ مین دیوان مرتب کیا۔ ارباب جلسہ و معاصرین کی خدمت مین پیش کیا۔ سب نے دیوان کو بڑی عظمت و بزرگی کی نظر سے دیکھا۔ تاج مرصع کی طرح سر پر رکھا۔ پھر ولی دوسری مرتبہ اورنگ آباد سے احمد آباد گجرات آیا۔ اور دیوان مرتبہ کو بھی ہمراہ لایا۔ گجراتی شعرا دیوان کو دیکھکر نہایت ہی خوش ہوئے عظمت سے آنکھون پر رکھنے لگے۔ معاصرین مین ولی کی شہرت اعلی درجہ کو پہنچی۔ اکثر ولی کی کرامت کے قائل ہوئے ہند کے اطراف و جوانب مین ولی کے شعر و سخن کے چرچے ہونے لگے غزلین قوال و گوئے گانے لگے بعض نے لکھا کہ بیشک ولی کی جسقدر تعریف و تحسین کیجائے بجا ہے۔ ہند مین یہی پہلا شاعر ہے جس نے ریختہ مین دیوان کامل مرتب کیا۔ یہی پہلا موجد ہے جس نے رنگین مضامین لکھے۔ سب معاصرین نے اُسکو استاد سخن مانا۔ موجدین کی فہرست مین اُسکا نام اول لکھا۔ فقیر مولف کہتا ہے کہ ولی کو ریختہ مین پہلا شاعر و موجد قرار دینا درست نہین اس لئے کہ دکن مین ولی سے ایکصدی قبل ریختہ مین سلطان قلی قطب شاہ بانی سلطنت قطب شاہیہ کا دیوان اور اُسکے برادرزادے محمد قطب شاہ کا بھی دیوان مرتب ہو چکا ہے دونون دیوان فقیر مولف کے پاس موجود تھے افسوس موسی ندی کی طغیانی مین غرق آب ہوگئے۔ دیگر فی زماننا مین نے نواب مختار الملک مرحوم کے کتب خانہ مین وہی دو دیوان خوشخط دیکھے موجود ہین۔ اِنْ کُنْتَ شَائِقًا فارجع الیہ

ولی احمد آباد گجرات مین ایک سید زادہ مسمی ابو المعانی سے نہایت محبت رکھتا تھا

لوگ اُسکی محبت کو عشق سے تعبیر کرتے تھے ہمیشہ سید صاحب کی رضا کا جویا اور اُنکی
مدح و تعریف مین گویا رہتا تہا۔ ہر وقت اُنکی خدمت مین سایہ کی طرح ہمراہ۔ ایک لحظہ
جدائی کو گوارا نہین کرتا تہا اتفاقاً اُنہین دنون مین سید صاحب نے بزرگان دلّی و
دسرہند کی زیارت کا ارادہ کیا۔ ولی بہی ہمرکاب ہوا۔ اُسوقت محمد شاہی زمانہ عروج پر تہا
ترقی و عیش کا ستارہ اوج پر تہا۔ ولی سید صاحب کے ہمراہ دلّی مین پہنچا۔ دیوان مرتبہ بہی
ہمراہ تہا۔ ولی کی شہرت ہوئی شعرائے معاصر نے بہی ولی کی خبر پائی جوق جوق ملنے کو
آئے نہایت محبت و اخلاق سے ملے مہمان کی بڑی خاطر و تواضع کی۔ سب نے شعر
و سخن کی داد دی منصف مزاج و حق پسند تھے کلام سے مستفید ہوئے۔ دیوان مرتبہ کو
بڑی عظمت و شان سے دیکہا۔ کثرت محبت سے سر و آنکہون پر کہا۔ پہر دلّی مین ولی کے
دیوان کی شہرت ہوئی۔ شعرائے معاصرین موجودہ نے بڑی قدردانی کی۔ سب نے کمال
شوق سے عزت کے ہاتہون پر لیا۔ اور نہایت ہی عظمت سے آنکہون پر رکہا۔ دلّی کے
کوچہ و بازار مین ولی کی غزلون کے چرچے ہونے لگے قوال صوفیون کی مجلسون مین
گا گا کے بجانے لگے مشائخ و صوفی سُننے سے لذت اُٹہانے لگے۔ ارباب نشاط کی زبان پر بہی
اُنہین کی غزلین جاری ہوئین سُننے والون پر وجد و حال کی کیفیتین طاری ہوئین
شعرا موجودہ کے دلون مین دیوان بنانیکا جوش و ولولہ پیدا ہوا۔ ہر ایک ولی کی طرز
پر غزلین مرتب کرنے لگا تہوڑے ہی عرصہ مین اکثر دواوین مرتب ہوگئے۔
اُس زمانہ مین دلّی مین سید سعد اللہ گلشن تخلص مشائخ نقشبندیہ مین ایک بڑے بزرگ
تھے۔ ولی آپکی خدمت مین مستفید ہوا ہے کسیقدر آپ سے فیض باطنی بہی پایا اور آپ کے
فرمانے سے اپنے کلام کو دلّی کی بول چال مین ترمیم کیا۔ یہی وجہ ہے کہ مجکو ولی کے کئی دیوان

قلمی دستیاب ہوئے ہیں۔ انہین اکثر اشعار باکل گر مختلف معلوم ہوتے ہین۔ بعض مین
ٹھیٹ دکھنی رنگ و بو ہے اور بعض مین ہندی خوشبو ہے معلوم ہوتا ہے کہ پورا دیوان
دلّی کے محاورہ مین نہین لکھا متفرق غزلین لکھی ہین۔ اُسوقت ہندوستان مین دو ہی
مقام کی یعنی دلّی و دکن کی زبان مستند و معتبر سمجھی جاتی تھی۔ دکن کی زبان کو دلّی کی
زبان سے مقابل ہونا تغلق شاہ و عالمگیر بادشاہ کی بدولت نصیب ہوا تھا۔
دکن سلاطین بہمنیون کے زمانہ مین علما و شعرا و مشائخ کا مورد تھا۔ اکثر علما توران
و ایران سے و اکثر شعرا دیار و امصار سے و اکثر مشائخ عرب عجم سے دکن مین آئے ہین
سلاطین بہمنیہ ان بزرگون کی بڑی قدر و منزلت کرتے تھے۔ علما و شعرا کو معزز عہدے
عطا کرتے تھے بیجاپور و احمدنگر و حیدرآباد و بیدر و برار مین بڑے بڑے مدرسہ تھے اکثر
طلبہ فارغ التحصیل نکلتے تھے۔ اب تک تاریخی تصدیق کے لئے مدارس کے کھنڈر باقی ہین۔
بیدر کا مدرسہ موجود ہے اُسمین تعلقدار کی کچہری ہوتی ہے حیدرآباد کا مدرسہ جو قلعہ کے
باہر لنگر حوض کے قریب تھا مسمار ہو گیا۔ مدرسہ کا باغ و مسجد موجود ہے اور احمدنگر کا مدرسہ
بھی اب تک قائم ہے۔ اب اُسمین محرم مین علم ٹھہرا کرتے ہین اور وہ کوٹلہ کے نام سے مشہور ہے
علیٰ ہذا القیاس ہر ایک مقام مین آثار و رسوم باقی ہین کہ از در و دیوار شکستہ
آثار پدید است صنا دید دکن را کہ یہ بزرگ کیا عرب و کیا عجم دکن مین ایسے جمے کہ گھر کر بیٹھے
متوطن ہو گئے تھے۔ اور دکنیون کے ساتھ شیر و شکر کی طرح مل گئے تھے اور ایسے تعلقات
پیدا کئے تھے کہ سب اُنکو دکنی الاصل کا اطلاق کرتے تھے۔ اُن کی اولاد اسی ملک مین
پیدا ہوئے اور یہین کی آب ہوا مین تربیت پائی علم و فضل مین بھی لائق و فائق ہوئے
ہین۔ اب تک اکثر یہان اُنہین خاندان کے باقیات الصالحات موجود ہین۔ ہمنے ان سب کے

حالات طبقات دکن کے دوسرے حصہ مین اور عمارات دکن کی کیفیت طبقات دکن کے پانچوین حصہ مین لکھی ہے مطالعہ کیجئے ۔

پھر چند مدت کے بعد ولی نے دلی سے احمد آباد گجرات مین مراجعت کی ۔ اور وہان چند روز رہکر اورنگ آباد مین آیا ۔ اور یہان سنہ ۱۱۴۱ ہجری مین کتاب دہ مجلس شہداء کربلا کے بیان مین تالیف کی ۔ کتاب ضخیم ہے نظم مین لکھا تخمیناً دس جز کی کتاب ہے ۔ کتاب ٹھیٹ دکنی زبان مین ہے ۔ ولی کی دہ مجلس کو فضلی شاعر نے نظم سے نثر کر دیا ۔ ولی کی کتاب مشہور ہونے نہین پائی تھی کہ فضلی کی دہ مجلس محمد شاہی زمانہ مین معروف ہوگئی اور سب نے مان لیا کہ شہدا کے بیان مین یہی پہلی کتاب ہے کہ اردو مین لکھی گئی ہے ۔ واقع مین اس ولیت کی صفت کا ولی ہی مستحق ہے ۔ ولی نے دہ مجلس کے خاتمہ مین لکھا ہے ؎

ہوا ہے ختم جب یو ورد کا حال ۔۔۔ تھا گیارہ سو پو اکتالیسوان سال

اور عدد جمل مین بھی تاریخ کہی ہے ؎

کہا ہاتف نے یو تاریخ معقول ۔۔۔ ولی کا ہے سخن حق پاس مقبول

ہم اشعار کے بیان مین دہ مجلس کے بھی چند اشعار بطور نمونہ گزارش کرین گے ۔ تاکہ شائقین مطالعہ سے لطف اٹھائین ۔ دہ مجلس کی تاریخ سے معلوم ہوا کہ ولی ۱۱۴۱ ہجری مین زندہ تھا اسکے بعد ولی پھر گجرات مین آیا ولی کا یہ آخر سفر تھا علوی کی خانقاہ مین ایسا بیٹھا کہ مر کر اٹھا ۔ کہتے ہین کہ ۱۱۵۵ ہجری کے قریب احمد آباد گجرات مین فوت ہوا ۔ دریا خان کی نیلی گنبد کے سامنے مدفون ہوا ۔

اکثر تذکرہ نویسون کا اتفاق اس بات پر ہے کہ ولی دکنی الاصل اور اورنگ آباد ی المولد ہے اور ولی بھی اکثر اشعار مین تذکرہ نویسون کی تصدیق کرتا ہے اور اسکا لب و لہجہ بھی تائید کرتا ہے

جو بزرگ احمد آباد گجرات کا رہنے والا کہتے ہین اُسکی کچھہ اصل نہین اُنکا قول اعتبار کے
لائق نہین کیونکہ ان بزرگون نے اپنی تحقیق مین غلطی کی غور و فکر سے کام نہین لیا۔
شاید غلطی کی یہہ وجہ ہوئی ہوگی کہ تذکرہ نویسون نے اُسکا قصیدہ جو گجرات کے فراق
مین ہے اور مثنوی جو سورت کی تعریف مین ہے دیکھکر یقین کیا کہ وہ گجراتی الاصل ہے
اور اُسکے نسب کا سلسلہ بھی وجیہ الدین علوی سے ملا دیا۔ اس امر کی بھی کچھہ اصل نہین واقعہ یہہ ہے
مشائخ اورنگ آباد کے خاندان سے ہے اور علویہ خاندان کا مرید و معتقد تھا۔ ہمنے وجیہ الدین
کے تمام نسب نامہ کو دیکھا مگر ان کے کسی سلسلہ مین ولی کا نام نہین پایا۔ علویہ کے انساب کی
خاص ایک کتاب میرے پاس موجود ہے۔ اور ولی کے نام مین بھی اختلاف کیا ہے۔
ولی دکنی جو عالم ریختہ کا آدم ہے اُسکا نام محمد شمس الدین اور ولی تخلص ہے اور بعض نے
کہا محمد ولی نام شمس الدین لقب ولی تخلص ہے۔ یہہ دونون قول کا مطلب ایک ہی ہے
مگر جرمن مین جو دیوان مطبوع ہوا ہے اُسمین ولی کی کیفیت لکھی ہے وہ جرمنی عالم [illegible]
دونون روایتین نقل کرتا ہے۔ قوت فیصلہ سے قول فیصل نہین کہتا۔ جناب مولانا محمد حسین
آزاد نے جرمنی فاضل کی ایک صورت یقیناً لکھدی کہ ولی احمد آبادی گجراتی ہے اور نسب کا
سلسلہ بھی وجیہ الدین سے ملا دیا اور نام شمس ولی اللہ لکھدیا۔ ہان اس نام و تخلص کا
شخص احمد آباد مین تھا شاید اشتراک تخلص سے التباس ہو گیا۔ علاوہ اسکے طرفہ یہہ ہے کہ
صاحب آبحیات نے نام گجراتی کا لکھا اور ولی دکنی کا کلام نظیر لایا۔ حضرت آزاد نے
خلط ملط کر دیا۔

وہ اشعار جو دکنیت ہونے پر گواہ ہین

یہہ نکہہ کی شمع سون روشن ہے ہفت اقلیم کی مجلس	ولی پروانگی کرتا تیری ملک دکھن بہتر

ولی ایران و توران مین ہے مشہور | اگرچہ شاعر ملک دکھن ہے

دکھنی زبان مین شعر سب لوگان کہتے ہین اور ولی | لیکن نہین بولا ہے کوئی ایک شعر خوش شیرین بمزا

لب لہجہ سے بہی خاص دکھنی ہونا معلوم ہوتا ہے۔

عالم کو تیغ ناز سے بیجان نکو کرو | غمزے سون اپنے غارت ایمان نکو کرو

اس پوری غزل مین لفظ نکو خاص دکنی لایا ہے۔ اور یہہ حرف بہی ہے اُسوقت سے انتک اس ملک مین مروج ہے۔

ایضاً مثل نکو

نکو کر آشنائی غیر سون اے سیم تن ہرگز	مہواے شمع رو ہر انجمن مین شعلہ زن ہرگز

ایضاً لفظ سٹین بمعنی ڈالین

بجائے سرمہ اگر خاک اُس قدم کی لے	نین مین ولکی سٹین تیز رو جگت کی رنگ

ایضاً لفظ وانچہ۔ بمعنی وہان

شریعت کا جہان ہے شارع عام	بوتنکا وانچہ کر آغاز و انجام

لفظ سنگات۔ بمعنی ہمراہ

تب سون اُٹھیا ہے دلسون ہر غیر کا خیال	تیرا خیال جب سون ہوا ہے میرے سنگات

لفظ باتان۔ بمعنی باتین

اے شکر لب قند سون تجہہ لب کی ہین باتان لذیذ	حرف تیرا اُسکی ہین جیسین حلوہ سوہان لذیذ

لفظ اپس۔ بمعنی اپنے

کیا ہون بر مین اپسکے لباس عریانی	ولی برہ دیا یو قبا مجھے تشریف

لفظ بیگی۔ بمعنی جلدہی

گر اُس کے دیکھنے کی ولی آرزو ہے تجھے — بیگی آپس کے دل کے سنوار آرسی کیتیں

لفظ سٹ

عالمان دیکھ تجھ فصاحت کون — سٹ دئے دعوی سخندانی

لفظ داغان کے گلان

مضاف و مضاف الیہ دونون کو جمع استعمال کرنا اہل دکن کا خاصہ ہے مثلاً
انبان کے جہاڑان ۔ نوابان کے باغان ۔

تجھ دل کی آ چمن مین کر یک نظر تماشا — داغان سکے ہے گلان سون روشن ہوا ہے سینہ

لفظ دستا بمعنی دیکھنا

کتاب الحسن کا یو مکھ صفا تیرا صفا دستا — تیری ابرو کی دو مصرع سون اس کا ابتدا دستا
ولی گجراتی الاصل نہین تھا بلکہ انہین بطریق سیر آیا تھا گجرات کے فراقیہ قصیدہ کے
بعض اشعار سے معلوم ہوتا ہے

اس سیر کی نشے سون اول تر دماغ تھا — آخر کون اُس فراق مین کہنچا خمار تھا
سیر کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ ولی گجرات مین بطریق سیر آیا تھا نہ کہ وہان کا متوطن
تھا اگر متوطن ہوتا تو ایسا نہ لکہتا ۔

ولی رند مشرب و حسن پرست تھا ۔ نوجوان حسین کی محبت مین مست تھا ۔ پاکیزہ دل
و پاکیزہ خو تھا شگفتہ طبع خندان رو تھا ۔ صوفی زندہ دل صلح جو تھا ۔ درویش دوست
جگت گرو تھا ۔ وہ عشق و محبت کی خاک کا پتلا تھا ۔ محبت کی راہ مین چلتا پڑتا تھا ۔ اور گجرات آیا
مین لالہ کہیمداس سے محبت رکھتا تھا اُن کی وفات کے بعد نہایت غمگین و اُداس ہوا ۔
پہر گجرات مین ایک سیدزادے مسمی ابو المعالی سے تعلق خاطر پیدا کیا تا بمرگ سایہ کی طرح

اُن کے ہمراہ رہا اور دتی مین امرت لال و گوہر لال و محمد یار خان کو جو حسن و خوبی کے پتلے تھے بہار نوجوانی کے نئے پودے تھے پاکیزہ نظر سے دیکھتا تھا اور احسن الخالقین کو یاد کرتا تھا یعنی مصنوع سے صانع کو پہچانتا تھا۔ ان پانچون کی تعریف مین غزلین لکھی ہین دیوان مین موجود ہین ہم ہر ایک غزل سے دو ایک شعر یہان نقل کرتے ہین تاکہ ناظرین مطالعہ سے حظ و لطف اٹھائین۔

کہیمداس کی تعریف مین

ہے بسکہ آب و رنگ حیا کہیمداس مین
آتا نہین کسی کے خیال و قیاس مین

ہے اُسکی مکہہ سون جلوہ نما موج آب و تاب
موتی کی مثل گرچہ ہے سادہ لباس مین

ابو المعالی کی تعریف مین

ہوا مجہہ دل لگی جنت مین سو ہر ایک جیون طوبی
لٹک چلنا جو دیکہا بسکہ مین سید معالی کا

تیرا قد دیکہہ اے سیّد معالی
سخن فہمان کی ہوئی طبع عالی

امرت لال کی تعریف مین

شمع بزم وفا ہے امرت لال
سرو باغ ادا ہے امرت لال

ماہ نو کی نمط ہے سب کو عزیز
اس سبب کم نما ہے امرت لال

لعل تیرے بھرے ہین امرت سون
نام تیرا بجا ہے امرت لال

گوہر لال کی تعریف مین

ہے آج خوش قدی مین کمال گوہر لال
استاد چال سرو ہے چال گوہر لال

بر جا ہے اُسکی دلکو کہون گلشن بہار
آتا ہے جسکے دلمین خیال گوہر لال

محمد یار خان کی تعریف مین

کیون نہوی عشق سون آباد سب ہندوستان	حسن کی دلی کا ہوبہو ہے بھارا بار خان
ہیچ و تاب ہے لان اسوقت مین بیجا نہین جیب	لٹ پٹی و تنا سون آتا ہے نازک میان

صاحب ترجمہ آزادانہ مزاج تہا سیر و سیاحت کا مشتاق تہا۔ چندروز سورت مین رہا۔ وجد و سماع کی محفلون مین شریک ہوتا تہا۔ دنگلون اور میلون مین بہی جاتا تہا۔ اکثر وہان کے خوبرویون کی بہی تعریف کی ہے۔ سورت کی مثنوی شاہد حال ہے ملاحظہ کرین جہان رہا وہان عشق کا دم بہرتا رہا حسینان ہرجائی پر فریفتہ ہوتا رہا۔ اُن کے خط و خال کی وصف مین وقت کو صرف کرتا رہا۔ مثنوی کے چند اشعار بطور نمونہ یہان لکہتا ہون

عجب شہران مین ہے پر نور یک شہر	بلاشک وہ ہے جگ مین مقصد دہر
رہے مشہور اُسکا نام سورت	کہ جاوے جسکے دیکہے سب کدورت
بہری ہے سیرت و صورت سون سورت	ہر ایک صورت ہے وہان انمول صورت
ختم ہے امردان پر رو صفائی	ولی ہے بسکہ حسن نمائی

ولی کا کلام ایہام سے پاک صاف ہے۔ ہر شعر سے سادگی نمایان۔ اور ہر ایک مصرع سے بے تکلفی عیان ہے۔ بناوٹ کا نام و نشان نہین۔ خلاف واقع کوئی بیان نہین۔ ہان شاعرانہ خط و خال کی تعریف مین اور حسن و جمال کی خوبی مین مبالغہ پایا جاتا ہے اُس زمانہ کے موافق مضامین پاکیزہ و معانی تازہ کا ذخیرہ نظر آتا ہے۔ الفاظ و معانی کا باہم ربط و ضبط محاورہ کے مطابق معلوم ہوتا ہے۔ اکثر تراکیب فارسی کا رنگ جما ہے بعض اشعار مین بجنسہ فارسی کا ڈہنگ لایا ہے۔ سیدہا سادہا کلام ہے خیالی مضامین سے ہے۔ اسوقت ہندوستان مین دلی و دکن کی اردو زبان مساوی درجہ مین تہی اسی دو مقام کی زبان کو مستند سمجہتے تہے مگر بہ الامتیاز چند الفاظ دکنی تہے جو ولی کے

محاورہ مین نہین تھے ہم نے چند الفاظ جو خاص دکنی ہین بہ تشہیر بطور نمونہ مذکور کئے ہین
اہل زبان تمیز کر سکتے ہین - ولی کے اشعار کے دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ عشق
و محبت کی دریا مین ڈوبا ہوا تھا - حسن اعتقاد مین پورا تھا - سنت جماعت کے زمرہ مین تھا
اہل بیت پر جان نثار تھا اکثر اُن کی محبت کا دم بھرتا تھا - اصحاب کبار کے نام پر فدا تھا
اولیا کرام کو بھی حسن ارادت سے یاد کرتا تھا مستغنی المزاج و وضعدار تھا - اہل دنیا سے
غرض و تعلق نہین رکھتا تھا - مدۃ العمر کسی بادشاہ و وزیر کی مدح نہین کی اور نہ کسی سے
انعام و اکرام کا خواہان ہوا - جو کچھہ کہا خدا و رسول کی حمد و ثنا مین کہا - اہل بیت و اصحاب
کرام و اولیاء عظام کو بھی نہین بھولا - جو کچھہ چاہا خدا سے اور ان بزرگون سے چاہا
سبحان اللہ کیا پاکیزہ عادت تھی یہ ہر ایک کا کام نہین ہے - یہ خاصان خدا کے لئے
مخصوص ہے - اور شعرا کی طرح ولی کی مزاج مین بھی شاعرانہ تعلّی و تفاخر تھا - اکثر اشعار
مین متقدمین و معاصرین شعرا پر چوٹین کی ہین ہم اشعار کو شائقین کے ملاحظہ کیلئے
ذیل مین گزارش کرتے ہین ملاحظہ کرین -

وہ اشعار جو شعراء متقدمین سے مفاخرہ کیا ہے

مرجا ہے اگر جگمین ولی پھر کہ دو جی بار
یوں شعر تیرا اے ولی مشہور ہے آفاق مین
تجھہ حسن کی تعریف مین جب بیخود بولے
تیری تواضع دیکھہ کر مرجا ہے سحبان ولی

رکھہ شوق تیرے شعر کا شوقی حسن آوے
مشہور جیون کر سخن اس بلبل تبریز کا
سنے اسکون یقین اٹھہ جاوے دلسوختان عجم اگر
گر بو علی سینا لکھے دفتر ترے اخلاق مین

تیرے سخن کی نغمہ رنگین کرسن ولی
ڈوبیا عرق کے بیچ عراقی عراق مین

وہ اشعار جو شعراء معاصرین سے تفاخر کیا ہے

آزاد سے سنا ہون یہہ مصرع مناسب
تیرے اشعار ایسے فراقی
ولی مصرع فراقی کا پڑہون تب جبکہ ظالم
اشرف کا یو مصرع ولی مجکو ہے عجب
پڑے سنکرا چہل جیون مصرع برق

جس سے کہ یار ملنا ایسا ہنر نہ آیا
کہ جس پر رشک آویگا ولی کو
کمر سون کہینچا خنجر چڑہا تا آستین آوے
الفت ہے دل و جان سون مجہے سیم گر ان
اگر مصرع لکہون ناصر علی کون

ولی کے جواب مین افضل خان سرخوش نے ناصر علی کی تعریف مین ایک رباعی لکہی ہے کہ ایک مصرع ولی کے شعر کا جواب ہے رباعی

در ملک سخن بود جہانگیر علی
باشعر علی نمیرسد شعر ولی

در مشرب دل ولی علی پیر علی
زان سان کہ خط نمیرسد بخط میر علی

بعض نسخہ مین بجائے ولی کے مرقوم ہے تقدیر اول مین جواب ہوتا ہے اسی لحاظ سے یہان نقل کیا گیا ۔ اسی مصرع کے مضمون کو عزیز دکنی نے اردو مین ترجمہ کیا ۔ اور یہہ شعر ناصر علی کے طرف منسوب ہو گیا ۔ واقع مین ناصر علی کا نہین ہے ؎

باعجاز سخن گراوڑ چلے وہ
ولی ہرگز نہ پہنچے گا علی کون

من اشعارہ الہندی

تجہہ لب کی صفت لعل بدخشان سے کہونگا
دی حق نے تجہے بادشاہی حسن نگر کی
زخمی کیا ہے مجہہ تیری پلکون کی انی نے
دیکہنا صبح تجہہ رخسار کا

جادو ہے تیری نین غزالان سے کہونگا
یہہ کشور ایران مین سلیمان سے کہونگا
یہہ خم ترا خنجر بہالان سے کہونگا
ہے مطالع مطلع انوار کا

ولہ

وله

یاد کرنا ہر گھڑی تجھ یار کا
ہے وظیفہ مجھ دل بیمار کا

آرزوئے چشمہ کوثر نہیں
تشنہ لب ہوں شربت دیدار کا

بلبل و پروانہ کرنا ل کے تئیں
کام تھا تجھ چہرۂ گلنار کا

کیا کہے تعریف دل ہے بے نظیر
حرف حرف اُس مخزن اسرار کا

گر ہوا ہے طالب آزادگی
بند مت ہو سبحہ و زنار کا

مسند گل منزل شبنم ہوئی
دیکھ رتبہ دیدۂ بیدار کا

اے ولی ہونا سریجن پر نثار
مدعا ہے چشم گوہر بار کا

وله

بیوفائی نکر خدا سوں ڈر
جگ ہنسائی نکر خدا سوں ڈر

ہے جدائی میں زندگی مشکل
آ جدائی نکر خدا سوں ڈر

اُس سوں جو آشنائی ڈر کر ہی
آشنائی نکر خدا سوں ڈر

آرسی دیکھ نہو مغرور
خود نمائی نکر خدا سوں ڈر

اے ولی غیر آستانۂ یار
جبہہ سائی نکر خدا سوں ڈر

وله

جب صنم کوں خیال باغ ہوا
طالب نشۂ فراغ ہوا

فوج عشاق دیکھ ہر جانب
نازنین صاحب دماغ ہوا

پان سیں تجھ لباں کے سرخ ہوا
جگر لالہ داغ داغ ہوا

دل عشاق کیوں نہو روشن
جب خیال صنم چراغ ہوا

اے ولی گلبدن کوں باغ میں دیکھ
دل صد برگ باغ باغ ہوا

وله

جس وقت اے سریجن تو بے حجاب ہوگا
ہر ذرہ تجھ جھلک سوں جوں آفتاب ہوگا

مت جا چمن میں لالہ بلبل پہ مت ستم کر
گرمی سوں تجھ نگہ کی گل گل گلاب ہوگا

مست آئینہ کو دکہلا اپنا جمال روشن

نکلا ہے وہ ستمگر تیغ ادا کون لیکر

رکہتا ہے کیون جفا کو مجہہ پر روا ایظالم

تجہکون ہوا ہے معلوم ہے مست جام جوبن

ہاتف نے یون دیا ہے مجہکو ولی بشارت

تجہہ حسن عالمتاب کا جو عاشق و شیدا ہوا

سینہ مین اب محشر تلک کون نین کو بستر ہے وہ

پایا ہے جگ مین اے ولی وہ لیلی مقصود کون

لیا ہے جب سون موہن نے طریقہ خود نمائی کا

ہے تل تجہہ مکہہ کے کعبہ مین مجہے سو حجر دستا

کیون کرے آلودہ زر جگ منی صید مراد

بلہوس کہتے ہین دائم فکر رنگ عاشقان

بو کناری مکہہ پہ تیری اے زلیخا وش نہین

خار ہجر نے جسکے دیا ہے درد دل مجکون

عجب نین گر گلان دوڑین پکڑ کر صورت قمری

تا حشر رہے بوئے گلاب اسکے عرق سے

سایہ ہو مرا سبز رنگ پر طوطی

کہینچین اپس انکہیان منے جون کحل الجواہر

ہرگز سخن سخن گو لاوے نہ زبان پر

وله
تجہہ مکہہ کی تاب دیکہے آئینہ آب ہوگا

سینے پہ عاشقان کے اب تپ تیاب ہوگا

محشر مین تجہسین آخر میرا حساب ہوگا

تجہہ انکہڑیان کے دیکہے عالم خراب ہوگا

اسکی گلی مین جا تو مقصد شتاب ہوگا

وله
ہر جو ہر و کے حسن کے جلوہ سون بے پروا ہوا

جو تجہہ نین کے جام سون مے پی کے متوالا ہوا

جو عشق کے بازار مین مجنون نمن سودا ہوا

وله
چڑہا ہے آرسی پر تب سے رنگ حیرت افزائی کا

وله
زنخدان مین تیرے مجہہ چاہ زمزم کا اثر دستا

وله
ہے علم او پر معطل صورت شمشیر طلا

ہے ہوس کی صدا سینہ مین تدبیر طلا

سورۂ یوسف کو لکہا گرد تحریر طلا

وله
رکہون نشہ نمن انکہیان مین گر وہ مست ناز آوے

ادا سون جب چمن بہیتر وہ شہ سرافراز آوے

وله
جس منے یکبار وہ گل پیرہن آوے

گر خواب مین وہ نوخط شیرین بچن آوے

عشاق کے گر ہاتہہ وہ خاک چمن آوے

جس بن مین یکبار وہ نازک بدن آوے

وحدت ۔ شاہ ہدایت اللہ چارکاری اورنگ آبادی

وحدت تخلص ۔ شاہ ہدایت اللہ نام رہ بندی الاصل خواجہ مخدوم اعظم کی
اولاد مین تھا ۔ بلدہ چارکار مین پیدا ہوا ۔ صغر سنی مین والد ماجد کے ہمراہ دلی مین
آیا ۔ تحصیل علوم مین مشغول ہوا ۔ چند مدت مین علوم و فنون مین فارغ التحصیل ہوا
مدت تک میرزا عبد القادر بیدل کی صحبت مین رہا مرزا لیاقت و قابلیت کی وجہ سے
وحدت کی تعظیم و توقیر کرتا تھا ۔ پھر دلی سے دکن مین آیا ۔ اورنگ آباد مین شاہ قلندر
شہید کا مرید ہوا ۔ حضرت بابا شاہ مسافر کے تکیہ مین سکونت اختیار کی ۔ اسوقت
تکیہ مین بابا شاہ مسافر کے سجادہ نشین شاہ محمود صاحب تھے ۔ حضرت بابا مرحوم نے
تکیہ مین ہزار ہا روپیہ خرچ کر کے عمارات عالیہ تعمیر کرائے ۔ اور زمین سے ایک نہر نکالی
جب زمین کو کھدوایا اسوقت زمین سے ایک دریا جوش زن ہوا اس کثرت سے پانی
نکلنے لگا کہ عقل انسانی دیکھنے سے حیران ہوتی تھی بموسم گرما اورنگ آباد مین اکثر
پانی کا قحط ہوتا تھا جب سے یہہ نہر برآمد ہوی ہے تب سے حیوانات کے لئے یہہ نہر چشمہ
آبحیات ہے ؎ تشنگان را نہر محمود آب داد ٭ مسجد اقدس خیلے با صفا
اتمام یافتہ ٭ خانقاہ مین ستون سنگ سیاہ سے تراش کے قائم کئے ہین ۔ نہایت
خوشرنگ و خوش وضع معلوم ہوتے ہین ۔ تکیہ کے اطراف مین حجرے مصفا و پاکیزہ
درویشون کے رہنے کے لئے تعمیر کرائے گئے ۔ تکیہ کے بیرون دروازہ ایک حوض بشکل
دریا تیار کرایا گیا ۔ چشمہ کا مخزن بلندی پر ہے بلندی سے پانی نہایت خوبی کیساتھہ
ریزش کرتا ہے ۔ اور دوسرا حوض تکیہ کے اندرون واقع ہے نہایت جوش و خروش سے

اسکی قدر اور نگ آباد سے تکیہ کا تمام صحن گلہائے رنگارنگ سے سرسبز ہے اور درخت بھی فیض مہیا سے کم نہیں ہیں۔ نہایت پر فضا مقام ہے اُسکے دیدار کا شوق زیادہ نہ ہوتا ہے اور دل سکی سیر سے سیر نہیں ہوتا تکیہ کی تعریف جسقدر کی جائے کم ہے ؎

اگر فردوس بر روئے زمین است ہمین است و ہمین است و ہمین است

شاہ ہدایت اللہ ایسے مکان پر فضا میں کمال توکل و قناعت سے زندگی بسر کرتا رہتا تھا نہایت ہی مستغنی المزاج ذکی الفہم و ذہین تھا خوش طبع و خوش وضع۔ شعر خوب کہتا تھا سنہ ۱۱۸ ہجری میں فوت ہوا اور نگ آباد میں مدفون کیا گیا۔

من اشعارہ الفارسی

دارد آسیب نزاکت دل بےغم پیشۂ ما
خود بخود بشکند از موج صفا شیشۂ ما

ہمت ز مکافات عمل مستغنی است
گہر آبلہ بس مزد ہنر پیشۂ ما

صاف سینہ ز نگی ما نشۂ دیگر دارد
جام جمشید بود دُرد تہ شیشۂ ما

تا درین باغ نہال چمن تصویریم
ہست در خامۂ نقاش رگ و ریشۂ ما

وحدت از ساغر حیات می نابی دوام
میتراود می گلگون از رگ و ریشۂ ما

واحد۔ میر حفیظ اللہ اورنگ آبادی

واحد تخلص۔ میر حفیظ اللہ نام آپ میر نجیب اللہ بن سید عبد اللہ کے فرزند ہیں سید صحیح النسب ہیں۔ آپکے جد بزرگوار عالمگیری زمانہ میں پانچہزاری منصب سے سرفراز تھے۔ امرا میں معزز و مکرم تھے۔ واحد کی ولادت اورنگ آباد میں ہوئی۔ اور اسی شہر کی زمین میں نشو و نما پایا۔ اور اسی ملک کی آب و ہوا میں پرورش پائی۔ یہیں کے علما کی

خدمت مین استفادہ کیا۔ کتب درسیہ فارسیہ و قدرے عربیہ سے فراغت حاصل کی پھر شاعری کا شوق ہوا۔ کہنے لگا۔ رفتہ رفتہ کلام مین شستگی و درستگی آنے لگی شعرائے معاصرین کے زمرہ مین شمار ہونے لگا۔ لچھمی نرائن چمنستان شعرا مین لکھتے ہین کہ موزون الطبع وخوش فکر ہے اسکا کلام رنگینی و نمکینی سے بھرا ہوا ہے۔ لطف و مزہ سے خالی نہین۔ نیک سیرت وخوش خصلت تھا یاران ہم صحبت کے ساتھہ خلاق و اشفاق سے ملتا تھا۔ آسودہ حال تہا۔ سرکار سے معاش معتد بہ و منصب برقرار و بحال تہا۔ درویش دوست و فقیر نواز تہا۔ سنہ ۱۱۸۸ ہجری مین فوت ہوا۔ من اشعارہ الہندی

آرسی کو دیکہہ حورون نے درخشان کردیا	ذرۂ بیقدر کو خورشید تابان کر دیا
نامہ درد جدائی لکہا دلدار کو	خون کے شنگرف سے آنکھون نے افشان کر دیا
آفتاب طبع واحد نے زمین شعر کو	معنیٔ رنگین لعلون سے بدخشان کر دیا
رونق بزم نہین شمع رخ ساقی بن	گرچہ اسباب طرب ہمکو مہیا سب ہین

واضح ۔ مرزا علی اصغر اصفہانی

واضح تخلص۔ مرزا علی اصغر نام۔ وطن اصفہان ہے۔ بقدر ضرورت استعداد و لیاقت علمی رکہتا تہا۔ فارغ التحصیل نہین تہا مستعد طالب العلم تہا۔ شعر گوئی مین لائق شعر خوب کہتا تہا۔ وطن مین پیشہ زرکشی کرتا تہا۔ آخر اس پیشہ سے دست بردار ہو کر بامید کامیابی ہند مین آیا۔ سیکاکول دکن مین پہنچا مگر زمانہ موافق نہین آیا کایک اس دار محنت سے دار باقی کو روانہ ہوا۔ یہہ واقعہ سنہ ۱۲۰۳ ہجری مین واقع ہوا من اشعارہ

پس از رنجش بدار در روے اندن انسانی	فزاے سیکندارباب ہمت را پریشانی

اہل ہمت را پریشانی قرارے میکند		بروئے استادن نمیدہد بلس ریزش سحاب

وحشی - مولانا وحشی کاشانی

وحشی تخلص - مولانا وحشی نام - آپ کاشانی المولد ہین - عالم و فاضل و شاعر کامل ہین مولانا محتشم کے شاگرد ہین - آپ سنہ ۹۹۹ ہجری مین شیراز مین تھے - ابوتراب بیگ فرقتی سے نہایت محبت و الفت رکھتے تھے بعض نے آپکی الفت کو عشق سے تعبیر کی ہے - فرقتی کی جدائی مین ایک مصرع کہا ع مرا کجو شروصل ابوتراب سان ہد غزلگوئی مین مشہور ہے تمام عمر آپکی شاعری غزل گوئی مین صرف ہوئی - کلام نمکین و شیرین ہوتا ہے - وطن سے ہند مین پہنچا مستغرق مقامات مین رہا آخر گولکنڈہ دکن مین آیا عبداللہ قطب شاہ کے سایۂ عنایت مین رہنے لگا - ناظم تبریزی کہتا ہے کہ سنہ ۱۰۳۱ ہجری مین فوت ہوا اور دکن مین مدفون ہے انتہی کلامہ - صاحب ریاض الشعرا نے مدفن آنکا گولکنڈہ دکن لکہا - من اشعارہ الفارسی

برون آرد ز ظلمت چشمہای آبحیوان را	وله	فتاند از عرق ہرگاہ زلف عنبرافشان را
ازان ہرگز ندیدم برمراد خویش دوران را		ندارد آسمان ہم درخور امید من کامی
یارب دگر کہ بوسید آن خاک آستان را		ز آسیب بوسہ دیدیم برپائے ارنشانی
شعلہ نتواند نگاہدارد شرار خویش را	وله	گر سرشک آتشین بیرون دل من دور نیست
ہر نگاہے خنجرے گردید و در دل کار کرد	وله	دور از و چشیم در نظارہ راستہا ر کرد
بلاغ کہ چرخ نامزد جان لالہ کرد	وله	از شوق سوختن دل من ہوا گرفت
ہردم مرا نسیم بسوئے دگر برد	وله	گشتم چنان ضعیف کہ در گلشن وصال

تا چشم نیم مست ترا دید روزگار شب گزار ہی بدل بی خور و خواب کردی	وله وله	خاک سیہ بکاسہ چشم غزاله کرد آن قدر گرم گشتنی کہ کباب کردی

واصل ۔ مرزا ترک علی بیگ اورنگ آبادی

واصل تخلص ۔ مرزا ترک علی بیگ نام ۔ اورنگ آبادی المولد آپ شاہ نظام الدین اورنگ آبادی کے مرید صادق الاعتقاد تھے ۔ باوجود استعداد علمی بمصداق شعر حافظ

فلک بمردم نادان دہد زمان مراد ۔۔۔ تو اہل فضلی و دانش ہمین گناہ بس است

دنیوی جاہ و ثروت و مال و دولت سے کچھہ نفع نہین اٹھائے ۔ درویشی کے رستہ مین ثابت قدم ہوئے ۔ مدۃ العمر قناعت و توکل پر زندگی بسر کرتے رہے ہمیشہ ذکر و شغل مین مصروف و مشغول رہتے تھے ۔ حقائق تصوف و معارف تعرف مین فرد فرید تھے ۔ مسائل توحید و تجرد مین وحید تھے ۔ شاہ صاحب کی خانقاہ مین سکونت پذیر تھے شاہ صاحب کے اکثر مرید آپ سے استفادہ پاتے تھے ذکر و شغل کے طریقے سیکھتے تھے ۔ میان واصل کے دلمین محبت الٰہی کا جوش و خروش تھا ۔ کثرت محبت و عشق میں بیہوش سے بیہوش رہتے تھے جمعہ کے روز شاہ صاحب کی خانقاہ مین مجلس سماع منعقد ہوتی تھی شہر کے اکثر مشائخ شریک مجلس ہوتے تھے ۔ اکثر پر وجد و حال کی کیفیت طاری ہوتی تھی ۔ کثرت رقت و جوش محبت سے ہر ایک کے آنکھون سے گنگا و جمنا جاری ہوتی تھی علی الخصوص آپ شاہ صاحب کے مریدان خواص سے تھے آپکی کیفیت و حالت سب سے نرالی تھی آپ عالم محبت کے دریا مین ڈوبے ہوے تھے ۔ خودی سے بیخود اور ہوش سے بیہوش رہتے تھے شاہ صاحب کی نظر توجہ اورون کی نسبت آپ ہی پر زیادہ ہوتی تھی ۔ آپ علاوہ کامل

صوفی واصل تھے۔ مقامات تصوف کے واقف حقائق الٰہی کے عارف تھے۔
شاعر خوش فکر و موزون الطبع تھے۔ شوق و ذوق میں طبیعت کی جولانی سے اکثر شعر آبدار موزون کرتے تھے رفتہ رفتہ اشعار کا بڑا ذخیرہ ہوگیا۔ آپکے شاگردون نے کل اشعار متفرقہ کو بترتیب حروف تہجی جمع کرکے اور گلہائے منتشرہ کا شیرازہ باندھکر گلدستہ بنادیا۔ دیوان کامل مرتب ہوگیا۔ ہمکو آپکے دیوان کا منتخب ملا ہے۔ ترجمہ کے خاتمہ پر بطور نمونہ گزارش کرینگے تاکہ شائقین مطالعہ سے لطف اٹھائیں آپکا کلام توحید و تصوف کے مضامین سے لبریز ہے۔ آپکے ہر ایک شعر کا مطلب دلپسند و دلاویز ہے۔ صاحب تحفۃ الشعرا لکھتے ہیں کہ فارسی میں آپکے دو دیوان تھے۔ آپنے ایک دیوان عالم شباب میں لکھا تھا دوسرا دیوان عالم شیب میں تیار کیا۔ ہر ایک دیوان کا رنگ نرالا ہے۔ ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است انتہی۔ دوسرے دیوان کا انتخاب بھی ہمکو تلاش کے بعد ملا اسمین سے بھی ہم چند اشعار دیوان اول کے اشعار کے بعد لکھینگے۔ تاکہ شائقین کو دونون کے مقابلہ سے مابہ الامتیاز ہو جائے۔
کسی تذکرہ نویس نے آپ کی نسبت ولادت و وفات کی کیفیت نہین لکھی۔ مگر ہمکو تحفۃ الشعرا کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ سنہ ۱۱۶۶ ہجری مین زندہ تھے۔ اور سنہ ۱۱۸۳ ہجری مین اس دار فانی مین موجود نہین تھے۔ ایکا انتقال سنہ ۱۱۷۸ ہجری کے قریب مین ہوا ہے پیر و مرشد کے مقبرہ مین مدفون ہوئے۔ آپکے مرشد کا مرقد شریف محلہ دال منڈی اورنگ آباد مین واقع ہے۔ مرقد پر گنبد خوشنما بنا ہوا ہے۔ یزار و یتبرک۔
صاحب تالیف تھے علم صرف مین جواہر التصریف۔ اور شرح جواہر التصریف بزبان عربی اور دیگر شرح جواہر التصریف بزبان فارسی۔ اور ایک نصاب ترکی۔ اس کتاب مین

اٹھائیس قطعات ہیں ہر ایک قطعہ میں اسامی اشیا و ما یتعلق بہا علیحدہ علیحدہ لکھے مثلاً قطعۃ البرد و ما یتعلق بہا۔ و قطعۃ الاطعمۃ و ما یتعلق بہا و قطعۃ البحر و ما یتعلق بہا علی ہذا القیاس

اشعار من الدیوان الاولی

از دل ما روشن چو مہ جام صفا داریم ما — یک طریق از ابتدا تا انتہا داریم ما

کار ہا بگشاید از امداد پیران بیشتر — قامت خم گشتہ محراب دعا داریم ما

راست بر سرو قد ما جامہ عریانیست — ہستی خود عقدۂ بند قبا داریم ما

ولہ

زود زورق از سبکتری بساحل میرسد — این صدا در گوشم آمد از کف دریا مرا

تازہ گردد روح من از رشک و آہ عشق او — راحت افزائے دل این آب و ہوا باشد مرا

ز جوش گریۂ شوق تو رقص من پیداست — بود حباب صفت خانہ بر آب مرا

از دُرِ گفتار تو در دل گرہ دارد صدف — معدن از لعل تو دارد در جگر خون بہا

ولہ

از رہ دل چہ عیش کند از نشاط دہر — شاخ گل شکستہ نہ بیند بہار را

پروانہ یافت خلعت رنگین ز سوز عشق — زینسان شد امتیاز ز عاشق نواز ما

بنازم از فروغ حسن آن داغ محبت را — کہ نور از مہر رخشانش بود صبح قیامت را

نباشد خوف از رنج و بلا کامل عیاران را — چہ باک از گرمی آتش طلای صاف و بیغش را

سالک از نہ جنس نفس مقصود حاصل میکند — رہ بود پر گوہر مطلب و ہم غواص را

نکتہ گوہر صفت را نفس صالح لازم است — گوش باید چون صدف تا بشنود موعظ ما

واصل بیان ماست سراپا فن بدیع — پیداست از معنی ما اختراع ما

بہر فروغ دل از ضعیفان مدد طلب — امداد حسن بس است بروشن چراغ ما

در سینۂ ما گوہر دانی چو گرہ بست — جز گوہر یکتا نبود در صدف ما

تا ہست گرم بر رخ تو اشتیاق ما	افتند بجان سراز زمام فراق ما
دل چو آزاد از علائق شد بہ نیرنگی	شتافت شیشہ سرگز ببینی رنگہا
صبحدم آن مہر تابان تا کہ بردارد نقاب	در تماشا گاہ حسنش سہر برآرد آفتاب

آپنے اٹھائیس دیوان مرتب کئے۔ قافیہ الف و ردیف الف۔ قافیہ الف و ردیف با علی ہذا القیاس۔ ہر حرف کا بلحاظ قافیہ ایک ایک دیوان ہے۔

وفا۔ محمد امین ایلچپوری براری

وفا تخلص۔ آقا محمد امین نام۔ آپ حکیم محمد تقی خان اصفہانی کے فرزند ہیں آپکے والد حکیم صاحب عالمگیری زمانہ میں اصفہان سے ہند میں وارد ہوئے مدت تک آصفجاہ بہادر کی رفاقت میں رہے۔ خدمات شائستہ کے بعد منصب دو ہزاری ذات اور سات سو سوار سے سرفراز و ممتاز ہوئے تھے۔ نواب آصفجاہ مرحوم آپکی بڑی عزت و آبرو کرتے تھے۔ اور آپ برار کی نظامت پر متقرر تھے۔ دلاور خان و عالم علیخان کے محاربات میں عوض خان بہادر کے ہمراہ حضور کے معین و مددگار رہے ہیں۔ آقا محمد امین سنہ۱۱۲۰ ہجری میں بلدہ ایلچپور میں پیدا ہوئے۔ والد ماجد کے سایۂ عاطفت میں پرورش و تربیت پائی۔ کتب درسیہ ملا شیخ محمد مازندرانی و مولوی شیخ مصطفی انسان سے تحصیل کیں۔ اور شعر و سخن میں بھی انہیں دو بزرگ سے اصلاح لیتے رہے مدۃ العمر شعر گوئی و انشا پردازی میں رہے۔ حدیث و فقہ و معقول میں بھی کامل تھے۔ درس و تدریس میں زندگی بسر کرتے تھے والد کے فوت ہونے کے بعد آپنے جاگیر و منصب کی تلاش نہیں کی۔ توکل و قناعت کی جاگیر میں جاگزین و گوشہ نشین ہوئے۔ جو کچھ

یومیہ برار مین حکام سے ملتا تھا اُسپر قانع تھے۔ زائد کے طالب نہوئے۔ درویش سیرت فانی مشرب خاک طینت صوفی مذہب تھے۔ مزاج مین تواضع و خاکساری بیشمار تھی آپ کی صحبت مین ہمنشینون کو لطف و سرور ہوتا تھا۔ بزرگ باکمال تھے فرشتہ خصال و پاکیزہ خیال تھے۔ طبیعت موزون تھی نظم کلام مین لآلی آبدار و دُرر شاہوار پروتے تھے معانی تازہ کا جلوہ دکھاتے تھے۔ آخر آپ سنہ ۹۴۳ ہجری مین اس دار فانی سے بہشت برین کو روانہ ہوئے اور بلدہ ایلچپور برار مین مدفون ہوئے۔

بلدۂ ایلچپور برار مین حضرت شاہ عبدالرحمن دولہ شہید کا روضۂ منورہ واقع ہے سالانہ ربیع الاول مین آپکا عرس بڑی عظمت و شان سے ہوتا ہے۔ آپکے عرس مین بہت خلائق جمع ہوتی ہے۔ روشنی چراغان نہایت تکلف سے ہوتی ہے وفا نے چند فقرے چراغان کی توصیف مین لکھے **هو هذا**

اگر زبان برنگ شعلہ ہمہ تن آتش شود فتیلۂ بیان روشن نمی تواند نمود۔ و اگر تقریر سراپا غرق لجۂ چرب و نرمی گردد خبر بر سامان خشک مغزے نتواند افزود۔ از عکس چراغان میان دریا دیدہ تماشائی شعلہ زیبسر۔ و از فیض بے پرواخرمی بر سطح تن زلال جہیز وار زیست از موج لباس زنار در بر و از حباب تاج یاقوت بر سر۔ از ہجوم بنگلہ ہائے چراغان کار روشنی چندا رتفاع پذیرفتہ کہ آسمان باین ہمہ ستارہ و ماہ غیر از روشنگاہ رنگ زردی نبیند و غنیہ

تعالی اللہ کہ از جوش چراغان	زمین تا آسمان باشد گل افشان
چہ شد گر خور بمغرب در نہفتہ است	گل خورشید ہر جانب شگفتہ است
شعاعی ہر چراغے ہست چندان	کہ چون پروانہ گردد دل پرافشان

ز سیر این چراغان پر فسون | شود پیرایۂ نظارہ گلگون
ببین عکس چراغان در تہ آب | بہار آتشی در عالم آب
صفا از بس گرفت آفاق یکسر | خرامد ہر نگہ آئینہ در بر
تماشا محو اندازہ سرور است | کہ اینجا شش جہت لبریز نور است
خمیر این چراغان باشد از برق | کہ روشن می کند از غرب تا شرق
شد از جوش ضیا نزدیک تا دور | بلند از ہر طرف فوارۂ نور
مگر بحر خور آرد در تلاطم | کہ شد نظارہ ہا را دست و پا گم
ازین سیر بہار عالم آرا | کہ ہست از قدرت حق معنی انشا
بود گر بہرہ ات آگاہ بودن | چراغ دل توان روشن نمودن
ببین گر دولت شمع شعور است | چراغ دیدہ را روغن ز نور است
بہر حال اندک از ظاہر سفر کن | ز دل در معنی ہر شئے نظر کن

مرزا افضل قاقشال تحفۃ الشعرا میں لکھتا ہے کہ حاسدین نے نواب آصفجاہ بہادر کی خدمت میں میرے طرف سے بدگمانی پیدا کردی نواب ناخوش ہوئے اور مجکو معتوب کیے آخر نواب سید شریف خان بہادر شجاعت جنگ صوبہ دار برار نے کمال قدردانی سے مجکو اپنی سرکار میں بخشی مقرر فرما کر ایلچپور میں ہمراہ لے آئے۔ آقا صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ نہایت محبت سے ملے اور اکثر روز میرے غریب خانہ پر آئے۔ سرفراز فرمائے اپنی طبعزاد سنائے اور سنے۔ دیر تک خوب لطف رہا۔ غرض کہ مرزا وفا خلیق تھے اللہ تعالے غریق رحمت کرے۔ اور لچھمی نراین شفیق اورنگ آبادی نے گل رعنا میں لکھا کہ جناب وفا صاحب نے جمعہ سنہ ۱۱۸۱ ہجری میں حسب الطلب ناظم اورنگ آباد و نواب معین الدولہ ایلچپور کے پاس

آئے تھے ایک سال تک قیام کر کے سنہ ۱۱۸۲ ہجری میں ایلچپور مراجعت کی۔ اقامت کے زمانہ میں اکثر حضرت میر غلام علی آزاد کے دولتخانہ پر آتے تھے مکرر سہ کرر ملاقات کا اتفاق ہوتا تھا۔ بزرگ سیرت۔ صاحب کمال تھے انتہی کلامہ۔

بہار و خزان کے مولف نے لکھا کہ وفا صاحب ترجمہ نے مجھکو خط لکھا کہ اس غزل کے چودہ شعر میں میں نے چودہ برس میں موزون کیا۔ فی الواقع اس غزل کا ہر ایک شعر مضامین بلند و تلاش ارجمند سے سرانجام پایا ہے مگر نسخہ قدیم میں ایک شعر کرم خوردہ ہو گیا برابر پڑھا نہیں گیا اس لئے صرف تیرہ اشعار لکھے گئے انتہی کلامہ **وھو ھذا**

بادۂ عشرت وہد جام لب جانانہ ام ۔۔۔ گل کند چون غنچہ موج خندہ زین پیمانہ ام

کان یاقوتم ز دل وز دیدہ ام گوہر شمار ۔۔۔ بحر و بر در آستین دارد جواہر خانہ ام

با شرر ہمچشمی پرواز دارد اشک من ۔۔۔ خاک ناگردیدہ میگردد ہوائے دانہ ام

فرصت از برق است و سرعت سبک پرواز تر ۔۔۔ گشت از پیری دوبالا بازی طفلانہ ام

دامن دشت جنون از کف ندادن عاقلی ست ۔۔۔ گر گسستم از گوشہ زنجیر با دیوانہ ام

بر چراغ رسم ظاہر نیستم دامن فشاند ۔۔۔ روشن از دل کرد شمع سوختن پروانہ ام

ہست کیفیت پذیر گردش چشم تو دل ۔۔۔ نے سبوئے شیشہ بخشد نشانی پیمانہ ام

کیست تعمیرم نماید مہر عشق پاکباز ۔۔۔ تا فلک چیدہ است ناہموار می ویرانہ ام

داشت در پرد فشر بال و پر از تعلیم شمع ۔۔۔ گرد شب روشن ہوا و سوختن پروانہ ام

گر بود مخفی ز ناقص فطرتان قدرم بجاست ۔۔۔ پیش این جہل آشنایان معنی بیگانہ ام

می کند غواص بحر معنی روشن گہر ۔۔۔ از سخن معلوم استعداد استادانہ ام

رنگ پا بوسش وفا آسان نمی آید بدست ۔۔۔ چون حنا عمریست با خود جگر ہمخانہ ام

خواب شیرین شبنم تنگ ریزد بچشم از اشک شور		ازخموشی گر بگوش خود رسد افسانه ام

من اشعاره الفارسی

سیه کاری نماید سنگدل را عز و شان پیدا		نگین را رو سیاهی گردد از نام و نشان پیدا
نشانی زان کمر دقت شناسان را نشد حاصل		ز تصویر عدم گردند حرفی در میان پیدا
ز جام خون جگر سرخرو چگونه شود	وله	چو لاله سر که درین باغ داغدار نیست
در دو عالم نعمت دیدار محو عشق راست	وله	بر سر خوان کرم بیهوسته دل مهمان کیست
قرب هر جا نیست با جانان چو ربط تن بروح	وله	زین معیت نیک آگه گاهی نصیب جان کیست
خاموشی بگزار در مستمع فهم درست		در تکلم غیر تحسین بر وفا احسان کیست
بوی خلق خوش علاج دردناکی میکند	وله	کار آب زندگی این عطر خاکی می کند
نگردد چشم خاکی سد راه سیر روحانی	وله	سبکروحان برنگ نکهت گل زین چمن رفتند
شبی روشندلان جا گرم اگر کردند از صحبت		سحر از مهر و مه بیجا چو شمع از انجمن رفتند
ز جبین چو موج نگو بهم که صورت گله شود	وله	تو از گشاده جبینی محیط حوصله شود
عشقت ز بس یگانگی اتحاد میکند	وله	ما را کسی که دید ترا یاد می کند
شبی بخاطر گلشن گذشت فرگانت	وله	زند ز خون رگ گل بهار جوش هنوز
تبسمی مگر از غنچه لبت وا شد		صدای خنده گل میرسد بگوش هنوز
بیا که بی وصل تو چون سبوی تهی		نگه بدیده من هست بار دوش هنوز
درانگاه یادت پنهان خود نشینم	وله	تا میتوان ترا دید خود را چه بینم
قناعت پیشه کن بگذر ز حرص بد معاشی هم	وله	بعالم عالمی دارد تلاش بی تلاشی هم
چو شد از شوخی چشم سیاه پر ایاغ من	وله	دل پر خون برنگ لاله می پیچد بداغ من

نسیم ہر نفس مے آرد از دل نکہت زلفت
دیگرے را بگرم گر کنی از خود سہل است

ولہ

نگر گلہائے داغ سینہ شب بوئے باغ من
بہار آنست کہ خود بنمائے و گرہے

وحشت - شیخ عبدالواحد تہانیسری

وحشت تخلص شیخ عبدالواحد نام۔ تہانیسری الوطن۔ شاعر خوش فکر و پرگو تہا۔ الفاظ شوخ و رنگین معانی دلچسپ و دلنشین کو استعمال کرتا تہا۔ صنعت تالیف و تنافر کلمات سے کچھہ پروا نہین کرتا تہا اولاً میر ناصر علی سرہندی سے اصلاح لیتا تہا۔ ثانیاً میرزا عبدالقادر بیدل کی خدمت مین مشق کرتا تہا۔ ہند سے دکن مین آیا۔ شہر اورنگ آباد مین عالمگیری لشکر مین پہنچا۔ امرا و اہل مناصب کے توسل سے منصب مناسب خدمت پر سرفراز ہوا جب شیخ سعد اللہ گلشن اورنگ آباد مین آئے وحشت کے مکان پر فروکش تہے اسوقت اکثر شعرا کا باہم جلسہ ہوتا تہا موسوی خان جرات اورنگ آبادی بہی جلسہ مین شریک ہوتا تہا یہہ واقعہ صحبت مشاعرہ سنہ ۱۱۳۰ ہجری مین تہا۔ بعد ازان درہم و برہم ہوگیا وحشت نے سنہ ۱۱۳۵ ہجری مین عالم فانی سے رحلت کی اور اورنگ آباد مین مدفون ہوا

من کلامہ

باکمال اوج در پستی ہلاکم کردہ اند
آسمان وقت خود بودم کہ خاکم کردہ اند

ولہ

تصویر خود بنامہ نوشتن ضرور شد
اظہار حال بے قلم مو نمی شود

چشم را خالی کن از دیدن تماشا نازک است
آرزو در سینہ بشکن جلوہ آرا نازک است

صد بیابان نالہ پرداز خموشی گشتہ ایم
سرمہ میدانند کہ فریاد دل ما نازک است

شوخ چشمی قابل کیفیت دیدار نیست
شیشۂ ز حیرانی دل کن کہ صہبا نازک است

بمحفلے کہ حریفان وحدت آہنگ اند
بہم چو دیدۂ تصویر محو یکرنگ اند

فغان ز بیخبری ہائے این خود پرستان
کہ کعبہ در بغل و رہ ہزار فرسنگ اند

جوابم بپرسش گرد خط نارستہ را ماند
بقدر آرزو پرخویش باشد گر سوال من

ز بس وحشت مرا بر دشمنان ہم رحم می آید
تپ آئے اعضا شیران میسر آب لال من

بسکہ از یاد تو حیرانی قیامت شور بود
جوہر آئینہ فریاد دل رنجور بود

در بیابانی کہ چشم بیخودی وا کردہ ایم
ہر کف خاکی تجلی خانۂ منصور بود

خانمان پروانہ ہی ہمت تماشا کردہ ام
صد بیابان عالم از ویرانۂ من و ربود

وفا - ابو العلی حیدر آبادی

وفا تخلص - ابو العلی کنیت - عزیز الدین نام آپ مولوی احمد علیخان مرحوم ناظم عدالت بزرگ کے فرزند اور مولوی محمد اکبر المخاطب محمد اکبر علیخان کے پوتے ہین آپکے والد ماجد و جد امجد اس ریاست مین شمس و قمر سے زیادہ مشہور ہین - آپکے بزرگ ریاست مین معزز و مکرم تھے - آپکے جد امجد وعظ و نصیحت مین ضرب المثل تھے اور جد موصوف نے ایک نئی خانہ عمارت نہایت عالیشان و باعظمت تیار کرائی اور اسمین ہزارہا روپئے کے جھاڑ و فانوس شیشہ آلات و بلور کی قسم سے جمع کئے ماہ ربیع الاول مین اُس مکان کو روشنی و فرش وغیرہ آرائش سے نہایت آراستہ فرماتے تھے اور اسمین وعظ کرتے تھے شہر کے عمائد و مشائخ و بیگمات سننے کیلئے جمع ہوتے تھے - بیگمات کے لئے پردہ کا عمدہ انتظام ہوتا تھا اور اقسام اقسام کے کھانے بھی تیار کرتے - فاتحہ کے بعد تمام حاضرین تناول فرماتے تھے - ہم آپکے والد و جد کا حال مستقل طور پر اس کتاب مین لکھین گے - آپکے جد کا اصلی وطن

سورت تہا۔ وطن مالوفہ سے دکن مین آئے اور یہین سکونت پذیر ہوئے۔ آپکی ولادت اسی شہر مین ہوئی۔ نشو ونما کے بعد مدرسہ دار العلوم مین تعلیم پائی۔ کتب درسیہ عربیہ وفارسیہ تمام کین مستعد و لائق ہوئے شاعری کا شوق دلمین پیدا ہوا امیر تعلیخان سنجی کی خدمت مین خوب مشق کی خوب کہنے لگے کلام صاف وشستہ ہے ابہام واستعارہ سے پاک ہے۔ آپ خوش خلق ونیک سیرت تہے سرکاری کسی محکمہ مین ملازم تہے فقیر مولف کو آپ کی رحلت کی تاریخ معلوم نہین ہوی۔ من الشعارۂ الهندی

وصل کا روز گیا نوبت زاری آئی	جان کہا نیکو شب ہجر ہماری آئی
کبہی گلشن مین جو اس گل کی سواری آئی	ہو گیا سب کو یقین باد بہاری آئی
سر کو ٹکراتے ہے سنگ لحد سے پیہم	بعد مردن جو انہین یاد ہماری آئی
پہر ہوا جوش جنون آپکے دیوانے کو	شد الحمد کہ پہر باد بہاری آئی
وہ بہی خود رونے لگا تہام کے ہاتون جگر	کوچۂ یار مین جب لاش ہماری آئی
آج بہجوایا ہے خط شکر خدا کرتے ہین	یار سے اس بت کو وفا یاد ہماری آئی

واقف غلام علیم حیدرآبادی

واقف تخلص۔ غلام علیم نام۔ حیدرآباد دکن کے باشندہ ہین عالم شباب مین شہر کے فضلا کی صحبت مین فارسی نوشت وخواند مین بقدر ضرورت مہارت ولیاقت پیدا کی لیاقت کے بعد شعر وشاعری کا شوق پیدا ہوا مرزا قربان علی سالک دہلوی کی خدمت مین مشق کرنے لگا۔ استاد کی توجہ سے چند مدت مین موزون کرنے لگا خوب کہتا ہے کلام رنگین و بامزہ ہوتا ہے۔ من الشعارۂ الهندی

یاس و امید بین ہے شب عدہ کشمکش	دیدہ نہ بند ہے نہ کھلا انتظار کا
اسکی شمیم زلف کی ایسی ہوا چلی	ملتا ہے مفت ہر بین نافہ تتار کا
برباد ہو کے یکمین پہنچے ہین ہم کہان	پہلا قدم ہے جوش پہ اپنے غبار کا
موسی تو دعوی ارنی کر کے غش ہوے	اب ہمکو دیکھنا ہے مآل انتظار کا
واقف کو آج دیکھہ کے آنسو نکل پڑے	کیا جانے حال کیا ہے دل بیقرار کا

والہ۔ میر سید محمد

والہ تخلص۔ میر سید محمد نام آپ ملا سید محمد باقر موسوی خراسانی کے فرزند ہین۔ آپکا مولد و منشا خراسان ہے۔ آپ سن شعور و تمیز کے بعد والد ماجد کی خدمت مین کتب درسیہ معقول و منقول سے فارغ التحصیل ہوئے اور علم ادب کی بھی تکمیل والد ماجد سے کی۔ شباب کا عالم تھا۔ مزاج مین ذکاوت و ذہانت کی بجلی شعلہ زن تھی دماغ مین قوت خیالیہ کی جولانی موجزن تھی۔ شعر گوئی و سخن سنجی کا شوق دلمین جلوہ افروز ہوا۔ موزون کرنے لگے والد بزرگوار سے اصلاح لیتے رہے چند ہی روز مین معاصرین سے بڑھ گئے والد ماجد کے انتقال کے بعد عالمگیری زمانہ مین وارد ہند ہوئے۔ چند روز ہند مین قیام پذیر رہے۔ پھر ہند سے حیدر آباد دکن مین آئے۔ بادشاہی منصبدار تھے انور الدین خان کی ہمرکابی مین متعین تھے۔ خان بہادر کی عنایت و رعایت سے حیدر آباد مین عیش و عشرت جاہ و حشمت سے بسر کرتے رہے حیدر آباد مین شادی بھی کر لی تھی آپنے نوکری و خانہ داری وغیرہ علائق کے وجوہ سے حیدر آباد کو وطن قرار دیا تھا۔ اسیوجہ سے اولا میر افضل ثابت فاقشانی اورنگ آبادی مولف تحفۃ الشعرا نے آپکو حیدر آبادی لکھدیا۔ اور

میر افضل آپکا معاصر ہے۔ اور تذکرہ تحفۃ الشعرا سنہ ۱۱۶۱ ہجری مین تالیف ہوا ہے
مولف تحفہ نے آپکو باعتبار سکونت اہل حیدرآبادی لکھدیا۔ اسی وجہ سے
بعض تذکرہ نویس متاخرین مغالطہ مین پڑے۔ صاحب گلدستہ کرناٹک نے ٹھیک
و درست لکھا۔ ہم بھی آپکے ساتھہ اتفاق کرتے ہین اور تائید مین ایک دلیل قاطع پیش
کرتے ہین کہ تذکرہ علما و سادات سے معلوم ہوا کہ ملا محمد باقر موسوی ہند مین نہین آیا
فرمائے والد کی ولادت حیدرآباد مین کیونکر ہوئی۔ فتامل ولاتکن من المغالطین۔
صاحب گلدستہ نے لکھا کہ پھر آپ مدت دراز کے بعد حیدرآباد دکن سے تہرنگر مدراس
مین رونق افزا ہوئے۔ اسوقت مدراس مرکز علوم و فنون تھا وہین سکونت اختیار
کرلی۔ پھر مدراسی الوطن مشہور ہوئے۔ آپ عالم فاضل و شاعر کامل تھے سخندان
و سخن سنج تھے۔ شعرگوئی کے فن مین استاد اور کلام کے پرکھنے مین نقاد تھے مدراس مین
اکثر شعرا آپکے چشمۂ فیضان سے فیضیاب ہوئے ہین۔ مدراس کے اطراف و جوانب مین
اسی چشمہ کی بہت سی نہرین جاری ہوئی ہین۔ آپ صوفی مشرب زندہ دل تھے درویش دوست
و کامل تھے۔ خوشمزاج و خوش اخلاق کیا امیر و کیا فقیر کیا ہندو و کیا مسلم سب سے
اتفاق تھا۔ صلح کل کے طریقہ پر سالک تھے۔ پاکیزہ خیال و شیرین مقال تھے تحریر و تقریر
مین سحر البیان تھے۔ مضامین تازہ و معانی شگفتہ پر شیفتہ۔ نازک خیالی و رنگین معانی
پر فریفتہ تھے۔ آپکا کلام نزاکت و لطافت سے بھرا ہوا ہے ہر ایک شعر و مصرع سے قند و شکر
کا مزہ آتا ہے۔ آپکا دیوان کیا ہے حلوائی کی دکان ہے ہر ایک صفحہ و ورق مین قسم قسم کے
حلوے اور انواع انواع شکرپارے دکھلائی دیتے ہین۔ شائقین دیوان کے مطالعہ سے
خوب لطف و مزہ پاتے ہین۔ ہم آپکے چند اشعار بطور نمونہ ترجمہ کے خاتمہ پر لکھتے ہین۔

تاکہ شائقین لذت پائین - اور آپ کبھی کبھی زبان ریختہ مین بھی موزون کرتے تھے آپ صاحب التصنیف والتالیف تھے چند رسالے آپکے تصنیف سے یادگار ہین - رسالہ عروض و قوافی - رسالہ تصوف - فن انشا مین فانونچہ ہین - آخر الحجہ آپ کل من علیہا فان ۱۱۸۴ سنہ ہجری مین شہر مدراس مین سے عالم ناپائدار سے دست بردار ہوکر بہشت برین کے طرف متوجہ ہوئے - انا للہ وانا الیہ راجعون ۔

من اشعارہ الفارسی

بہ بزم امشب نگران دلبر طناز می آید
کہ مہتاب از تمنا بہر پا انداز می آید

بگلگشت چمن نازک نہالم بہر سر آیا
کہ در گوش از شکست رنگ گل آواز می آید

ندانم شب کدامی شوخ ساقی بود در بزمم
کہ امروز از گل پیمانہ بوئے ناز می آید

مگر مطرب شنید از نالہ ہائے وارہ آہنگی
کہ با بانگ دل طپیدہ نہ از تار ساز می آید

ولہ

ز بس از رونگاہ وحشی سرور بیابانم
دماغ آشفتہ ام ساغر کش چشم غزالانم

نسیم صید گر انجانی نسیم گلشن شوقم
ہوا خواہ بہار جلوۂ نازک خیالانم

خیالش شمع بزم دل تماشائش گل حسرت
بہار شعلہ سوزم گلستان چراغانم

ولہ

خیال زلف تو امشب کہ راہ خواب گرفت
چو ماہ از تاریک تنگ شہاب گرفت

ز برگ لالہ حسنش نہ شبنم از عرق ہست
نظارہ ام ز گل آتشین گلاب گرفت

ولہ

ہر کہ ہمچو لالہ در دل سوخت داغ عشق را
ساخت لبریز از می سودا ایاغ عشق را

لالہہائے داغ را پیچیدہ ام از تار آہ
دستۂ رنگین بستہ ام گلہائے باغ عشق

ولہ

روشن ز بنا گوش تو شد چشم تر ما
منت نکشد از صدف آب گہر ما

آئینۂ دل مشرق انوار تجلی است
تا مہر رخت سایہ فگن شد بسر ما

واله نکشد نخل هنر منت خورشید	وله	از شاخ سخن پخته بر آید ثمر ما
صاف طینت را بود در خاکساری آبرو	وله	منت خاکستر فزاید اعتبار آئینه را
سینه صافان را دل از فیض خموشی روشن است		جلوه آهی نماید پر غبار آئینه را
واله شکست توبه بجا شد که چشم عیش	وله	روی بهار در آئینه هوا
تا سایه رخ حسن تو افتد بر آفتاب	وله	هر صبح از کفن بدر آرد سر آفتاب
واله نداشت طاقت نظاره جمال		روشن بود حقیقت شبنم در آفتاب
مریز اے ساقی ظالم گل مستی بجیب دل	وله	که خواب خوش بپای مرینا می برد ما را
قرار از واله شیدا بود این مصرع صائب		همان بیطاقتی صحرا بصحرا می برد ما را
کشته عشقم مرا شمع مزار گل کنید	وله	پرده فانوس شمعم از پر بلبل کنید
تا کند جولان بگرد چشمه کوثر بحشر	وله	جان واله را نثار راکب دلدل کنید
طبع روشن را بس آئینه گر هوش منست	وله	صورت معنی رنگین در آغوش منست
کیست قمری و چه پروانه که نازد بر شمع		شعله قد نظر سرو زری پوش منست
بسکه شوق کشد بسوی شراب	وله	روم از خود ز گفتگوی شراب
ز داغ عشق تو تا گشت شاخ گل دستم	وله	نمود و کوچه باغ است آستین مرا
بسکه شبها آهوی چشم کسی آید بخواب	وله	می کند از خلوت آئینه رم تمثال ما
رقص بسمل کند از ناله زنجیر دلم	وله	اے پری شوخی دیوانه مبارک باشد
همچنین گر غنچه لعل لبت خواهد شگفت	وله	بلبل تصویر از شوق تو گویا می شود
گرد دل را ابروش بیتاب از ایمای لطف		زخمی این تیغ می گردد ز مرهم خسته تر
تا خیالش بدلم جلوه ناموسی ریخت		چون حنا خون جگر دیده بپابوسی ریخت

دل گذشت ز شوقِ زخم صد چاک — ولہ — شمشیر بدوش و بدمشس دوش

با زلف تو دل چہ کارہا داشت — من حلقہ بگوش ز بدمشس دوش

برنیاید نگہ از ضعف ز چشم بے تو — ولہ — با اشارات تو وابستہ شفائے تنم

غلط از شوخی عشق تو نگہوارہ چشم — ولہ — اشک چون کودک خو کردہ بدامن گستاخ

لالہ خونین دل گل زخمی نرگس بیمار — ولہ — در چمن دل بچہ تقریب شود وا بیتو

غمزہ بیباک و نگہ مست و تبسم لبریز — ولہ — شوخ جادو فن من طرفہ بساز آمدہ

قلم اے قاصد ز شوقش رقم ساز و چسپان حرفی — ولہ — کہ دل حرفے نویسا نگہ حرفے زبان حرفے

زبس از خویش رفتم در خیال نرگس مستت — ولہ — مرا ہشیار ہم خواب فراموش است بیداری

واصل - مولوی محمد واصل صاحب

واصل تخلص - محمد واصل نام - آپ سید محمد قدیر کے فرزند ہین - آپکا اصلی وطن کڑہ ضلع الہ آباد ہے - آپ سادات کاظمی المشہد ہین - آپکی ولادت قصبہ مذکورہ مین ہوئی - اور تربیت و پرورش بھی قصبہ مذکورہ مین ہوئی آپنے سن شعور کے بعد کتب درسیہ فارسیہ علما و فضلا سے تحصیل کین - چند مدت وطن مالوفہ مین رہے پہر تلاش معاش کے ارادہ سے سنہ ۱۲۹۲ ہجری مین شہر حیدرآباد دکن مین وارد ہوئے اُسوقت یہان مدرسۂ انجینیری جاری و قائم تہا - آپ علم ریاضی مین ہوشیار و چالاک تہے - اور طبیعت کا تعلق بہی قدرتاً اسی علم کے ساتھہ زیادہ تہا فن انجینیری کا کمال حاصل کرنیکی غرض سے مدرسہ مین شریک ہوئے - آپکو سرکار سے پانچ روپیہ ماہوار وظیفہ مقرر ہوا - مدت معینہ تک تحصیل کرتے رہے جب امتحان دئیے تب طلبہ مین

کامل الامتحان ہوئے۔ اب منتظر و امیدوار تھے کہ سرکار سے صیغۂ انجنیری مین کوئی
خدمت پر تقرر ہو جائین اُسوقت جناب نواب مکرم الدولہ بہادر معتمد مال نے
مدرسۂ اعزہ حیدرآباد مین امرا و شرفا زادون کی تعلیم کے لئے قائم کیا مدرسہ مین
مدرس ریاضی کی ضرورت ہوئی۔ مدرسۂ اعزہ کی مجلس انتظامی نے اس خدمت کے لئے
آپکو انتخاب کیا اور یہہ رائے قرار پائی کہ آپ سے بہتر اس فن مین کوئی لائق آدمی
نہین ملیگا۔ آپکو مدرسۂ انجنیری کے مہتمم ولکنس صاحب سے درخواست کرکے لینا چاہیے
یہہ امر قرار داد ہونے کے بعد نواب صاحب نے صاحب موصوف کو آپکی بابت ایک رقعہ
لکہا کہ آپ محمد وصل صاحب سند یافتہ کو ہمارے مدرسہ کے لئے دیجئیے ہم اُن کو وہی ماہوار
دینگے جو محکمۂ انجنیری مین ملیگی۔ صاحب موصوف نے نواب صاحب کا رقعہ پہنچتے ہی
منظور کیا آپکو مجلس انتظامی مدرسۂ اعزہ مین بہیجدیا۔ آپ ابتدائے افتتاح مدرسہ ۱۲۹۵ہجری
مین مدرسۂ اعزہ مین ریاضی کے صدر مدرس ہوئے۔ اور آپکی ماہوار ڈیڑہ سو روپیہ
قرار پائی۔ پہر آپ چند سال تک مدرسۂ اعزہ مین اپنا فرض منصبی امانت و دیانت کے ساتہہ
ادا کرتے رہے ہر سال آپکے طلبہ کامیاب ہوتے رہے جب تک آپ مدرسہ مین رہے
ارکین مجلس آپکے کام سے خوش رہے۔ آپکو امید تہی کہ مدرسہ مین آیندہ کسقدر ترقی
ہوگی۔ مگر ایسے اتفاقات و موانع واقع ہوئے کہ آپکی امید موہومی ہوگئی۔ بڑا سبب
یہہ واقع ہوا کہ مدرسۂ اعزہ کے سرپرست و مربی مرض دائمی مین مبتلا ہوگئے۔ کوئی
مدرسہ کا سرپرست و مربی نہین رہا۔ اور مدرسہ کی مالی حالت اول ہی ضعیف تہی
مربی کے نہونے سے زیادہ ضعیف ہوگئی اور مدرسہ کی حالت شبے ماند شب دیگر
نمی ماند کے مصداق ہوگئی۔ آپکو اپنی ترقی و استقلالی نوکری کی فکر ہوئی۔ آپنے

کوشش و جستجو شروع کی بمصداق ہر جوئندہ یابندہ سنہ ۱۳۰۷ہجری مین سرکار عالی کے محکمہ صفائی مین مساوی ملا ہوا پر مدرسہ سے منتقل ہوئے۔ آپ محکمہ مذکورہ مین خدمت مددگاری پر مامور رہکر سرکاری کامون کو عمدہ طرح سے انجام دیتے رہے۔

جب سنہ ۱۳۱۰ہجری مین بندگانعالی عرش آشیانے حضور پرنور میر محبوب علیخان نظام الملک فتح جنگ آصفجاہ ششم سنگمنڈہ مین بتقریب شکار رونق افزا ہوئے تھے آپ ہی محکمہ صفائی کے طرف سے اہتمام و انتظام کے لئے روانہ کئے گئے تھے۔ اُسوقت آپنے جو کام صفائی کے متعلق تھا اُسکا خوب ہی انتظام کیا۔ بندگانعالی اور ملازمان سامی خوش ہوئے۔ آپ حضور سے ملے اور نذر گذرانے اور ایک شکار نامہ جو اردو نظم مین تصنیف کرکے مطبوع کردیا تھا وہ بھی پیش کیا۔ بندگانعالی حضور نے آپکو اجازت دی کہ اسمین سے چند اشعار پڑھو آپنے سنائے حضرت بندگانعالی سنکر محظوظ ہوئے۔

آپ موزون الطبع و صائب الفکر تھے شعر گوئی و سخن کے فریفتہ مضمون رنگین و معانی شیرین کے آشفتہ تھے۔ روشنی طبیعت و صفائی طینت سے شعر موزون فرماتے تھے آپکے کلام کے ہر ایک شعر سے حلاوت نمایان اور ہر ایک مصرع سے عذوبت عیان ہے۔

آپ ہمدردی قوم مین جان و مال تک دریغ نہین کرتے تھے ہمیشہ اسی فکر مین رہتے تھے کہ کوئی ایسی بات کرنی چاہئے کہ جسمین قوم کی بھلائی ہو۔ عید الضحی مین قربانی کی کھالون کا جمع کرنا دیوبند کے مدرسہ کے لئے شہر حیدرآباد مین آپ ہی کی ہمدردی کا ثمرہ تھا مدرسہ کے لئے علاوہ کھالون کے چندہ بھی سالانہ جمع کرکے بھیجتے تھے۔ آپکی توجہ و ہمدردی کے وجہ دیوبند کے مدرسہ کو بڑی اعانت پہنچتی تھی۔ مدرسہ کو کیا بلکہ ہند کے مسلمانون کو آپ اسی ہمدردی کی تحریک سے ایک یا دو مرتبہ دیوبند کے مدرسہ کو

گئے تھے اور جہان جہان اس قسم کے مدرسے تھے وہان بھی گئے ہین۔ غرض کہ آپ فنافی القوم تھے۔ صفائی کی کچہری مین جو سالانہ حضور کی سالگرہ کا جشن منعقد ہوتا ہے اس جلسہ کے آپ ہی موجد ہین۔ جلسہ مین شہر کے معززین شعرا وامرا و عہدے دار جمع ہوتے ہین۔ شعرا حضور کے مدح و ثنا و دعا مین قصائد پڑہتے ہین۔ حاضرین سنکے تحسین و تعریف کے ساتھ دا دیتے ہین۔ اسی جلسہ مسرت افزا کو دیکھکے شہر کے امرا بھی کرنے لگے۔ شہر مین متعدد مقام مین جلسے منعقد ہوے ہین ۱۳۰۹ھ ہجری مین حضور غفرت منزل نے ایک مصرع موزون فرمایا۔ ہندو دکن کے بلاد مین بطور طرح شایع ہوا مصرع یہہ ہے ع یہ چوٹی کس لئے پیچھے پڑی ہے) شعرا نے اسی طرح مین غزلین لکھین۔ اخبارون مین مطبوع ہوئین۔ آپ نے بھی بتاریخ ۲۰ رمضان المبارک ۱۳۱۰ھ ہجری کیمپ شاہی واقع مانکوٹہ مین اسطرح مین غزل سنانے اور نذر پیش کرنیکا شرف حاصل کیا اب مین اس غزل کے چند اشعار ذیل مین گزارش کرتا ہون۔ آپکا کلام خوبی و خوش اسلوبی سے خالی نہین ہے پاکیزہ و شستہ ہوتا ہے۔ آخر آپ نے ۱۳۲۳ھ ہجری مین اس دار فانی سے بعالم باقی رحلت کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون مولف فقیر نے آپ کی تاریخ رحلت اس فقرہ سے نکالی (واصل حق داخل جنت) بیرون دروازہ چادر گہاٹ مسجد کے صحن مین موسی ندی کے کنارے مدفون ہوئے۔ مولف فقیر کے مخلصین سے تھے اللھم اغفر لہ آپکے باقیات الصالحات مولوی محمد علی و محمد اکرم و محمد بکرم و حشمت علی وغیرہ یادگار ہین۔ سلمہم اللہ تعالی۔ **من اشعارہ الھندی**

کہین سے شہ نے دیکھا اک پری کو	کہ ہٹ پکڑے ہوئے در پر کھڑی ہے

قریب آکر کہا اے راحت جان
پلٹ کر یون کہا اس دلربا نے
چمن مین کسکی آمد اس گھڑی ہے
کسی جا گوشش بر آواز گل مین
کہین بلبل کی ہے نغمہ سرائی

یہ چرچا تی کس لئے پیچھے پڑی ہے
نگہ با ہمد گر جب سے لڑی ہے

ولہ

کہ خلقت پیشوائی کو کھڑی ہے
کہین نرگس بہی در تکنے کھڑی ہے
کہین قمری کی کو کو ہر گھڑی ہے

وزیر - میر وزیر علی بادشاہ حیدرآبادی

وزیر تخلص - میر وزیر علی بادشاہ نام آپ صمصام الملک بہادر کے پوتے ہین - نواب افضل الدولہ بہادر مرحوم والی دکن کے داماد - آپ خاندان آصفی کے نور بصر و دودمان نظامی کے لخت جگر ہین - ریاست کے روسا مین ممتاز - اور سلطنت کے عمائدین سرفراز ہین آپکی ولادت باسعادت حیدرآباد دکن مین واقع ہوئی - تربیت و پرورش بہی اسی شہر کی آب ہوا مین ہوئی - نشو و نما کے بعد ابتدائے سن شعور مین آپکی تعلیم کے لئے استاد و اتالیق مقرر کئے گئے - آپ ذہین و ہوشیار تہے دو ڈہائی سال مین کتب درسیہ فارسیہ سے فراغت حاصل کی پہر آپکو شوق ہوا کہ عربی کتب درسیہ بہی پڑہنا چاہئے - چند مدۃ عربی کا بہی شغل رہا - چند رسائل نحو و صرف کے ختم کئے پہر ایسے موانع واقع ہوئے کہ آیندہ عربی کتب کے تحصیل کا موقع نہین رہا مگر شعر و شاعری کا دلمین شوق پیدا ہوا طبیعت مین موزونی و چالاکی خداداد تہی - فکر رسا و طبع والا سے شعر موزون کرنے لگے اسوقت مولوی شمس الدین فیض المتوفی سنہ ۱۲۸۳ ہجری کی استادی مسلم الثبوت تہی شہر مین استاد کل کے لقب سے مشہور تہے آپ بہی اپنا کلام میر صوف کو دکہلانے لگے میر صاحب

آپکا کلام دیکھکر فرماتے تھے کہ صاحبزادگان آصفی ورامرا دکنی مین اسوقت بانت و وطانت
کا کوئی ایک فرد بھی نظر نہین آتا ہے آپ صاحبزادون مین فریدا ورامرامین وحید مین
مدت تک اشعار موزون کرتے رہے اور استاد موصوف سے برابر اصلاح لیتے رہے چند مدت
کی مداومت اور مشق مین شاعر کامل ہوگئے۔ استادی کے مرتبہ کو پہنچ گئے۔ آپکے کلام سے
شستگی و پختگی معلوم ہوتی ہے۔ آپکا ہر ایک شعر سنجیدہ و پسندیدہ ہے اور ہر ایک مصرع
برجستہ و شستہ ہے کلام سلیس و بامحاورہ ہے الفاظ کی نشست و معانی کی بندش پاکیزہ
ہے۔ آپ صاحب دیوان ہین۔ مگر ابھی تک اپنے کلام کو مرتب کرکے مطبوع نہین فرمایا ہے
آپ خوش خلق و حلیم الطبع و مستقیم الوضع ہین۔ فقرا دوست و غربا پرور ہین۔ اعزہ و احبا
کے ساتھہ ہمدردی و مساعدت فرماتے ہین علم و اہل علم کے قدردان۔ اہل کمال جوہر کے
جوہر شناس ہین۔ اعزہ و احبا کو اسبات کی ترغیب دیتے ہین کہ بچون کو تعلیم عمدہ طرح سے
دینا چاہیے۔ اور بچون کو اس لائق بنانا چاہیے کہ سرکاری عہدہائے جلیلہ کے لائق ہوجائین
آپ خوش اعتقاد ہین اپنے بزرگان سلف کے طرح اہل اللہ و اہل کمال کے خواہان۔ ولی
کامل و صاحبدل کے جویا ہین۔ بزرگون کے اعراس نہایت ہی عظمت و شان سے فرماتے
ہین مشائخ و علما کو مدعو کیتے ہین ہر ایک مدعو کی مہمانداری و خاطرداری پوری طور
سے ادا کرتے ہین۔ ہر ایک کو رخصت کے وقت عطر و پان عطا فرماتے ہین۔ اور ہر ایک کی
تشریف آوری کا شکریہ ادا کرتے ہین۔ بندگانعالی حضور پرنور بھی آپکو بہت چاہتے
ہین۔ شہر کے امرا اور صاحبزادون مین بھی آپ معزز و مکرم ہین۔ معاش لائق و جاگیر
فائق سے ممتاز و سرفراز ہین آپکی عمر تقریبًا پچاس برس کی ہوگی۔
فی الحال اخبار سے معلوم ہوا کہ آخر شوال ۱۳۲۳ ہجری مین انتقال ہوا۔ انا للہ

وانا الیہ راجعون من اشعارہ الھندی

ہمسر کیا جو آنکھ گیسوئے یار کا	منہ کالا اس خطا سے ہے مشک تتار کا
قاری ہوا ہے مصحف روئے بتان نہو	حافظ خدا ہے میرے دل بیقرار کا
کب ہاتہہ مین ہے باگ مرے اختیار کی	ہے جب سے انتظار کسی شہسوار کا
پہنچے کنار گور کے ہم جان بلب صنم	پورا کیا قرار نہ بوس و کنار کا

واضح - میرزا مبارک اللہ

واضح تخلص - ارادت خان خطاب ہے - کشمیری المولد - جناب میر غلام علی آزاد نے سرو آزاد مین لکہا ہے کہ واضح کا جد بزرگوار میر محمد باقر ارادتخان شرفا ساوہ سے تہا اور میرزا محمد جعفر آصفخان کا داماد - اور جہانگیری زمانہ مین میر بخشی گری کی خدمت پر مامور تہا - شاہ جہان کے زمانہ جلوس مین وزیر ہوا - بعد ازان صوبہ داری دکن و خطاب خان اعظم سے سرفراز ہوا - اور کبہی کبہی گجرات و بنگالہ و کشمیر و الہ آباد کی صوبہ داری پر مامور رہا - کسی وقت بیکار نہین رہا آخر بادشاہ نے اسکو اجازت دی جہان چاہے وہان کی حکومت کرے - اُس نے جونپور کی صوبہ داری اختیار کی وہان چند روز حکومت کرکے ۱۰۵۶ہجری مین فوت ہوا - اسکی لڑکی شاہ شجاع سے منسوب تہی اُس عفیفہ سے سلطان زین الدین بن شجاع پیدا ہوا - اور اُسکا چہوٹا لڑکا میر اسحٰق ارادت خان عالمگیری زمانہ مین داراشکوہ کی فتح کے بعد اودہ کا صوبہ دار ہوا اور اُسی سال مین اس دار فانی سے رحلت کی - اُسکا فرزند میرزا برکت اللہ واضح صاحب تہے جو درگاہ عالمگیر سے بخطاب موروثی ارادتخان مامور ہوا - اور ۱۱۰۰ہجری مین چاکنہ کی فوجداری پر سرفراز اور

۱۱۰۹ھ ہجری اورنگ آباد کی فوجداری اور بعدازان گلبرگہ کی قلعہ داری سے ممتاز ہوا اور شاہ عالم کے زمانہ مین منصب چارہزاری سے سربلند اور آخر فرخ سیر کے زمانہ مین دلی مین ۱۱۳۸ھ ہجری مین فوت ہوا انتہی کلامہ

واضح فن شاعری مین میر محمد زمان راسخ سرہندی کا شاگرد ۔ اور تصوف مین میر سنجر نقشبندیہ کا مرید تھا اور میر سنجر کی دختر نیک اختر سے منسوب بھی تھا ۔ میر کی نسبت ساقی نامہ کے دیباچہ مین لکھتا ہے { راح اعتدال بری از بدمستی افراط و خالی از خمیازہ کشی تفریط از شاہ سنجر بتوان کشید ۔ صراط مستقیم طریق وست و نعمت غیر مغضوب تحقیق اودر غنفوان شباب کہ مستی جوانی و نشاء کمال و بیخودی غرور دولت در سرم جمع بود ۔ آن جوش فزائے خم دیر سالہ وصاف پیمائے صراحی و پیالہ ثلاثہ غسالہ شست و شوی باطن من چنان نمود کہ لوش کج فہمی مزاج و مواد اعوجاج اصلا نماند انتہی } اور میر سنجر کے مرثیہ مین ایک ترکیب بند لکھا ہے ۔ ہم ایک بند ناظرین کے ملاحظہ کے لئے لکھتے ہین ۔

اے فلک اے بیوفا اے ظالم اے بیداد گر	اے ز سوز سینہ اہل مصیبت بیخبر
نے گریبان سیدری نے خاک بر سر میکنی	زینچنین شور قیامت از چہ ماندی بیخبر

رفتی آخر شاہ سنجر داد ہی بیداد ہی
خاک بر سر ریخت در ہجرت دل ناشاد ہی

لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی نے گل رعنا مین لکھا ہے کہ مجکو واضح کا دیوان بخط مولف نوشتہ ۱۱۰۸ھ ہجری ملا ۔ دیوان مین چند غزل حاشیہ پر بخط واضح مین اور اسکی پیشانی پر بخط طغرا مرقوم ہے { فاتوا بسورۃ من مثلہ } اور دیوان مین

دو قصیدے ایک فلک المعارج جواب مین شمس المناقب معز فطرت تھی دوسرا مسمی بفخر دارین دونو قصیدونکا کلام بھر پری ہے ہم فلک المعارج و فخر دارین سے دو دو اشعار نمونہ کے طور پر لکہتے ہین سہ

نہ بختی فلک کسلاند اگر مہار	کے گیرد از عزیمت من ہمت نیم ار
نہ کشتی فلک چو بپا بند بر کنار	از موج بحر ہمتم اول قدم بود

قصیدۂ ثانیہ فخر دارین مین اولاً تشبیب کے بعد ازان ہمت خان بن اسلام خان کی مدح کرتا ہے۔ منہا سہ

کہ فخر می کند از ذات پاک و خانی	و لیک شکر عنایات لطف ہمت خان
کہ با دولت ہر دو سرائش ارزانی	چگونہ شرح دہم کان ستودہ قدر شناس
زہین منت او ہیم زانسی و جانی	مرا خرید بہر سخنے کہ لا لقش بودم

واضح نے متعدد رسائل نظم و نثر مین لکہے۔ اور ہر ایک منظوم رسالہ کے پہلے نثر مین مستقل دیباچہ لکہا اور ہر دیباچہ کی پیشانی پر اپنی مہر کرتا تہا۔ مہر کا نقش { الحق واضح } تہا منجملہ رسائل۔ مثنوی مرآت دیدار + مقابل مخزن اسرار۔ کمند وحدت مقابل سلسلۃ الذہب { + نغمہ و شیون مقابل بلدمن }

آئینۂ راز + تاب زنار + ساقی نامہ ہم بحر سکندر نامہ { ⁂ اسرار معنوی مقابل محمود و ایاز { مقابل سبحۃ الابرار در پیروی مثنوی مولوی }

یہہ ساتون مثنویات کو سنہ ۱۱۷۵ ہجری مین شروع کیا اور سنہ ۱۱۷۸ ہجری مین تمام کیا یہہ تمام مثنویات مختصر ہین۔ قلیل اللفظ کثیر المعنی۔ مرآت دیدار کے پچپن اشعار ہین نغمہ و شیون ایک جزو۔ کمند وحدت کے اکانوے اشعار۔ آئینۂ راز کے ۵ جز

و تاب نزار ایک جز ۔ ساقی نامہ دو جز ۔ اسرار معنوی ایک و نیم جز ۔
ان رسائل کے علاوہ ایک دیوان ہے جو غزلیات و قصائد و رباعیات و غیرہ اشعار پر
شامل ہے ۔ صاحب گل رعنا نے تمام مثنویات و دواوین کے اشعار انتخاب کر کے
اپنے تذکرہ مین لکھا ہے مولف بخیال طوالت کلام صرف دیوان کے اشعار پر
اکتفا کرتا ہے ۔ **من اشعارہ الفارسی**

پرواز چون کند ز چمن مرغ جانِ ما ۔ در پای گل بخاک سپار آشیانِ ما
دل ز طپش ز رفتن خود مید هد خبر ۔ آوازه پا بود جرس کاروانِ ما

ولہ

ز مقراض فنا نو رست شمع زندگانی را ۔ بود آب دم شمشیر صندل سرگرانی را
با اسیری چکند معجزهٔ یوسف حسن ۔ هفت در وا نشد و نکشود در زندان را
بزخم دل نمک ماهتاب مرهم نیست ۔ سواد سرمهٔ شبهای تار را دریاب
گذشت صبح جوانی و گرد پیری ماند ۔ چو رفت محمل لیلی غبار را دریاب
با سکندر داشت صحبت بزم روشنان بدیه ۔ حق بدست خضر باشد گر خورد تنها شراب
وا ضحی از شور جنون صبح قیامت شده ام ۔ انچه انجام دو عالم بود آغاز نیست
داغ جگر بخاک نشینان غنیمت است ۔ رنگ شفق بشام غریبان غنیمت است
تا بی حجاب بوی گل آید ببزم دل ۔ در نو بهار چاک گریبان غنیمت است
میرود دل بیخبر سوی جنون تدبیر نیست ۔ اینقدر دانم که الفت میکشد زنجیر نیست
بوی خون از نفس باد صبا می آید ۔ شاید از گلشن داغ دل ما می آید
سنگین مشو که زود فرو می روی بخاک ۔ دیدم بلوح تربت قارون نوشته اند
راحت فرنج بود خواب پریشانی چند ۔ یوسفی چند تراشیدن و زندان چند

دام بر دوش نگر باز کسے می آید
کہ مرا یاد ز کنج قفسے می آید

بے نوا را بے نسیم سحر و افریاد رس
کرد غربت بست بر بال خستہ چاک قفس

سیر کردم گرمی ارباب دنیا سوختم
در چراغان رفتم از بہر تماشا سوختم

جنگ ہفتاد و دو ملت سپر انداختم
تیغ کین بر ما کشش خصم نامردی مکن

برہ جنون دویدم بجہر خود ندارم
نگہم کجا فتادہ دل من کجا شکست

بکاغذا خگرے پیچیدہ ام یعنی دل خود را
سبا داگر بہ بر جانم کنی لے نامہ بر حیف

آبرو جوش طپش زود دل ناشاد بتی
صید ما در بیضہ دارد چشم بر صیاد ہے

ہستی با خاکساران نقش پای ہستی است
چشم برہ خنجر دارد این بیداد ہے

الٰہی کعبہ میخانہ بادا القدر باقی
کہ بینا سجدہ ساغر کند من سجدہ ساقی

رباعے منظہ

دنیا کہ درو دل بہوس پیچیدہ است
رنج است مآل و راحتش فہمیدہ است
عیش و غمش تمام حسرت و بیغمی است
چون صبح عروسی و چو شام عید است

ولا - نواب عزیز جنگ بہادر

ولا تخلص - مولوی احمد عبد العزیز نام - خان بہادر - نواب عزیز جنگ سرکار نظام خلد اللہ ملکہ سے اور شمس العلما - خان بہادر سرکار انگریزی سے خطاب ہے - آپ مولوی محمد نظام الدین مرحوم کے فرزند دلبند ہیں - آپکے نسب و حسب کا سلسلہ حضرت جعفر طیار سے منتہی ہوتا ہے - آپ نسبًا جعفری مذہبًا شافعی - قومًا نائطی مولدًا مدراسی ہیں والد ماجد کے ہمراہ کم سنی میں حیدرآباد دکن آئے - آپکے نشو و نما و تربیت کی تکمیل

یہان ہوئی۔ سن شعور و تمیز کے ابتدا مین فارسی عربی کی کتب متداولہ درسیہ متعدد اساتذہ سے ختم کین۔ آپ تحصیل سے فارغ ہونے کے بعد سرکار عالی نظام خلد اللہ ملکہ کے سررشتۂ عدالت مین مقرر ہوئے۔ درجہ بدرجہ ترقی کے اوج پر عروج کرتے گئے۔ عدالت و فنانس مالگزاری وغیرہ محکمون مین ملازم رہے۔ ہر ایک محکمہ مین امور مفوضہ کو دیانت و امانت کے ساتھہ انجام دیتے رہے۔ ختم ملازمت پر عہدۂ تعلقداری ضلع سے وظیفہ یاب ہوئے۔ حسن خدمات کے صلہ مین ۵۰۰ روپیہ ماہانہ وظیفہ خزانۂ شاہی سے پاتے ہین۔ چند مدت سرکار الامرا بہادر مرحوم کے پائگاہ مین معتمد و صدر تعلقدار رہے۔ پائگاہ سے بھی ایکسو پچاس روپیہ ماہانہ وظیفہ ملتا ہے۔ آپ دو سال تک سرکار آصفیہ کے لیجس لیٹو کونسل کے ممبر اور کئی سال تک حیدرآباد میونسپالٹی کے رکن اور ایک سال نائب صدر نشین۔ اور چار سال تک مجلس طبابت کے رکن فی زماننا ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ کے ایسوشئیٹ ممبر ہین۔ آپ سرکارین یعنی سرکار نظام و سرکار انگریزی دام اقبالہما کے نزدیک معزز و مکرم ہین۔ آپکی عزت و عظمت مسلم ہے آپکو ریلوی بورڈ آف ڈائرکٹرس نے اعزاز انظام ڈومنین مین سلور فری پاس دیا اور سرکار انگریزی نے ایک تلوار عطا فرمائی۔ اور آپ سرکار انگریزی کے کل ممالک ہند مین قانون اسلحہ سے مستثنی ہین۔ آپ علم دوست و ہنر پسند ہین۔ علما و فضلا شعرا و ظرفا کی قدر کرتے ہین آپکی طبیعت مین قدرۃً و فطرۃً موزونیت واقع تھی بنا بر علیہ آپکو شعر و شاعری سے دلچسپی ہے اور تالیف و تصنیف کا ولولہ دل مین موجزن ہے۔ سخن سنج و سخن فہم ہین۔ فارسی و اردو دونون زبان مین کلام موزون فرماتے ہین جو کچھہ کہتے ہین مرغوب و دلچسپ ہوتا ہے آپکو فارسی مین مولوی وجیہ الدین خان

معنی تخلص ورمولوی نجم الدین حسین خان افضل سے اور اردو مین جناب فصیح الملک داغ دہلوی و حافظ جلیل حسن صاحب جلیل مینائی سے تلمذ ہے۔ آپکا کلام دونون زبان مین شستہ و پاکیزہ ہوتا ہے۔ صاحب دیوان ہین۔ دیوان قصائد و غزلیات ورباعیات و قطعات تاریخیہ پر شامل ہے۔ فی زماننا مطبوع ہوکے شایع ہو چکا ہے۔ آپ اردو مین کم کہتے ہین اردو کا کلام مرتب نہین فرمایا۔ آپکو تاریخ گوئی مین ملکہ تامہ حاصل ہے فی البدیہہ کہتے ہین۔ فن تاریخ جمل مین بے نظیر فرد ہین۔ غرائب الجمل کے دیکھنے سے آپکی لیاقت خداداد کی وسعت معلوم ہوتی ہے جو صاحب مذاق و منصف مزاج ہوگا داد دیگا تالیف و تصنیف کے شیفتہ ہین تخمینا پچیس سال سے اس کام مین ہمہ تن مصروف ہین فنون متعدد و فنون کے رسائل و کتب تالیف کئے چنانچہ ستره اڈیشنس نظام فنانس ریونیو رپورٹس شایع ہوچکا۔ سرکار سے انعام صہ ہزار سے زیادہ ملا۔

مندرجہ ذیل کتب مطبوع ہوکے شائع ہوچکے ہین۔

فن فلاحت مین۔ فلاحۃ النخل۔ کاشت انگور۔ کاشت ترکاری۔

فن سیاق مین۔ سیاق دکن

فن تاریخ مین۔ تاریخ النوائط۔ محبوب السیر۔ عطیات سلطانی

فن جمل مین۔ غرائب الجمل۔

فن طیور مین۔ حیوۃ الحمام

فن لغت مین۔ آصف اللغات

لغت مین نہایت شرح و بسط کے ساتھہ لکہہ رہے ہین۔ چار جلدین شایع ہو چکی ہین اور چوبیس جلدین زیر تالیف ہین اس کتاب کی ہر ایک جلد کے لئے ویسرائے ہندنے

پانسو روپئے سکہ کلدار انعام - اور سرکار عالی نظام نے پانسو روپئے سکہ محبوبیہ
منظور فرمایا ہے - ہر چہہ مہینہ مین ایک جلد شایع ہوتی ہے مولف نے کل جلدین پبلک
کے لئے وقف کردین - اور اسکا خالص نفع محمدن کالج علیگڈہ کو دیدیا ہے اور دیگر
تالیفات کے خالص نفع سے کتب قلمیہ نادر الوجود خرید کے پبلک لائبریری کے نام وقف
فرماتے ہین اسوقت تک مدرسہ عالیہ کلکتہ ایشیاٹک سوسائیٹی بورڈ آف اکزامنرس کلکتہ
محمدن کالج علیگڈہ کو بارہ سو جلدین قیمتی بارہ ہزار روپیہ بہیجے ہین -

آپ ملکی انتظام مین فرد فرید عقل و فراست و تدبیر مین ذات وحید ہین صائب الرائے
و مستقل مزاج راست گفتار و نیک کردار ہین - معاملات دنیوی مین راست بازی سے
کام کرتے ہین - ناجائز طور سے کسیکی رعایت نہین فرماتے - جو امر واقع کے مطابق ہوتا ہے
اُسکے کرنے مین کوتاہی نہین کرتے عوام الناس جو اغراض نفسانی مین مبتلا ہین آپ کی
راست بازی و صاف گوئی دیکہہ کے شاکی ہوتے ہین اور کہتے ہین کہ نواب صاحب
تند مزاج و سخت گیر ہین - جو بزرگ ذی فہم و منصف مزاج ہین منصفانہ آپکی تعریف
کرتے ہین - چنانچہ فقیر مولف بہی سنی سنائی باتون پر اعتماد کرکے آپسے بہت کم ملتا تہا
لیکن فی زماننا مجہے آپسے ملنے کا اتفاق ہوا - نہایت محبت و اخلاص سے پیش آئے
اور آتے ہین - خود غلط بود انچہ ما پنداشتیم - مین دلمین بہت ہی پشیمان و نادم ہوا
مین سچ کہتا ہون کہ جناب نواب صاحب ترجمہ واقع مین عزیز الوجود ہین - مغتنمات سے ہین
خدا تعالے آپکو سلامت رکہے - آپ سراپا قوم کے ہمدرد و خیر خواہ ہین - آپ کی ذات بابرکات
سے قوم کو بیشمار فائدہ پہنچ رہا ہے - آپ اکثر نفع عام کی غرض سے تالیف
و تصنیف کی فکر مین باوجود بیماری و ناتوانی ہمہ تن مصروف رہتے ہین - ذاتی سرمایہ کا

بڑا حصہ اسی تالیف و تصنیف میں صرف کرتے ہیں اور کتب مع لغات طبع کرکے خلائق کو بلا قیمت ہدیہ و تحفۃً تقسیم کرتے ہیں۔ ایسے بزرگ فی زماننا نادر الوجود ہیں اللہم سلمہم بالخیر والعافیہ۔ فقیر مولف آپ کی تالیفات کو بغور محققانہ دیکھتا ہے۔ درست و لائق تحسین پاتا ہے مثلاً کتاب غرائب جمل نہایت شرح و بسط کے ساتھ لکھی ہے اس کے مطالعہ سے آپکے معلومات کی وسعت اور تحقیق کی وقعت ثابت ہوتی ہے اب تک اس فن میں جامعیت کے ساتھ ایسی کتاب نہیں دیکھی گئی اسیطرح دیگر رسائل بھی ہیں۔ فی الحال آصف اللغات لکھ رہے ہیں اسمین جسقدر تحقیقات کر رہے ہیں ایسی تحقیق کسی نے نہیں کی نہ کوئی ایسی کتاب جامع اللغات ہے۔

اب میں آپکے دیوان سے چند اشعار بطور نمونہ گزارش کرتا ہوں ناظرین مطالعہ کریں اور مولف کے کلام کی داد دیں۔

من اشعار الفارسی

اے لوح جبین تو بسم اللہ عنوانہا
آن عارض لبجویت یک صفحہ صد دیوان

بہم دارد رخ چون آفتابش آب و آتش را
زچشمم خاست سیل خون بجوش آب آتشگون

قطرۂ اشکم اگر مثل گہر سیراب آب
آب جاری من از مژگان کشم در راہ عشق
پنبہ بر داغم نہد چشم پر آب او ولے

دل من گر بدست دلربا نیست
گرت سیل سر شکم رہنما نیست

وے روے حسین تو خوش مطلع دیوانہا
یک شعر دو ابرویت بیت الغزل آنہا

وله

کہ بر آتش نشاند آب و تابش آب و آتش را
بہم آوردہ در مضمون جبابش آب و آتش را

وله

در غلاف چشم او تیغ نظر می دارد آب
گر بود چشمے کہ او از دو در بر می دارد آب
ہر زبان زخم دل عشاق بر می دارد آب

وله

بدستم اختیار من چرا نیست
چرا در دیدہ ام نقش پا نیست

برزده چون آفتاب سر ز گریبان صبح — پیش تو گردش نقاب شرم زده دامان صبح
آینه حیرت است از رخ تو آفتاب — سرمه کش غیرت است دیده حیران صبح

وله

تیغ ز سر در گذشت در تن من جان نماند — آب چو از سر گذشت بیم ز طوفان نماند
عشوه زن فتنه‌گر دست منه بر کمر — ناز ترا یک نظر در دلم ارمان نماند

وله

دوش با پیوسته ابروان اتفاق افتاده بود — اتفاق جفت ابرویش بطاق افتاده بود
آرزوی مرده را آمدم وصالت زنده کرد — در من و جان من بیجان افتراق افتاده بود

وله

برنگ ابر نیسان بخت بینا آب در ساغر — ز جوش باده خیزد صد دُر نایاب در ساغر
بتابید شب زلف تو هشیاران غافل را — نماید عکس مست نیم خواب در ساغر

وله

در چشم آبدار تو آبی ندید کس — در جویبار تیغ حبابی ندید کس
جز روی بی نقاب تو از تاب حسن او — عشاق را بدست حجابی ندید کس

وله

دود آهم بر لب گلناری من همچو شمع — سوز جانکاهم نهان در کسوت تن همچو شمع
سوختم از آتشت چندانکه خاکستر شدم — توده خاکسترم گردید مدفن همچو شمع

وله

دمی که همدم ابروی یار شد دم تیغ — بجوهرش سر تسلیم کرده خم دم تیغ
بر آب دیده من (حالیکه در تن من بست) — پلی است بسته تیغ نگاهت از خم تیغ

وله

پرده شگاف دل است نوک خدنگ نگاه — بردن جان مشکل است حیف ز چنگ نگاه
تند برآید ز چشم باز در آید به چشم — لیک نیاید بچشم تیر تفنگ نگاه

وله

بدیده مست خواب بیخواب دیدم باز تو خواب نیمی — بجام مست نیم مست کرشمه سازت شراب نیمی
ز رخت چو نیمی نقاب گیرد به نیم قرص آفتاب گیرد — ز رخ گر نقاب نیمی رود ز مهر آفتاب نیمی
چو مهر مه با تو شد مقابل بمهر و شد آفتاب حاصل — رسید نیمی بماه کامل نعمت آفتاب نیمی

انتخاب رباعیات

باشد بہ دلم حرمت نام حافظ — در چشم من است احترام حافظ
او خواجۂ شیراز و ولا بندۂ او — این نظم کجا کجا کلام حافظ

وله

ابروئے تو کرد عالمے را تہ تیغ — تیر نگہت جفا کند ہمرہ تیغ
کافی است گرہ بر ابروت بہر ولا — مشتی بمحل بہ بود از حربہ تیغ

وله

خون گرمی کس عیان شود از رگ و پوست — حرفے تو آگہ کند از دشمن و دوست
آید بزبان ہر آنچہ باشد در دل — از کوزہ ہمان برون تراود کہ در وست

وله

دود دل ما کہ بر سما خواہد رفت — در بارگہش بشکل دعا خواہد رفت
ابر کرمش خبر دہد زین کہ ولا — آخر آبے بہ جوے ما خواہد رفت

وله

حاسد ز حسد بہر چہ خواہد نرسد — نیکوے خواہ را گہے بد نرسد
فائز بمرام می شود خیر طلب — بدخواہ کسان ہیچ بہ مقصد نرسد

انتخاب قطعات تاریخ

در جشن ختان ابن سید اکبر
از تخرجۂ لطیف گفتم تاریخ
پیشکار دکن کشن پرشاد
اے ولا سال سرفرازی اوست

وله

صد گوہر اشک ریخت از چشم پدر
این شمع شد از قطع زبان روشن
۲۱۷۸ - ۳۰۰ = ۱۸۷۸
شد وزیر حضور شاہ دکن
دل ما شاد و چشم ما روشن
۱۳۰۲

تاریخ رحلت مولوی سید علی کامل تخلص

دنیا سے گیا ملک سخن کا والی — اقلیم سخن کی ہے یہ بد اقبالی
افسوس جہان میں فرد کامل تر ما — استاد سے ہو گیا زمانہ خالی
۱۲ ۱۳۰۲ھ

تاریخ طبع دیوان حضرت جلیل مینائی

جس وقت چھپا ہوا وہ مقبول جہان	دیوان سخنور جلیل ذیشان
کیا خوب کہی ولاؔ نے اسکی تاریخ	سلطان قلم و سخن کا دیوان ۱۳۲۸ھ

ولاؔ — سید ابو سعید المخاطب سید ابو طیب خان

ولاؔ تخلص۔ سید ابو سعید نام و کنیت ہے۔ آپ سید ابو طیب خان بن سید زین العابدین خان امامی کے فرزند ہین۔ آپ پدر بزرگوار کے نام سے مخاطب تھے۔ گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپکی ولادت سنہ ۱۱۹۰ ہجری مین بمقام رحمت آباد واقع ہوی نشو و نما کے بعد سن شعور و تمیز کے عہد مین آپنے کتب متداولہ فارسیہ و مختصرات عربیہ مولوی بہاء الدین علی و مولوی شاہ امین الدین علی سے ختم کین۔ اور خط نسخ کی مشق محمد صبغۃ اللہ ناعطی عرف شاہ صاحب سے کی تحصیل سے فارغ ہونیکے بعد رحمت آباد سے مدراس مین آئے مولانا آگاہ کی خدمت مین کتب محصلہ کی تکمیل کی تحصیل و تکمیل سے فراغت پاکے شعر و شاعری کے طرف مائل ہوئے۔ موزون الطبع تھے مولانا موصوف کی خدمت مین مشق کلام کرنے لگے۔ درجۂ کمال کو پہنچے۔ فن خطاطی مین بے نظیر تھے۔ مولانا آگاہ جب آپکی لیاقت و ذکاوت سے آگاہ ہوئے تو آپکو ولاؔ تخلص عطا کرکے یہہ بیت لکھی

خط وافی ببر از سیر چو بلبل والا — اولین جوش بہارست گلستان ترا

مولانا کی زندگی تک آپ مدراس مین رہے۔ مولانا کی رحلت کے بعد اپنے اصلی وطن مین جو ایک موضع رحمت آباد کے قریب تہا آئے۔ مدت دراز تک سکونت پذیر رہے اور آپنے مولوی شاہ رفیع الدین دکنی کی خدمت مین اولاً طریقہ نقشبندیہ و ثانیاً

طریقۂ قادریہ مین بیعت کی - مدت تک دونون طریقون مین ریاضت کرتے رہے - آخر سنہ ۱۲۵۲ ہجری مین لخت جگر کے فوت ہونے سے نہایت غمگین و دل برداشتہ ہوئے وطن سے غربت اختیار کی - چند ایام سیر و سیاحت مین بسر کرکے واپس آئے - آپکے بنی عمام سید محمد یحیی خان بہادر اکبر جنگ نے آپکو آوارہ گردی و رہ نوردی سے باز رکہا - پہر آپ اُسی زمانہ مین حافظ بار جنگ کے توسل سے نواب اعظم جاہ کی سرکار مین باریاب ہوکے خطاب سے سرفراز ہوئے - اور نواب کے اساتذہ کے زمرہ مین شریک کئے گئے - نواب موصوف اپنے تذکرہ مین لکہتے ہین کہ سبحان اللہ کیا شان والا ہے - استاد کامل دریادل ہین - آپکے نیسان فیض سے ہزارہا طلبہ کے دامن ہمہ صدف جواہر فقرات نثر سے لبریز اور آپکے آفتاب تعلیم کی شعاعون سے ایک عالم کا جیب دل مثل کان بدخشان لعلہائے نظم سے لبالب ہے - آپکے تلامذہ درجہ استادی کو پہنچے - آپ خوش تقریر و تحریر تہے آپکے حسن بیان سے سامعین تازہ دل ہوتے تہے - نظم کو ایسی ادا سے پڑہتے تہے کہ دل مسخر ہو جاتے تہے - اور نثر کو بہی ایسے لہجہ سے ادا فرماتے تہے کہ قلوب تازہ ہوتے تہے - تاریخ دانی مین بے نظیر تہے - مثنوی معنوی و کتاب شاہنامہ اکثر تذکرے مثلاً کلمات الشعرا و خزانۂ عامرہ وغیرہ کے حافظ تہے - اور متقدمین شعرا کے بیشمار قصیدے آپکے خزانۂ حافظہ مین محفوظ تہے - صاحب تالیف و تصنیف تہے - مثنوی بحر غم - و مثنوی آیۂ رحمت و رسالہ بحر رحمت - و شرح بعض قصائد عرفی - و چند رسالہ نثر بطرز ظہوری وغیرہ آپکی تصنیفات سے ہین - اور ایک دیوان ضخیم ہے - دیوان قصائد و غزلیات و قطعات و رباعیات کا مجموعہ ہے - آپکا کلام شاہ ناصر علی کے انداز پر ہوتا ہے - جو منصف مزاج ہوگا دونون کے کلام کو امتحان کی ترازو مین تول کے داد دیگا - بلکہ یہہ کہیگا دونون ایک ہی ہین - فرق نہین کریگا - آخر آپنے

بحکم کل من علیہا فان ہشتم ماہ صفر سنہ ۱۲۶۴ ہجری مین بعارضہ فالج جہان فانی سے بملک جاویدانی رحلت کی۔ اور مسجد معمور کے صحن مین واقع متنیال پیٹھ دفن ہوئے خوشنود نے تاریخ رحلت کہی العاقبۃ للمتقین ۱۲۶۴ھ اور نواب اعظم جاہ نے بھی لکھی ہو ھذا

نکتہ سنج رموز دان سخن	رخت بربست چون سوئے عقبیٰ
بیدل شاد گفت ہاتف غیب	رفت ہیہات زین جہان والا
سرخوش عصر ابوطیب خان	ولہ — کرد زین دار فنا چون رحلت
راقم از بہر خرد سالش خواست	گفت ہاتف بخدا در جنت

آپ خوش خلق و نیک محضر تھے۔ باوجود کبر سنی ظریف الطبع جوان مزاج تھے۔ آپ جس محفل مین رونق افروز ہوتے تھے محفل کو روشن کردیتے تھے محفل مین اکثر اشعار ضرب المثل سناتے تھے۔ اہل مجلس آپکے کلام دلاویز شکر ریز سے تازہ دل ہوتے تھے۔ ہمیشہ اوقات عزیز کو سخن سنجی مین مصروف کرتے رہے۔ چنانچہ آپ نے رحلت کی صبح حالت نزع مین یہہ بیت لکھکے مولف اعظم کی خدمت مین بھیجی ہو ھذا

دارم این امید اعظم وقت مرگ خویشتن	مہر و قدرت دیدہ سیر عالم بالا کنم

مولف تذکرہ گلزار اعظم نے آپکی مدح مین یہہ رباعی لکھی ہے

خارج ز بیانست کمال والا	مفقود ز مانست مثال والا
گر نسبہ بخاطر زشناہم ہ اری	این نظم شناست ز حال والا

من ۲۰ سعارۃ ۲ الفارسی

الٰہی ساز روشن چون ید بیضا بیانم را	کلیم طور سینائے تجلی کن زبانم را
الٰہی بعد مردن نیز رنگین کن بیانم را	کرامت کن اثر برگ حنا ساز بانم را

شدم همچو کمان یک استخوان پهلوان والا
وله
غم ابروش زبس کاست جسم ناتوانم را

سیه پوش است یا رب در غم تو حرف من
وله
کرامت کن اثر چون بیت جعد و پرپشت دیوان را

مداد اهنت و بود بسم الله عنوان ما
وله
هست بیت ابروی مطلع دیوان ما

هست دور از خلل آیینهٔ صافی گهران
وله
نتوان ساخت جدا چونکه فتد شیر در آب

نرم خوئی سبب امن بود از ظالم
نشود زخم نمایان چو زنی تیر در آب

گر پسر شد به از پدر چه عجب
وله
لعل از سنگ می شود دُر نایاب

اهل بصیرت از سخنی رنج می برند
وله
مو در میان دیدهٔ کم از نوک خار نیست

مس را چو زر بروی محک کس نمیکشد
سختی بغیر قسمت کامل عیار نیست

گشت حسن از پرده ظاهر صورت جانانه شد
وله
عشق در جوش و خروش آمد دل دیوانه شد

خاست دود از شعلهٔ حسنی بگیسو نام یافت
چاک زد عشق جنون انگیز در دل شانه شد

صاف طینت را شود عرفان فزون بعد از فنا
وله
این سخن از خم هنگام شغل مل رسید

جان کند تعجیل رفتن چون شود قامت دوتا
سر عشق یارب کجا باشد کرا و بر دل رسید

دل بعشق خال او خواهد ز لعلش بوسه را
وله
شخص تریاکیست کز نجبت آن تنگ شکر

دائم آفت دان بکن نعمت دنیا هوس
وله
می شود زنجیر آخر شهد بر پای مگس

نمی افتد بغفلت هم نگاه چشم فتانش
نگر بخشم رقم کردند ازان برگشته مژگانش

جز سیاست نبود کار ریاست جاری
وله
نشود خامه روان تا نزنی آنرا قط

بنگر از چشم بصیرت رفعت والای شرع
می نهد عرش برین سر بر رخ و پای شرع

هست از بیت بلندی جمله دیوان اشرف
می شود طفل نکو در خاندان چشم و چراغ

که بود در لکنت او هیچکس را جای حرف
دمبدم شیرینی لعلش بگیرد پای حرف

ایکه به سائل ز لب ممسک جواب خشک وله از جیب خشک سال برآید سحاب خشک

اصلا ز گرم جوشی خوبان مخور فریب وله کز جیب آفتاب برآید سحاب خشک

عشق فائز کند آخر بحقیقت ز مجاز وله میرسد شبنم افتاده بمهر از بر گل

چون درخت نو که سر بیرون زند از جیب تخم وله هر دو دست خود ز رنگ و بو بهم سوده ایم

کرده ایم از سرمهٔ ابروی ترا دنباله دار حسن این بیت بلند از مستزاد افزوده ایم

دستگیر عاجز وا مانده شمشیرست و من وله خاک گشتن بهر دلگیر کار اکسیرست و من

دل من از گل داغش به بستان میزند پهلو وله ز جوش اشک چشم من بعمان میزند پهلو

زاهد کجا شناسد رمز سیاه چشمش وله هر کو دوکے نگردد از بحث کحل آگاه

از رخنهٔ دل گوهر آهسته بمن گوید صدا من نهان باشد در گوشهٔ تنهائی

وفائی ۔ سلطان اسمعیل عادل شاه

وفائی تخلص ۔ اسمعیل عادلشاه نام ۔ یوسف عادلشاه والی بیجاپور کا فرزند دلبند ہے والد کے فوت ہونیکے بعد تخت نشین ہوا ۔ بادشاہ حلیم و کریم و سخی تہا ۔ علم دوست تہا علما و فضلا کی بہت قدر کرتا تہا ۔ اکثر اوقات علما کی صحبت مین بسر کرتا تہا ۔ نہایت ہی عالی ہمت و بلند حوصلہ تہا ممالک محروسہ کی آمدنی و خرچ کی کچہہ پروا نہین کرتا تہا خیرات بیشمار کرتا تہا علما و شعرا کو خوب دیتا تہا ۔ ظلم و ستم کا روادار نہین تہا ۔ مجرمین کے ساتہہ عفو و اغماض کا طریقہ جاری رکہتا تہا ماکولات و مشروبات و ملبوسات مین تکلف کرتا تہا ۔ نیک سیر و شیرین زبان تہا ۔ زبان سے کبہی فحش نہین نکلتا تہا سخندان و سخن فہم تہا ۔ اسکا کلام لطیف و متین ہوتا تہا ۔ فقیر مولف نے اسکا حال

محبوب الوطن تذکرہ سلاطین دکن کے دوم حصہ مین نہایت شرح و بسط کے ساتھہ لکھا ہے۔ ان کنت شائقا فارجع الیہ فرشتہ نے لکھا کہ علم موسیقی و شعر مین مہارت کامل رکھتا تھا۔ اور وفائی تخلص کرتا تھا۔ سلاطین دکن سے کوئی بادشاہ سخن گوئی مین لطیف و متین اسکا مثل نہین ہوا ہے اور کسی نے اسکے مثل کلام موزون نہین کیا۔ انتہی کلامہ۔ آخر وفائی صاحب ترجمہ معرکہ محاصرہ قلعہ بالکنڈہ بیمار ہوا۔ بیماری کے سبب پالکی مین سوار ہو کے روانہ ہوا۔ اور چارشنبہ بتاریخ ۱۶ صفر سنہ ۱۰۴۱ ہجری مین فوت ہوا قصبہ کوکی مین والد ماجد کی قبر کے قریب دفن کیا گیا **من کلامہ**

دل خوبان ز قید بہر آزاد ست پنداری
مرا صد محنت از عشق تو بر دل میرسد ہر دم

ما را دلبری بر جور و بیداد ست پنداری
دل ویران عاشق محنت آباد ست پنداری

ز عشق قامت سر و سہی مانند پا در گل
ز ہجرت آتشے دارم بدل کز بہر تسکینش

دلش صد پارہ و زیار دل آزاد ست پنداری
نصیحت ہائے مشفق زاہدان باد ست پنداری

دل ریشش وفائی ماتم آن چنان خود کردہ یا بہر ایش

کہ پیکانش بجائے مرہم افتاد ست پنداری

شب ہجر جز گریہ کاری ندارم
بجز دیدہ اشک باری ندارم

شبے نگذرد کز فراق تو چو شمع
پر از اشک حسرت کناری ندارم

من و عشق و رندی کوی ملامت
براہ سلامت گذاری ندارم

ازان با غمش خو گرفتم وفائی
کہ غیر از غمش غمگساری ندارم

ولہ

دل ز زلفش حکایتے دارد
از شب غم شکایتے دارد

تا کے آزار اہل دل طلبی
ہیچ غائی نہایتے دارد

ولہ

خون دل میخورم ز غصۂ یار
بار قیبان عنایتے دارد

دل سخنش ز آہ من شادرم — آہ عاشق سرایتی دارد
اے وفائی منال از ستمش — کہ ستم نیز غایتے دارد

وحدت - محمد امان اللہ

وحدت تخلص - محمد امان اللہ نام - بہار و خزان کے مولف نے لکھا کہ آپ قاضی سراج الدین قدس سرہ کے فرزند دلبند ہین - آپکی ولادت سنہ ۱۱۳۲ ہجری مین قلعہ قندہار ضلع محمد آباد بیدر مین ہوئی نشو و نما بھی وہان کی ہوا مین پایا - والد ماجد و دیگر اساتذہ کی خدمت مین کتب درسیہ سے فراغت حاصل کی - ذوی استعداد تھا - آپکے والد قندہار کی قضا پر مقرر تھے - اور آپ پرگنہ نرمل کی قضا پر مامور تھے - شعر و شاعری سے مناسبت رکھتے تھے - کبھی کبھی موزون فرماتے تھے - صرف آپکا ایک شعر ملا - ھو ھذہ

انجام انکسار بود اوج اعتبار — تخمے کہ آشنا بزمین شد دمیدنی ہست

ولا - سید حمید الدین

ولا تخلص - سید حمید الدین نام مستعد خان خطاب ہے - آپ سید ابو الطیب خان والا کے فرزند ہین - آپکی ولادت سنہ ۱۲۱۳ ہجری مین بمقام رحمت آباد واقع ہوئی - ابتدائے شعور مین پدر بزرگوار سے کتب درسیہ فارسی عربی شروع کی - مختصرات عربی تا کافیہ پڑھکے مدراس مین آئے اور ملک العلما مولوی علاء الدین لکھنوی و سراج العلما مولوی محمد اسلمی و مولوی تراب علی خیرآبادی محمد حسین ہالی کے حلقۂ درس مین شریک ہوئے تحصیل علوم مین مصروف ہوئے - ذکی الطبع و تیز فہم تھے - تمام طلبہ سے فائق ہوئے چند روز مدرسۂ کمپنی

مین بھی شریک ہے ۔ علما و فضلا سے سند حاصل کرکے اپنے اُس موضع مین آئے جو رحمت آباد کے قریب تھا ۔ زراعت و کشتکاری مین مشغول ہوئے ۔ نہایت تندمزاج و شوخ طبع تھے ۔ جب مشاعرہ اعظم کی مجلس منعقد ہوئی اُسوقت آپ وطن سے یہان آئے اور والد ماجد کی سفارش سے سرکار اعظم جاہ کی خدمت مین ملازم ہوئے ۔ اور خطاب سے سرفراز ہو کے مشاعرہ مین شریک ہوئے چند مدت کے بعد رخصت دائمی لیکر وطن مالوفہ مراجعت کی ۔ وطن مین مدۃ العمر گوشہ نشین رہے ۔ آخر ١٣ تاریخ ماہ رمضان ١٢٦٦ سنہ ہجری مین اس جہان فانی سے عالم بقا کو روانہ ہوئے ۔ شعرگوئی مین والد ماجد سے اصلاح لیتے تھے ۔ فصیح البیان و شیرین زبان تھے ۔

من اشعارہ الفارسی

یافتم از فتنہ کاریہائے خال روے یار		عقل بالادست باشد قامت کوتاہ را
الفت مال تیرہ سازد دل		دیدہ باشی خریطۂ زر را
چون ذرہ راکشد رخ گلگون آفتاب	وله	از خود روم چون شبنم مفتون آفتاب
محفل بادہ کشان بیتو خموش است امشب	وله	قلقل شیشۂ می سحر فروش است امشب
دست و بازو لی کہ گاہے عقدۂ کس وا نکرد	وله	پنجۂ مریم صفت سر تا قدم پیدا عبث
نیست مژگان کہ باطراف دو چشمش پیدا	وله	صف آراشدہ بر میکدہ رندان گستاخ
بہزاد نقش قامت او تا جبین کشد	وله	بنید چو نیتش الفے بر زمین کشد
نام آوری اگر طلبی مہر سجدہ باش		کین خط سرنوشت جبین نگین شد
تا از سواد زلف کسے کامران شدم		قربان روئے کشور ہندوستان شدم
عمریست ہیچ چارہ برہ افتادہ ام		اے من فدائے رہ تو گاہے گذر بکن
جان نذر است بادشاہ آفاق	رباعی بامن	بر سبزہ سرش رفت چو مصحف بر طاق

یا احمد مرسل است بر پشت براق	جبریل بسدرہ یا سلیمان بر تخت

وفا - مرزا عبد الباقی

وفا تخلص - میرزا عبد الباقی الشریف الرضوی نام - گلزار اعظم کے مولف نے لکھا
آپ میرزا محمد شفیع خان وزیر سابق بلدہ گلپائگان کے فرزند ہین - ملک عجم آپکے بزرگان
سلف کا وطن اولاً عراق عرب ثانیاً خراسان و اصفہان تھا - آپکا مسقط الراس
بغداد شریف ہے سنہ ۱۲۰۰ ہجری مین آپکی ولادت ہوئی بیس برس کی عمر تک والد ماجد کی خدمت
مین تربیت و تعلیم پائی - والد کے فوت ہونے کے بعد تحصیل علم کے لئے اصفہان گئے
وہان علمائے عہد مثل ملا علی اکبر و مرزا محمد اسمعیل و مرزا شمشاد وغیرہم سے مستفید ہوئے
علما سے سند علوم و فنون کی حاصل کی ۔ محمد کاظم والہ و فتح علیخان صبا ملک الشعرا کی
خدمت مین شعر و شاعری مین مشق کرتے رہے اساتذہ کی توجہ سے قصائد غرا موزون کرنے
لگے - نو برس کے بعد سیاحت و سیر کے لئے برآمد ہوئے ممالک ایران کی سیاحت کرکے
ہندوستان کے طرف متوجہ ہوئے - حیدرآباد دکن مین پہنچے - مدت دراز تک منیر الملک
بہادر کی خدمت مین عزت و آبرو سے رہے - چندے روز کے بعد حضور ناصر الدولہ بہادر کے
دربار مین باریاب ہوئے بادشاہ کے ندیم و طبیب ہوئے - پہر آپ سنہ ۱۲۴۷ ہجری مین تقاضائے
آب و خورش مدراس مین پہنچے - سرکار کمپنی کے اجنٹ کے پاس منشی گری کی خدمت پر
مقرر ہوئے - ذی استعداد و لائق تہے قصائد گوئی مین استاد تہے - غزل کم کم کہتے تہے
خوشنویس تہے ہفت قلم تہے - فن خطاطی مین استاد مانے جاتے تہے مشاعرہ مین شریک
تہے - آپکی رحلت کی تاریخ معلوم نہین ہوئی - من اشعارہ

غنیمت گر بار رقیبان همنشین ای بیوفا
بر تن از غیرت خار هر موی چون سوزن مرا

مسکن خوبان دل از وفا بود و کنون
بخت واژون بین که بهبود در پی مسکن مرا

خورشید را بجز تو سنجیده ایم صبح
دیدیم چون ستاره مقرون آفتاب

هر نکته که بود نهان در دلم ز عشق
یکایک سرشک بر رخ من جسته جسته گفت

خور بی کسب فروغ بر در ما هم مدام
هست بدریوزگی همچو گدایان صبح

ز وصل یار جدا او فتاده می گوییم
سر نیاز بهر دو نهاده می گوییم

صبح چو طغیان کند اشک جهان پیمای من
آسمان گرد و زمین از چشم انجم زای من

وصفی ۔ مولوی سرفراز علی

وصفی تخلص ۔ سرفراز علی نام ۔ آپ شاہ نجیب بخش ساکن قصبۂ امیٹھی ضلع لکھنؤ کے صاحبزادے ہیں آپکے نسب کا سلسلہ مخدوم بہاء الحق جد ملاجیون شیخ احمد سے منتہی ہوتا ہے آپکی ولادت ۱۲۵۵ سنہ ہجری میں واقع ہوئی ۔ نشو و نما کے بعد مولوی غلام امام شہید کی خدمت میں تعلیم پائی ۔ موزونی طبیعت خداداد تھی ۔ شعر و شاعری کے طرف متوجہ ہوئے مولانا موصوف سے کلام کی مشق کرنے لگے ۔ تھوڑی ہی مدت میں مولانا کی فیض صحبت سے کامل ہوئے ۔ فارسی اردو دونوں زبان میں سخن موزون فرماتے ہیں ۔ آپکا کلام فصاحت و بلاغت سے خالی نہیں ہے شستہ و پاکیزہ ہوتا ہے ۔ آپ صاحب دیوان ہیں ۔ ترانۂ بلبل و نغمۂ عندلیب ۔ و گنج تواریخ ۔ و نغمۂ عشاق آپکی تالیفات سے ہیں ۔ آپ ۱۲۷۹ سنہ ہجری میں حیدرآباد دکن میں وارد ہوئے ۔ صدر مرافعہ میں منشی گری پر مقرر ہوئے ۔ مدت تک عہدۂ مفوضہ پر عمدہ طرح سے کام کرتے رہے آخر رخصت لیکر وطن مالوفہ گئے ۔ وہین

فوت ہوئے - یہہ واقعہ ۱۲۹۳ ہجری مین واقع ہوا- آپکے باقیات الصالحات سے منشی اعجاز علی شہرت تخلص یادگار حیدر آباد مین موجود ہین - نواب خانخانان نظام یار جنگ بہادر کی خدمت مین ملازم ہین۔

صبح ۲ شعارہ الفارسی

مرغ دل در قفس بفریاد است
داد خواہ کدام صیاد است

سر شوریدہ را دو اجستم
گفت سنگ مزار فرہاد است

بیدار شو دیار دلش نرم نگردد
در راہ ہمچ خستہ اثر ہست و اثر نیست

بسکہ دیوانہ آن نرگس فتان گشتم
می شدم جام شدم گردش دوران گشتم

از نرگس مخمور تو دل بیخبر افتاد
دیوانہ چو با مست درافتاد برافتاد

بیمار تو دمساز سپندست درین بزم
بنشست چو برخاست چو استاد برافتاد

گریم چنانکہ اشک کباب جگر شوم
سر تا بپا گدازم و شمع سحر شوم

وصفی اگر بدار کشندم بجرم عشق
من ہم بکشتگان غمش نامور شدم

وصلی - میرزا وصلی

وصلی تخلص - میرزا وصلی نام ہے - عراقی الاصل تھا - خوش طبع و خوش وضع تھا علم و فضل سے آراستہ تھا - سخن سنجی و شعر گوئی سے زیادہ رغبت رکھتا تھا - پرگو تھا ولایت عراق سے حجاز گیا - اور وہان سے جہاز مین سوار ہوکے ہندوستان کے طرف روانہ ہوا - سوء اتفاق سے اہل کشتی تمام بحر فنا مین غرق ہوئے - صرف وصلی صاحب جرعہ نجات کے کنارے پر پہنچا - دریا کے کنارے سے قطب شاہ والی گولکنڈہ دکن کے علاقہ مین آیا سکونت اختیار کی - علاوہ شاعری فن کشتی گیری و پنجہ گیری مین استاد کامل تھا

زور و قوت مین بڑہا ہوا تہا۔ دکنی کشتی گیرون سے اکثر کشتی و پنجہ گیری مین غالب
ہوتا تہا۔ تمام پہلوانان کشتی گیر قابو جو رہتے تہے۔ ایکروز ایک شخص سے پنجہ گیری مین مقابلہ
کیا۔ غالب ہوا تمام کے دلون مین حسد کی آگ بہڑکی۔ زہر دیکے ہلاک کیے۔ یہہ واقعہ
سنہ ۱۱۷۹ ہجری مین واقع ہوا۔ [illegible]

دل فریبانہ بہرہ میبرد و می ترسم	کہ صبا دا بود شش دل نگرانی از پے
نگار من تو چنان تندخو بر آمدہ	کہ کس بہ تندخوئی تو برنمی آید

واقف مولوی شاہ میران محی الدین قادری

واقف تخلص۔ میران محی الدین نام۔ گلزار اعظم کے مولف نے لکہا کہ شاہ احمد ابو تراب
کے فرزند مین آپکی ولادت سنہ ۱۲۱۲ ہجری بمقام اودگیر واقع ہوئی۔ زمانہ خوردسالی
مین والد کے ہمراہ مدراس آئے۔ اور وہان سکونت پذیر ہوئے۔ آپنے کتب درسیہ مولانا
آگاہ و معجز سے ختم کین۔ اور شعر و شاعری مین معجز سے اصلاح لیتے تہے چنانچہ معجز کی
شان مین لکہا ہے

می کند کار مسیحا شعر سحر ایجاد ما	تا غلام محی الدین معجز بود استاد ما

اور ملک العلما مولوی علاء الدین لکہنوی و مولوی سید خیر الدین فائق کی خدمت
مین کتب عربیہ سے فراغت پائی۔ فضیلت و لیاقت کے پیرایہ سے آراستہ ہوئے۔ اقران
و امثال مین نامور اور اپنے حقیقی ماموں حضرت شاہ منصور قادری کے مرید و خلیفہ ہوئے
ریاضت و ہدایت مریدین مین مصروف ہوئے۔ مدرسۂ اعظم مین مدرسی پر مامور
اکثر طلبہ آپکی خدمت مین مستفید ہوتے تہے۔ اور آپکی تعلیم و تربیت کی برکت سے

فائز المرام ہوتے تھے۔ من اشعارہ

بسکہ در عین تعلق گشت آزادی مرا		سایہ سان کائے نیافتند بالم و شادی مرا
از سر حرف انا الحق شد بدست من عصا		حضرت منصور واقف تا بود ہادی مرا
تا بقائے نفس سان سنے	ولہ	شور مانیست اختیاری ما
کرد مارا چو نقش پا واقف		ہادی خلق خاکساری ما
چشم بہجر یار سراسر سپید شد		اشکم بگریہ شست بصابون آفتاب
آید یاد گر روئے زرافشان کسے		دلم از دیدن انجم بہجروش بہشت آ
پندار ہستی تو حجابی ست در نظر		ورنہ بروئے یار کسے پردہ دار نیست

آپ کی وفات کی تاریخ دستیاب نہیں ہوئی۔

واقف شیخ نور العین المتوفی ۱۱۹۵ ہجری

واقف تخلص۔ شیخ نور العین نام۔ آپ قاضی امانت اللہ ساکن بٹالہ ضلع لاہور کے خلف الصدق ہیں۔ آپکے بزرگان سلف موضع مذکور میں منصب قضا پر سلسل یکے بعد دیگرے مامور ہوتے رہے۔ واقف صاحب جملہ کتب درسیہ عربی فارسی سے فارغ التحصیل تھے۔ تحصیل و تکمیل کے بعد مدت دراز تک سخن سنجی و زبان دانی میں مصروف رہے۔ شاعری سے زیادہ دلچسپی رکھتے تھے۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی لکھتے ہیں کہ واقف نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک رات خواب میں یہ مصرع میرے دل میں گذرا خواب سے بیدار ہوتے ہی یہ مصرع موزون کیا ع در خندہ اختیار نداری برنگ گل۔ اور پھر ایسا ہی دوسری شب بھی ایک مصرع دلمیں آیا ع اے چراغت بکف از رنگ حنا زودبیا۔ چھ مہینہ تک

ثانی مصرع کے فکر مین مستغرق رہا آخر یہہ اول مصرع موزون کیا ع

دل ز دستم بہ شبستان غمت گم گردید۔ انتہی کلامہ

واقف اور حاکم لاہوری کے درمیان باہم محبت واتحاد روحانی تہا۔ دونون باہم اتفاق کرکے سیر دکن کے لئیے پنجاب سے برآمد ہوئے۔ بتاریخ ۲۹ ماہ رجب ۱۱۶۷ھ ہجری مین شہر اورنگ آباد وارد ہوئے۔ میر غلام علی آزاد کے پاس فروکش ہوئے ایک ہفتہ قیام کرکے بندر سورت روانہ ہوئے۔ حاکم حرمین شریفین روانہ ہوگیا۔ اور واقف بسبب بیماری وضعف بدن سورت مین سکونت پذیر ہوگیا۔ عذر خواہی مین کہتا ہے ع

گرچہ جان ہیتو بلب نزدیکست دور بودن باد ب نزدیکست

اکثر عوام واقف کی کم ہمتی وبزدلی پر طعن کرتے تہے۔ کہ شرف زیارت وحج سے محروم رہا لیکن اس نے نہ جانیکی وجہ ایسی خوبی سے ادا کی کہ طاعنین خاموش ہوئے۔ جب حاکم نے زیارت وحج سے فارغ ہوکے سورت مین مراجعت کی۔ دونون باہم ملکے سورت سے اورنگ آباد روانہ ہوئے۔ ۱۵ تاریخ جمادی الاول ۱۱۶۸ھ ہجری اورنگ آباد پہنچے۔ شاہ محمود خلیفہ بابا شاہ مسافر کے تکیہ مین فروکش ہوئے تقریبا ایک سال تک رہے۔ اسی مدت مین چند روز حیدر آباد ہی گئے۔ پہر سال مذکور یعنی ۱۱۶۹ھ ہجری مین اورنگ آباد سے وطن مالوفہ روانہ ہوئے۔ رستہ مین مابین بالاپور واورنگ آباد رہزنون نے آپکا تمام سامان واسباب لوٹ لیا۔ بے سروسامانی مین نہایت ہی پریشان ہوئے۔ بالاپور سے میر غلام علی آزاد بلگرامی کی خدمت مین خط لکہہ کے بہیجا اور اپنے واقعات سے مطلع کیا۔ اور حسب حال ایک رباعی موزون کرکے لکہی ع

عینکے وپارہ سیماب باما ماندہ است چشم بیخواب ودل بیتابے باما ماندہ است

گروند غریب عارستے راہزنان	پھر ماندو نماند ہیچ چیز از سامان
بروند ہر آنچہ بود الا عینک	وا ماندہ بجا ہمین دو چشم حیران

آزاد نے اورنگ آباد سے خرچ روانہ کیا۔ دونون بالاپور سے کھولاپور گئے پھر وہان سے لکھا کہ خرچ کافی نہین ہے پھر آزاد نے دوبارہ اعانتہً خرچ بھیجا۔ آخر دونون بزرگ ناگپور ہوتے ہوتے ہوئے بنجاب مین داخل ہوئے۔ وطن مالوفہ مین اعزہ و اقارب کے دیدار سے خوش ہوئے۔ من اشعارہ الفارسی

میان چشم او در بند دارد جان محزون را	پے پائے غزالان بس بود زنجیر مجنون را
نیست می در کار رنگ آن رخ پر نور را	حاجت روغن نباشد چراغ طور را
حسن چون شاہانہ بر کرسی ناز آرد نشست	عشق گرم دار بازی میکند منصور را
در دیار عاشقی ہنگامہ داغ است گرم	سرو بازار یست اینجا ہم کافور را
چون نے نساخت ہمدمے ہیچکس مرا	نالم اگر بشیخ شنود ہمنفس مرا
گفتم کہ او ہم دل ازین دلبران شہر	خندید زیر لب کہ ارادت مقدم است
قربان آن لبیم کہ بخشش نکرد میل	با آنکہ ہر سوال مرا صد جواب داد
ایزد آن عیسیٰ نفس ہر چہ ممکن بود دوا	با وجود حسن یوسف نغمہ داؤ دوا
چشمت گرانی از می چون ارغوان کند	بیمار را زیادتی خواب گران کند
حسن در پردہ محال است کہ ماند پنہان	غنچہ گل گردد و گل نیز ببازار آید
مقبول نیست جز بہ ہم نماز عشق	ما ہیم و خاک کوئے گو ابرو مباش
بسیار دلبرانہ نگہ میکنی مگر	دانستہ کہ دل زتو ای یار میکنم
شب فراق چراغی ز دل فروزم و گریم	چون شعلہ فتم و خیزم چو شمع سوزم و گریم

بگلشن وصف رویت کردم و گل را خجل کردم
ز من شرح پریشان حالی‌ام شب تا بسحر واقف
نمیکند بدے کار زخم کاری من
بصد ہزار جفا از تو نا امید نیم
درخنا کسی نہاد وسنت باین رنگ کہ تو
ایکہ پیوستہ زنی تیر و نداری سپرے
سزاواری بزندان قفس بلبل چہ بینائی
نفس شد قطع از بے ہمہ بہار و بکوہ آرم
دم مزن اے تیغ با ابروئے یار از ہمسری

حدیثے گفتم از موئے تو سنبل را خجل کردم
ہمو عیسیٰ شد او کار لبت کاکل را خجل کردم
بگو کہ جمع کند دل ز من شکاری من
گر از جفائے تو بیش ہست امیدواری من
پنجہ در خون جوانان زدہ پیر شوی
نخوری تیر دعائے سحری از جگری
تو خود کردی چراغ از گل و گلشن ندارستی
مگر زنجا کنم پیوند فریادی بفریادی
بخت کج باشد بلبل قاطع ہیچ ہری

وازع ۔ حکیم شاہ زین العابدین قادری

وازع تخلص ۔ شاہ زین العابدین نام ۔ نسبًا ولقبًا وقومًا قادری مائل ناعطی ہیں گلزار اعظم کے مولف نے لکہا کہ آپ غلام محمد مائل ناعطی المخاطب بہ رضا حسین خان کے فرزند ارجمند ہیں آپکے والد و جد حافظ محمد نواب سعادت مند خان بہادر کے ہمراہ دہلی سے محمد پور میں آئے ۔ سکونت پذیر ہوئے ۔ وازع صاحب جمہ کی ولادت سنہ ۱۲۱۴ ہجری میں واقع ہوئی عقل و شعور کے عہد میں کتب فارسیہ اپنے برادر بزرگ شاہ حسن علی قادری مائل و محمد اسلم خان شایان سے ختم کیں ۔ اور شعر و سخن کی مشق بہی بزرگان مذکور کی خدمت میں کی اور حکیم غلام مرتضی کی خدمتمیں کتب طب کی سند حاصل کر کے مطب میں مشغول ہوئے ۔ اور علوم عربیہ کے طرف متوجہ ہوئے حکیم موصوف کی خدمتمیں

پڑھ کے مولانا سراج العلما محمد شہاب الدین مدرس سے تفسیر و حدیث کی سند پائی - اور علم جفر و رمل و نجوم و تکسیر مین بھی لیاقت و استعداد حاصل کی - علوم و فنون کی تحصیل و تکمیل سے فارغ ہونے کے بعد حضرت عطار اللہ قادری کے مرید اور حضرت سید شاہ احمد قادری کے خلیفہ ہوئے اور علم سلوک و طریقت کے طرف مصروف ہوئے - اکثر اوقات طالبین و مریدین کے درس و تدریس و تالیف و تصنیف مین مشغول رہتے تھے - تحریر و تقریر مین بے نظیر تھے - اور اخلاق و عادات پسندیدہ مین بے مثل - جامع علوم و فضائل تھے - ہر فن کے طلبہ آپکے دولتخانہ پر مجتمع رہتے تھے اور مستفید ہوتے تھے - آپنے اپنی ذات مبارک کو عام و خاص کے لئے وقف کر دیا تھا - افادہ و افاضہ مین کوتاہی نہین فرماتے تھے شعر و شاعری سے دلچسپی رکھتے تھے بشرط فرصت موزون کرتے تھے آپنے چند رسائل مفیدہ تالیف کئے تھے مثلاً فتاوی جمعہ - رسالہ لیلۃ القدر - و صدقۃ الفطر - و تکمیل المہام فی الصیام - و تبصرۃ الواہب - و تکمیل الحجہ فی بیان السنۃ و البدعۃ - و کشف الیقین فی رد شبہات الملحدین - و مرآۃ الحق وغیرہا چند روز مشاعرۂ اعظم کی محفل مین باریاب رہے - ملازمت سرکاری سے فائز المرام ہوئے - آخر مقام بلور مین عزلت نشین و سکونت پذیر ہوئے - آپکے وفات کی تاریخ و سنہ معلوم نہین ہوا بعض احبا سے سنا گیا - کہ سنہ ۱۳۳۰ ہجری مین فوت ہوئے ہین واللہ اعلم بالصواب -

من اشعارہ

سادہ لوحان را تحمل از جفائے خلق نیست	یک نفس باشد متاع صد غبار آئینہ را
ہوشیاری ظلمت افزائے نگاہ باقیست	بیعت سنت سبو کشف الغطا باشد مرا
ورنہ شبہا و آن پری تنہا مرقوب بودہ ام	بیخودی یا گہ جنون انگیخت فتح الباب شد

از خیال زلف پیچانش فتادم در بلا	کسے برآید کشتی آنکس کہ در گرداب شد
برائے صید دلہا مے شاید شانہ زلفہا و	چو صبا بیکد واشگے گسترد آہستہ آہستہ

حرف ہائے ہوز

ہمراز شیخ عبدالقادر

ہمراز تخلص۔ شیخ عبدالقادر نام۔ قادر علیخان بہادر زینت العلماء کے۔ گلزار اعظم کے مولف نے لکہا کہ آپ شیخ امام کے فرزند ہیں آپکے بزرگان سلف کا وطن بیجاپور ہے آپکے والد ماجد محمد پور میں سکونت پذیر تھے۔ آپکی ولادت سنہ ۱۲[illegible] ہجری میں بلدہ نیلور مدراس میں واقع ہوئی۔ نشو و نما و تمیز و شعور کے بعد خواجہ سید شاہ محمد حسینی کی خدمت میں کتب مختصرات سے فارغ ہوکے کتب متداولہ فارسی علما و شعرائے مدراس سے ختم کیں استعداد کامل حاصل کرکے شاعری کے میدان میں قدم رکہا۔ سید ابو طیب خان والا و محمد اسلم خان وجوہری و سعد خان ولا وغیرہم کی خدمت میں اپنا کلام پیش کرتے تھے شعرائے مذکورین کی اصلاح سے کلام درست و شستہ ہونے لگا۔ رفتہ رفتہ درجۂ پختگی کو پہنچا۔ معاصرین میں معتبر شمار کئے گئے۔ اوائل حال میں آپ منشی گری کا پیشہ کرتے تھے یعنی نوجوانان فرنگ کو فارسی و اردو پڑہاتے تھے۔ چند روز بذریعہ تعلیم زندگی بسر کرتے رہے۔ پہر سرکار انگریزی میں ملازم ہوئے۔ متعدد خدمات پر درجہ بدرجہ ترقی کرتے گئے۔ آخر درجہ تحصیلداری ضلع نیلور میں فائز المرام ہوئے سرکاری مہمات کے انتظام میں نہایت ہوشیار و تجربہ کار تھے۔ امانت و دیانت کے ساتھ امور مفوضہ کو انجام دیتے تھے حسن خدمات کے صلہ میں خطاب مذکور سے مخاطب ہوئے۔ سرکار کے نزدیک معتبر علیہ ہوئے

خوش خلق و نیک خو تھے۔ مہمان نوازی مین مشہور تھے۔ وارد و صادر کی خدمت مقیم و مسافر کی رعایت اپنی حیثیت سے زیادہ کرتے تھے۔ اور احبا و اقربا کے ساتھ حسن سلوک فرماتے تھے۔ اور نہایت تواضع و انکساری سے پیش آتے تھے۔ آپ حضرت شاہ محمد ملتانی کے مرید و خلیفہ تھے آپکی رحلت کی تاریخ دستیاب نہین ہوی۔ من نتایج طبعہ

بیطاقتی چو راہنما می شود مرا
نازم بضعف خویش کہ مانند بوے گل

آہ رسائی خویش عصا می شود مرا
مرکب ز دوش باد صبا می شود مرا

ولہ

چہ پرسی اے پریرو حالت دیوانہ خود را
چمن را اعتبار تازگی از پایہ افتادے

گریبان چاک و بہر خاک در جان حسرتے دارد
نہی جستی گر از رخسار گلگونش تو بس گل

ولہ

دلت ہمراز شد محو ہواے گلشن دنیا
بیاد لعل بیہایش چو لالہ خون دل شم
صبا شوخی مکن با طرہ زلف نگار ینش
در حجاب زلف روئے خویش پنہان کردہ
اے جنون دیگر چہ نالم بلبل آسا در چمن
گر آید بر مزارم ان بت نیرنگ ما لغ سے

دے بہ بیوفا ئیہا ئش خندہ بے تامل گل
سراپا آتش و چون آتش یاقوت خاموشم
چو بوئے گل ز تحریک نوا زسر ما پر دہ پوشم
بہر صبح وطن شام غریبان کردہ
چو گلم چاک گریبان تا بدامان کردہ
بر آید از نے پر استخوانم بانگ ناقوسے

ہمدم۔ شاہ محمد نقی برہانپوری

ہمدم تخلص۔ شاہ محمد نقی نام۔ مرزا محمد خافیخان کا خلف الصدق ہے۔ مرزا محمد خافیخان مورخ کے بنائرہ مین ہین۔ آپکے جد اعلی نواب مغفرت مآب آصفجاہ مرحوم کے دیوان تھے ہمدم کی ولادت برہانپور مین واقع ہوی۔ خاندانی علم و فضل موروثی تہا۔ آپ بہی بیس بارہ سال

کی عمر مین فارغ التحصیل ہوئے - مگر طبیعت درویشی کے طرف مائل تہی فتوحات مکیہ و فصوص رات دن مطالعہ مین رہتی تہی یکایک ایمین محبت الہی کا ولولہ و جوش پیدا ہوا دنیا و ما فیہا سے تارک ہوئے - ہر وقت دیدہ گریان اور دل بریان رہتے تہے - آخر برہانپور سے حیدر آباد آگئے حضرت شاہ شمس الدین محمد الحسینی جو سید عماد الدین شاہ محمود الحسینی نعمت اللہی کے خلف الصدق و سجادہ نشین تہے - اُن کی خدمت مین بیعت کی خلعت فقر سے مفتخر ہوئے - خزان و بہار کے مولف نے لکہا کہ حضرت نے دیکہا کہ ہمدم نیک کردار و پسندیدہ اطوار ہے - بناءً علیہ آپ کو دامادی سے سرفراز و ممتاز فرمایا - چند مدت بسر کرکے حضرت سے حرمین شریفین کی زیارت کے لئے رخصت لی - اور روانہ ہوئے چار سال کے بعد حج و زیارت سے واپس آئے - مرشد کی درگاہ مین مقیم ہوئے - انتہی کلامہ - عالم فاضل و منشی بے نظیر تہے طبیعت مین ذکاوت ترقی پر تہی شعر گوئی کا خیال ہوا - فارسی و اردو دونون زبانون مین کہنے لگے میر سید محمد والہ حیدر آبادی سے ابتدا مین اصلاح لینے لگے - خود استاد آپکی کلام کو دیکہکر کہتے تہے کہ اُستادانہ کلام ہے اصلاح کی ضرورت نہین چند روز اصلاح برائے نام لی پہر ترک کردی - فارسی کلام نہایت ہی شیرین و بامزہ ہوتا ہے اور اردو بہی لطافت و نزاکت سے خالی نہین ہوتا ہے - آپ تا العمر حیدر آباد مین رہے آخر ۱۲۱۵ہجری مین فوت ہوئے -

من اشعارہ الفارسی

در ملک عجم عشق تو شاہ است دل ما	با فوج سرشک اہل سپاہ است دل ما
تابوت بسازید ز شاخ گل نرگس	جان دادہ شمشیر نگاہ است دل ما
گشتہ است نقرہ باف بیابان ز ماہتاب	ز جوش سحر شیر بمیدان ز ماہتاب
رنگین شدہ است تا کہ ترا از نگار دست	پردہ ست رنگ دست تو از نو بہار دست

دل بگیسوی پریشان تو زنجیری نیست — وله — گوی من خوردم چوگان تو زنجیری نیست

حاصل آبی و تابی بودت وانه اشک — وله — چشم گریان دل بریان تو زنجیری است

کی حق نمک کند فراموش — وله — عاشق که لبت مکیده باشد

یوسف که بچاه گشت پنهان — حسن تو بخواب دیده باشد

ساخت با سوز هر آنکس هنری پیدا کرد — وله — سوخت بر شمع چو پروانه پری پیدا کرد

نیاز و تاب بهیت ماه چون سوی تو می آید — وله — بنازم آفتابی را که بر روی تو می آید

دل دیوانهٔ ما را بافسون بستن و گشتن — تکلف برطرف از زلف و ابروی تو می آید

دل سیپاره می آرد نیاز مصحف رویت — چو همدم باوضو از اشک خود سوی تو می آید

بیجا میکرد ما را مست و مدهوش — وله — تیغی ساغر بکف مینا در آغوش

شاخ سنبل را قلم کن گر نویسی صفت او — وله — مصرعی از قطعهٔ خوش خط ریحانست زلف

قطعهای باغ حسنش سیر کن از چشم سیر — نرگستانست چشم و سنبلستانست زلف

ما زخم دل خویش بمرهم نفروشیم — وله — شادی بستانیم و عوض غم نفروشیم

شاه مردان بود امام من — وله — گرچه باشد کسی امام کسی

تو معنی خط آن خوشدهن چه میدانی — وله — ز نقطه هیچ نخواندی سخن چه میدانی

ز مخموری بمیخانه فتادم بر قبا جامی — وله — عصای گردن مینا کف صهبا سبو هستی

مبادا بشکند موی کمر از بار میترسم — سنه از نازای نازک میان بر تار مو هستی

من اشعار الهندی

جان بر لب رسیده باقی تھا — مجھ میں اور عشق میں حساب ہوا

کردو تم جو یار کھو گلابی جان پہلو میں — وله — تمہیں ہم کا شیفتہ بر میناے سر شار دیتے ہیں

نہ شب بر میں آتا نہ دن منہ دکھاتا — وله — نہ احوال سنتا نہ مجھکو بلاتا

تڑپتا ہوں روتا ہوں جلتا ہوں ہجران سے — وله — دل خون ہوا میرا دلبر کے ہاتھوں

آرائش حسن کو جب وہ بیٹھے گا کر روبرو آئینے کو مصاحب — وله — دیکے جا کہیا ان میری شانہ زبانی تو سب بھید زلف و کاکل کہنا

تاریک راتوں میں باریک تارے و نین — وله — زلفوں کی بالوں میں الجھا میرا دل

ان مار پیچوں سے اس منکی مہری کو — وله — افسون گری سے فسونگر پھر آ جا

ہجران کی تلخی سے دل بھرا ہیگا — وله — میرے سلونے سے کوئی جا کے بولو

کڑوی کسیلی رقیبوں کی باتوں سے — وله — ہوں ترش لب سے میٹھا چکھا جا

قاتل نگہ کی ہے شمشیر تجھ پاس ہم — وله — شہادت کا رکھتا ہے خواہش دل

ظالم تغافل کا اب وقت نہیں ہیگا — وله — یک زخم کاری ادا سے لگا جا

ہادی۔ عبد الہادی اورنگ آبادی

ہادی تخلص۔ عبد الہادی نام۔ آپکا اصلی وطن اورنگ آباد ہے۔ شاہ سامی کے تلامذہ میں سے ہے۔ علمی لیاقت و استعداد سے معرا تھا مشہور ہے کہ شاہ سامی اُسکو کہدیتے تھے۔ لچھمی نرائن تذکرہ چمنستان میں کہتے ہیں کہ مجکو شہرت کی تصدیق ہوئی واقع میں ہادی کچھ نہیں تھا کیونکہ جسوقت میں حیدر آباد آیا اُسوقت میاں ہادی سے ملاقات ہوئی ایک ہی منزل میں ہم صحبت ہے کئی مرتبہ میں نے مصرع ریختہ طرح کئے مگر اس عزیز سے ایک مصرع بھی سرزد نہوا۔ کثرت ملاقات سے آدمی کا حسن و قبح معلوم ہوتا ہے مجھے ثابت ہوا کہ یہ بیچارہ بے سرمایہ ہے۔ ہاں حسن صبح رُت جمال سے آراستہ تھا اکثر صورت پرست اُن کی صورت پرستی کرتے تھے حسن مجازی سے احسن الخالقین کی طرف پہنچے تھے انتہی کلامہ

مین کہتا ہون کہ ہادی کا مصرع طرح پر غزل لکہنا ابیات کو نہین ثابت کرتا کہ وہ محض نے بہرہ اور شعرگوئی کے کوچے سے ناآشنا ہو شاید اول کہتا ہو۔ اب کسی وجہ سے ترک کردیا ہو اکثر شعرا نے ایسا کیا ہے مثلاً شاہ سراج اورنگ آبادی ورسا لکے اورنگ آبادی جلیل القدر شاعر تھے ابتدا مین خوب کہتے تہے۔ آخر مین جب مرید ہوئے اور تمام مکروہات و ممنوعات سے توبہ کیئے از انجملہ شعرگوئی بہی یک لخت ترک کردی تہی۔ یہی قیاس ہادی کے نسبت کرنا چاہیئے۔ ہادی صاحب دیوان ہے۔ دیوان کے کم و بیش ہزار نسو ابیات ہین۔ ہادی حیدرآباد مین سکونت پذیر ہوگیا تہا سنہ ۱۳۰۹ ہجری مین زندہ تہا اسکے بعد فوت ہوا تحقیقاً تاریخ فوت دستیاب نہین ہوی اس وجہ سے قلم انداز کیا۔

من اشعارہ الہندی - مدح شاہ سامی

مجھے ہے ورد زبان بسکہ نام سامی کا ... رہون مین کیون نہ ثنا خوان مدام سامی کا

مسیح وقت اگر مین کہون تو ہے برجا ... جو روح بخش سخن ہے کلام سامی کا

میری سری کیا ہے زبان کو اہل سخن ... نہین یہہ کام کسیکا ہے کام سامی کا

شرف ہے مجکو جہان کے سخنورون پہ تمام ... ہوا ہون جب سے مین ہادی غلام سامی کا

حاجی علی اکبر رمال کی شان مین

چلکین ہے دلچسپ از بس حاجی اکبر کے سخن ... سنکے اسکے شعر مین گلشن مین سب بلبل خموش

نقد دل لیتا ہے میرا ایک میٹھی بات مین ... یہہ دہن تیرا ہے ظالم کیون نہو حلوا فروش

کیون نہو آنکہون کو میری تیرے دیدے دوستی ... دل میرا ہے شیفتہ گر آنکہین تیری ہین بادہ نوش

وله

نصیبون مین نہ تہا دو جنکو ہرگز پوچہتا نہین ہم ... حبیب اپنا شفیق اپنا نگار دلربا اپنا

جہان فانی مطلق ہے عبث دلبستگی اسمین ... یہہ اپنا نہ اپنا رہے آخر خدا اپنا

یار تجھہ پر مہربان ہوئیگا مت ہو بیقرار — ہادی کامل سے مجھکو یہہ بشارا ہو گیا

وله

دلدار پر میرے ہے عجب کچھہ بہار آج — ہے آفتاب حشر مگر آشکار آج

وله

غم کی آتش بیچ جل گئی یہہ ہماری تن دلیکھ — ہات جل جاویگا ڈرتا رہ انگاروںکو نچھیڑ

وله

سن یہہ قائل ہادی کامل کی یہہ گفتار ہے — ایک کا مائل ہو بلبل ہزاروںکو نچھیڑ

وله

ہے سرنگون چمن مین اور زرد رنگ غم — نرگس کو جب سے تمنین نگہہ بتایا بیان مین

عشق کی سب ہے نابیان تو ن دیکھہ — کہین عاشق ہوا ہو تیون سمجھی

ہاشمی - شاہ ہاشم بیجاپوری

ہاشمی تخلص - شاہ ہاشم نام - بیجاپوری الاصل ہے - علی عادلشاہ کے زمانہ مین تھا نصرتی ملک الشعرا کا معاصر تھا - اندھا مادرزاد تھا - مگر اسکے دل کی آنکھہ روشن تھی نہایت ذکی و فہیم تھا - ہندی مین غزلین رنگین کہتا تھا - اکثر اسکا کلام ایہام و تلازم شعریہ مین ڈوبا ہوا ہوتا تھا - قصہ یوسف زلیخا کو دکنی زبان مین نظم کیا ہے - لچھمی نرائن نے تذکرہ چمنستان شعرا مین اسکا تخلص ہاشم دکنی لکھا ہے شاید بوجہ نام تخلص مین شبہہ ہو گیا ہو کسی تذکرہ نویس نے سہواً بجائے ہاشمی ہاشم ہی لکھہ دیا ہو گا -

لچھمی نرائن نے بھی اسی تذکرہ غلط نویس کی پیروی کی نام و تخلص مین فرق نہین کیا یا ہاشم کوئی اور ہو - اور ہاشمی بیجاپوری اور ہو واللہ اعلم - سیدی مسعود خان بیجاپوری ہاشمی سے حسن عقیدت و اخلاص رکھتا تھا - ایکروز محل سرا مین ہاشمی کو اندر بلایا تمام اہل حرم موجود تھے کوئی پردہ نہین ہوئے اسوجہ سے کہ وہ نابینا تھا ہاشمی نے اسوقت سیدی مذکور کو ایک ایسی غزل سنائی جسمین اہل حرم کے لباس و زیور اور شکل صورت کا

ذکر تھا۔ تمام اہل حرم کو گمان ہوا کہ یہہ شاعر بیٹا ہے وہاں سے اٹھہ کر سب پردے مین پوشیدہ ہو گئین۔ ہاشمی اشعار مین عورت کا عشق مرد پر بیان کرتا ہے بخلاف عرب کے وہ مرد کا عشق عورت پر ظاہر کرتے ہین۔ اور اہل ایران مرد کا عشق مرد پر۔ ہاشمی نے اس طرز مین قرآن شریف کی متابعت کی کیونکہ اسمین زلیخا کا عشق یوسف پر ہے آپکا انتقال سنہ ۱۰۹۹ ہجری مین واقع ہوا ہے۔ **من اشعارہ الھندی**

رضا گر مجکو دیتے ہی کرون گی پھر نجا واز		اگر مجھہ ہو دیگی فرصت صبح پھر آؤنگی چھوڑو
اگر کوئی آکے دیکھے گا تو دلمین کیا کھیگا		مجھے بدنام کیا کرتے کھین مین جاؤنگی چھوڑو

ہاتف میر عاشق حسین جان حیدرآبادی

ہاتف تخلص۔ میر عاشق حسین جان نام آپ حکیم عنایت علیخان شاہجہان پوری کے فرزند ہین۔ آپکے جد اعلی میر لطف علی المخاطب حکیم شفائی خان بندگانعالی نواب ناصر الدولہ مغفور کے زمانہ مین ہند سے حیدرآباد دکن مین آئے۔ بندگانعالی کے دربار مین باریاب ہوئے۔ بندگانعالی نے معتمد الملک کا خطاب و منصب مناسب سے سرفراز فرمایا آپکے جد اعلی سرکار عالی کے نہایت ہی شکرگزار ہوئے اور اس ریاست مین سکونت پذیر ہوئے۔ خوشحالی و فارغبالی سے رہنے لگے۔ ریاست کے امرا و شرفا بھی حکیم صاحب کی بڑی تعظیم و توقیر کرتے تھے۔ آپکے والد نے بھی فن طبابت مین عمدہ لیاقت پیدا کی تھی۔ تشخیص و نباضی مین بے نظیر تھے۔ بیمار کی طرف خوب توجہ فرماتے تھے۔ بیماری کا حال خوب استفسار کرتے تھے۔ اگر کوئی صاحب مرض جلدی کرتا تھا تو آپ اُسکے معالجے سے دست بردار ہوتے تھے۔ آپنے اسی شہر مین کتب فارسی عربی علما شہر سے

پڑہین اور فن طب کو جو آپکا موروثی پیشہ ہے والد ماجد کی خدمت مین حاصل کیا
خوش وضع نیک سیرت پاکیزہ صورت میانہ قد خندہ پیشانی ہین عمر تخمینا پچاس
برس کی ہوگی - آپنے شعر گوئی کا فن میر سرفراز علی الہ آبادی وصفی المتوفی ۱۲۹۵ہجری
سے حاصل کیا مدت تک مرحوم کی خدمت مین مشق بعد ازان حکیم نواب مرزا احمد خان
ہوش بریلوی کی خدمت مین سخن کی اصلاح لیتے رہے - فارسی واردو دونون زبانون مین
کہتے ہین - کلام پاکیزہ ودرست ہے مثنوی نغمات توحید اردو مین آپکی تصنیف سے ہے

من اشعاره الهندی

یاد آتے ہین ترے رخسار کے سرو روان		بہول جاتا ہون چمن مین گل کی نکہت دیکہکر
چہوڑدی جوشی جفا ہی وائے قسمت یار نے		کاوش زخم جگر کا محو لذت دیکہکر
جان کورو تی ہو ہاتف کیا کہین جو بہت		دل لگاتا تہا کسی سے نیک ساعت دیکہکر
اپنی حقیقت اپنی خود یکو مٹا کے دیکہہ	ولہ	رہنما ہے کون لمبین راہ سر جہکا کے دیکہہ
مذہب ہاتف مسکین کو نہ پوچہو ہم سے	ولہ	لوگ کافر جسے کہتے ہین مسلمان ہے یہی
اڑ جائے مدینہ کیطرف کو میرا لاشہ	ولہ	مین خاک رہ کوئے رسول عربی ہون

ہادی - ابو الحسن محمد داؤد حیدر آبادی

ہادی تخلص - ابو الحسن کنیت - محمد داؤد نام - حیدر آبادی المولد والمنشا ہین -
طبیب و حافظ قرآن ہین فارسی وعربی مین بقدر ضرورت لیاقت وقابلیت رکہتے ہین
سخن سنج وسخن فہم ہین - فارسی شعر گوئی مین مولوی عبد العلی صاحب متخلص بوالہ سے
مشق کرتے رہے - اور اردو مین مرزا قربان علی بیگ سالک سے اصلاح لیتے رہے - دونو

استادون کی توجہ سے دونون زبان مین شاعر ہوگئے ۔ جو کچھ کہتے ہین خوب کہتے ہین کلام سلیس و با محاورہ ہے ۔ آپکی عمر تقریباً پچاس برس کی ہے ادام اللہ بقاہ

من اشعارہ الہندی

گریہ ہی رہا حال مرے شور و بکا کا
تاب رخ انور سے بڑہا حسن مہ و مہر
کیا حال کیا کیا کہون فرقت مین شب غم

اللہ نگہبان ہے پہر ارض و سما کا
رتبہ ترے زلفون سے گہٹا مشک خطا کا
بیتا ہے یون کہ ارض کا نالون نے سما کا

من اشعارہ الفارسی

دارم تن فگار و دل و اغدار را
ما از برائے الفت تو آفریدہ ایم
من دشت وحشت از خودی خود نمیبریم

یک درد نیست جان من بیقرار را
پروانہ شمع را بود و گل ہزار را
آہم کشان کشان ببرد جسم زار را

ہنر گیان رائے حیدرآبادی

ہنر تخلص ۔ گیان رائے نام ۔ آپکے اجداد کا اصلی وطن جہجر ضلع دلی تہا ۔ مگر آپکی ولادت سنہ ۱۲۲۸ ہجری مین بمقام دولت آباد واقع ہوئی ۔ نشو و نما کے بعد والد نے وطن کو روانہ کر دیا تہا ۔ آپکے والد وطن سے نواب قلیچ خان بہادر کی رفاقت مین حیدرآباد آئے ۔ خزان و بہار کے مولف نے لکہا کہ حسین قلیچ خان بہادر خسرپورہ خلد منزل بہادر شاہ الخ ۔ اور چند روز رہکر وطن کو روانہ ہوئے پہر تانیا عالم علیخان برادرزادہ امیرالامرا حسین علیخان بہادر کے ہمراہ منشی گری کی خدمت پر آئے ۔ پہر بدستور چند روز کے بعد دلی جانا ہوا ۔ پہر تیسرے دفعہ نواب آصفجاہ کی

ملازمت مین شریک ہوئے ۔ نواب قدردان کی خدمت مین مدت العمر رہے ۔ آخر آپکے والد حیدرآباد دکن مین فوت ہوئے ۔ نواب آصفجاہ نے گیان رائے ہنر کو وطن سے بلوا کر باپ کی جگہ مرحمت کی ۔ نواب نظام الدولہ کی رفاقت مین شاہجہان آباد دلی روانہ فرمایا ۔ دلی سے مراجعت کے بعد بہت انعام و اکرام سرکار سے مرحمت ہوا ۔ گیان رائے آخر عمر مین اورنگ آباد مین گوشہ نشین ہوا ۔ اور استاد میر غلام علی آزاد بلگرامی کے خدمت مین حاضر رہتا تہا ۔ شعرگوئی مین ہوشیار و ذہین تہا ۔ مضامین رنگین سے کلام کو آراستہ کرتا تہا ۔ آخر سنہ ۱۱۷۰ ہجری مین عالم عناصر سے خارج ہوا ۔

من اشعارہ الفارسی

دوش در آئینہ تمثال رخ یار افتاد		آنقدر آب شد از شرم کہ از کار افتاد
صورت گر جمال تو چون اہتمام کرد	وله	رنگہا کرد و اشت در قلم خود تمام کرد
سیہ پوشیدہ سنبل بد چون حال پریشانم	وله	ندانم زلف مشکین کرا یارب نظر کردم
رفتہ ام دیوانہ زیر خاک و سرگز کس نکرد	وله	از شرار سنگ طفلان شمع تربت روشنم
نفرماید بعرض جوہر جرأت فلک خصمت		چو شمشیر اصیل افتادہ ام در دست نامردے

باب حرف یائے تحتانی

یوسف عادل شاہ

یوسف تخلص ۔ یوسف عادلشاہ نام ہے ۔ فرشتہ و دیگر مورخین نے آپکے حسب و نسب کی نسبت لکھا کہ رومی الاصل ترک نژاد خاندان آل عثمانیہ سے ہے ۔ سلطان مراد المتوفی سنہ ۸۵۵ ہجری کا فرزند ہے جب مراد مرحوم کے بعد سلطان محمد اسکا فرزند بزرگ برادر یوسف صاحب تخت نشین ہوا ۔ ارکان دولت نے عرض کیا کہ بادشاہ مرحوم کے عہد مین ایک شخص نے

دعوی کیا تہا کہ مین ایلدرم بایزیدم کا فرزند ہون قریب تہا کہ سلطنت عثمانیہ مین فتنہ برپا ہوجائے
لیکن حکمت عملی سے وہ فتنہ فرو کیا گیا تہا۔ پس بلحاظ حفظ ما تقدم بادشاہ اولاد سلاطین
سے سوائے ولیعہد کے کسیکو زندہ نرکہے۔ تاکہ آیندہ کوئی فتنہ برپا نہو۔ بناءً علیہ سلطان محمد
نے اپنے برادر کوچک یوسف صاحب جمہ کے قتل کا حکم دیا۔ ارکان دولت اہالی سیاست
مع جلاد حرم سرا کے دروازہ پر آئے کہ یوسف کو قتل کرکے جنازہ باہر لیجائین۔ سلطان محمد
کی والدہ اپنے فرزند خورد یوسف سے زیادہ محبت رکہتی تہی۔ لخت جگر کے قتل کی خبر سے
نہایت ہی پریشان و حواس باختہ ہوئی۔ ارکان دولت سے درخواست کی کہ شاہزادہ کو
آج کی رات مہلت دیجیے تاکہ مین اسکے دیدار سے محظوظ ہون۔ کل صبح آپکے سپرد کردونگی
ارکان دولت نے قبول کیا۔ ایک رات کی مہلت دی مہلت ملتے ہی وہ عفیفہ لخت جگر
کی حفاظت کی فکر مین مصروف ہوئی۔ رات ہی کو خواجہ عماد الدین محمود گرجستانی سوداگر
ساکن ساوہ کو بلایا فرمایا خواجہ آپکے پاس کئے غلام فروختنی ہین۔ جواب دیا کہ پانچ غلام
گرجی اور دو چرکس حسب الحکم ملکہ تمام غلام حاضر کئے گئے۔ دو غلام چرکس سے ایک جو
یوسف کا ہمشکل و ہمرنگ تہا خرید لیا۔ اور اس راز مخفی سے کسیکو خبر نہ ہوئی۔ پہر سوداگر
سے تمام واقعہ بیان کرکے کہا کہ اگر تو اسوقت مدد کرے تو مین تجکو زر و جواہر سے مالا مال
کردونگی۔ یعنے یوسف کو غلامون کے زمرہ مین شریک کرکے ملک عجم مین روانہ کرے
خواجہ مال و زر کی طمع سے اسی شب یوسف کو ہمراہ لیکر بغداد روانہ ہوا۔ اور دلمین منت مانی
کہ اگر مین شاہزادے کے ساتہہ مع الخیر عراق عجم مین داخل ہوجاؤنگا تو خمس مال شیخ صفی
کے مرقد پر اتہین سمرقند کو دونگا۔ صبح برآمد ہوتے ہی ارکان دولت حرم سرا کے
دروازہ پر پہنچے اور یوسف کو طلب کیا۔ والدہ سلطان نے غلام گرجی کو یوسف کے

معاوضہ مین بہیجدیا۔ جلادونے اس بیگناہ کو قتل کیا۔ اور بموجب رواج لاشہ کو مکفون
کرکے دفن کردئے۔ خواجہ عماد الدین سوداگر مع یوسف سہ جانب عجم مین مع الخیر پہنچا
اردبیل مین جاکے شاہ صفی کے مرقد پر نذر مقصود ادا کیا اور شاہزادے یوسف کو
شاہ موصوف کی بیعت سے مشرف کیا۔ پہر خواجہ اپنے وطن مالوفہ ساوہ مین آیا۔ شاہزادہ کی
تربیت وتعلیم مین مشغول ہوا۔ اپنے فرزندون کے ساتھہ تعلیم کرنے لگا۔ ایک سال گذرنے
کے بعد یوسف کی والدہ نے پوشیدہ ایک معتبر شخص فرزند دلبند کی حالت دریافت کرنے
کے لئے بہیجا۔ شخص مذکور ساوہ مین آیا۔ یوسف سے ملا۔ ایک خط یوسف کے ہاتہہ لکہوا کے
روم روانہ ہوا۔ جب اسکندریہ مین پہنچا بیمار ہوگیا۔ ایک نیم سال کے بعد روم مین پہنچا۔
شاہزادے کی والدہ کو یوسف کی خیریت سے آگاہ کیا۔ اور خط بہی دیا۔ والدہ فرزند کا خط
دیکہہ کے بہت ہی خوش ہوئی۔ پہر چند روز کے بعد شاہزادے کی انا کو مع فرزندان انا
روانہ کیا۔ جب شاہزادے کی انا اور اُس کے فرزند ساوہ مین پہنچے۔ اُسوقت خواجہ عماد الدین
سوداگر ہندوستان گیا تہا۔ انا کے پہنچتے ہی خواجہ کے اہل وعیال راز مخفی سے آگاہ ہوئے
کہ یوسف عثمانیہ خاندان کے شاہزادون سے ہے۔ رفتہ رفتہ یہہ خبر ساوہ کے حاکم کو معلوم
ہوئی۔ اُس ظالم نے ایک جعلی مقدمہ قائم کرکے اُن سے چار سو تومان لئے۔ انتہی کلامہم
پہر بسوء اتفاق وگردش زمانہ سے یوسف صاحب ترجمہ وحاکم ساوہ کے درمیان مخالفت
واقع ہوئی۔ یوسف نے مضطرب الحال ہوکے مسافرت اختیار کی۔ ساوہ سے شہر قم مین
آیا۔ اور مصمم ارادہ کیا تاوقتیکہ ساوہ کا حاکم معزول نہو جائے۔ ساوہ مین مراجعت نہین کریگا
بعد ازان قم سے بطریق سیر وسیاحت برآمد ہوا۔ کاشان واصفہان سے سیر کرتے ہوئے
شیراز مین پہنچا۔ چند مدت شیراز کے باغات سیرگاہون مین عیش وعشرت کے ساتہہ

زندگی بسر کرتا رہا۔ وہاں سنا کہ ساوہ کا حاکم معزول ہو گیا خبر کے سنتے ہی مراجعت کا
ارادہ کیا۔ یکایک خواب میں خضر علیہ السلام سے بشارت پائی کہ ہند کا سفر کر فائز المرام ہو گا
نیز اُس بشارت کے پاتے ہی ۸۶۴ھ ہجری میں بندر ہرمز سے کشتی میں سوار ہو کے مع الخیر
والعافیہ مصطفیٰ آباد عرف بندر دابل پہنچا۔ وہاں خواجہ عماد الدین تاجر سے جو اُسکا محسن
و مربی تھا ملاقات کی۔ پھر خواجہ کے ہمراہ محمد آباد بیدر روانہ ہوا۔ اُسوقت نظام شاہ بہمنی
خورد سال حکمران تھا۔ اور خواجہ محمود گاوان وزیر خواجہ گرجستانی و محمود گاوان میں باہم
محبت و اتحاد کا رابطہ مربوط تھا۔ اسلئے گرجستانی نے خواجہ گاوان سے کہا کہ آپ میرے
یوسف کو بادشاہی چیلوں میں شریک فرما دیجئے۔ محمود گاوان کے توسل سے بارگاہ بہمنی
میں باریاب ہوا۔ بادشاہی چیلوں میں شریک کیا گیا۔ آہستہ آہستہ ترقی کے درجہ پر
عروج کرتا گیا۔ بادشاہ کی ملازمت میں اکثر کارنمایاں کئے اور متعدد معرکوں میں کامیاب
و فیروزمند ہوتا رہا۔ بادشاہ و وزیر کے نزدیک معتمد علیہ تھا۔ خواجہ کا دست گرفتہ و تربیت یافتہ
کہلاتا تھا۔ خواجہ محمود گاوان کی توجہ و عنایت سے بیجاپور کا صوبہ دار ہوا تا انقراض سلطنت
بہمنیہ صوبہ کا انتظام عمدہ طرح سے انجام دیتا تھا۔ جب سلطنت بہمنیہ منقرض ہو گئی تمام
صوبے خود مختار ہو گئے ہر ایک نے شاہی خطاب اختیار کیا۔ چنانچہ ۸۹۵ھ ہجری میں یوسف نے
عادلخانی سے عادلشاہی لقب اختیار کیا اور شاہانہ مختارانہ حکومت کرنے لگا۔ بہمنیہ عہد
میں بظاہر سنی المذہب تھا لیکن اقتدار و اختیار کی حالت میں امامیہ مذہب کی اشاعت پر
کمربستہ ہوا۔ واقع میں یوسف عادلشاہ صاحب ترجمہ بموجب قول فرشتہ و دیگر مورخین کی
الاصل خاندان عثمانیہ سے ہے۔ آبائی طریقہ پر سنی المذہب تھا لیکن شاہ صفی کی ارادت
و عقیدت اور علمائے عجم کی صحبت کی وجہ سے شیعہ بن گیا تھا۔ ۹۰۸ھ ہجری میں ایک مجلس عظیم

مستعد فرمائی۔ اسمین تمام امرائے امامیہ مذہب مثلاً میرزا جہانگیر قمی و حیدر بیگ و سید احمد
صدر و دیگر علمائے امامیہ حاضر ہوئے۔ پس بادشاہ نے حاضرین کے سامنے بیان کیا کہ
مجکو خضر علیہ السلام نے عالم خواب مین سلطنت کی بشارت دی تھی اور فرمایا تھا جب تجکو
سلطنت نصیب ہو جائے اسوقت امامیہ مذہب کو تقویت دینا اور سادات و اہل بیت کو
معزز و مکرم رکھنا مین نے عہد کیا تہا کہ فیروزی کے بعد مذہب شیعہ کو رواج دونگا۔ خدا نے
آج وہ دن نصیب کیا۔ آپ سب کیا فرماتے ہین تمام نے کہا مبارک ہے بسم اللہ بعض نے
کہا ہوشیاری و احتیاط کے ساتھہ کرنا چاہئے ایسا نہو کہ امرائے سنی حنفی المذہب ہین۔
اور محمود شاہ بہمنی موجود ہے ملک احمد نظام الملک بحری و عماد الملک و امیر برید و غیرہم
سنیان پاک اعتقاد ہین۔ بادشاہ نے تمام حاضرین کی تقریر سنکے فرمایا ہرچہ باداباد مین
اپنے عہد کو ایفا کرتا ہون۔ خدائے تعالی حامی مددگار ہوگا۔ پس روز جمعہ ذیحجہ سنہ مذکورہ
مین جامع مسجد قلعہ بیجاپور مین خطبہ بنام ائمہ اثنا عشر علیہم السلام پڑہا گیا۔ اور اذان مین
کلمہ اشہد ان علیاً ولی اللہ پڑہا گیا۔ اور خطبے سے صحابۂ کرام کے اسمائے گرامی نکالے گئے
باوجود اشاعت مذہب امامیہ یہ بندوبست کیا کہ کسی شیعہ کی مجال نہ تہی کہ صحابۂ کرام و سنیان
اسلام کے نسبت حقارت کا لفظ زبان سے نکالے۔ بنائً علیہ باہم فریقین سے تعصب بالکل
دور ہوگیا تہا۔ علمائے جعفری و فضلائے حنفی و شافعی باہم شیر و شکر کی طرح اختلاط
و آمیزش رکھتے تہے۔ مذہب کے معاملہ مین کوئی بحث و تکرار نہین کرتا تہا۔ اور اس بیت کے
مضمون پر کاربند تہے

گر آن بہتر و رین بہتر تراچہ		چون حلقہ ماندہ بر در تراچہ

مساجد و معابد مین ہر ایک فریق اپنے طریق پر عبادت کرتے تہے کوئی کسیکا مزاحم نہین ہوتا تہا

کوئی اپنے مذہب کی فضیلت و بزرگی کا مدعی نہیں ہوتا تھا۔ بعض امرا مثلاً میان محمد
الملقب بعین الملک اور خان جہان حبشی و محمد خان سیستانی وغیرہم اگرچہ فتنہ و فساد پر مستعد
ہوئے۔ لیکن بادشاہ نے تمام کی دلجوئی کی اور لکہو دبنکر دلدہی کا مضمون نہایت
نرمی و لطف سے دلنشین کیا تمام راضی ہوگئے۔ اور عین الملک کو سپہ سالاری سے معزول فرمایا
احتیاطاً بادشاہ نے خفیہ پولس مقرر کی کہ ہر ایک کی جانب سے خبر دیتے رہیں انتہی کلامہ۔
فرشتہ نے سید احمد ہروی صدر سے نقل کی ہے کہ سید کہتا ہے کہ یوسف عادلشاہ ہوشیار
و تجربہ کار تھا سخاوت علم سے موصوف اور شجاعت عدالت و خیرات حسنات میں معروف
تھا۔ خطاط تھا۔ خط نستعلیق خوب لکھتا تھا۔ علم عروض و قافیہ میں مہارت تمام رکھتا تھا۔
اور علم موسیقی میں استاد۔ طنبور و ستار خوب بجاتا تھا۔ اہل علوم و فنون کا اعزاز و اکرام کرتا تھا
ہمیشہ اسکی مجلس میں شعرا و علما کا مجمع رہتا تھا۔ قدما کے اشعار پڑھے جاتے تھے اور سلاطین
سلف کے تذکرے ہوتے تھے شعر و شاعری سے دلچسپی رکھتا تھا کبھی کبھی خود بھی شعر کہتا تھا
عیش و طرب کو امور سلطنت کے ساتھ رکھتا تھا۔ ایک ساعت ملک رعایا کے حال سے
غفلت نہیں کرتا تھا ہمیشہ ارکان دولت کے سامنے عدل و داد امانت و دیانت کی تعریف
کرتا تھا تاکہ ارکین کے قلوب میں صفات مذکورہ کی طرف رغبت زیادہ ہو جائے۔
اور ان کے اخلاق شائستہ سے ملک میں آسائش تمام پیدا ہو جائے۔ تنومند قوی ہیکل تھا
حسن و خوبی میں گویا یوسف زمانہ تھا۔ باوجود پیری و ریش سفیدی اسکے حسن و خوبی کی
دکن میں ایسی شہرت تھی کہ اس کے دیدار فیض آثار کے لئے دکن کے اطراف و جوانب سے
عالم خلائق بیجاپور میں آتے تھے سواری کے دن راستہ میں صف بستہ کھڑے ہو کے نظارہ
کرتے تھے اور زبان حال سے کہتے تھے ؎ رہزن کاروان زہد و پرہیز ❊ بدعت نہ

دوستی خصمے آمیز چہ درکوئے تو از ہجوم نظارگیان ÷ مے جائے شناور [illegible]
جہانگیری زمانہ مین ایران و توران و عربستان و روم سے صاحبان علم و فضل و ہنر [illegible]
کاروان کو خطوط و خرچ راہ بہیجکے اپنے پاس بلاتا تہا۔ اور اُن کی عزت و توقیر [illegible] کرتا تہا کہ
اسکے سایۂ عاطفت مین شکرگزار ہو کر زندگی بسر کرتے تہے۔ اور بیجاپور کو وہ اہل کمال [illegible] زیب
دیتے تہے۔ اور یہان ایسے جمع تہے کہ مرکز اُٹہتے تہے۔ انتہی کلامہ۔

قلعہ بیجاپور قدیم عمارات راجگان سلف کی تعمیر سے تہا۔ قلعہ مذکور کی تعمیر گلی و فنا کی تہی عادلشاہ نے پختہ گچ و پتہر سے بنایا۔ یادگار باقی ہے۔ مکند راؤ مرہٹہ جو محمد شاہ بہمنی کے امرا کی اولاد سے تہا اسکی دختر نیک اختر کو جو حسن و جمال مین حور و پری سے کم نہ تہی اُسکا نام پوبجی خاتون تہا مسلمان کر کے بموجب شرع شریف اپنے نکاح مین لایا۔ اس عفیفہ سے چار فرزند پیدا ہوئے۔ ایک بیٹا شاہزادہ اسمعیل عادلشاہ اور تین لڑکیان۔ ایک مریم سلطان منکوحہ برہان نظام شاہ۔ دوم خدیجہ سلطان زوجہ علاء الدین عماد الملک سوم بی بی ستی زوجہ محمد شاہ ثانی بہمنی۔ اس بادشاہ نے بیس برس ۲ ماہ نہایت شان و عظمت کے ساتھہ سلطنت کی۔ اکثر راجگان دکن کو خراجگذار بنایا سنہ ۹۱۵ ہجری مین بندر گوا کو دوبارہ مسخر کیا تہا۔ آخر سنہ ۹۱۶ ہجری مین بقول بعض سنہ ۹۲۰ ہجری مین سوء ہضمی مین مبتلا ہو کر بعمر ۷۵ سالہ بہشت برین روانہ ہوا۔ قول اول معتبر ہے چنانچہ کسی شاعر نے رحلت کی تاریخ کہی خود رضا

بگفتا نماندہ شہنشاہ عادل ÷ حسب الوصیت قصبہ گوگی مین شیخ جلال الدین عرف شیخ چندا کے قریب دفن کیا گیا شیخ سے ارادت صادق رکہتا تہا یوسف عادلشاہ کا حال مفصل محبوب الوطن کے حصۂ دوم طوائف الملوک مین بیان کیا گیا ہے

ان کنت شائقًا فارجع الیہ۔

من اشعارہ الفارسی

تا بار غم عشق کشد قافلۂ ما — گلہا شگفد ہر طرف از مرحلۂ ما
با آنکہ بجان با تو نکردیم بجیلے — پیش دگران بہر چہ کردی گلۂ ما
تبخالہ بہ لب آمدہ بر پارۂ عشقت — زنقیم کہ شد مادی رہ آبلۂ ما
ما مسئلہ فقہ ندانیم چہ یوسف — آسان شدہ از عشق بتان مسئلۂ ما

ولہ

گر دارسی بدرد دل ناتوان من — کے می برد بمرگ کسان رشک جان من
درد دل خود ار نکنم کار مشکل است — ظاہر کہ میکند بتو درد نہان من
با آنکہ صد رہم بجفا آزمودہ — تیغے کشیدہ زپئے امتحان من
اے گل شنیدہ است بگوش تو قصہ ام — بلبل نخواند وقت سحر داستان من
گویا کہ بلبلان چمن نقل کردہ اند — حرفے زبیوفائی گل از زبان من
یوسف بزاری دل من گوش کس نکرد — کو بخت آنکہ گوش کند نکتہ دان من

ولہ

مرا زبادۂ جامی فراغ یعنی چہ — سبو سبو خم خم ایاغ یعنی چہ

رباعیات منہ

دوشینہ بر آستان یار از سر درد — می مالیدم سرو دو دست و رخ زرد
بر حلقۂ در دست زدم گفت چرا — بیہودہ بود کوفتن آہن سرد

ولہ

اے آمدہ و یدن زخت وقت صبوح — آثار ہزار گونہ اسباب فتوح
آثار نکوئی از رخت می تابد — زان روست کہ رویت شدہ آئینہ روح
آنکس کہ علم بہ نیکنامی افراشت — در مزرع دہر تخم نیکوئی کاشت
نیکو نامان زندہ جاوید اند — مردا نکہ بمرد و نام نیکو گذاشت

یار ۔ مرزا محمد یار بیگ

یار تخلص ۔ مرزا محمد بیگ نام ۔ خزان و بہار کے مولف نے لکھا ہے کہ آپ مرزا [illegible] بیگ
بن دوست بیگ خان کے خلف الصدق ہین ۔ آپکے جد امجد والا شاہ عالم بہادر شاہ
ہند کے عہد مین ولایت بلخ سے ہند مین وارد ہوئے منصب مناسب پر ممتاز ہوئے
یار صاحب ترجمہ کی ولادت سنہ ۱۲۳۶ ہجری مین شہر اورنگ آباد مین واقع ہوئی نشو و نما بہی یہین کی
زمین مین ہوا ۔ عالم شباب کے عہد مین کتب درسیہ فارسیہ عربیہ سے فراغت حاصل کی
ذکی الطبع سخن طراز و معنی پرداز تہا فکر رسا و ذہن صفا سے کلام رنگین و شیرین موزون
کرتا تہا ۔ اپنی طبیعت کے سوا کسی سے اصلاح نہین لیتا تہا ۔ آخر جب بلیغ اورنگ آباد دکن مین
رونق افزا ہوئے اُسوقت نہایت حسن ارادت و عقیدت سے موصوف الیہ کی خدمت مین
پہنچا اور اپنے اشعار آبدار کو بغرض اصلاح نظر اشرف مین گذرانا ۔ حضرت بلیغ نے آپکے
اشعار کو زیور اصلاح سے آراستہ کیا ۔ آپنے شکریہ مین حضرت کی مدح مین دو قصیدے
لکہے اور اسمین اپنی شاگردی کا اظہار کیا ۔ اس مقام مین ہر ایک قصیدہ سے چند شعر
ذیل مین بطور نمونہ گزارش کرتا ہون ۔ وہ یہ ہین ؎

بلبل طبع شد نگار سخن — می زند جوش نو بہار سخن
سنبل زلف سبزہ خط را — میکشم خط پے نثار سخن
گشت از فکر ناقصان ما ان — ساقط از مرکز اعتبار سخن
سخن خود رسان بگوش بلیغ — کہ برو آمدہ مدار سخن
نیست جز او بقدرت و شوکت — اندرین عرصہ شہسوار سخن
لفظ از فکر صائبش معنی — معنی از لفظ او نگار سخن

طفل کج مج زبان بلفظ فصیح	صید معنی کند شکار سخن
از بلاغت بلیغ شد نامش	گرد در عالم اشتہار سخن

ایضاً اسی ردیف مین باختلاف قافیہ

وصف لف کاکل آید از پریشاں خاطران	خویش را پیچیدہ ام در سنبلستان سخن
از خمار بیدماغی خاطرم افسردہ است	لغزش مستانہ میخواہم ز مستان سخن
عمرہا در انتظارش خون دل حل می کنم	تاکشم بر صفحہ جدول ز دیوان سخن
خانمان چون ہشت جنت را بحسرت دادہ ام	آشیان داری ہمی خواہم ز بستان سخن
شد مسلم ملک معنی مر ترا زیر نگین	ختم شد امروز بر نام تو عنوان سخن
اے ترا لفظ و معانی ہمچو من حلقہ بگوش	خامہ ات شان دگر افزود بر شان سخن

آپ خوش اخلاق و عمیم الاشفاق تھے۔ اوصاف پسندیدہ و صفات ستودہ سے موصوف تھے۔ احباب و اصحاب کے ساتھہ نہایت نیازمندی خاکساری سے پیش آتے تھے۔ آپنے ایک مثنوی چندر بدن و مہیار کے قصہ مین لکھی ہے۔ مثنوی کا ہر ایک شعر فصاحت و بلاغت مین ڈوبا ہوا ہے۔ من ابیاتہ

قلم در خون کشد افسانہ عشق	پروانہ عشق
بیا ساقی کہ دل بیتاب گردید	بحسرت سیماب گردید

مہیار کے حال مین کہتا ہے کہ جابجا کرم خوردہ تھا

پا بر خار می رفت		قدم منصور سان بر دار می رفت
سرشک او متاع کاروان بود		قدم با نالۂ دل ہمعنان بود
روان شد نونہال سرو پامال	در ہجر چندر بدن	فغان قمریش فریاد خلخال

من اشعاره الفارسی

گرچہ صد محشر ز شور نالۂ ما رنگ ریخت
آشنائے گردش رنگینش نشد پیمانۂ ما

آنکہ نازش بر رخ آئینہ مژگان تنگ کرد
کے نگاہم او شوخی در وصل [illegible]

ولہ
ز حسن خویش در عشقم بد نشست آگاہی
کہ داد آئینہ در دست نو بہار

ولہ
وسعت صحرائے وحشت تختگاہ عاشق است
بود آہ نارسا چتر سیاہ عاشق است

بے شکوہ سلطنت نبود سر دیوانگان
سنگ طفلان در رباتش بارگاہ عاشق است

ولہ
از خلوت آئینہ چو بنشست
فریاد ز نو بہار برخاست

ولہ
سرمہ آلود نگاہ کہ بدادم رسید
نالہ خون شد بدلم گفت [illegible] عشق [illegible]

ولہ
ز دیدہ بے تو خون ناب میریزد
نمک بر زخم دلم ماہتاب می ریزد

ولہ
چشم مستش تا بخواب از غلطان فتنہ بود
فتنہ بیدار در آغوش مژگان خفتہ بود

برگ برگ این چمن آئینہ دار حیرت است
محو رخسار تو شاید در گلستان شدہ

ولہ
تا فرق تہ آرہ جا نگاہ نکردیم
چون شانہ دران زلف سیاہ نکردیم

در حسرت فریاد ہمہ بال و پرم سوخت
تنگ است قفس نالۂ دل خواہ نکردیم

ولہ
در دل زیاد چشمش میخانہ می تراشم
از گردش نگاہش پیمانہ می تراشم

ولہ
یادے از کاوش مژگان درازے کردیم
سینہ را پیشکش ناخن بازی کردیم

ولہ
بگسلاند تار نازش چون گریبان از جنون
نو بہار گریہ ام طاقت گزار آستین

سیل اشکم چون گذشت از جویبار آستین
موج طوفان خیز شد ہر تار تار آستین

ولہ
آتشے افروخت در دل اضطراب تحفہ
سوخت آخر شوق بے پروا کباب تحفہ

کردہ ام ترک ستمگر انتخاب تحفہ
خون ساغر می کشد جائے شراب تحفہ

وله

نقطهٔ صفر است تبخال والف آه رسا — دفتر دیوانگان دار و حساب تحفه

نه سر زلفش گرفتم من نه بوسیدم لبش — خود بخود می پیچد و دارد عتاب تحفه

وله

دیده ام شیرین ادا گلگون شعار طرفه — تلخ گوئی نیک بد عهدی نگار طرفه

چشم نرگس زلف سنبل چهره گل شمشاد قد — اے جنون نام خدا آمد بهار طرفه

نوبهار جلوه آمد آمد انداز کیست — صد چمن گل کرده می آید غبار طرفه

من اشعاره الهندی

مشت پر صیاد اسکو جانکر زندان نہ بھیج — ایک چمن گل ہے ارے ظالم بہائے عندلیب

نو بہار آئی قفس سے کون پہنچا ہے اب — گل کو عشق اور ہمصفیرون کو دعائے عندلیب

وله

نہین ہوس ہمکو شراب لعل اور ساغر سفید — ہجر مین خون جگر بس اور چشم تر سفید

یار فرش اطلس و زربفت کچھہ درکار نہین — میکشون کو بس ہے اک مہتاب کی چادر سفید

وله

ٹک ایک انصاف کے نظرون سے دیکھہ ا باغبان نرگس — خمار آلودہ آنکھون کے برابر ہے کہان نرگس

نکل گھر سے کہ سیر نو بہار انتظاری ہے — یہان آنکھین کھلی ہین یار کے ظالم وہان نرگس

وله

ست بوجہ حال لکا جیسا کباب و آتش — اشک و آہ میرا جون شمع آب و آتش

اس شعلہ رو کی آنکھین جب سے نظر پڑی ہین — یکسان ہے مجکو ساقی جام شراب و آتش

سووے ہے آشیان مین کس نیند فصل گل مین — مجکو عجب ہے بلبل تیرا یہ خواب و آتش

ظالم لبون پر تیرے اس رنگ پان کے دیکھے — ہے سبز سنگ حسرت لعل خوش آب و آتش

گرمی سے می کے اسکا چہرہ ہے یار عرق ناک — اعجاز حسن دیکھو ایک جا ہے آب و آتش

یکدل - میر علیمردانخان

یکدل تخلص - میر علیمردان خان نام - آپ سید محمد موسوی والہ کے فرزند ہین

آپکا مولد و مسقط الراس شہر حیدر آباد دکن ہے۔ فارسی و عربی کی کتب درسیہ والد ماجد سے پڑہی۔ فن میں استعداد و کامل ہوا۔ حیدر علیخان کے عہد مین بالا گہاٹ ارکاٹ مین گیا۔ وہان ملازم ہوا۔ اپنی نیک کرداری و کارگزاری سے مستحق علیہ ہوا۔ چند مدت کے بعد حسب الطلب والا جاہ پائین گہاٹ مین آیا۔ نواب والا جاہ کے دربار مین باریاب ہوا۔ نوابصاحب نے تعظیم و تکریم کی اور سیف الملک بہادر کی تعلیم کے لئے مامور فرمایا۔ موزون الطبع تہے کبھی کبھی کلام موزون فرماتے تہے۔ کلام خوبی کے زیور سے آراستہ ہوتا ہے۔ نزاکت و لطف سے مملو۔ صاحب دیوان ہین۔ دیوان قصائد و غزلیات سے بہرا ہوا ہے۔ آخر آپنے اس دار فانی سے دار القرار کی طرف ۱۲۰۰ ہجری مین رحلت کی انا للہ و انا الیہ راجعون۔ من اشعارہ الفارسی

خواستم ہرچند پنہان عیب خود سازم — طفل اشک بیقراری میکند رسوا مرا

ولہ

چو آسیا بہ تمنائے رزق سرگردان — نمود گردش این گنبد کبود مرا

ولہ

آئینہ مشربیم ز روشندلی خویش — عکس جمال دوست بود در کنار ما

ولہ

کے بہ چشم آساید ز بیتابی ہجر — طفل اشکم از ازل با دامنم خو کردہ است

ولہ

تا خانہ بدوشم براہش ز تجرد — چون سایہ شب روز وطن ہمسفر ماست

ولہ

گر خضر قصہ از سر زلف تو سر کند — تا روز حشر نیز بپایان نمیرسد

ولہ

ز بیکسی گلہ نیست در دلم یکدل — گہر ز گرد یتیمیش آبرو دارد

ولہ

کے تواں دید بسوئے دگرے کز نجرش — موج اشکم شدہ زنجیر بپائے نگہم

امروز کباب دل من گشتہ نمک سود
ہر بسملم ای شوخ تو خندان شدہ باشی

یاد - مولوی خواجہ حمید الدین

یاد تخلص۔ خواجہ حمید الدین نام۔ آپ خواجہ عالم کے فرزند ہین۔ آپکا مولد و منشاء شہر حیدرآباد ہے۔ آپنے عالم شباب مین فارسی عربی مین لیاقت و استعداد حاصل کی۔ شعر گوئی و سخن فہمی سے رغبت تمام رکہتے تہے۔ جو کچھ کلام موزون فرماتے تہے پسندیدہ ہوتا تہا۔ آپکو میر عبدالولی عزلت سے تلمذ ہے۔ اور آپ تاریخ گوئی مین بیمثل اور شطرنج بازی مین بے بدل تہے۔ اس فن کے اساتذہ کے ساتھ فرزین اٹھا کے کہیلتے تہے اور بازی لیجاتے طرف ثانی کو مات دیتے تہے۔ درویشانہ و قلندرانہ وضع رکہتے تہے۔ آپ شاہ عنایت اللہ خلیفہ رحمت اللہ قدس سرہما کے مرید تہے۔ پیر کی توجہ سے صاحب دل و صاف باطن تہے۔ قلیل معاش مین گذرا اوقات کرتے تہے صابر و قانع تہے۔ زیادہ طلبی کی ہوس نہین فرماتے تہے۔ ایک وقت آپکے دلمین حرمین شریفین کی زیارت کا شوق پیدا ہوا۔ فوراً حیدرآباد سے مدراس مین آئے جہاز پر سوار ہو کے متبرک مقامات مین پہنچے۔ زیارت سے مشرف ہو کے مدراس مین واپس آئے۔ چند روز کیلئے سکونت پذیر ہوئے۔ پہر یکایک برخاستہ خاطر ہو کے وطن مالوفہ حیدرآباد مین آئے عزلت نشین رہے۔ آخر سنہ ۱۲۱۶ ہجری مین فوت ہوئے۔ من کلامہ

یاد علیست در دمن حرز جان من	ولہ	یاد علیست در دمن حرز جان من
ہر کہ تعبیر پرسیدم ز من وحشت گرفت		دیدہ ام در خواب شاید چشم آہوئے کسے
مطرب از اشعار جامی ہلالی ہم بگو		الفتے دارم بچشم مست و ابروئے کسے

تاریخ تولد و وفات حسنین اکبرین

سر بدرست حسن ہم دل بچشم دست حسین		جان بچشم و دل بدرست کیلئے ز تولین

ہم سر نجم و سر سبعۂ سیارہ بدان   کہ طلوع قمرین است و غروب شمسین

آپ نے اپنی رحلت کی تاریخ قبل از مرگ کہی تہی تاریخ سے آپکی روشندلی

وصاف طینتی ثابت ہوتی ہے۔ **ہو ہذا**

جاے تاریخ بہر ابن عاصی		خوانده باشید فاتحۂ اخلاص ۱۲۱۶ھ

نواب منور الدولہ احمد یار خان بہادر ممتاز جنگ حیدر آبادی

یار تخلص۔ احمد یار خان نام منور الدولہ ممتاز جنگ خطاب ہے۔ نواب آصف جاہ ثانی کے عہد مین منصب پنج ہزاری سے سرفراز تہے۔ آپ نواب شجاع الدولہ بہادر دلیخان ناظم حیدر آباد کے خلف الصدق ہین اور حیدر آبادی المولد۔ والد ماجد کے سایۂ عاطفت مین دکن مین تربیت و پرورش پائی۔ نشو و نما کے بعد تحصیل علوم و فنون مین مشغول ہوے چند مدت کے بعد استعداد و لیاقت حاصل کی طبیعت مین موزونی خدا داد تہی شعرگوئی شروع کی۔ ذہن وقاد و طبع نقاد رکہتے تہے۔ تہوڑے ہی زمانہ مین ہمعصرون مین بڑہ گئے کلام مین پختگی و شستگی معلوم ہونے لگی۔ فارسی و ہندی دونون زبانون مین خوب کہتے تہے لچھمی نرائن صاحب شفیق تخلص چمنستان شعرا مین لکہتے ہین کہ نواب صاحب حسن خلق و تواضع سے موصوف ہین۔ قریب غریب سے کمال محبت و اخلاص سے ملتے تہے۔ فقیر پر بہی نہایت مہربانی فرماتے ہین۔ غزل کے کسی ایک شعر مین فقیر کو یاد کیا ہے ؎

اگرچہ حسب ظاہر ہین جدا ہین   ولے معنی مین ہین یکیار و صاحب

انتہی کلامہ۔ لچھمی نرائن کی تحریر سے معلوم ہوا کہ آپ ۱۱۷۵ہجری مین زندہ تہے۔ یاران ہم مشرب کے ساتہہ ہم نوالہ و ہم کاسہ تہے۔ بعد ازان ۱۱۸۵ہجری مین عالم فانی سے

عالم جاودانی کو روانہ ہوئے ۔ بہار و خزان کے مولف نے لکہا کہ یار صاحب نے جمعہ ۸۳ سنہ ہجری مین بیرون شہر پناہ اورنگ آباد گہوڑے پر جارہے تہے یکایک گہوڑے سے زمین پر گرے چند مہینے ضرب کی سختی مین مبتلا رہے آخر پانچ تاریخ ماہ شوال سال مذکور مین فوت ہوے والد کی مسجد بنا کی ہوئی مین مدفون ہوئے ۔ انتہی کلامہ ۔ یہہ قول معتبر ہے

من شعراء الهندی

بہار گلشن خوبی چمن مین آیا ہے
ہمارے دلکو ناحق خوبرو ہر دم جلاتے ہین
چمن مین رنگ اُڑ جاتا ہے پہولونکا خجالت سے
نتیجہ اُن کی الفت کا ہمین آخر کو کیا ہوگا
گریبان چاک مطعون جہان بدنام عالم ہون
مجہے پوچہا کہ کہو تم مین وفا ہے کہ نہین
یار سے ترش ہو اوروں سے یہہ میٹھی باتین

کہان ہے جام کہان ہے شراب کا شیشہ

وله

کہین بتکدہ کے ہی برہمن کو ستاتے ہین
رنگیلے ہونٹ تیرے جب ہنسی سے کہل کہلاتے ہین
عبث سنگین یون ہے اپنے دلکو ہم لگاتے ہین

وله

پڑی چاک اسطرح کی ہائے رسوائی ہے جینے مین

وله

مین کہا تم تو کہو تم مین جفا ہے کہ نہین
کہو ن آزردہ تمہارے سے بجا ہے کہ نہین

کہا مین اُس شعلہ خو کو اک دن جل گیا جی تیری جفا سے
غضب سے تیوری چڑہا کر مجکو کہا مین پہر کیا کرون بلا سے
زبان جرأت کو تب تو مین نے دراز کر کر کہا کہ سُن تو
کہ یہہ کون ڈہب ہے جواب دینے کا مٹک تو وسواس کر خدا سے
یہ بات سنتے ہی کر تبسم کہا خدا سے تو تو ڈرا کر
جفا کے شکوے کو ہم سے کرنا بعید تہا یہ تیری وفا سے
خوشی مین ملا ہے اسکو مین نے کہا کہ صاحب بہلا سنو تو

جو درد دل کو نہ کہئے تمسین تو کب تلک بیٹھئے حیا سے
صنم نے میرے سخن کو سن سن کہا کہ اتنا نہ مضطرب ہو
جو ابتدا کو نہین سمجھتا تو کیا خبر ہوگی انتہا سے
یہ راہین مشکل ہین ایسی اہو تمین کیون قدم کو رکھا ہے تینّے
اگر تو واقف نہین ہے جا پوچھ یار جیسے تو مبتلا سے
یہ عشق کا پنتھ سب سے نیارا ہے اسمین آنیکا فائدہ کیا
خوشی مین بیٹھا رہو تو اپنی تجھے غرض کیا وفا و جفا سے

موسم ہولی مین ہوئے ہین شہید	ولہ	آج وہ قاتل بسنتی پوش ہے
بلبل کے سنکے شد فغان چین جبین لا	ولہ	گل نے کہا کہ کان تیرے تڑک اُٹھی
کیا گل کے نام مین بھی ہے اعجاز عیسوی		بلبل ہوئی پڑی تھی سو سنتے ہی پھڑک اُٹھی
باغبین کہتی تھی بلبل ہائے رے انتک پڑی	ولہ	دل جلا میرا نب اس گل مین ٹھنڈک پڑی

من اشعار الفارسی

چو می بینیم کہ جام می بکف دلدار می آید		بلب از توبہائے خویشم استغفار می آید
برنگ قلقل می تازہ می سازد دماغم را		چو آن مینا دہن وز نکہت گفتار می آید
بادہ کشیم و عصیان کشیدہ ایم	ولہ	بشکن ز جام ساقی کوثر خمار ما
در گل زمین شعر بہ نیرنگ فکر	ولہ	رشک طاؤس ہست دیوان مصطفے کار ما
گفتیم در خیال رخت رفت خواب ما	ولہ	آئینہ دید آن بت حاضر جواب ما

	سگش از راہ وفا از پئے ما می آید سگ او نیم کہ از راہ وفا می آید	

یکدل - محمد انور مراد آبادی

یکدل تخلص - محمد انور نام - آپ شیخ محمد خان مراد آبادی کے فرزند ہین - آپکے والد ماجد مراد آباد مین نواب آصفجاہ بہادر کی دیوانی کچہری واقع مراد آباد مین داروغہ تہے - اسوقت نواب غفران مآب وہان حکمران تہے - پہر خدمت داروغگی سے چند روز کے لئے نیابت دیوانی پر مقرر ہوئے - نیابت دیوانی کے زمانہ مین فوت ہوئے میان محمد انور جوان صالح و ذی استعداد و لائق تہے - آصفجاہی مقربین کے زمرہ مین شریک ہوئے - آپ صاحب کمال و ہر دل عزیز تہے - پہر نوابصاحب نے آپکو باورچیخانہ کا داروغہ مقرر کیا - مدت تک اسی خدمت پر مامور رہے - جب نوابصاحب حسب طلب بادشاہ ہند دکن سے دلی روانہ ہوئے آپ بہی ہمرکاب تہے - دلی مین پہنچکر سنہ ۱۱۵۱ ہجری مین آخرت کا سفر اختیار کیا - شعرگوئی مین لائق و ہوشیار تہے - آپکے اشعار مرغوب و دلچسپ ہوتے ہین مضامین شیرین معانی رنگین سے آراستہ و پیراستہ ہوتے تہے - خوش رویہ و خوش اخلاق و ظریف الطبع صاحب مذاق تہے - اور تماشائے رقص و سرود پر فریفتہ و شیفتہ تہے اکثر رقص سرود کے مجلسون مین شریک ہوتے تہے - اور خود بہی مکان پر جلسے کرتے تہے - آپکے مکان پر یاران ہم مشرب کا جلسہ رہتا تہا عیش و عشرت مین زندگی بسر کرتے تہے - من اشعارہ الفارسی

روئے تو ہر کہ دید بمصحف شبیہ گفت ‏ ‏ ہر کس شنید ذالک لاریب فیہ گفت

عابد ز کعبہ گفت سخن عارف از رخش ‏ ‏ قربان او شوم کہ ز وجہے وجیہ گفت

ولہ

از مسلک تمیز رہ عشق دور بود ‏ ‏ رفتن مرا ز خویش بہ این رہ ضرور بود

شب جلوه کرد باده و زاهد ندید هیچ | وله | در آفتاب دیدهٔ خفاش کور بود

بے شاہی شود نسق مملکت خراب | | شب بے تو در قلمرو دلہا فتور بود

صحرا نشین شد از ضرر اختلاط خلق | | مجنون ما بہ بین چه قدر باشعور بود

ندیدہ ایم راستی ز بس بطبع مردم دنیا | وله | وزان رو سلام این کجان از دست چپ کردم

الحمد لله والمنه که درین ایام فرخنده انجام حصهٔ اول و دوم محبوب الزمن تذکرهٔ
شعرائے دکن مولفه والد ماجدم مولوی ابوتراب محمد عبد الجبار خان صوفی الملکاپوری
البراری الحیدرآبادی باعانت سرکار عالی نظام خلد الله ملکه الی یوم القیام
بحسن اهتمام میر وزیر علی صاحب خوشنویس بتاریخ ۱۵ ماه ذیقعده
سنه ۱۳۲۹ هجری مطابق ۲ دے سنه ۱۳۲۱ ف
در مطبع رحمانی مطبوع شده
مقبول خاص و عام گشت
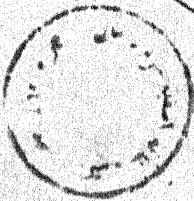
راقم
محمد صدر الاسلام خان ولد مولانا ابوتراب
محمد عبد الجبار خان صدر مدرس مدرسه اعزه
حیدرآباد دکن

تاریخ طبع زاد مولانا جامع الفضل والکمال مولوی عبدالجلیل صاحب المتخلص بہ نعمانی سلمہ اللہ تعالے

صوفی از بہر سخن سنجان نہاد از برائے سال تالیف و شیوع	یادگارے ہمچو محبوب زمن تذکرہ گفتم از روئے دکن ۱۳۲۹ ہجری
مولوی صوفی ملکاپوری تذکرہ بنوشت بہر شاعران کلک نعمانی رقم زد سال آن	از کمال جامعیت علم و فن جامع انحاء تحقیق سخن خوب دو لحیث محبوب زمن ۱۳۲۹ ہجری

تذکرہ سے آغاز تالیف کا اور دکن کے تعمیہ سے اتمام تالیف اشاعت کا سنہ نکلتا ہے

اعلان

چونکہ اس کتاب کا حق تالیف محفوظ ہے بغیر اجازت راقم کوئی صاحب قصد طبع نفرمائیں بعوض اقع نقصان اشتہا میں ہان جسقدر نسخے مطلوب ہون راقم سے طلب فرمائین۔

نوٹ

جس کتاب پر مولف کی مہر یا دستخط نہو وہ مال مسروقہ سمجھا جائے

المشتہر

محمد عبد الجبار خان صوفی ملکاپوری براری حیدرآبادی صدر مدرس

فارسی عربی مدرسۂ عزہ